کلیاتِ نصیر

(منظوم و منثور تخلیقات)

مثنوی بدر العرفان فی آثار القرآن

گلستانِ نصیر | مرقعِ قلندر | درگاہِ عشق

قلندرِ دوراں، غوثِ زماں، غریب النواز، خواجۂ خواجگاں

خواجہ جی محمد غلام نصیر الدین نصیرؔ

چشتی نظامی چاچڑوی سیالوی رحمانی رحمۃ اللہ علیہ

(سجادہ نشین اول دربارِ عالیہ رحمٰن شریف، فیصل آباد)

سرپرستِ اعلیٰ

صاحبزادہ محمد ناصر نصیر جانی

چشتی نظامی چاچڑوی سیالوی رحمانی نصیری جوہری

(سجادہ نشین سوم دربارِ عالیہ رحمٰن شریف، فیصل آباد)

نورِ ذات پبلشرز، لاہور

(شعبہ نشر و اشاعت: بزمِ فکرِ اقبال، انٹرنیشنل)

Noor_e_Zat Publishers

جملہ حقوق بحق سجادہ نشین دربار عالیہ رحمٰن شریف محفوظ ہیں

کتاب	کلیاتِ نصیر (منظوم ومنثور تخلیقات)
تصنیف وتالیف	خواجہ خواجگان حضرت خواجہ غلام نصیر الدین چشتی نظامی چاچڑوی سیالوی رحمانی رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین دوم، دربارِ عالیہ رحمٰن شریف، پرنسپل بدر کالج فیصل آباد
سرپرستِ اعلیٰ	جناب صاحبزادہ محمد ناصر نصیر جانی چشتی نظامی چاچڑوی سیالوی رحمانی نصیری جوہری سجادہ نشین چہارم دربارِ عالیہ رحمٰن شریف، فیصل آباد
تدوین وتالیف	ڈاکٹر محمود علی انجم
کمپوزنگ	محمد آصف مغل
طابع	نورِ ذات پبلشرز، لاہور
قیمت	3000 روپے
سنِ اشاعت	۱۴۴۴ھ/۲۰۲۳ء
ملنے کا پتہ:	دربار رحمٰن شریف، بدر کالج، چک جھمرہ روڈ، محلّہ رحمٰن شریف، فیصل آباد

﴿مشمولہ کتب﴾

کتابِ اول	مثنوی بدر العرفان فی آثار القرآن، جلد اول (پارہ اول تا پنجم)
باراول	۱۴۱۳ھ/۱۹۹۲ء
باردوم	۱۴۴۴ھ/۲۰۲۳ء
صفحات نمبرز	3 تا 124
کتابِ دوم	گلستانِ نصیر (نعتیہ مجموعہ)
باراول	۲۰۲۱ء
باردوم	۱۴۴۴ھ/۲۰۲۳ء
صفحات نمبرز	125 تا 286
کتابِ سوم	مرقع قلندر
باراول	۱۹۸۵ء
باردوم	۲۰۱۳ء
بارسوم	۱۴۴۴ھ/۲۰۲۳ء
صفحات نمبرز	287 تا 342
کتابِ چہارم	درگاہِ عشق
باراول	جمادی الثانی ۱۴۰۶ھ (مارچ ۱۹۷۶ء)
باردوم	جمادی الثانی ۱۴۲۸ھ (اپریل ۲۰۰۷ء)
بارسوم	۱۴۴۴ھ/۲۰۲۳ء
صفحات نمبرز	343 تا 420

شبیہ دربار عالیہ

خواجۂ خواجگاں، اعلیٰ حضرت، قلندر دوراں، شمعِ عرفاں،

حضور عالی مرتبت قطبِ زماں

خواجہ جی محمد عبدالعزیز چشتی سیالوی چاچڑوی رحمۃ اللہ علیہ

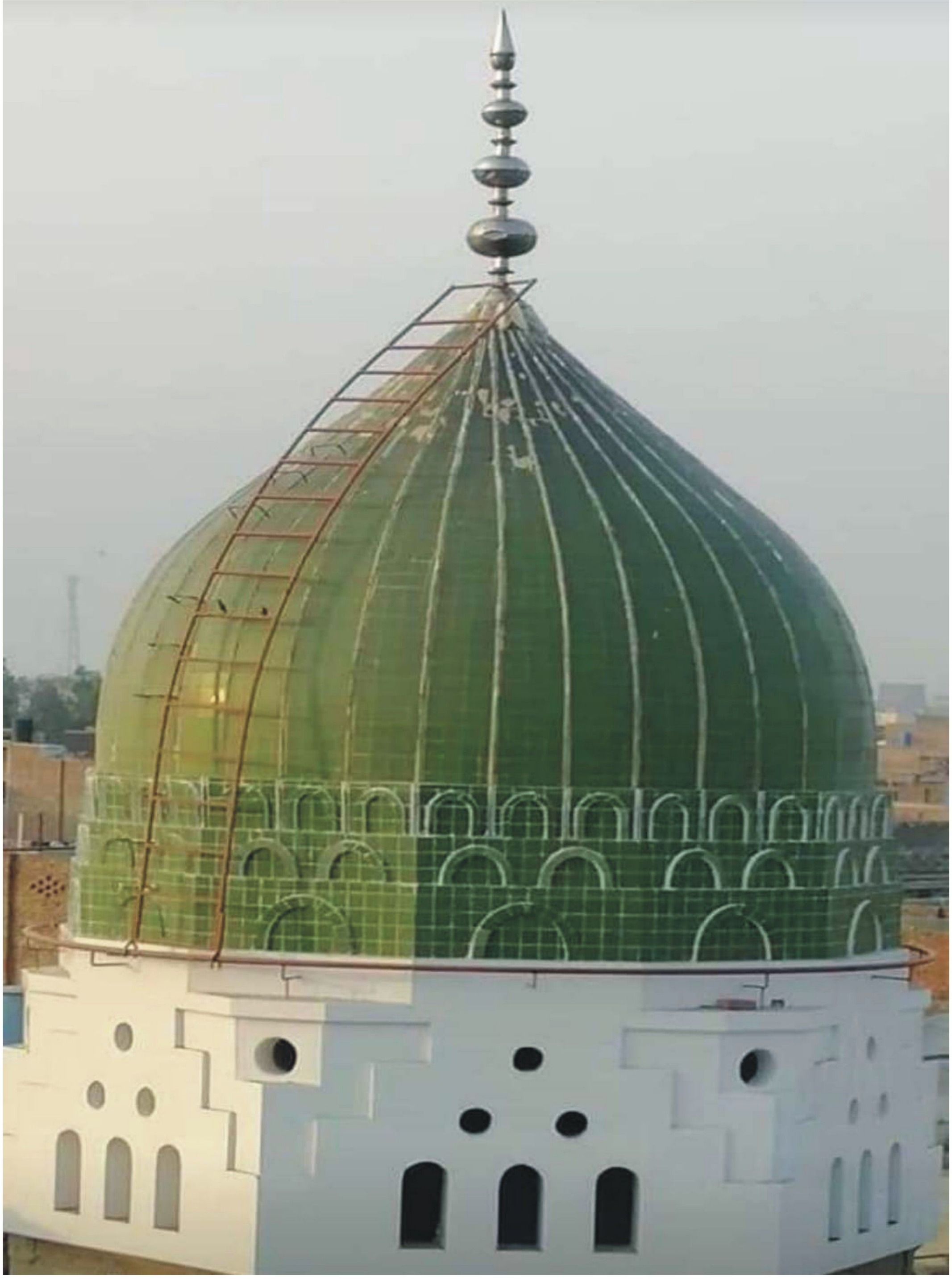

شبیہ دربار عالیہ

اعلیٰ حضرت، غریب النواز، خواجۂ خواجگاں

جدِامجد خواجہ جی محمد عبدالرحمٰن چشتی سیالوی چاچڑوی رحمۃ اللہ علیہ

مرکز تجلیات و برکات دربار شریف

حضرت خواجۂ خواجگاں، اعلیٰ حضرت، قلندرِ دوراں

حضرت خواجہ جی محمد عبدالرحمنؒ

مرکز تجلیات و برکات دربار شریف

کا اندرونی منظر

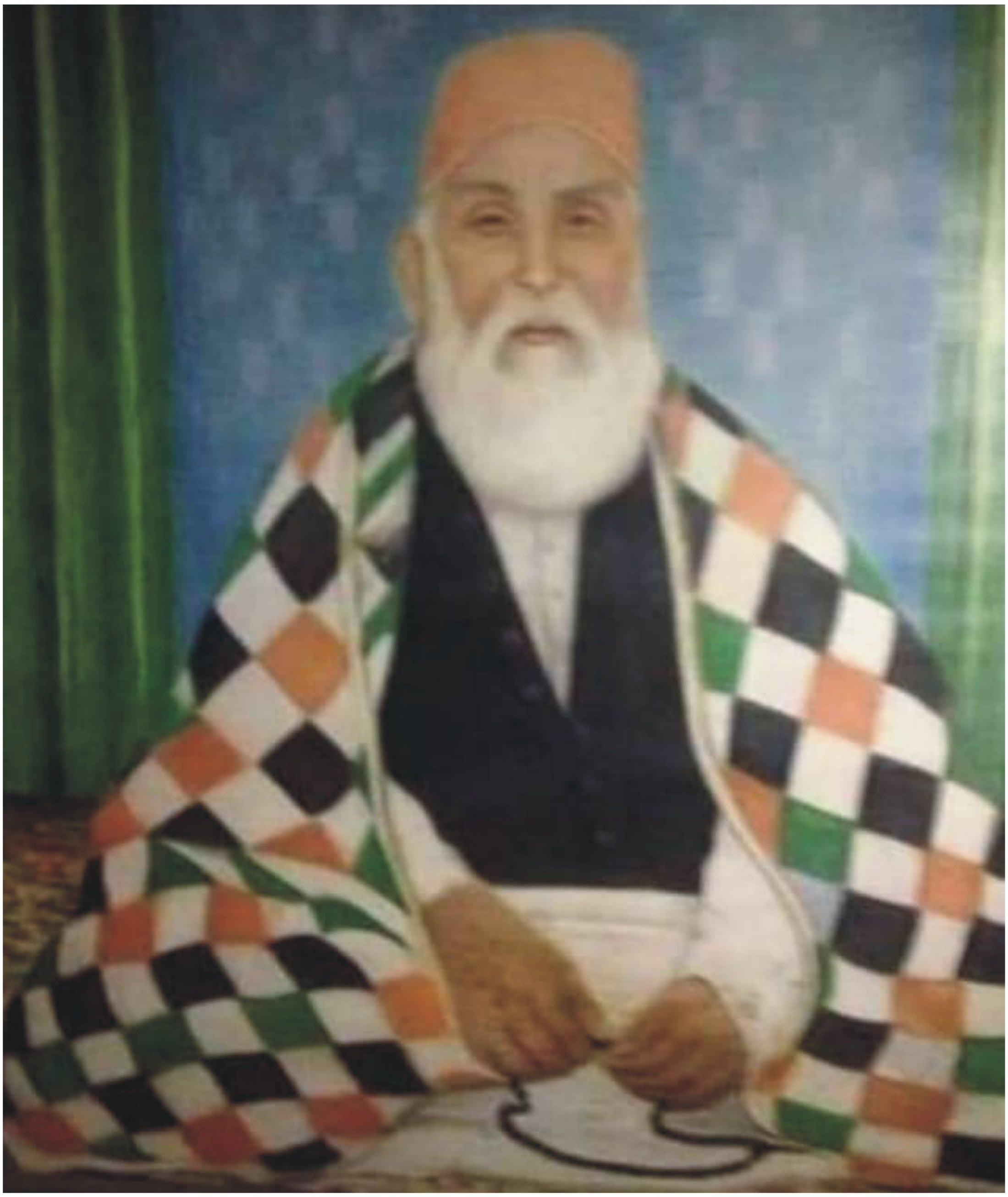

فرشتے پڑھتے ہیں جس کو وہ نام ہے تیرا
بڑی جناب تِری، فیض عام ہے تیرا

خواجۂ خواجگاں، اعلیٰ حضرت، قلندرِ دوراں، شمعِ عرفاں،
حضور عالی مرتبت قطبِ زماں

خواجہ جی محمد عبدالعزیز چشتی سیالوی چاچڑوی رحمۃ اللہ علیہ

ستارے عشق کے تیری کشش سے ہیں قائم
نظامِ مہر کی صورت نظام ہے تیرا

شبیہ مبارک قبلہ، اعلیٰ حضرت، غریب النواز، خواجۂ خواجگاں

جدِامجد خواجہ جی محمد عبدالرحمٰن چشتی سیالوی چاچڑوی رحمۃ اللہ علیہ

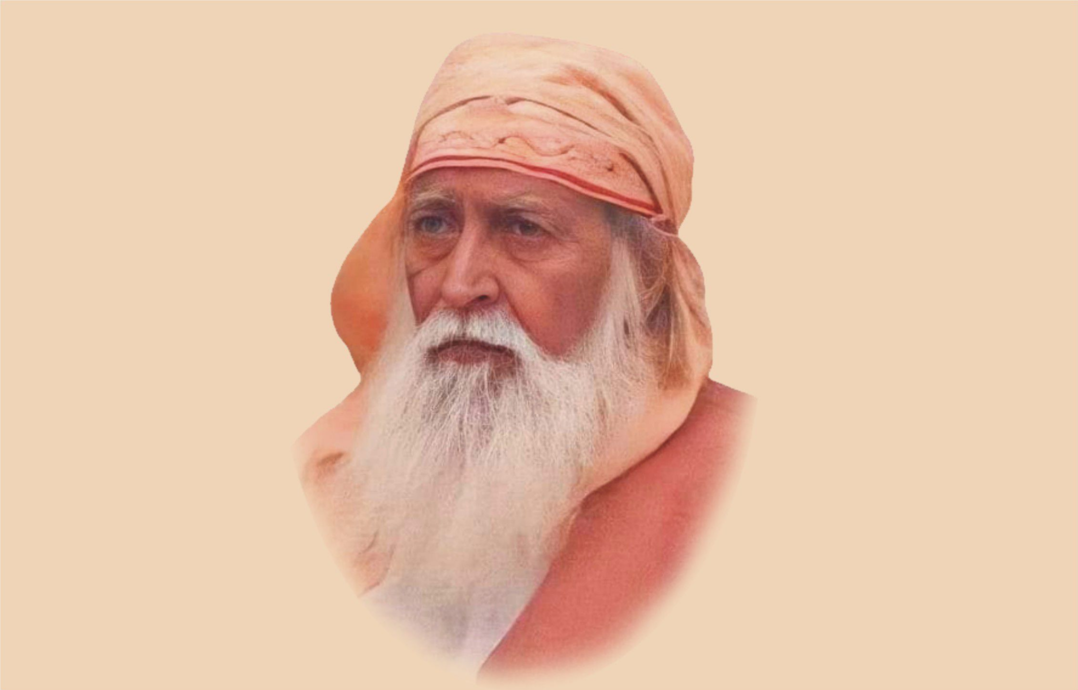

دلدار کمنداں والے دا لگ سینے تیر نسنگ جاندا!
ٹٹ جاندے نے مان حسیناں دے جیہڑے راہ توں سوہنا لنگھ جاندا

حضور غریب النواز، خواجۂ خواجگاں **محمد غلام نصیر الدین** رحمۃ اللہ علیہ
سجادہ نشین اول، دربار عالیہ رحمٰن شریف

حضور غریب النواز، خواجۂ خواجگاں **محمد علی جوہر** رحمۃ اللہ علیہ
سجادہ نشین دوم، دربار عالیہ رحمٰن شریف

صاحبزادہ محمد ناصر نصیر جانی مدظلہ عالی

سجادہ نشین سوم، دربار عالیہ رحمٰن شریف

صاحبزادہ محمد علی نصیر جامی

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ O

(سورہ الحجر ۱۵ آیت ۹)

بے شک ہم نے اس قرآن کو نازل کیا ہے اور بے شک ہم خود اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

مثنوی
بدرُ العرفان
فی
آثار القرآن

(منظوم مفہوم پارہ اول تا پنجم)

......شاعر......

حضرت خواجہ محمد غلام نصیر الدین چاچڑوی سیالوی رحمۃ اللہ علیہ

فہرست

مضمون	صفحہ نمبر	اشعار
علمی جائزہ	8	
اجمالی جائزہ	10	
مقدمہ	13	
تعارف قرآن مجید والفرقان حمید	16	39
ابتدائیہ دعا ومناجات	17	7
منظوم تفسیر پارہ اول	18	
تفسیر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	19	14
تعارف سورۃ فاتحہ	19	2
تفسیر سورۃ الفاتحہ	19	26
وجہ تسمیہ و تعارف سورۃ البقرہ	20-21	12-7
تفسیر سورہ البقرہ	22	23
رکوع ۱	22	23
رکوع ۲	23	27
رکوع ۳	24	37
رکوع ۴	25	52
رکوع ۵	27	40
رکوع ۶	28	82
رکوع ۷	31	19
رکوع ۸	32	22
رکوع ۹	33	31
رکوع ۱۰	34	35
رکوع ۱۱	35	58
رکوع ۱۲	37	42
رکوع ۱۳	38	47
رکوع ۱۴	40	27
رکوع ۱۵	41	41
رکوع ۱۶	42	51
پارہ دوم رکوع ۱	46	31

	مضمون	صفحہ نمبر	اشعار
	رکوع۲	47	19
	رکوع۳	48	43
	رکوع۴	49	30
	رکوع۵	50	44
	رکوع۶	52	44
	رکوع۷	53	38
	رکوع۸	55	48
	رکوع۹	56	53
	رکوع۱۰	58	36
	رکوع۱۱	59	31
	رکوع۱۲	61	34
	رکوع۱۳	62	16
	رکوع۱۴	63	18
	رکوع۱۵	63	26
	رکوع۱۶	64	62
پارہ سوم	رکوع۱	68	13
	رکوع۲	68	31
	رکوع۳	69	25
	رکوع۴	70	25
	رکوع۵	71	27
	رکوع۶	72	31
	رکوع۷	73	7
	رکوع۸	74	17-21
	رکوع۹	75	34
	رکوع۱۰	76	43
	رکوع۱۱	78	44
	رکوع۱۲	79	50
	رکوع۱۳	81	53
	رکوع۱۴	83	26
	رکوع۱۵	84	28
	رکوع۱۶	85	32

	مضمون	صفحہ نمبر	اشعار
	رکوع ۱۷	86	22
پارہ چہارم	رکوع ۱	89	39
	رکوع ۲	90	23
	رکوع ۳	91	45
	رکوع ۴	92	27
	رکوع ۵	93	37
	رکوع ۶	95	32
	رکوع ۷	96	53
	رکوع ۸	98	44
	رکوع ۹	99	34
	رکوع ۱۰	100	45
	رکوع ۱۱	102	32
	رکوع ۱۲	104	39
	رکوع ۱۳	105	24
	رکوع ۱۴	106	32
	رکوع ۱۵	107	9
پارہ پنجم	رکوع ۱	109	20
	رکوع ۲	109	26
	رکوع ۳	110	41
	رکوع ۴	112	36
	رکوع ۵	113	27
	رکوع ۶	114	38
	رکوع ۷	115	15
	رکوع ۸	116	47
	رکوع ۹	117	14
	رکوع ۱۰	118	23
	رکوع ۱۱	119	11
	رکوع ۱۲	119	18
	رکوع ۱۳	120	23
	رکوع ۱۴	121	12
	رکوع ۱۵	121	33
	رکوع ۱۶	123	14

علمی جائزہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

قرآن حکیم کا منظوم تفسیری ترجمہ جو کہ مثنوی بدر العرفان فی آثار القرآن کے نام سے ہے حضرت خواجہ غلام نصیر الدین صاحب چاچڑوی مدظلہ العالی کی شبانہ روز محنتوں اور کاوشوں کا نتیجہ ہے ہمیں اس حصے کے حرف بحرف پڑھنے کا شرف حاصل ہوا ہے۔ جس کے مطالعہ سے محسوس ہوتا ہے کہ یہ کام مدتوں پہلے ہونا چاہئے تھا۔ تاہم آج کے دور میں یہ حسین مرقع انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ مذکورہ کتاب میں جس انداز سے شرعی حدود میں پابند ہو کر اشعار میں مفہوم بیان کیا گیا ہے، ایسے لگتا ہے کہ مصنف پر رحمت کا خصوصی نزول ہوتا رہا ہے۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیبِ مکرم ﷺ کے توسل و تصدق اور مشائخ چشت اہلِ بہشت کے وسیلے سے مصنف کے تفکر و تدبر میں مزید لطف و کرم فرمائے اور مذکورہ کتاب موجودہ دور کے گمراہ لوگوں کے لیے ذریعہ ہدایت بنے۔ آمین بجاہ النبی الامین الکریم علیہ التحیۃ والتسلیم۔(۱)

۱۔ حضرت مولانا قاری ریاض حسین اسعد
فاضل درس نظامی و تنظیم المدارس پاکستان
عربی ٹیچر گورنمنٹ مسلم ماڈل ہائی سکول، نگہبانپورہ، فیصل آباد

۲۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سعید قمر
مدرس جامعہ رضویہ، جھنگ بازار، فیصل آباد

۳۔ حضرت مولانا حافظ عبد الرشید قمر
ایم اے اسلامیات و عربی، تنظیم المدارس
لیکچرار، گورنمنٹ کالج، فیصل آباد

۴۔ حضرت علامہ حق نواز حقانی
خطیب جامعہ مسجد، غلام محمد آباد، فیصل آباد

(۱) راقم الحروف نے زیرِ مطالعہ مثنوی کی تدوین و تالیف، کمپوزنگ، پروف ریڈنگ اور پرنٹنگ کا فریضہ سرانجام دیا اور اس کا ''اجمالی جائزہ'' پیش کیا تھا۔ اس وقت راقم الحروف نے مذکورہ بالا علمائے کرام سے ملاقات کی اور انہیں اس مثنوی کے مطالعہ کی درخواست کی تھی۔ انہوں نے متفقہ طور پر اس علمی و ادبی کاوش کا جائزہ لیا اور اس تحریر پر دستخط بھی کیے تھے۔ الحمد للہ، قریباً تیس برس بعد مخدومی و مکرمی کی تمام منثور و منظوم تصانیف و تالیفات پر مشتمل 'کلیاتِ نصیر' کی تدوین و تالیف، کمپوزنگ، پروف ریڈنگ، تصحیح و تحشیہ اور پرنٹنگ کا شرف بھی حاصل ہو رہا ہے۔ (ڈاکٹر محمود علی انجم)

تقریظ عالیہ

از عالی جناب حضرت علامہ مولانا محمد رمضان آفتاب نقشبندی مجددی، ڈسٹرکٹ خطیب، بانی و مہتمم، جامعہ العلوم لاثانیہ رضویہ، فیصل آباد، محکمہ اوقاف فیصل آباد

پیرِ طریقت صاحبزادہ غلام نصیر الدین چاچڑوی سیالوی، زیبِ آستانہ عالیہ رحمان شریف، فیصل آباد کی سعی حسنہ بصورت تفسیر الموسوم ''بدرالعرفان فی آثارالقرآن'' منظوم بطرز ''شاہنامہ'' کے مختلف مقامات پر شعاعِ نظر پڑی تو نوکِ قلم گوہر افشاں ہے کہ انداز سلیس، با مقصد وواضح ہوتے ہوئے عندلیبِ سلوک کے لئے گُلِ روحانیت ہے پروانۂ طریقت کے لئے شمعِ ہدایت ونور ہے۔ قلوب کی سیرابی کے لئے شرابِ طہور ہے۔ اہلِ نظر کے لئے مخزنِ وجدان ہے اور مشتاقانِ الٰہیات کے لئے واقعی بدرالعرفان ہے۔ دعا ہے! قارئین مقصودِ حقیقی رب الرحمٰن سے واصل ہوں۔ آمین! بجاہِ سید المرسلین ﷺ

محمد رمضان آفتاب

۷ جمادی الثانی ۱۴۱۲ھ

تقریظ

از عالی جناب استاذ العلماء شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مولانا غلام رسول رضوی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء و امام المرسلین و علی الہ اجمعین امابعد

میں نے بدرالعرفان کو مختلف مقامات سے دیکھا بفضلہٖ تعالیٰ خوب حسین امتزاج ہے۔ نظم کی صورت میں یہ اپنی مثال خود ہے۔ ''ما رئیت مثلہ قطر'' کوئی بھی ذی فہم مصنف کے عظیم تخیل کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اللہ تعالیٰ موصوف کو مزید توفیق انیق دے اور ان کے علم وفضل میں برکت دے۔ آمین!

غلام رسول رضوی

بانی و مہتمم دارالعلوم جامعہ سراجیہ رضویہ

اظم آباد فیصل آباد

اجمالی جائزہ

مثنوی بدر العرفان منظوم متصوفانہ تفسیری ترجمہ ہے۔ اردو زبان میں یہ اس مقام کی منفرد و بے مثل کوشش ہے۔ اس کی جلد اول (پارہ اول، دوم، سوم (۷۴۱+۵۷۴+۵۲۹) ۱۸۴۴/ اشعار پر مشتمل ہے۔ یہ منفرد طرز کا علمی و ادبی شہ پارہ پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، سلطان الاولیاء حضرت خواجہ محمد غلام نصیر الدین مدظلہ العالی کے عشق و عرفان اور تبحرِ علمی کی واضح دلیل ہے۔ کافی تحقیق و مطالعہ سے بھی ایسی کوشش دیکھنے میں نہیں آئی۔ اس کے نمایاں اوصاف درج ذیل ہیں:

ا۔ عشقِ نبوی ﷺ

اس متصوفانہ تفسیر کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ مسلک صوفیاء کے مطابق ذوق وشوق اور عشق وسوز ایک ایک شعر سے ہویدا ہے۔ صاحب کلام خواجہ خواجگان حضرت خواجہ غلام نصیر الدین مدظلہ العالی کی غلامی کا بندہ عاجز کو گیارہ برس قبل شرف حاصل ہوا۔ اس دوران مسلسل آپ کا قرب نصیب رہا۔ کئی برس آستانہ پاک میں آپ کی کمال مہربانی سے قیام کا شرف نصیب ہوا۔ آستانہ پاک میں اسلاف کا تصوف دیکھنے میں آیا۔ آستانہ مقدسہ پر ہر جمعرات شریف، جمعۃ المبارک اور گیارہویں شریف کو خصوصی محافل کا انعقاد باالتزام دیکھا۔ ان گیارہ برسوں میں میں نے ایک بار بھی نہیں دیکھا کہ آپ کی مجلس میں سوز و گدازِ قلبی کی کیفیت نہ ہو، عشق و وجدان کا رنگ نہ ہو۔ آپ کی ہر مجلس میں عشقِ مصطفیٰ کی برسات دیکھی، ہر شب، شب برات دیکھی۔ اسی کیفیت کا اظہار آپ کے اس منظوم کلام سے ہوتا ہے۔ نمونہ کے طور پر چند اشعار ملاحظہ ہوں ۔

وہ محبوبِ خدا بھی ہیں نشانی رب باری کی
قسم کھائے خدا گیسو کی، کملی کی، سواری کی
الم اشارہ ہے کنایہ ہے محبت کا
ہے رازِ خاص مابین ہو اللہ و رسول اللہ
اسے عرشِ بریں سمجھے نہ جبریلؑ امین سمجھے
یہ رب العالمین سمجھے یا رحمت عالمینؐ سمجھے
میانِ عاشق و معشوق رمزِ دلبری ہے یہ
تلفظ ہے مگر مطلب اور معنوں میں خفی ہے یہ

عجز وانکساری

عجز وانکسار صوفیا کا امتیازی وصف ہے۔ صاحبِ کلام حضور غریب نواز مدظلہ العالی عجز وانکسار کا پیکر ہیں۔ عجز وانکسار خدا تعالیٰ کو بہت محبوب ہے۔ آپ کی منظوم تفسیر میں جگہ جگہ ایسے پر اثر اشعار ہیں جن میں نہ صرف عجز وانکسار کا اظہار ہے بلکہ یہ اشعار پڑھ کر طبیعت میں عجز وانکسار پیدا ہو جاتا ہے۔ ان اثر آفرین اشعار میں سے چند اشعار ملاحظہ ہوں ۔

زبان پاکیزہ، دل اطہر، خشوع سے باوضو ہو کر
تلاوت پاک کرنا عاجزی سے اس کی رو رو کر
نصیر بے نوا خاطر خدا سے یہ دعا کرنا
اسے بھی ہو عطا قرآن باحسنِ ادا پڑھنا
مترجم میرے جیسا کمتریں توبہ معاذ اللہ
کہاں کمتر سے کمتر میں کہاں وہ شان او ادنیٰ
مگر امداد تیری ہو کرم کر دیں شہ بطحاؐ
تو میں اس بحرِ نوری میں شنا ہوتا ہوں بسم اللہ

ادب و تنظیم

مسلک صوفیا میں پہلا درس ادب کا ہوتا ہے۔ پہلی تلقین عجز وانکسار ہے۔ پہلی عطا عشق ووجدان ہے۔ آپ کے کلام کا ایک ایک لفظ ادب سے مزین ہے۔ الحمد للہ کہ ہمیں ایسا منظوم کلام پڑھنا نصیب ہوا کہ جس کے مطالعے سے عشقِ مصطفےٰ ﷺ میں اضافہ ہوتا، عجز و انکسار کی دولت نصیب ہوتی اور ادب و تعظیم کا درس ملتا ہے۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

کلام پاک ربانی زبانِ مصطفےٰ ہے یہ
تلاوت با ادب مسلم کہ شانِ مصطفےٰ ہے یہ
ادب کی تاجداری ہے ادب کی شہسواری ہے
محمدؐ مصطفےٰ کی شان مولا کو پیاری ہے
کہ یہ معشوق پیارا کالی کملی والا جانانہ
ارے گستاخ بے ادبا ذرا تُو ہوش سے آنا

جوامع الکلم

بڑے بڑے دقیق مسائل کہ جن کے بیان میں دفتر رقم ہوں، نظم میں ان کا بیان بہت مشکل ہے۔ مگر اس منظوم تفسیر میں نہایت دقیق مسائل اتنے سادہ، آسان اور جامع انداز سے بیان ہوئے ہیں کہ عقل ودل فدا ہوتے ہیں۔

وہ سجدہ عظمتِ محبوبؐ کی خاطر کرایا تھا
کہ مسجودِ ملائک حضرت آدمؑ بنایا تھا
خدا نے اپنی روح پھونکی فقط اس کے ہی پیکر میں
فرشتوں میں نہ جنوں میں نہ جنت میں نہ کوثر میں
سنو اے آل یعقوبی، یہودی ہو، نصاریٰ ہو
وہ مسلم ہو یا صابی ہو، کسی بھی دین کا پیارا ہو
خدا کو، مصطفےٰؐ کو، حشر کو اور نشر کو مانے

اور حرفِ آخری ہے یہ کہ خیر البشرؐ کو مانے
بڑا ہے معجزہ فرقانِ اطہر کائنات اندر
کہ ظاہر ذاتِ اکبر ہے محمدؐ کی صفات اندر

سادگی

شعر کی خوبی یہ بیان کی گئی ہے کہ **''سادہ ہو، جوش سے بھرا ہوا ہو اور اصلیت پر مبنی ہو''**۔ اس لحاظ سے بھی دیکھا جائے تو ''مثنوی بدرالعرفان'' کے اشعار اپنی مثال آپ ہیں۔ الفاظ روزمرہ بول چال کے قریب قریب ہیں۔ مضمون ایسے بے ساختہ الفاظ اور مؤثر انداز میں بیان ہوئے ہیں کہ انہیں یقیناً آمد ہی کہا جا سکتا ہے۔ جس وقت بندہ عاجز یہ الفاظ رقم کر رہا ہے اس کے سامنے حضور غریب النواز کریم مدظلہ العالی کی بیاضِ اقدس ہے۔ اس کے اشعار جوں کے توں درج ہیں۔ نظر ثانی کے بعد بھی آپ نے ان اٹھارہ سو چوالیس اشعار میں سے صرف چالیس پچاس اشعار میں معمولی سا ردوبدل کیا ہے۔ کیا اسے آمد نہیں کہا جائے گا؟

اولیاء را ہست قدرت از الٰہ
تیر جستہ باز گرداند ز راہ

محمود علی انجم چشتی نصیری
چشتیہ ایجوکیشنل سنٹر
۱۷۔ طارق آباد فیصل آباد

درخواست

اس کتاب کی تدوین وترتیب کے سلسلہ میں بہت احتیاط کی گئی ہے لیکن پھر بھی بشر کو غلطی سے مفر نہیں ہے۔ بنا بریں مثنوی ''کلیاتِ نصیر'' کا مطالعہ کرنے والوں سے مؤدبانہ درخواست ہے کہ اس کتاب کی تدوین وترتیب اور کتابت کے سلسلے میں کہیں غلطی علم میں آئے تو راقم الحروف کو آگاہ فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔

طالبِ دعا
ڈاکٹر محمود علی انجم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

مقدمہ

قرآن مجید وہ عالی قدر بحرِ ذخار ہے کہ جس کی اتھاہ تک نہ کوئی پہنچا اور نہ ہی کوئی پہنچ سکے گا۔ ابنِ جریرؒ اور ابنِ کثیرؒ جیسے علماء، غوث الثقلین محبوبِ سبحانیؒ اور جنید بغدادیؒ جیسے صاحبِ بصیرت صوفیاء، رازیؒ و بیضاویؒ جیسے عظیم المرتبت فلسفہ دان اور ابوبکر جصاص جیسے فقیہ، اس کے گوہر آبدار کے ڈھیر لگاتے ہوئے یہی کہتے نظر آتے ہیں ۔

فہم رازش چہ کنم او عربی من عجمی

لاف مہرش چہ زنم او قرشی من حبشی

یہ بات ظاہر و باہر ہے کہ فرقانِ حکیم، امی لقب محمد مصطفیٰ ﷺ پر اصلاحِ عالم اور ہدایتِ کامل کے لیے نازل فرمایا گیا۔ لیکن خداوند اقدس کے علمِ ازلی میں یہ بات تھی کہ اس کے بعد مجھے نہ کوئی پیغمبر بھیجنا ہے اور نہ کوئی صحیفہ نازل فرمانا ہے۔ لہٰذا فرقانِ حکیم میں کائناتِ عالم کے ہر پہلو، ہر صنف اور ہر شعبے کی وضاحت فرمائی جائے تا کہ رہتی دنیا تک کوئی بال برابر ایسا مسئلہ درپیش نہ ہو جس کی عقدہ کشائی قرآن حکیم سے نہ ہو سکے۔ ذاتِ باری تعالیٰ نے تمام احوالِ ظاہر و باطنی اور دساتیر روحانی و جسمانی کی تکمیل فرما کر اعلان فرما دیا کہ ''اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ '' کہ اب کسی قسم کی کمی اس کتاب کے نزول کے بعد دنیا میں باقی نہیں رہ گئی۔ اور اعلان عام فرما دیا کہ جس کو جو کچھ جیسے طلب ہو قرآن حکیم سے حاصل ہو جائے گا، فلسفی کو فلسفہ، مورخ کو تاریخ، فقیہ کو فقہ، عالم کو صرف و نحو، اور صوفی کو تجلیاتِ الٰہیہ کے جلوے جو کچھ بھی حاصل کرنا ہو، اسے بے محابا حاصل ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ جو کوئی شخص جیسے قرآن حکیم کو دیکھتا ہے اس میں سے اسے ویسا ہی سب کچھ مل جاتا ہے۔ جو قرآن حکیم کا صرف اس لیے مشاہدہ کرتا ہے کہ کسی طرح بندے کو کمزور اور اختیارات سے محروم قرار دے سکوں تو اس کو بھی ایسی آیاتِ مقدسہ مل جاتی ہیں اور اس کی تسکین کے لئے وہ کہتا نظر آتا ہے ''فَسُبۡحَانَ الَّذِی بِیَدِہٖ مَلَکُوۡتُ کُلِّ شَیۡءٍ وَّاِلَیۡہِ تُرۡجَعُوۡنَ '' ''اَللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُو'' . ایسے لوگ اپنی کج فہمی کی وجہ سے شانِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور مزید بر آں ختمی مرتبت والیٔ لولاک لما حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی شانِ بابرکات کے اختیارات کو گھٹاتے گھٹاتے یہاں تک کہہ گئے کہ نعوذ باللہ حضور ﷺ کی والا صفات ذات ایک چیونٹی جتنا بھی اختیار نہیں رکھتی اور اس طرح یہ لوگ قرآنِ حکیم کی چکا چوند تجلیات میں اپنے ذوقِ نظر کو تسکین دیتے دیتے صراطِ مستقیم سے بھی بھٹک گئے۔ مگر عاشقِ صادق عشق محمد الرسول اللہ ﷺ میں سرشار ہو کر جب مطالعہ کرتا ہے تو

''وَمَا اَرۡسَلۡنَاکَ اِلَّا رَحۡمَۃً لِّلۡعَالَمِیۡنَ ''، '' اِنِّیۡ جَاعِلٌ فِی الۡاَرۡضِ خَلِیۡفَۃً ''، ''وَنَفَخۡتُ فِیۡہِ مِنۡ رُّوۡحِی ''، '' وَقُلۡنَ حَاشَ لِلّٰہِ مَا ھٰذَا بَشَرًا '' کی آیاتِ مقدسہ ظاہر کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوبوں کو یہاں تک عظمت عالی نصیب کرتا ہے کہ وہ مٹی کے کھلونے بنا کر ان پر پھونک ماریں تو وہ بھی زندہ ہو جاتے ہیں۔ حضرت جابرؓ اپنے بچوں کو حضور پر نور ﷺ کے حکم پر بلاتے ہیں تو وہ زندہ و حیات آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے ہیں اور ان کو نورِ سرمدی کی عینک سے دکھائی دیتا ہے کہ خدا نے کائنات بنا کر، سجا کر، محبوبِ دو جہاں، کملی والے کی نیابت میں دے دی اور وہاں تک عالی مقام عطا فرمایا کہ جس کو عقل کی ناقص کسوٹی پر پرکھنے والا گمراہ ہو کے مرتا ہے ۔

خدا جانے کہاں سے لے کہاں تک ہے

وہیں تک دیکھ سکتا ہے نظر جس کی جہاں تک ہے

بہر حال یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ قرآنِ حکیم کے بحرِ نور میں غرق ہو کر لاکھوں عالی قدر ہستیاں ایسی گم ہوئیں کہ قرطاسِ منیر پر لولوئے آبدار کی لڑیاں پروتے ہوئے تھک گئیں اور آخر کار وہ اس کی لامنتہا شان کو تسلیم کرتے ہوئے دست بستہ عجز و نیاز سے گردنیں

جھکائے نظر آتے ہیں۔ بڑے بڑے محقق، فلسفہ دان، مورخ، حکیم اور قطب غوث ابدال یہاں اظہارِ عجز کرتے دکھائی دیتے ہیں اور جس کو بھی ربِ دو عالم نے توفیق عطا فرمائی اپنی استطاعت کے مطابق نکتہ ہائے دقیق نمایاں کیے اور قیامت تک مخلوقاتِ عالم اس کی تشریحات اور تفسیرات میں مصروف رہیں گی۔ اپنے اور غیر، مخالف اور موافق، عشاق اور متعصب سب اپنی ہمت کو جولانیاں دیتے رہیں گے اور یہی کہنا پڑے گا کہ ؎

بڑے بھٹکتے ہیں لاکھوں دانا کروڑوں پنڈت، ہزاروں سیانے
جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتیں خدا ہی جانے

کلامِ پاک ربانی کہ جسے لانے والے کو روح القدس جبریل امین کا درجہ حاصل ہے اور جس ہستی پر وہ کرم سے نازل ہو رہا ہے وہ ''لَوْلَاکَ لما خَلَقْتُ الافلاک'' اور ''وَمَا أَرْسَلْنَاکَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِینَ'' کے عالی درجات پر جلوہ فگن ہے۔ جہاں بڑے بڑے سلطان وقت، عالم تبحر اور امامِ دوراں حضرت امام اعظمؒ، سیدنا شاہ بغداد اور ابن جریرؒ جیسی ہستیاں سرخم کیے ہوئے ہیں وہاں پر ایک نہایت کم سے کم ترین بے علم و بے استعداد حقیر نصیر فقیر کو مجال ہی کی کہ سوچ بھی سکتا کہ قلم اٹھا کر اس بحرِ نور کے ایک جملے کا ایک حصہ بھی بیان کر سکے گا اور جہاں ہیبتِ قرآن حکیم سے جبالِ اعظم بھی ریت کے ذرے بن کر ہوا میں اڑ جائیں وہاں کثیف و کم کی کیا بساط کہ اپنے دماغ ناقص میں اس کے متعلق خیال تک بھی لانے کی جسارت کر سکتا مگر بقول شخصے ؎

سوالے کن ز من تا غوغا بشہر افتد
کہ اعجازے فلانے کرد گویا بے زبانے را

عجیب بات یہ ہے کہ جب کام کرانے پہ آتا ہے تو بے حس و بے جان سے بھی کام کرا لیتا ہے۔ واقعہ یوں ہوا کہ میرے خواجہ کریم نے احسانِ عظیم فرما کر مجھے ہمہ تن اس طرف لگا دیا جس کا خیال کبھی زندگی بھر میں مجھے نہیں آیا تھا۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ میں آستانہ عالی مقام شیخ طریقت حضور خواجہ قلندر کریم خواجہ محمد عبد العزیزؒ چاچڑ شریف حاضر ہوا ہوں اور آپ اپنا دستِ شفقت بندے کے سر پر رکھ کر فرماتے ہیں ''کہ لو ہم تمہیں وہ تحفہ عطا کرتے ہیں جس کا ساری کائنات میں کوئی بدل نہیں'، اور قرآن حکیم بندہ ناچیز کو عنایت فرماتے ہیں۔

من فقیر کئی دن اس بے بہا کرم نوازی کے متعلق رات دن سوچتا رہا کہ اس میں کیا حکمت ہے۔ کہ ۵/رمضان المکرّم ۱۴۰۲ھ کو باطنی طور پر آستانہ عالیہ مقدسہ مطہرہ سیال شریف حاضری کا شرف نصیب ہوا۔ حضور جلال الامت، جمال الملت حافظ الحاج خواجہ محمد حمید الدین دامت برکاتہم العالیہ کی قدم بوسی کا شرف نصیب ہوا۔ آپ فرماتے ہیں کنز الایمان تفسیر قرآن حکیم از حضرت سلطان العلماء وشہنشاہ اولیاء احمد رضا خان صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات کا کام علمائے وقت نے سرانجام دینا تھا مگر مشیتِ ایزدی یہ تھی کہ اس کی خدمات کا شرف صوفیاء کو بالخصوص چشتیاء کو نصیب ہوا اور صاف الفاظ میں بندہ کمترین و حقیر کی طرف رخ کر کے فرمایا کہ اس پر کچھ تحریر کریں اور اس کے تحریر کرنے میں عین سعادت ہے۔

بس اس کے بعد بندۂ ناچیز کا ذہن اس طرف منتقل ہوا تو اس کی ہیبت سے لرزہ براندام ہوا۔ تین دن تک کچھ سجھائی نہ دیا بلکہ جو کچھ فہم تھا وہ بھی ختم ہو گیا۔ زبان سے گفتگو تک نہیں ہوتی تھی۔ آخر کار ایک دم قلم اٹھایا اور عالم وارفتگی میں شاہنامۂ اسلام کے طرز پر چند دعائیہ اشعار تحریر ہوئے اور اس کے بعد اپنی ناقص بساط کے مطابق لکھنے میں مصروف ہوا۔

اپنے بکھرے ہوئے تخیلات کے چند ٹوٹے پھوٹے جملے اکٹھے کر کے ۱۷/رمضان المکرّم کو امیر شریعت سلطان الاولیاء، شہنشاہِ عشاق، شہیدِ محبت، شیخ الاسلام کریم حضرت خواجہ محمد قمر الدین رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک پر حاضری کا شرف نصیب ہوا اور خیال یہ تھا کہ آستانہ عالی اقدس میں یہ تحریر جناب حضور پرنور صاحبزادہ فخر الاولیاء حضرت خواجہ غلام محمد فخر الدین دامت برکاتہم عالیہ کی خدمت میں پیش کروں گا۔ آپ حضور شمس العارفین کے نورِ نظر اور حضور شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کے محبوب برادر خورد ہونے کے علاوہ ایک نہایت جید عالم بھی ہیں۔ نیز نہایت گہری نظر سے کلام ہو یا تحریر اس کا بحسن کمال تجزیہ بھی فرماتے ہیں۔ آپ نے اگر تحریر سے منع فرمایا تو مزید لکھنے کی

جرأت نہیں کروں گا اور اگر بفضل تعالیٰ آپ نے کرم فرما کر قبولیت کا شرف بخشا تو آگے تحریر کرنے کی جسارت کروں گا۔ الحمد اللہ حضور صاحبزادہ عالی مقام نے قبول بھی فرمایا اور اس کو توجہ کاملہ سے لکھنے کا حکم بھی فرمایا۔

لاف نسب ز نسبت آدم نمی زنم
نازم بریں شرف کہ غلام محبتم

ایک بات اس سلسلے میں میرے سامنے لگاتار آتی رہی ہے کہ قرآن حکیم کا ترجمہ بالتفسیر بیان کرتے ہوئے اندازِ تحریر نہایت آسان اور عام فہم ہونا چاہیے تاکہ علماء کے علاوہ عام آدمی بالخصوص معمولی پڑھا لکھا بھی اس کو آسانی سے سمجھ سکے۔ نیز یہ بھی خیال جاگزیں رہا کہ ہر ممکن آیاتِ مقدسہ کا شانِ نزول یا اس وقت کے واقعات سے متعلق سیاق وسباق بھی زیر تحریر ہونا چاہیے تاکہ قاری پوری طرح سے مستفیض ہو سکے اور پھر اس میں دلچسپی اور کشش بھی اس طرح سے ہو کہ قاری پڑھنے میں دلچسپی اور حظ محسوس کرے۔ لہٰذا بندہ کو اپنے ناقص خیال کے مطابق نظم کا راستہ اختیار کرنا بہتر نظر آیا۔ کیونکہ فطری طور پر آدمی نثر کے بجائے نظم کی طرف زیادہ مائل ہے اور اگر اس مجموعے کا نام تفسیر سے منسوب کیا جائے تو سیاق وسباق کے واقعات کو سپرد قرطاس کرنا تاہم کچھ مشکل ہوگا۔ اس لیے بندۂ ناچیز نے سلطان العشاق حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی فیضان وکرم کی گدا مانگتے ہوئے اس مجموعہ کا نام مثنوی ''بدرالعرفان فی آثار القرآن'' رکھنا چاہا۔

پیر رومی خاک را اکسیر کرد از غبارم جلوہ ہا تعمیر کرد

اس مجموعہ کو تیار کرنے کے لیے بندہ ناچیز نے درج ذیل تراجم وتفاسیر سے استفادہ کیا ہے:

تفسیر روح البیان، تفسیر ابن کثیر، تفسیر عزیزی، تفسیر ضیاء القرآن، کنز الایمان (اردو ترجمہ قرآنِ حکیم از امام احمد رضا خاں)، اردو ترجمہ قرآن حکیم از مولانا رفیع الدین، اردو ترجمہ قرآن حکیم از فتح محمد جالندھری، انگریزی ترجمہ قرآنِ حکیم از ڈاکٹر پکھتال، انگریزی ترجمہ قرآنِ حکیم از مولانا محمد یوسف، انگریزی ترجمہ قرآنِ حکیم از مولانا محمد حنیف قادری، انگریزی ترجمہ قرآنِ حکیم از مولانا منور الٰہی، فارسی ترجمہ قرآن حکیم از حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی۔

نیز دیگر کئی ایک متعلقہ کتب سے بھی استنباط کی کوشش کی ہے۔ لیکن اس بات کو خاص طور پر ملحوظ رکھا کہ طرزِ تحریر بہر حال بندہ ناچیز کا ہی ہونا چاہئے۔

بندہ ناچیز نے اس بات کو بھی پیش نظر رکھا کہ اسلام کی مقبولیت (جمہور عالم میں) کسی دبدبے یا غلبے کی وجہ سے نہیں بلکہ عشق ومحبت اور روحانیت کی بنا پر ہے اس لئے تحریر کے انداز میں اور مسائل کے بنیادی اسلوب میں اگر جذبہ عقیدت اور محبت موجزن نہ ہو تو اس کا صحیح چہرہ نظر آنا مشکل بلکہ ناممکن ہوتا ہے۔ اس لیے کمترین نے اپنی بساط کے مطابق گاہے بگاہے اس نسبت اور مقصد کو بھی ساتھ ہی بیان کرنے کی کوشش کی ہے کہ جس کی بنا پر رب ذوالجلال نے مخلوقاتِ عالم کو محبوب دوجہاں کی وساطت سے نوازا۔ اس بنا پر بندہ ناچیز اس مثنوی کو عاشقِ کامل، امیر شریعت، فخرِ طریقت، شہید الملت حضور خواجہ محمد قمر الدین رحمۃ اللہ علیہ کے نورانی ہستی سے منسوب کرنے کی جسارت کر رہا ہے۔

در اثنائے نماز اے جاں نظر برقامتت دارم
مگر از قامت خوبت قبول افتد نمازِ من
(امیر خسرو)

غلام غلامانِ سیال شریف
غلام نصیر الدین چاچڑوی

۷۸۷

۷۹۷

تعارف قرآنِ مجید والفرقانِ حمید

بمطابق فہم نارسا بندۂ ناچیز غلامانِ چشتیا

غلام نصیرالدین چاچڑوی عفی عنہ

قُرأ کے معنی ہیں پڑھنا وجہ تسمیہ قُرآنی
بکثرت پڑھتی ہے دنیا کلام پاک ربانی

مثال اس کی نہیں ملتی زمینوں آسمانوں میں
تراجم ہو چکے ہیں ساری دُنیا کی زبانوں میں

یہ فاران کے پہاڑوں پر خُدا کا نُور اُترا ہے
عروجِ آدمیت کے لیے دستور اُترا ہے

تجلیّاتِ رَبّانی کا مظہر الکتاب آیا
کہ جس کو لے کے احمدؐ سیّدعالی جناب آیا

خُدا فرمائے یہ قرآں پہاڑوں کو دکھا دیتا
بنا کر ریت کے ذرے ہوا میں سب اُڑا دیتا

جلالِ کبریا ہے یہ جمالِ مصطفٰے ہے یہ
وصالِ مُرتضٰی ہے یہ کمالِ کربلا ہے یہ

پڑھا جائے بکثرت یہ نمازِ پنجگانہ میں
ہجوم جمعہ اطہر میں شبینوں میں شبانہ میں

مقامِ اَدب پر فائز جو قرآنِ مکّرم ہے
فصیحوں کا جگر کانپے بلیغوں کی عقل گم ہے

ہے رمضان المکرّم میں یہ قرآن حکیم اُترا
کہ انزلنا سے اک دم میں یہ الطافِ عمیم اُترا

یہ تنزیلاً سے ظاہر ہے کہ پھر آہستہ آہستہ
یہ بائیس سال دو ماہ بائی دن میں اُترا آہستہ

بارہ سال تیرہ دن مہینے پانچ مکہ میں
کہ نو ماہ سال نو اور یوم نو اس پاک بطحا میں

ہزاراں چھ و چھ سو اور چھیاسٹھ آیتیں اُتریں
یہ سب مکی و مدّنی اک سو چودہ سورتیں اُتریں

کتابِ واحد دیکھتا نہیں اس میں کمی بیشی
وہی ترتیب تدوین وہی زیری زَبر پیشی

صحیفے آسمانی سب کتابی شکل میں آئے
لکھی تحریر ذومعنے بمشکل عقل میں آئے

مگر قُرآن بنطقِ سیّد عالی مقام آیا
وہی اندازِ جبریلی وہی صاحبِ کلام آیا

کلامِ پاک رَبّانی وحی جبریلؑ صمدانی
محمدؐ کی ہے لسانی صحابہ حفظِ قرآنی

ادھر کرتے بیان احمدؐ صحابہ یاد کر لیتے
وہی انداز و لہجہ بے محابا یاد کر لیتے

یُوں ہی محفوظ ہوتا جارہا تھا ان کے سینوں میں
وہ پتوں پر کھجوروں کے وہ پتھر کے نگینوں میں

مگر جنگِ یمامہ سات سو حافظ گئے مارے
جنہوں نے جان کے جوہر محمدؐ پاک پر وارے

تفکر سے عمرؓ نے عرض کی دربارِ صدیقیؓ
کرے گا حافظوں کے بعد قُرآن کون تصدیقی

اگر جامِ شہادت یہ صحابہ نوش کر جائیں
تو قُرآنِ مکرم ڈھونڈنے مُسلم کدھر جائیں

بلِا تاخیر تدوین کلام پاک ہے لازم
تحفظ کلی قرآنِ شہِ لولاک ہے لازم

یہ آیا تھا فریضہ زید بن ثابتؓ کے حصے میں
خُدا کی رحمتِ خاصہ یہ آئے جسکے حصے میں

اِسی ترتیب سے جیسے کہ فرمانِ محمدؐ تھا
وہی انداز و لہجہ جو کہ لسّانِ محمدؐ تھا

خُدا کے کرم سے قُرآن کی تدوین کر ڈالی
بلا تحریف تدوین قابلِ تحسین کر ڈالی

یہ نادر تحفہ قرآں آیا دربارِ صدیقیؓ میں
بنا پھر زینتِ عزّت یہ سرکارِ فارُوقی میں

عمرؓ کے بعد ان کی دُختر حفصہؓ کے پاس آیا
خزینے کی طرح رکھا جو نسخہ اُن کے پاس آیا

خلافت طاہرہ عثمان ذوالنورینؓ کی آئی
کہ ایسی عجب حالت جنگ آرمینا میں در آئی

حذیفہؓ دیکھ کر حیران ہوتے تھے قرآن خوانی
کوئی مِصری و شامی کوئی ایرانی و تورانی

تلّفظ اور لہجہ وہ محمدؐ مصطفےٰؐ والا
علاقائی زبانوں نے تھا یکسر ہی بدل ڈالا

یہ خدشہ ہوگیا پیدا بدل جائے نہ اصلیت
یہ فتنہ کھو نہ دے قرآں کی وہ عالی کمالیت

بدیں وجہ امیرالمومنینؓ نے زیدؓ بلوائے
صحیفہ لے کے حفصہؓ سے تھے نسخے سات لکھوائے

وہ نسخے ہر بلادِ ملکِ اسلامی میں بھیجے تھے
بلا تحریف لکھےّ طرزِ الہامی میں بھیجے تھے

یہ فرمایا کہ ہرگز اس میں تبدیلی نہ ہو پیدا
نہ افراطی نہ تفریطی و تقلیلی نہ ہو پیدا

خُدا کے فضل سے اب تک یہ قرآنی کرشمہ ہے
مکمل بہ زبانِ مصطفےٰ نورانی نسخہ ہے

یہ سب دُنیا میں واحد اک کتابِ کائناتی ہے
ہمہ گیر و ہمہ پہلو محیط شش جہانی ہے

کلامِ پاک رَبّانی زبانِ مصطفےٰؐ ہے یہ
تلاوت باادب مُسلم کہ شانِ مصطفےٰؐ ہے یہ

زبانِ پاکیزہ دل اطہر خشوع سے باوضو ہو کر
تلاوت پاک کرنا عاجزی سے اس کی رو رو کر

نصیؔر بے نوا خاطر خُدا سے یہ دُعا کرنا
اے بھی ہو عطا قرآن باحُسنِ ادا پڑھنا

۶؍ رمضان المبارک ۱۴۰۷ھ ، ۱۹۸۷ء

ابتدائیہ دُعا و مناجات بحضور باری تعالیٰ بحقِ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

خُدایا صدقۂ احمدؐ عطا کر ہمتِ کامل
محمد مُصطفےٰ کی ذات ہو امداد میں شامل

عطا کر سینے کو وسعت تخیل کو دے تابانی
مرے تاریک دل پر ہو مجلّٰی نُورِ رَبّانی

کہاں ناقص کی بشریت کہاں ان کی محمدؐیت
کہاں قُرآن ربّانی کہاں میری کم علمیّت

وحی جبریل قاصد ہُوں کلامِ پاک رَبّانی
محمد مُصطفےٰ کے دہنِ اطہر کی ہو لسّانی

ہے فرمانِ خُدا قرآں پہاڑوں کو دکھا دیتا
بنا کر ریت کے ذرّے ہوا میں سب اُڑا دیتا

مترجم میرے جیسا کمترین توبہ معاذ اللہ
کہاں کمتر سے کمتر میں کہاں وہ شانِ اَو اَدنیٰ

مگر امداد تیری ہو کرم کر دیں شہِ بطحا
تو میں اس بحرِ نُوری میں شنا ہوتا ہوں بسم اللہ

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡن

بے شک یہ (کتاب) نصیحت ہم ہی نے اتاری ہے اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں

منظوم کلام

الم

(۱)

مثنوی بدرُ العرفان فی آثار القرآن

...... مصنف ......

محمد غلام نصیر الدین چاچڑوی سیالوی

تفسیر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

شروع کرتا ہوں اس سے میں کہ جس کا نام ہے اللہ
جو رحمٰنِ جہاناں ہے رحیم اولیاء اللہ

بڑی ہے شانِ بسمِ اللہ کہ ہر سورۃ سے اوّل ہے
نمل کی سورۂ اطہر میں تفصیلِ مکمل ہے

سلیماںؑ نے سرِ خط پر جو بسم اللہ بنا ڈالا
یمن پر ملکۂ بلقیس کو ملکہ بنا ڈالا

یہ بسم اللہ حدیبیہ میں جو لکھا کملی والے نے
بشارت فتحِ مکّہ کی عطا کی کعبے والے نے

یہ جب سے بائے بسم اللہ مدد ہے رَبّ باری کی
اسی دن سے محمدؐ سے مدد لینا بھی جاری ہے

مدد کا جو طریقہ بائے بسم اللہ میں فائز ہے
خُدا کے نیک بندوں سے مدد لینا بھی جائز ہے

ہے اوّل فعل پوشیدہ اعانت بائے بِسم اللہ
میں ہر اک کام میں پڑھتا ہُوں بِسم اللہ بِسم اللہ

وہ عثمانؓ بن ابی العاص آئے دربارِ محمدؐ میں
عرض کی یارسول اللہ ہوں بیماری کی میں زد میں

کہ جب سے روشنی اسلام کی دل میں در آئی ہے
اک آندھی دردِ جسمانی کی سر پر چڑھ کے آئی ہے

یہ میرے جسم کا ہر بال شاہا درد کرتا ہے
غلام بے نوا تیرا نہ جیتا ہے نہ مرتا ہے

نگاہِ کرم ڈالی اور فرمایا رسُول اللہؐ
بدن پر ہاتھ رکھ کر پڑھ مسلسل بار بسم اللہ

شفا من جانب اللہ ہے بحق اسمِ بِسم اللہ
شفائے کاملہ باعث ہے پڑھنا اسمِ بِسم اللہ

ہے بے حد رحمتوں والا یہ اسمِ پاک رحمانی
رحیمی سے بھی بڑھ کر ہے ہمہ گیری میں رحمانی

کہ رحمت کا سمندر ہے وہ رحمٰن الرحیم آقا
کلیدِ رحمتِ عالم ہے یہ وردانِ بسم اللہ

تعارف--------- سُورۃ فاتحہ

ہوئیں الحمد میں وارد ہیں سات آیت قرآنی بھی
یہ ہیں اُمّ القرآن ، الفاتحہ ، سبعِ مثانی بھی

اسے سورہ شفا فرمایا احمد کملی والے نے
''کلیدِ رازِ قرآن'' رحمتوں کے تاج والے نے

منظوم کلام

تفسیر سُورۃ فاتحہ

یہ سب حمد و ثنا وقفِ خدائے کل جہاناں ہے
محیطِ رحمتِ رَبّی زمین و آسماناں ہے

خدائے احمدؐ مرسل خُدا ہے سب جہانوں کا
فقیروں عاشقوں کا عالموں کا راز دانوں کا

خدا مومن کو بھی اور رزق کافر کو بھی دیتا ہے
وہ رب ہے پالنے والا ہر اک مقسوم لیتا ہے

بحمد اللہ ربُوبیت کی تربیت میں مُسلم ہے
یہ خاص انعام ہے اس کا جو وقفِ ذات مُسلم ہے

رحیمی شان کا سایہ محمدؐ کے غلاموں پر
یہ رحمٰن الرحیم آیا ہے فائق سب کلاموں پر

وہ مالک دین کے دن کا حشر کا نشر کا والی
وہ مالکِ یوم الدین مولا وہ ہر عالی سے ہے عالی

پتہ چل جائے گا خود ہی کہ جب یوم الحساب آیا
بمعہ شانِ جلالی جبکہ وہ عالی جناب آیا

عبادت کرتے ہیں اس کی جو رَبِّ محمدؐ ہے
ہمارے عقل کی ادراک کی یہ آخری حد ہے

عبادت بے طلب ایاکَ نَعبُدُ سے نمایاں ہے
خُدا سے سودا کرنے والا محض اک مردِ ناداں ہے

عبادت کرتے ہیں تیری فقط تیری رضا خاطر
ہمارا جینا مَرنا ہے خُدا و مصطفیٰؐ خاطر

عبادت کرنے کی خاطر مدد بھی تجھ سے مانگیں ہیں
توجہ کاملہ سوئے محمدؐ تجھ سے مانگیں ہیں

ہم ایاکَ نستعین کہہ کر مدد کی بھیک مانگیں ہیں
ترے بندوں سے گر مانگیں تو بالکل ٹھیک مانگیں ہیں

کرامت جو ولیوں کی ہے عظمت ذوالجلالی ہے
کہ جو بدبخت نہ مانے وہ رحمت سے بھی خالی ہے

مدد بالواسطہ جو ہے مشیت پاک ہے تیری
شمس تیرا قمر تیرا یہ باد و خاک ہے تیری

وسیلے کے سوا قائم نہ دیں ہے نہ ہی دُنیا ہے
وسیلے کے سوا دُنیا میں بندہ ہے نہ مولا ہے

کسان آیا اناج آیا نبی آئے تو دیں آیا
وسیلہ بن کے دُنیا میں یہ قُرآنِ مبین آیا

وہ درسِ رہبری میں جو صراطِ مستقیم آیا
یہ سیدھا راستہ لے کر مرا دُرِّ یتیم آیا

خُدایا کر ہدایت اس صراطِ مستقیمی کی
بڑی اُمید ہے ہم کو محمدؐ کی کریمی کی

وہ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِم جن حبیبوں کیلئے آیا
مرے سَر پر رہے دائم ترے محبوب کا سایہ

وہ نقشِ سرِّ دلبر کا تعین بالقرآن آیا
کہ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ سے مقلد کا نشان آیا

نہ ہووے پیروی جب تک خدا کے بندوں کی
محمدؐ کے غلاموں کی ولیّوں مستمندوں کی

خُدا تک تاقیامت راہ ہرگز مل نہیں سکتی
کلی دل کی بجز ولیوں کے ہر گز کھل نہیں سکتی

خُدا کو ماننے والا ہے لازم مصطفیٰؐ مانے
خُدا کا بندہ ہے وہ جو کہ بندۂ خُدا مانے

نہ مانے جو حبیب دوجہاں کو بخت مارا ہو
خُدا سے دُور ہے وہ خواہ یہودی ہو نصاری ہو

وہ مَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ اور وَلَا الضَّالِّين بتلایا
کسی کو غضب کا مارا کے گمراہ ٹھہرایا

وہ بندے کو کبھی طٰہٰؐ کبھی یٰسینؐ کہتا ہے
کہ بندے کی صداقت پر خُدا آمین کہتا ہے

وجہ تسمیہ سورہ البقرہ

وجہ تسمیہ البقرہ یہ سورت گائے والی ہے
کہ اعجاز کلیم اللہ نے جاں مُردے میں ڈالی ہے

تھا عابل نام سوداگر بڑا ہی صاحبِ ثروت
خدائے پاک نے اس کو عطا کی تھی بڑی دولت

یہ زَر بھی دُنیائے دوں میں فسادِ آدمیّت ہے
حرص پیدا ہو دل میں تو یہ زر بھی بربریت ہے

تھا کر ڈالا قتل عابیل کو اس کے برادر نے
عمل اتنا کیا مخفی نہ دیکھا چشمِ مادر نے

وہ اسرائیل پر ڈالے قصاصِ قتل کا دعویٰ
بدیں حالت لگے کہنے جنابِ حضرتِ موسیٰؑ

ہو گائے نوجواں بے داغ رنگِ گندمی والی
مکمل صحت والی ہر قسم کے داغ سے خالی

ذبح کرکے وہ گائے گوشت لاشہ پر جو دے مارا
وہ مُردہ کر دیا زِندہ کلیم اللہؑ نے دوبارہ

لگا کہنے مرا قاتل برادر خاص ہے میرا
فلاں موقع اڑایا سرفلاں ہتھیار سے میرا

یہ اتنا کہہ کے پھر وہ تو ازل کی نیند جا سویا
ہوا یاں معجزہ مُوسیٰؑ کا گائے گوشت سے پیدا

وہ آیاتِ خداوندی یُرِيكُمْ کہہ کے بتلا دی
خُدا کے متقی بندوں کو راہِ پاک دِکھلا دی

خدائے پاک ویسے بھی اگر چاہتا جگا دیتا
وہ قادرِ کُلِّ شئ اس کو دوبارہ اُٹھا دیتا

وسیلے کے سوا رَبّ دوعالم یہ نہیں چاہتا
بجز نبیوں کے ولیوں کے وہ کرنا کچھ نہیں چاہتا

تعارف سورہ البقرہ

یہ اوّل پارہ سورہ بقر نزول وحی اِس کی مدینہ ہے
شعائر گوشت گائے بھی حیاتی کا قرینہ ہے

جہاں بیٹھے حبیب آ کر وہیں پر شعائر اللہ ہے
صفا مروہ والبقرہ مزّین کعبۃ اللّٰہ ہے

وہاں پر ہاجرہؑ دوڑیں یہ گائے گوشت لے آئے
وہ ابراہیمؑ کعبے کے درودیوار بنوائے

کبھی وہ شتر مادہ حضرت صالحؑ شعائر ہے
براہیمیؑ مصلّٰے رَبِّ کعبہ کا شعائر ہے

وہ محبوب خدا بھی ہیں نشانی ربّ باری کی
قسم کھائے خُدا گیسو کی ، کملی کی ، سواری کی

ولی آئیں نبی آئیں وہ جس کوچے گلی آئیں
شعائر ربّ عالم کے اسی جا پر ہی بن جائیں

بلا شک شاہ بغدادیؒ شہنشاہ ہند اجمیریؒ
کے در بھی شعائر اللہ ہیں نہیں مٹی کی وہ ڈھیری

تفسیر سُورۃ البقرہ

(پارہ اوّل، رکوع اوّل)

الٓمّ اشارہ ہے کنایہ ہے محبت کا
ہے رازِ خاص مابین ھو اللّٰہ و رسولؐ اللّٰہ

اسے عرشِ بریں سمجھے نہ جبریلؑ امیں سمجھے
یہ رب العالمین سمجھے یا رحمتؐ عالمین سمجھے

میانِ عاشق و معشوق رمزِ دلبری ہے یہ
تلفظ ہے مگر مطلب اور معنوں میں خفی ہے یہ

صحیفے اور بھی نازل ہوئے دُنیا میں افلاکی
وہ توراۃ و زبور انجیل نادر شہرہ آفاقی

مگر قرآن کو تخصیص سے لاریب فرمایا
بری شک و شبہ سے ہے اس بے عیب فرمایا

مثالِ شمع اس کی روشنی بے عیب ہے شک سے
صحیفہ نُور کا اُترا ہے بے شک ربِّ برحق سے

مذبذب جن کی حالت ہے انہیں آواز ہے غیبی
کہ دل کے شک مٹانے کو کتاب آئی ہے لاریبی

ھدی اللمتّقِین آیا جنہیں ایمانِ بالغیبی
بڑی قسمت کے بندے ہیں عطا ہو جن کو بے عیبی

عقیدہ غیب سے جن کا یہ قرآن ہدیٰ پر ہے
خدا پر مصطفٰےؐ پر اور سزا پر اور جزا پر ہے

نشان ہے ایسے مردوں کا صلوۃ و صوم کے پابند
وہ عاشق روئے احمدؐ کے وہ رزق یوم کے پابند

خُدا نے تحفۂ قرآں فقط ان کے لئے بھیجا
خدا نے ہدیۂ ایماں فقط ان کے لئے بھیجا

یہی وہ لوگ ہیں ایمان لائے ہیں جو قرآں پر
یقینِ کاملہ رکھتے ہیں اس سے پہلی برہاں پر

یہی ہیں پاک بندے جو فلاح زندگی پائے
نگاہِ مرشدِ کامل سے راہِ زندگی پائے

مگر کَفرُوسواءٌ کی سیاہ قلبی ہے مجبوری
سنیں قرآن محبوبا نہیں جائے گی مستوری

یہ انکاری یا اقراری ابی جہل فارُوقیؓ
نصیبہ اپنا اپنا ہے ابولہبی یا صدیقیؓ

وہ اُلٹا سیخ پا ہوتے ہیں آواز آئے جب نوری
بشر نُوری سفر نُوری لفظ نُوری کتب نُوری

مگر سب کوششیں بے سُود ہیں ان لوگوں کی خاطر
ڈرائیں لاکھ دھمکائیں وہ پھر کافر کے ہیں کافر

وہ شیطانی گروہ ہیں نُورِ ایماں پا نہیں سکتے
قلب پر مہر شیطانی ہے باہر جا نہیں سکتے

یہ نُور ان کے لئے ہے جن کی آنکھیں بھی ہوں نُورانی
قلب میں نُور ہو تو دیکھیں احمدِؐ ظلِّ یزدانی

خدا کی یہ مشیّت ہے گروہ فاسقاں بھی ہوں
قدر ہے روشنی کی جب سیاہ تاریکیاں بھی ہوں

خدا کے نیک بندوں کے حصص میں ہے قرآں آیا
ابد کے اندھوں کی قسمت عذابِ جاوداں آیا

خَتَمَ اللّٰہ کہا رب نے قلُوبِھِم و سَمْعِھِمْ
علیٰ اَبْصَارِ ھِمْ سے وہ ہوئے وقفِ عَذَابِھِمْ

نصیؔرا یہ مقامِ شکر واللّٰہ فضلِ رَبّی ہے
کرم ہے مرشدِ کامل نہ کسبی ہے نہ نسبی ہے

پارہ اوّل

رکوع ۲

منظوم کلام

محبت مرد مومن کو محمدؐ کی نبوت سے
ہے کافر کو عنادِ دائمی حق و صداقت سے

مگر بدبخت اک طبقہ نہ انکاری نہ اِقراری
یہاں کافر وہاں مُسلم ہے شیوہ انکا عیّاری

یــخــدِعــونَ فرمایا خدا نے پاک قرآن میں
مکر سازی سے وہ چاہیں کہ رخنہ ڈالیں ایماں میں

مکر کرکے خدا کو مصطفٰی کو دھوکا دیتے ہیں
وہ نابینا ہیں بینا کو بھلا کیا دھوکا دیتے ہیں

وہ سب کچھ جانتا ہے ان کی عیاری و مکاری
مکر کرتے ہیں اَنــفُسِہِــمْ عقل ان کی گئی ماری

حسد کی اگ میں جل کر مریضِ دائمی ٹھہرے
خُدا سے فَزَادَھُمْ مَرَضًا کے سر پر آ چڑھے پہرے

بظاہر متقی مومن نمازیں اور صلوٰتیں ہیں
زبان پر وِرد الا اللّٰـہ رکعتوں پر رکعتیں ہیں

وہ اُٹھتے بیٹھتے دیں کے علمبردار بنتے ہیں
وہ آیاتِ قرآنی کے بھی دعویدار بنتے ہیں

وہ ماتھا داغتے ہیں دل کا سجدہ کر نہیں سکتے
ہے پتھر دل منافق کا وہ ہر گز ڈر نہیں سکتے

وہ کہتے ہیں عمل اپنے مطابق ہیں کتاب اللہ
وہ مومن بن نہیں سکتے بجز عشقِ رسُولؐ اللہ

اراکینِ شریعت کی کرے کوئی لاکھ پابندی
بجز عشقِ محمدؐ محض پابندی ہے پابندی

وہ مجلس میں جو آتے ہیں تو کہتے ہیں مسلماں ہیں
مگر تنہائی میں کہتے ہیں وہ تو مردِ ناداں ہیں

وہ احمق لوگ ہیں ان سے ہمارا رابطہ کیا ہے
بشر کے گرد پھرتے ہیں وہ ان کا ضابطہ کیا ہے

وہ تسلیم و رضائے احمدؐ عربی پہ مرتے ہیں
ہم ان سے محض استہزا و ٹھٹھہ بازی کرتے ہیں

خدا فرمائے استہزا کا بدلہ بھی ہے استہزا
حشر کے دن بھی ان سے ہوگا اس طرح استہزا

منافق کے لئے واللہ یہ سودا ہے خسارے کا
کہ اِشتَـرَو الـصـلٰوۃ ہے نصیبہ بخت مارے کا

مثال ان کی ہے جیسے خود الاؤ کر لیا روشن
تو آنکھیں ہوگئیں اندھی ہوا ماحول جب روشن

اُدھر سے روشنی آئی اِدھر بینائی دے بیٹھے
اِدھر نُوری تجلیّات ادھر رعنائی دے بیٹھے

پریشاں حال اندھے گونگے بہرے بخت کے مارے
فَہُم لَا یَـرجِعُـون اپنی یہ ساری زندگی ہارے

مثال اس کی کہ جیسے کوئی ابرِ سیاہ میں گھِر جائے
کڑکتی گرجتی بجلی میں پٹیل راہ میں گھِر جائے

پناہ اس کو کہیں بھی راستے میں نہ نظر آئے
زباں نکلے بدن کانپے تو مڑ مڑ کے وہ گھبرائے

اگر بجلی درخشاں ہو تو دو اک گام چل نکلے
اندھیرا ہو تو ہر ہر گام پر بیچاری جاں نکلے

کہاں وہ جو پناہ میں بیٹھا ابرِ بار دیکھے ہے
تجلّی محمدؐ سے رخِ انوار دیکھے ہے

فضل اس کا کرم اسکا ہے سب نازونعم اس کا
ابُو ایّوب انصاریؓ کا گھر بیتِ حرم اس کا

گئی بدبخت بے راہ رو منافق کی وہ بینائی
کڑک سے رعد کے چھینی خدا نے اس کی شنوائی

کہ اِنَ اللّٰـہ علیٰ کُلِّ قدیرٌ کل زمانہ ہے
خُدا اس کا ہے جس کے لب پہ احمدؐ کا ترانہ ہے

نصیرِ بے نوا چھپ جاسگانِ مصطفیٰؐ میں تو
کہ بچ جائے گا طوفاں سے محمدؐ کی پناہ میں تو

رکوع ۳

منظوم کلام

رکوع ہے تیسرا البقر سورت پارہ اوّل ہے
خدا کا حضرت انساں کو اعلانِ مکمل ہے
ارے آدم سنبھل جا یہ عبادت حکمِ ربی ہے
وہ خالق تیرا مالک تیرا رازق اور مُربیّ ہے
خدا خالق ہے تم مخلوق ہو سب اول و آخر
عبادت جو کرے نہ واحدِ مطلق کی وہ کافر
عبادت کیلئے بندے کو حکمِ اَعۡبُـــــدُوا آیا
ترے رب نے یہ ناطق حکم فی القرآن فرمایا
عبادت باعثِ تقویٰ و پروازِ رُوحانیت
عبادت کرنے سے ملتی ہے انساں کو طمانیت
وہ مالک جس نے بستر خاک کا تیرے بچھایا ہے
مزّین آسمان نُوری تیرے سَر پہ سجایا ہے
خدائے پاک نے رحمت سے بادل مینہ برسایا
زمین سے پھول پھل اور فصلِ لاتعداد اگوایا
کہ اے بندے تجھے انعام میں نے اس لئے بخشے
عبادت کو مرے دربار میں تو اپنا سر رکھدے
کسی مدِمقابل کو کبھی معبود نہ کرنا
عذابِ ربِّ اکبر سے اے بندے تا ابد ڈرنا
کہ اَنۡــــدَادًا سے مطلب وہ مقابل ربِّ قاہر ہے
یہ المثل المنادی اس کا معنی صاف ظاہر ہے
جھکانا سر نہ ہر گز جو مقابل میرا کہلائے
کہ مٹ جانا صداقت پہ کٹتا ہے یہ سَر کٹ جائے
خدا کے بالمقابل یار اس کے ہو نہیں سکتے
ولی اللہ کبھی اغیّار اس کے ہو نہیں سکتے
کوئی محبوب کب کہتا ہے اس کا ثانی ٹھہراؤ
عبادت سے مجھے دُنیا میں تم لاثانی ٹھہراؤ
وہ ہیں بندے خدا کے وہ خدا پرچار کرتے ہیں
عبادت کے لئے سجدے وہ سو سو بار کرتے ہیں
خُدا تجھ کو سمجھ دے دوست دشمن کی تمیز آئے
وہ کب مدِّمقابل ہیں خُدا کے جو عزیز آئے
اطاعت رَبِ عالم کی اطاعت ہے رسُول اللہ
اطاعت احمدؐ عربی اطاعتِ اولیاء اللہ
عبادت رَبِّ اکبر کی اطاعت ابنِ عبداللہ
محبت پاک بندوں کی خدا کی اولیاء اللہ
کلامِ پاک ربیّ دنیا بھر میں بے مثل میرا
میں واحد ربّ اکبر ہوں نبیؐ ہے بے مثل میرا
صلائے عام ہے اس کی مثل کوئی تو لے آؤ
مثالِ آیتِ قرآں کوئی آیت تو لے آؤ
حمایت میں اگر چاہو تو لے آؤ جسے چاہو
بدل اک حصّہ آیاتِ قرآنی کا تو دب جاؤ
ہلا کر رکھ دیا سینہ یہ اعلانِ ہدیٰ کرکے
جنہیں دعویٰ فصاحت تھا اٹھے اس جا سے وہ مر کے
ڈرو وقتِ غضب سے اور دوزخ کے دہانے سے
غرض جس کو ہے پتھر اور انسانوں کے کھانے سے
وہ دوزخ جس میں پتھر آب بن جاتا ہے جل جل کر
کہ ایندھن اس کا بنتے ہیں یہ کافر آپ چل چل کر
مبارک ہو محمدؐ کے غلاموں کو مبارک ہو
نکو کاروں صدیقوں اور اماموں کو مبارک ہو
بڑی خاطر ہے مولا کو محمدؐ کے پیاروں کی
خدا خوشخبری دیتا ہے وہ جنت کی بہاروں کی
لَهُمۡ جَنّٰتٍ تجری وہ پیاری پیاری نہریں ہیں
تناول رزق نورانی بڑی ہی لہریں بہریں ہیں
پھل جن کی رنگت ایک جیسی شکل ملتی ہے
مگر لذت جداگانہ ، نہ اک سے اک کی ملتی ہے
مرقع نُور کا حور و قصور و باغ غلمانی
کمی باقی رہے کیونکہ خدا کرتا ہے مہمانی

محمدؐ کی غلام کے عوض سارا جہاں لے لو
زمین لے لو فلک لے لو یہ سب باغِ جناں لے لو

وہ حجتی لوگ کہتے ہیں سیاہ قلبی سے یوں آ کر
خدا کو کیا پڑی ہے وہ بتائے حالتِ مچھر

یہ باتیں چھوٹی چھوٹی ہیں خدا ہے عظمتوں والا
یہ باتیں ہیں بڑی کمتر خدا ہے رفعتوں والا

خدا نے پاک قرآن میں انہیں آگاہ فرمایا
نہیں پرواہ ہمیں تم نے جو حجت سے یہ کہلایا

کتابِ آخری میں ذرّہ ذرّہ ہے بیان کرنا
اگر مچھر سے کمتر ہو تو اس کو بھی بیاں کرنا

اگر کشفِ حقیقت آج بھی کچھ رہ گیا باقی
تو قرآں کی کوئی مانے گا کیونکر شہرہ آفاقی

وہ میثاقِ خدا سے منحرف گمراہ بندے ہیں
وہ توڑیں عہدِ اوّل فطرتاً بدخواہ بندے ہیں

خُدا نے زندگی بخشی ہے پھر ہر اک کو مارے گا
تو پھر زندہ کرے گا جب حشر کا دن پسارے گا

زمین پیدا کی اس نے اور زمین میں این و آں پیدا
کہ چھ دن میں کئے اللہ نے ساتوں آسماں پیدا

رکوع ۴

منظوم کلام

کہا ربّ دو عالم نے فرشتو یہ منادی ہے
نیابت میں نے آدمؑ کی زمانے پر بنا دی ہے

خلیفہ خاص کرکے میں زمیں پر بھیجوں گا اس کو
امامِ وقت کرکے میں زمین پر بھیجوں گا اس کو

یہ سب عزت بحقِ مصطفےٰؐ تفویض ہوتی ہے
زمیں پر یہ خلافت برملا تجویز ہوتی ہے

فرشتے یہ پُکار اُٹھے خدایا یہ غضب ہو گا
فسادی ہے زمیں پر یہ فسادوں کا سبب ہو گا

ستم جاری کرے گا یہ زمیں پر خُوں بہائے گا
اطاعت سے تری مولا یہ باغی سر اٹھائے گا

خُدا جانے یہ غیبی بات کیسے علم میں آئی
وقوع ہونے سے پہلے ہی فرشتوں نے یہ دہرائی

یہی معلوم ہوتا ہے فرشتے غیب داں تھے وہ
خدا کے رازِ مخفی کے بقدرے رازداں تھے وہ

فرشتے ورد و تسبیح میں تیری مصروف رہتے ہیں
جو تو چاہے وہ کرتے ہیں جو تو کہتا ہے کہتے ہیں

جلال آیا خدائے پاک کے دربارِ عالی میں
نہیں سمجھے فرق اب تک یہ دلبر میں سوالی میں

وہ آدمؑ کو بلا کر نام سارے ہی سکھا ڈالے
جو پردے غیب کے تھے ایک پل بھر میں اُٹھا ڈالے

بحقِ مصطفےٰؐ آیا ہے آدمؑ غیب داں ہو کر
منصہّ شہود آیا ہے شاہِ عرشیاں ہو کر

فرشتوں سے کہا بتلا دو اسمائے گرامی تم
اگر اس خاک کے پتلے سے ہو عالی مقامی تم

ہمارے فہم سے بالا و برتر ہے حکم تیرا
ہم اتنا ہی بتا سکتے ہیں جتنا ہو کرم تیرا

بحقِ مُصطفےٰؐ آدمؑ نے ہر اک نام بتلایا
جو شیخ اوّل خدا نے تھا مرید آدمؑ کو سکھلایا

استاد معظم ربّ باری درس دیتا تھا
یہ شاگردِ رشید آدمؑ خُدا سے درس لیتا تھا

فرشتوں کو خدا نے پھر یہ حکمِ عام فرمایا
کہ سجدہ حضرتِ آدمؑ تمہیں انعام فرمایا

کرو سجدہ جو آدمؑ کو تو مقبول خدا ہو تم
نہ کر پاؤ جو یہ سجدہ تو مردودِ خُدا ہو تم

فرشتے لرز کر سارے جُھکے آدمؑ کے پاؤں پر
وہ قربان ہوگئے ربّ دوعالم کی اداؤں پر

مگر ابلیس جو کہ تھا معلم سب فرشتوں کا
ہوا سجدے سے انکاری گیا وہ راندۂ درگاہ

ہوا باغی و طاغی اور کافر نا بکار آیا
عبادت زہد و تقویٰ ساری بازی ہی ہار آیا

مرے احکام کو مانو خدائے پاک فرمائے
کوئی میرے حکم سے ذرہ سرتابی نہ کر پائے

میں آدم کو کہوں سجدہ تو آدم کو کرو سجدہ
میں کعبے کو کہوں سجدہ تو کعبے کو کرو سجدہ

میں اقصیٰ کو کہوں سجدہ تو اقصیٰ کو کرو سجدہ
جو بیت اللہ حکم دے دوں تو بیت اللہ کرو سجدہ

سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے
سبق تسلیم لازم جو تری سرکار میں آئے

وہ سجدہ عظمتِ محبوبؐ کی خاطر کرایا تھا
کہ مسجودِ ملائک حضرتِ آدمؑ بنایا تھا

اتارو اس کو جنت میں شہنشاہ کا سفیر آیا
یہ ہے تو خاک کا پتلا فرشتوں کا ہے پیر آیا

خلافتِ تاج سر پر ہے یہ مسجودِ ملائک ہے
یہ محبوب خدا قادر، یہ مطلوب خلائق ہے

اسی کی نسل سے پیدا خلیل اللہؑ ذبیح اللہؑ
اسی کے صلب سے ہوں گے حضور احمد رسُول اللہ

خدا نے اپنی رُوح پھونکی فقط اس کے ہی پیکر میں
فرشتوں میں نہ جنوں میں نہ جنت میں نہ کوثر میں

اسی کے گھر سے اُبھریں گے وہ شاہانِ یداللٰہی
اسی کے در سے پھیلے گا وہ فیضان اسد اللٰہی

بمعہ اس کے حرم حواؑ اسے جنت میں لے جاؤ
یہ جو چاہے اسے لے دو یہ جو مانگے اسے لا دو

یہ عالم کامل اکمل ہے باعث عَلّم الاسماءُ
خدا نے اس کو بخشا اقتدارِ کُلّھم اشیاءُ

مگر ربّ دوعالم نے مخاطب ہو کے فرمایا
اے آدمؑ نوریوں کا ہے تجھے سردار فرمایا

کبھی نہ ٹالنا ہر گز جو نافذ ہو اَمر میرا
خدا کا شکر کرنا دل میں رکھنا ایک ڈر میرا

یہ جنت ہے تمہاری جیسے چاہو کام میں لانا
مگر حُکمِ خُدا ہے اس شجر کے پاس نہ جانا

اگر کھایا یہ دانہ تو نکالے جاؤ گے یکسر
نہ مانا حکم میرا کھا گیا ابلیس بھی ٹھوکر

ادھر ابلیس پہنا جبکہ جامہ بے حیائی کا
تو بدبختی سے پہنا اس نے برقع روسیاہی کا

لگا کہنے خدا سے مہلت اتنی تو اگر دے دے
کہ بہکانے کی قوت مجھ کو تو سوئے بشر دے دے

میں بہکا دوں گا مخلوقات راہِ مستقیمی سے
بجز ان کے کہ جن کو تو بچالے گا کریمی سے

خدا کہنے لگا ابلیس اذنِ عام ہے تم کو
کہ مکاری کی چالوں نے کیا بدنام ہے تم کو

بہت خوش ہو کے شیطان نے وہ پہلا وار کر ڈالا
دلِ آدم میں لالچ دانۂ گندم کا بھر ڈالا

یہ لالچ نے زمیں پر حضرتِ آدمؑ کو دے مارا
وہ عزت سب گئی پل میں ہوا حیران بیچارا

بمعہ حواؑ زمین پر آگرا وہ حضرتِ آدمؑ
وہ اک گندم کے دانے سے کیئے پر ہو گیا نادم

اصل میں حکمتِ ربّی تھی لغزش حضرتِ آدم
نمایاں کس طرح ہوتا ظہور فخرؐ کل آدمؑ

کہ آدم سے یہ لغزش ہو رجُوع سوئے محمدؐ ہو
بحقِ مصطفیٰؐ بخشوں کرم کی اس طرح حد ہو

ہے دامانِ محمدؐ کا وسیلہ جب کہ ٹھہرایا
خدا نے مہربان ہو کر تھا آدمؑ کو یہ فرمایا

محمدؐ کی پناہ میں تم کو پھر شاہی عطا کر دی
ملاتے ہیں وہ پھر حواؑ جو تم سے تھی جدا کر دی

اگر شیطان کے مکروں سے بچا لو گے صلب اپنی
تو مل جائے گی جنت ہوگی پوری سبب طلب اپنی

ہے سب درجاتِ علّیین کا محور رضا میری
کبھی نہ بھولنا ہر گز یہ تسلیم و رضا میری

ٹھکانا ہادیہ دوزخ کروں گا ایسے گمراہ کا
جو صرفِ بے حیائی ہووے نافرمان اللہ کا

سقر میں ڈال دوں گا ایسے ابلیسی گروہ کو میں
بنادوں لقمۂ دوزخ یہ شیطانی گروہ کو میں

انہیں لوگوں کی خاطر ہے فیھا خالدون آیا
سدا دوزخ میں جلتے رہنا با حالِ زبوں آیا

منظوم کلام

رکوع ۵

رکوع ہے پانچواں البقر سورۃ پارہ اوّل ہے
یہاں یعقوب کی اولاد کی حالت مکمل ہے

خلیلؑ اللہ کی زوجیت میں بیوی ہاجرہؓ آئی
بڑی تھی عابدہ و طاہرہ و زاہدہ مائی

خُدا نے چاند سا بیٹا عطا فرما دیا ان کو
ذبیح اللہؑ کا درجہ بھی عطا فرما دیا جن کو

وہ جدِّامجد احمدؐ محمدؐ مصطفیٰؐ آئے
وہ اسماعیلؑ بن کر دنیا میں نورالہدیٰ آئے

خلیل اللہ کے عقدِ پاک میں آئی جو مائی سارہ
وہ فخرِ ملت انساں بنی حرمِ خلیل اللہؑ

اس کی جھولی میں اسحاقؑ سا کامل نبی آیا
کہ جس کے گھر نبی یعقوبؑ اور عیص ولی آیا

یہی یعقوبؑ ہیں جن کو کہ اسرائیل کہتے ہیں
انہی کی قوم کو اولادِ اسرائیل کہتے ہیں

وہ اپنے والدِ ماجد کے تابعدار بیٹے تھے
بڑا خدمت کا جذبہ تھا وہ خدمتگار بیٹے تھے

اک دن وہ نبی اسحاقؑ کی کرتے تھے دربانی
فرشتہ حاضری کو آیا بن کر شکلِ انسانی

کہا یعقوبؑ نے اس وقت اندر جا نہیں سکتے
ہیں تخلیے میں والد تم اجازت پا نہیں سکتے

فرشتے نے کہا جانا ہے مجھ کو بھی ضرور اندر
مگر یعقوبؑ نے جانے دیا نہ وہ حضور اندر

سنی تکرار تو اسحٰقؑ باہر آگئے خود ہی
فرشتے سے نبی کی بات آکر ہوگئی خود ہی

فرشتے نے کہا شکراً کہ چشمِ بد نہ لگ جائے
ہے نیکوکار و خدمت گار چشم بد نہ لگ جائے

یہ اس کا نام اسرائیلؑ رکھتا ہوں میں اس خاطر
خدا کا پاک بندہ یہ خدا ہو حافظ و ناصر

خدا کے گھر میں اسرائیلؑ کو عالی مقام آیا
ہزاروں سال ان کے سر پہ رحمت کا سلام آیا

اور وہ داوٗدؑ و سلیماںؑ عیسیٰؑ موسیٰؑ و ہارونؑ بھی
ہوئے اتنے نبی پیدا کہ گنتی ہے ہزاروں کی

وہ توراۃ و زبورُ انجیل ان پر ہی ہوئے نازل
اسی ملت کے ہر گھر میں ہوئے پیدا ولی کامل

مگر اکثر ہوا یوں بھی کہ بارش رحمتوں والی
وہ ناشکرے بنے ٹھکرا دی نعمت رحمتوں والی

کئی موقع پہ نافرمانیاں ان سے ہوئیں سرزد
مگر معافی تھی مل جاتی نبیوں کی سفارش پر

وہ اسرائیلیوں پر جو خدا انعام فرمائے
قرآنِ پاک میں مولا وہی انعام دہرائے

کہ تم سے ہی نبیوں نے یہ ہر ہر گام بتلایا
بہت جلدی ہی دیکھو گے نبی آخرزماںؐ آیا

کہ احمدؐ نام ہوگا سر پہ بادل کا رہے سایہ
یہی عیسیٰؑ یہی موسیٰؑ یہی داوٗدؑ دہرایا

بتائے آئے تھے تم بھی کہ احمدؐ آنے والا ہے
نبوت ختم ہو گی اس پہ سب نبیوں سے اعلیٰ ہے

بزعمِ خویش سمجھے کہ وہ اسرائیل میں آئے
یہودی عظمتِ احمدؐ سے اور اقبال میں آئے

مگر جب ابنِ اسماعیل بن کر مصطفیٰؐ آیا
حسد نے ابنِ اسرائیل کو اس طرح گھبرایا

نبوت سے محمدؐ کی پریشاں ہوگئے سارے
کہ مکّے میں تولّد سے وہ حیراں ہوگئے سارے

چھپا کر دینِ برحق کو مخالف ہوگئے سارے
مثل شیطان کی ربِّ دو عالم نے وہ دھتکارے

یہ فرمایا کرو وہ یاد میری نعمتیں ساری
وہ احسانات و ہمدردی و دلجوئی و دِلداری

حسد کی آگ میں جل کر ذلالت لینے والے ہو
مثلِ ابلیس تم بھی تو خجالت لینے والے ہو

کرو وہ یاد وعدہ کہ بشیرِ مصطفےٰؐ ہیں ہم
نبی آخرزماںؐ سچ ہیں نقیب مصطفےٰؐ ہیں ہم

اگر تم حسبِ وعدہ مان لو میرا نبی اکرمؐ
تو میں بھی پھر نچھاور تم پر کردوں گا کرم پیہم

تمہارے دین کی تصدیق کرنے مصطفےٰؐ آیا
صحیفوں کی خبر توثیق کرنے مصطفےٰؐ آیا

وہ ناداں ہے جو پیسوں کے عوض آیات کو بیچے
عطا کردہ خدا کے عالی انعامات کو بیچے

وہ عالم جو کہ حرص زر میں دیں کو بیچنا چاہے
نہیں عالم وہ گمراہ ہے یقین کو بیچنا چاہے

جسے موسیٰؑ و عیسیٰؑ نے علی الاعلان بتلایا
چھپاؤ نہ صداقت کو محمدؐ عالی شان آیا

بجا لاؤ شکر محبوبِ ربّ العالمین آیا
نمازیں لے کر رب سے وَارکَعُو مع الراکعین آیا

بشارت دینِ احمدؐ کی زمانے کو بتاتے ہو
مگر تنسون انفسکم خود کو کیوں بھلاتے ہو

خود اپنے آپ کو دھوکا جہالت کی دلیل اکبر
چھپانے سے کبھی چھپتا ہے وہ شمسِ منیر انور

نماز و صبر شیوہ ہے خدا کے پاک بندوں کا
کہ مل جائیں گے دلبر ہے یقین مشتاق بندوں کا

نہیں بوجہل عبادت ان محمدؐ کے پیاروں کو
عقلمند وہ ہے جو سمجھے محبت کے اشاروں کو

رکوع ۶

منظوم کلام

خدا نے یاد دلوایا تھا وہ عالی مقام اُن کو
کیا تھا جبکہ اپنا خاص دلجانی غلام ان کو

کہا اولادِ یعقوبؑ کرو وہ یاد نعمتہا
فضیلت ساری دنیا کی بڑے درجات و رفعتہا

تمہیں کو سروری بخشی کہ اولاد نبی ہو تم
کہ اپنی جدّ کے صدقے میں بدرجاتِ رفیع ہو تم

اگر یعقوبؑ کی اولاد پر اتنے انعام آئے
تو پھر آلِ محمدؐ سیّدِ عالی مقام آئے

بہت عزّت ہے سیّد کی کہ نورِ مُصطفےٰ آیا
یہ زہراؑ کا پسر ہے نُورِ نظرِ مجتبیٰؑ آیا

خُدا نے یاد کروائیں وہ اتنی نعمتیں ساری
فضیلت ساری اسرائیل پر اس وقت تھی جاری

ڈرو اس وقت سے نازک کہ جب یوم الحساب آیا
کہ جب قہاری میں مولائے کل عالی جناب آیا

نہ کوئی کام آئے گا وہ بیٹا باپ بھائی بھی
وہ دن جس دن نہ ہمدردی کرے گی اپنی مائی بھی

صدا اُٹھے گی ہر جا سے وہ لایقبل شفاعت کی
وہ کافر کو ملے گی نہ پناہ کوئی حمایت کی

عوض اس دن کوئی شے بھی سزا کا ہو نہیں سکتی
مدد اس دن کِسی بھی پر خطا کی ہو نہیں سکتی

اُٹھو اُٹھ کر یہ دامانِ محمدؐ تھام لو اب بھی
بجز خاتم نبی اب مہربان ہوگا نہ یہ رَبّ بھی

شفاعت اس کی نہ ہوگی جو مُنکر شان احمدؐ ہے
غلامان محمدؐ پر خُدا کا کرم بے حد ہے

تمہیں تھا معاف کر ڈالا نبیوں کی سفارش پر
مگر اب معافی ملتی ہے محمدؐ کی سفارش پر

جو مُنکر نہ محمدؐ کو شفیع المذنبین مانے
نہ آیاتِ قُرآنی کو نہ وہ دینِ مبیں مانے

وہ کیسے دن تھے جب فرعون ظالم چھایا تھا تم پر
بنی یعقوبؑ کیسا وقتِ نازک آیا تھا تم پر

تمہارے بیٹے کیسے وقتِ پیدائش ذبح کرتا
وہ بجلی قہر کی بن کر تھا خرمن ہی تباہ کرتا

مِصر کا بادشاہ وہ ابنِ مصعب جب ولید آیا
وہ طبعًا فاسق و فاجر نہایت ہی پلید آیا

وہ فرعونِ مصر بن کر جو شاہی تخت پر بیٹھا
وہ ظالم اژدہا بن کر تھا شاہی تخت پر بیٹھا

کوئی اولاد اس کے ہاں خدا نے نہ عطا کی تھی
سِتم کا دور دورہ تھا کہ سفّاکی بلا کی تھی

اسے ماہر نجومی یہ لگے کہنے کہ اے شاہا
وہ پیدا ہونے والا ہے اک اسرائیل کا بیٹا

تمہارے تختِ شاہی پر بلا بن کر وہ ٹوٹے گا
تمہاری عزت و حشمت قضا بن کر وہ لوٹے گا

ستارہ گِھر گیا تیرا بلائے ناگہانی میں
غرق ہو جائے گی شاہی سمندر کی روانی میں

یہ سُن کر وہ سِتم گر پُوری وحشت پر اتر آیا
وہ ظالم لشکری پہرہ تھا اک اک گھر پہ ٹھہرایا

کہ اولادِ نرینہ جو بھی پیدا ان کے گھر ہووے
ذبح کر دو اسے فوراً کہ جو پیدا پسر ہووے

تباہ کن قوم اسرائیل پر ایسی گھڑی آئی
خُدا کی آزمائش کی بہت نازک گھڑی آئی

تھے اسرائیل میں عمران نامی متقی عابد
وہی کامل تھے اپنی قوم میں مانے ہوئے زاہد

تھی بی بی عابدہ نامی جو اُن کے عقد میں آئی
خُدا کے خوف والی اور بڑی صالح تھی وہ مائی

ہوئی امید میں وہ کرم ربانی ہوا جاری
ستم کے دور کے اب خاتمے کی ہے یہ تیاری

پسر پیدا ہوا جاری ہوا سب فضلِ ربّانی
تھی جس کے چہرے پہ شمس الضحٰی کی نُور تابانی

وہ دایہ جو کہ گھر عمران کے شاہی مقرر تھی
نظر ڈالی جو موسیٰؑ پر ہُوئی وہ دل سے شیدائی

ہوئی قربان فوراً اس نے موسیٰ کو چُھپا ڈالا
تو پھر صندوق میں رکھ کر تھا دریا میں بہا ڈالا

خُدا کی قدرت کامل ہوئی اس بات میں شامل
زنِ فرعون بالآخر ہُوئی صندوق کی حامل

جو کھولا تو نظر آیا تھا اس میں چاند سا بیٹا
محبت پسر نُورانی کا آیا اس کو السیٹا

اسے بیٹا بنا کر سینے اپنے سے لگا بیٹھی
محلّاتِ شہنشاہی قضا فرعون آ بیٹھی

رہائی چنگلِ فرعون سے مولا نے دِلوائی
کہانی اس ستمگر کی خُدا نے یاد دِلوائی

کرو شکرِ خُدا احسان و انعامِ خُداوندی
تباہی پیش خیمہ ہے یہ کفرانِ خُداوندی

وہ ظالم ظلم کرتا تھا کہ بیٹے مار دیتا تھا
بنا کر یرغمالی دُختراں سرکار لیتا تھا

اسی کے گھر میں بارآور ہوئے مردِ کلیم اللہ
یوں لرزے قصرِ فرعونی لگایا نعرہ الا اللّٰہ

وہ ایوانِ مصر میں تھر تھراہٹ ہوگئی طاری
کہ یوں پیشِ نظر پھرتی تھی خونریزی کی سیہ کاری

تو فوراً اس نے چاہا حضرتِ موسیٰؑ ختم کر دوں
سِتم توڑوں میں پھر ایسا سِتم کی حد ختم کر دُوں

مگر موسیٰؑ کو قُدرت نے جتایا حال یہ سارا
وہ خود جنکا محافظ ہو وہاں دُشمن کا کیا چارا

وہ پہنچے قوم اسرائیل لے کر برلب دریا
عصا مارا خدا نے کر دیا دریا کو دو پارا

خدا کے کرم سے پانی میں رستے مل گئے بارہ
کہ تھے سارے قبیلے قوم اسرائیل کے بارہ

قبائل قوم اسرائیل کے رستوں پر چل نکلے
کرم رب دوعالم ہو تو ہر مسئلے کا حل نکلے

وہ آگے آگے تھے موسیٰؑ وہ پیچھے پیچھے اسرائیل
کنارا جا لیا اگلا کرم کی ہو گئی تکمیل

بمعہ افواج قاہر مصر کا فرعون بھی آیا
مگر جب سینۂ دریا میں واضح راستہ پایا

بمعہ افواج داخل ہو گیا بحرِ طوفانی میں
گھرا آ کر ستم اس کا خدا کی قہرمانی میں

کنارے پر کھڑی دیکھے تماشا قوم یعقوبیؑ
بمعہ افواج فرعون مصر کی زندگی ڈوبی

مقام شکر کتنا تھا یہ اسرائیل کی خاطر
یہ ساری عظمتیں تھیں احمدیؐ تعمیل کی خاطر

کیا موسیٰ نے پھر یکجا یہ قوم خستہ حالت کو
ارے اسرائیلیو دیکھا خدا کی اس جلالت کو

بچائے سارے یعقوبیؑ ڈبوئے سارے فرعونی
یہ سب کچھ ہے تصدق میں محمدؐ شانِ محبوبی

خدا کا حکم ہے مجھ کو میں کوہ طور پر جاؤں
عبادت خاص میں مصروف شب چالیس ہو جاؤں

خدا کے پاک بندوں کی یہ حالت اعتکافی ہے
کہ پوری قوم کی واللہ اسی سے ہوتی معافی ہے

محمدؐ مصطفےٰ نے غار میں جب کر لیا چلہ
خدا نے بخش دی امت محمدؐ فی سبیل اللہ

عبادت مسجد نبوی میں اصحاب صفہ بیٹھے
وہ سلمانؓ وابی ذرؓ اور بلالؓ باصفا بیٹھے

نبی کہتے ہیں ان کے صدقے ساری کامیابی ہے
ستون آسمانی ہیں انہیں سے سب آبادی ہے

یہی چالیس راتیں تھیں معین الدینؒ اجمیری
گزاریں بردر پاک شہنشاہ داتا ہجویریؒ

زمین ہند کے سب فیصلے راتوں میں کر ڈالے
کہ مخفی راز افشا باتوں باتوں میں تھے کر ڈالے

خدا کے حکم سے چالیس دن تم اس جگہ ٹھہرو
خدا کے لشکر میں اور ورد میں صبح و مسا ٹھہرو

مگر موسیٰ کے جاتے ہی شیطانی غلبہ در آیا
بشکلِ سامری شیطان بن کر اک بشر آیا

وہ لایا ایک بچھڑا جس کو جادُو سے تھا بلوایا
میں بچھڑے کی شکل میں ہوں تمہارے سامنے مولا

مجھے سجدہ کرو تم پر یہ فرضِ لازمی آیا
اسی طرح سے ہر انسان کو شیطان نے بہکایا

بھٹک کر قوم اسرائیل تم نے کر دیا سجدہ
یہ سَرزدنی جُرم تھا جو کہ تُم سے ہوگیا پیدا

وہ واپس لوٹ کر مُوسیٰؑ نے جب دیکھی یہ گمراہی
کہا اے قوم شیطان سامری کی ہے یہ بدراہی

وہ لامحدود واحد بے مثل ربّ علیٰ ہووے
کہ گمراہ ہو گئے ہو ایک بچھڑا بھی خُدا ہووے؟

کرو توبہ جھکو ربّ علیٰ کی ذات کے آگے
کسی گائے نہ بچھڑے نہ کسی آفات کے آگے

قتل کر دو یہ فتویٰ ہے شرارت کرنے والوں کو
نہ چھوڑو صفحۂ ہستی پر حماقت کرنے والوں کو

خدائے پاک نے بخشی یہ لغزش صدقۂ موسیٰؑ
رہائی کا بنی باعث شفاعت حضرت موسیٰؑ

کرم کرکے ہدایت کو وہ تو راہِ ہدیٰ لائے
کتابِ آسمانی وہ بحقِ مصطفےٰ لائے

مگر اس وقت بھی تم نے نہایت سرکشی کی تھی
کلیم اللہ سے تم نے گفتگوئے بے حسی کی تھی

کہ ہم تسلیم کرتے ہیں خدا موسیٰ کا آجائے
کہ ہم مانیں گے جب موسیٰ خُدا ہم کو بھی دکھا لائے

بوقتِ دیدنی جب طور کڑکی زور سے بجلی
تمہاری موت بن کر آئی اتنی زور سے بجلی

شفاعت حضرت موسیٰؑ کی دوبارہ دسہ بارہ
خُدا نے زندگی بخشی اے اسرائیل دوبارہ

کہ اب بھی سرکشی کو ترک کرکے شکر کرتے ہو
کہ اب بھی ربّ واحد شان سے نادان ڈرتے ہو

وہ اولاد نبی ہونے پہ پھر ہم نے کرم بخشا
کہ اس صحرائے چٹیل تم پہ کرتا تھا ابرِ سایہ

اور کھانے کو خدا نے تم کو بخشا تھا من و سلویٰ
کہ لذت میں تھا لاثانی بٹیرا ساتھ تھا حلوہ

مگر ناشکری کا شیوہ اے اسرائیل اپنایا
کہ پھر شِکوے پہ شِکوہ اور پھر شِکوے پہ تھا شِکوہ

کہا آباد کر لو پھر فلسطین کو دوبارہ تم
مگر خاموش ہو کر اس جگہ کرنا گذارا تم

معافی مانگتے جانا معافی مانگتے رہنا
کئے پہ اپنے نادم ہو کے معافی مانگتے رہنا
مگر پھر بھی نہ قول اپنے پہ قائم رہ سکے تھے تم
کہ ناشُکری میں کلمہ شکر کا نہ کہہ سکے تھے تم
زبان شِکوہ پھر کھولی یہودی نے وہاں جِسدم
خُدا نے قہر رَبیّ ڈالا ایسی قوم پر پیہم
کہ فاسِق کی سزا ہے تاابد مقہور رہتا ہے
خُدا کی رحمتوں سے وہ ہمیشہ دُور رہتا ہے

منظوم کلام

رکوع ۷

ضلالت تیہ گمراہی چہل سال حصے میں آئی کہ
ایسے ظلم ویرانے میں ساری قوم گھبرائی
کہ اس صحرائے وحشی میں نہ دانہ تھا نہ پانی تھا
کڑکتی دھوپ چٹیل راہ سب وقفِ ویرانی تھا
ہے اِستَسقٰی سے ظاہر تشنگی حد سے زیادہ تھی
کہ مارے پیاس کے سب قوم مرنے پر آمادہ تھی
وہ یا مُوسیٰؑ ، یا مُوسیٰؑ ! قبائل سے پُکار اٹھی
کہ آہِ سرد بھی سینے میں بن کے اک بخار اُٹھی
وہ پھر موسیٰؑ شفیع بن کر بڑھے آگے تھے دوبارہ
خُدا کے حُکم سے اس نے عصا پتھر پہ دے مارا
بنی موسیٰؑ ، عصَا اور چشمہ یہ بھی تو وسیلہ ہے
وہ حیلہ جِس سے مِل جائے خُدا وہ بھی وسیلہ ہے
خُدا جس سے ملے ہر گز وہ غیراللہ نہیں ہوتا
خُدا کا ہو مقابل وہ حبیب اللہ نہیں ہوتا
کجا مردِ حبیب اللہ کجا مردُودِ غیراللہ
بڑا فرقِ عظیم آیا ابوجہل و رسُول اللہ
ہوا فضلِ خُداوندی کہ پُھوٹے چشمے کل بارہ
قبائل بھی بنو یعقوب گِنتی میں تھے کل بارہ
پھر بادِ کرم رحمت سے ویرانے میں چل نِکلی
اجابتِ رحمتِ رَبیّ تھی پھر ان پر مچل نِکلی
رواں تھے چشمۂ رحمت سروں پہ ابر کا سایہ
خُدا نے آسماں سے من و سلویٰ اُن کو دلوایا
کہ اَلرِّزقُ عَلَی اللّٰہ ہے توکل مردِ کامل کی
خُدا نے لاکھوں نعمتہا عبودیت میں شامل کی
یہ نعمت آسمانی تا ابد کھاتے رہو بے شک
مگر اک شرط ہے مانو خدائے پاک ہے برحق
کچھ مُدت کے بعد آخر لگے کہنے وہ ناشُکرے
نہیں کھاتے من و سلویٰ لگے کہنے وہ بے فکرے
ہمیں کچھ ساگ ککڑی اور لہسن چاہیے موسیٰؑ
کہ گندم پیاز اور مسروں کا دلین چاہیے مُوسیٰ
خُدا کی غیرت و شِدّت کے پھر زیرِ عتاب آئے
کہ ذلّتِ اھبِطُو مصرًا میں پھر خانہ خراب آئے
نِکل جاؤ کہ اتنی نعمتیں نہ تم کو راس آئیں
کہ پھر ضُرِبَتْ عَلَیھِمُ آندھیاں ہیں سر کے پاس آئیں
نبیوں کے ہو قاتل اور خدا کے حکم کے مُنکر
جو سرتابی میں بڑھ جائے بلاشک ہو گیا کافر
وہ یحیےٰؑ کی شہادت کس کے حصے تم لگاتے ہو
خُدا کی نعمتیں کھاتے خدا پر ہی غرّاتے ہو

منظوم کلام

رکوع ۸

سنو اے آل یعقوبی یہودی ہو نصاریٰ ہو
وہ مُسلم ہو یا صابی ہو کِسی بھی دیں کا پیارا ہو

خُدا کو مصطفےٰ کو حشر کو اور نشر کو مانے
اور حرفِ آخری ہے یہ کہ خیرالبشر کو مانے

نہ غم ہے خوف ہے اس کو وہ مطلوبِ زمانہ ہے
خدا سے اجر کامل ہے وہ محبوب یگانہ ہے

اسی کے گُن ہیں گائے جاتے جس کا کوئی کھاتا ہے
تمہاری وعدہ شِکنی پر بہت افسوس آتا ہے

کرو وہ یاد جو تم نے کیا تھا طُور پر وعدہ
سنیچر روز رخصت ہے یہی منظور تھا وعدہ

کہ اس دن کو شکار ہر طرح ممنوع تھا تم پر
کہ مچھلی ہو پرندہ ہو یہ سب مکروہ تھا تم پر

فقط روزِ عبادت تھا سنیچر آپ کی خاطر
یہ دن تھا رحمتِ رَبّی کا مرکز آپ کی خاطر

مگر چالاکیوں سے یہ بھی حرمت روند ڈالی تھی
مقدس دن میں بھی اشیاء ممنوعہ اُٹھا لی تھی

خدا کے غضب کے مارو جو پابند تھوڑے بھی ہوتے
نہ ہوتے بخت اُلٹے اس طرح ذلت سے کیوں روتے

سزا کے طور پر تم کو سیاہ اندر بنا ڈالا
شکل تبدیل کرکے بندے سے بندر بنا ڈالا

تمہاری عقل بدلی اور تمہاری صورتیں بدلیں
تمہاری عادتیں بدلیں تمہاری مورتیں بدلیں

کہ تاکہ تم سزا پاؤ اور آئندہ کو عبرت ہو
یہ حالت اس کی ہوتی ہے جو سرکش حُکمِ قدرت ہو

کرو وہ یاد جب عابل کو سَر سے مارا ظالم نے
قصاص قتل اسرائیل پر ڈالا تھا ظالم نے

بنی موسیٰ لگے کہنے کہ گائے ایک لے آؤ
ہو رنگ گندمی والی جواں حالت کی لے آؤ

بڑے ہی ناز سے اور لاڈ سے پالی گئی ہو وہ
نظر جس سے ہر اک انسان کی دلکشی کی گئی ہو وہ

مجھے تسلیم کر لو اور ذبح کر دو نہ گھبراؤ
خُدا سے غیب داں ہوں میں مرے کہنے میں آجاؤ

جو ہے پردے میں پنہاں چشم بینا دیکھ لیتی ہے
زمانے کی طبیعت کا تقاضا دیکھ لیتی ہے

خُدا اس قوم کو تسلیم کی حالت میں لے آئے
چُھٹے تنقید سے تسلیم کی حالت میں لے آئے

ذبح کرکے جو گائے گوشت مُردے پر وہ دے مارا
خُدا کے کرم سے مُردہ ہُوا زِندہ وہ دوبارہ

وہ مُوسیٰؑ غیب داں تھا جانتا تھا سب کہانی کو
وہ عابل کو وہ گائے کو وہ اُس کی زندگانی کو

اسے بالکل خبر تھی گوشت جب مردے پہ ماروں گا
خُدا کے کرم سے مُردے کو پھر زِندہ اُٹھا دوں گا

نہ ہوتی گر خبر تو اس طرح کا فعل کیوں کرتے
کہ ہو کر وہ نبیؑ پھر ایسا ہلکا فعل کیوں کرتے

منظوم کلام

رکوع ۹

خُدا چاہتا تھا رازِ قتلِ مُردہ ہی بتا دیوے
کہ بن کر معجزہ مُوسیٰ کا دُنیا کو دکھا دیوے

یہ سب حکمت پہ حکمت ہے نبیؑ اور معجزے سارے
یہ سب اللہ کی قدرت ہے تماشے عجب ہیں نیارے

خُدا بدبخت کر دے تو وہ سب کچھ سامنے دیکھے
سیاہ قلبی میں اسرائیل کی مانند سیاہ دیکھے

کہ پتھر دل سیاہ بختی میں پتھر اور ہوتا ہے
کہ جتنی برسے رحمت سخت پتھر اور ہوتا ہے

مگر پتھر بھی ایسے ہیں کئے اللہ نے پیدا
ہزاروں نہریں ان میں سے ہزاروں چشمے ہیں اجراء

وہ مارے خوفِ ربیّ کے ہیں تھر تھر کانپتے پھرتے
قلوب مرد مومن کے ہیں جو ہر دم کانپتے پھرتے

دلِ بیدار فاروقؓ دلِ بیدار کرّارؓ
مس آدم کے حق میں کیمیا ہے دل کی بیداری

خُدا فرمائے اے مسلم تدبر بھی کیا تُو نے
یہودی مان جائے گا تفکر بھی کیا تُو نے

کلام اللہ سُنے اور مان جائے ہو نہیں سکتا
انا کو چھوڑ کر تسلیم کر لے ہو نہیں سکتا

وہ سب کچھ جانتا ہے اور دل میں سچ بھی مانے ہے
مگر تحریفِ عقلی سے کرے حیلے بہانے سے

گروہ ان میں اک ایسا ہے جو سُنتا ہے کلام اللہ
مگر عقلی دلائل سے بدل دیتا ہے رُوح اللہ

دورنگی چال چلتا ہے منافق طینتِ بد سے
بھری مجلس میں کہتا ہے ہم ایماں لائے احمدؐ سے

کہ توراۃ و زبُور انجیل کی آیات صادق ہیں
محمد مصطفٰے ختم النبیؐ لاریب صادق ہیں

مگر ملتا ہے جب تنہا یہودی فرقہ پوشوں سے
حقیقت بیچنے والے وہ ظالم دیں فروشوں سے

کہتے ہیں کہ سب ان کو بتا دے کا حقیقت تُو
تو خُود اندھا ہے مت جا اور نہ کر ان کو نصیحت تُو

اگر کھل جائے راز ان پر یہ آیاتِ سماوی کا
تو بھانڈا پُھوٹ جائے گا ہمارے سب دعاوی کا

خُدا کی ذات برحق ہے مگر چھپتا نہیں کچھ بھی
محمدؐ سرِّ قدرت ہے مگر چُھپتا نہیں کچھ بھی

الگ ہے ایک طبقہ جو کہ جاہل بھی ہے اجہل بھی
ہے شکّی اور وہمی نامکمل اور مہمل بھی

مگر غضبِ خدا ان پر جو سب کچھ جانتے بھی ہیں
وہ دل میں بعثت احمدؐ کا غلبہ مانتے بھی ہیں

یہودی عالموں کے ہاں کُتب توراہ ہوتی خود
وہ جو کچھ مُنہ سے کہہ دیتے وہی آیات ہوتیں خود

وہ رشوت لے کے آیاتِ سماوی حذف کر دیتے
کھرا سونا بھی بدبختی سے تھے وہ حذف کر دیتے

بدل دیتے ہیں آیاتِ مقدس ہاتھ سے لکھ کر
بہت افسوس بیچیں دیں چند ثَمَنًا قَلِیلًا پر

بدل دیتے تھے احکامات اپنے کام کی خاطر
سزائیں معاف کر دیتے تھے تھوڑے دام کی خاطر

ہلاکت رَبّ باری کی ہے اسے لکھنے والوں پر
ہے لعنت اس کمائی پر ہے لعنت ان دلالوں پر

یہودی گمراہی سے یہ علی الاعلان ہے کہتا
کبھی دوزخ نہیں جلتا ہے اسرائیل کا بیٹا

صرف چالیس دن وہ آئے بچھڑا پوجنے والے
اسی میں آتشیں دوزخ یہودیت کو جلوائے

بڑا ہے لاڈلا محبوب اولاد نبی یعقوبؑ
کہ جنت اس کی اپنی ہے یہ جنت سے ہوا منسوب

محمد مصطفٰے کہئے یہ کس دن وعدہ آیا تھا
اے اسرائیلیو! اللہ پہ کیوں بہتان ٹھہرایا

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نُوری ہے نہ ناری ہے

خدا کہتا ہے بدکاروں کو بدکاری میں جلنا ہے
برنگِ سیّآتٌ کی سیہ کاری میں جلنا ہے

یقین کامل عمل صالح مگر جن کو ودیعت ہے
وہی ہیں وارثِ جنت ، وراثت اُن کی جنت ہے

رکوع ۱۰

منظوم کلام

کرو وہ یاد وعدہ تم خدائے پاک فرمائے
نبیوں کے وسیلے سے جو تھے میثاق ٹھہرائے

نہ پوجیں گے نہ پوجیں گے بجز اللہ کسی کو ہم
عبادت کے لئے لائیں نہ غیراللہ کِسی کو ہم

خدا کے بعد ماں اور باپ کا درجہ عظیم آیا
ادب سے پیش آؤ ان کے قرآنِ کریم آیا

یہ احساناً سے ظاہر ہے نہایت نرم رو ہو کر
کہ سَر قدموں پہ رکھ کر معافی مانگے ان سے رو رو کر

مگر جب دینِ برحق بالمقابل والدین آئیں
خُدا و مصطفٰے کی وہ اہانت پر اُتر آئیں

تو پھر اُن کے مقابل جنگ بستہ ہونا جائز ہے
کہ نمرودی تشخص کا شکستہ ہونا جائز ہے

کہ حضرت ابو عبیدہؓ نے وہ اپنے باپ جرّاح کو
اُحد میں ذبح کرکے زِندہ رکھا دینِ اللہ کو

علیؓ و حمزہؓ بوعبیدہؓ وہ جنگِ بدر میں دیکھو
ولید و عتبہ شیبہ کا وہ کرتے قتل بھی دیکھو

بدر میں جنگ لڑنے کا طریقہ یہ نرالا تھا
عمرؓ نے اپنے ماموں عاص کو بھی مار ڈالا تھا

عمرؓ نے عرض کی آقا اسیرانِ بدر کو سب
وہی مسلم قتل کردیں جو ہیں ان کے اقارب سب

خدائے پاک نے بھی عمرؓ کی تائید فرما دی
اُڑا دیں سَر قرابت دار خود تاکید فرما دی

یتیموں اور مسکینوں قریبی رشتہ داروں کو
محبت سے بلانا ان غریبوں بخت ہاروں کو

کیا وہ یاد ہے وعدہ تمہیں حسنِ کلامی کا
کہ مخلوقِ خُدا سے عہد وہ شیریں بیانی کا

عبادت ربِّ باری کی وہ پابندی نمازوں کی
وہ ایثارِ خُداوندی وہ خیراتوں زکوتوں کی

اسی عہدِ مقدس نے نبی پیدا کئے کتنے
تمہاری قوم میں گھر گھر ولی پیدا کئے کتنے

تو پھر تم پھر گئے ایسے خُدا کی مار ہو جیسے
کہ خود ہی اپنی عزت سے کوئی بیزار ہو جیسے

فقط کچھ لوگ جو کہ عشقِ محبوبی میں مستاں تھے
خدا کے کرم سے وہ ہی تھے جو پابندِ ایماں تھے

مزید اس پر خداوندِ دوعالم یاد دلوائے
نبیوں نے جو تم سے قوم یعقوبؑ تھے کروائے

کہ اپنے خُون کو خود اپنے ہاتھوں نہ بہانا تم
کہ اپنی قوم کے بیٹوں کو ہر گز نہ ستانا تم

کیا تھا تم نے وعدہ ہم نکالیں گے نہ اپنوں کو
یہ مادرِ وطن سے اپنے اٹھالیں گے نہ اپنوں کو

اور وعدہ شِکنو بے زبانو نے وہ وعدے توڑ ڈالے ہیں
کہ شیوہ بے حیائی سے یہ پیماں توڑ ڈالے ہیں

اوس و خزرج مشرکوں کا ساتھ دیتے اور لڑتے ہو
قریضہ اور نضیر آپس میں واضح تم جھگڑتے ہو

اصل میں قصہ یہ تھا جب مدینے مصطفٰے آئے
سیہ تاریکیوں میں لے کے جب نوری ضیاء آئے

یہاں کے رہنے والے اوس خزرج دو قبائل تھے
مسلماں ہونے سے پہلے شرک کی طرف مائل تھے

اسی گرد و نواح میں دو یہودی قومیں رہتی تھیں
قریظہ اور نضیر آپس میں ہروقت اُلجھی رہتی تھیں

وہ خزرج تھے حمایت میں کہ ساتھی تھے نضیر اُن کے
یہودی اوس تھے ابن قریظہ دستگیران کے

اسی طرح سے اپنوں کو یہودی مارتے رہتے
خدا کا عہد و پیماں اپنے ہاتھوں ہارتے رہتے

بنا لیتا تھا جب قیدی یہودی ہی یہودی کو
تو پھر توراۃ سے فدیہ کے مسئلے دیکھتا تھا وہ

اسی طرح تجارت قیدیوں کی ہوتی رہتی تھی
تو پھر پابندِ توراۃ اپنے کو یہ قوم کہتی تھی

خُدا تجدید فرماتا ہے ان سب وعدہ شکستوں کو
یہ گمراہ قوم نافرماں حریصوں زر پرستوں کو

فقط فدیے کی خاطر تم خُدا کا نام لیتے ہو
تجارت زَر کی کرنے کو ہدیٰ کا نام دیتے ہو

اگر توراۃ کے پابند ہو خوں پھر کیوں بہاتے ہو
خود اپنی ہی تلواروں سے خوں میں کیوں نہاتے ہو

نہ ہو پابند عہدِ رب نہ قہرِ رب سے ڈرتے ہو
کہ خود اپنوں کو قیدی کر تجارت زَر کی کرتے ہو

تمہاری عہد شِکنی پر عذاب دائمی قائم
جہنم کا عذاب آیا ہے تم پر قائم و دائم

اب تک نارِ ایندھن تم کو مولا بنایا ہے
کہ نازک وقت میں امداد کو کوئی نہ آیا ہے

منظوم کلام

رکوع ۱۱

نبی آخر زماں سے ہے عداوت کا جنون شامل
تمہاری فطرتِ بد میں عناد و خون ہے شامل

خُدا فرمائے اسرائیلیو! تُم پر نبی بھیجے
بمعہ توراۃ تم پر حضرتِ موسیٰؑ نبی بھیجے

وہ ہر اک گام پر تم کو ہدایت دینے آئے تھے
نظامِ رہبری کو ساتھ وہ توراۃ لائے تھے

تم اپنی فطرتِ بد سے نہ مانے جو حضُور آیا
غضب آیا تمہارے سر پہ اُٹھ کر کوہِ طور آیا

بظاہر دیکھتے بھی ہو باطن میں سمجھتے بھی ہو
خُدا کے قہر سے تھوڑا سا گاہے بدکتے بھی

نہیں مانوں نہیں مانوں تمہارے لیکھ میں لکھا
میں سب جانوں نہیں جانوں تمہارے لیکھ میں لکھّا

کتاب اللہ لئے انجیل عیسیٰؑ دار پر دیکھو
وہ زندہ عرش پر پہنچے کرم سرکار پر دیکھ

مگر تم ہو کہ تم نے ظُلم کی ہے انتہا کر دی
محمد مصطفیٰ لا انتہا پر انتہا کر دی

کبھی دیوار پھینکی اُن کے اُوپر قتل کی خاطر
کبھی جادُو کئے ان پر نبوت فصل کی خاطر

جو فتح خیبر دیکھ کر شانِ محمدؐ سے وہ گھبرائی
وہ زینب بنتِ حارث زہر لے کر کس طرح آئی

مرے آقا نے دیکھا اور ہنس کر معاف فرمایا
نبی ہوں جانتا ہوں میں جو تو نے مکر پھیلایا

مگر ہے امرِ ربی گوشت کھاؤں گا یہاں پر میں
مگر یہ سم قاتل ہضم کر جاؤں گا خیبر میں

یہاں مجھ پر اثر یہ زہر تیرا کر نہیں سکتا
نبی آخر زماںؐ ہوں اس طرح میں مَر نہیں سکتا

مگر جامِ شہادت نوش کرنا میری خواہش ہے
اثر سے اس کے دُنیا سے گذرنا میری خواہش ہے

یہ سب کچھ سن کے بھی ان کی طبیعت بخلاف آیا
وہ دعویٰ کرتے ہیں دل پر ہدایت کا غلاف آیا

خُدا فرمائے بے شک یہ غلافِ کُفر چھایا ہے
خدا کی لعنتِ ازلی کا پردہ تم پہ چھایا ہے

بجز ان لوگوں کے جن پر خُدا کا فضل آیا ہے
محمد مصطفیٰ کا پیار جن کو راس آیا ہے

خُدا فرمائے اے مسلم یہ ضد پہ اپنی قائم ہیں
یہودی یہ نہ عالم ہیں نہ صوفی ہیں نہ صائم ہیں

سب ان کے صحیفوں کی قرآں تصدیق کرتا ہے
وہ موسیٰؑ عیسیٰؑ و داوٗد کی تائید کرتا ہے

مگر تم ہو کہ خود تکذیب پر آمادہ رہتے ہو
خود اپنے دین کی تخریب پر آمادہ رہتے ہو

نبیوں کو قتل کرکے قرآں سے انحرافی ہو
حقیقی طور پر توراۃ کے تم خود خلافی ہو

خدا فرمائے کیونکر بھولتے ہو تم اس زمانے کو
کہ جب دعویٰ میں کہتے تھے محمد پاکؐ آنے کو

کہ جس شمسؐ الضحےٰ کے صدقے فتح مانگتے تھے تم
وسیلہ احمدِ مُرسلؐ وظیفہ جانتے تھے تم

بڑی چترائی سے اب تم اسی سے بالمقابل ہو
تباہی تا ابد تم پر تباہی کے ہی قابل ہو

دلیل آیت اطہر وسیلہ ذاتِ احمدؐ کا
بتائے ربِّ اکبر یہ وسیلہ ذاتِ احمدؐ کا

یہ خود یَسْتَفْتِحُون کہہ کر خدا نے راہ بتلا دی
محمدؐ کے وسیلے سے تمہیں فتح تھی دِلوا دی

مٹا دوں گا اگر تم نے صحیفے کو نہ مانا تو
کلیم اللہ خُدا کے اس خلیفے کو نہ مانا تو

وہ مارے ڈر کے تم نے بھی سمعنا کہہ کے ٹالا تھا
مگر دل سے نہ مانا خود کو گمراہی میں ڈالا تھا

یہ سب کچھ ہونے پر بھی خُدا نے پردہ پوشی کی
وہ موسیٰؑ کی شفاعت پر خُدا نے چشم پوشی کی

مگر توراۃ کے احکام سارے رَد کئے تُم نے
بنایا شیوہ سفاکی ظلم بیحد کئے تُم نے

ہزاروں یوشعؑ زکریاؑ و یحییٰؑ انبیا آئے
وہ داوٗدؑ سلیمانؑ جیسے کتنے اَنبیاء آئے

مسلسل تم کو پیغامِ خُدا پہنچاتے رہتے تھے
ڈرو ربِّ دوعالم سے مسلسل کہتے رہتے تھے

مگر تم ہو کہ ہر اک بات کو پامال کر ڈالا
جو آیا اس کو زد پہنچائی اور بے حال کر ڈالا

تمہارے ہاتھوں زکریاؑ و یحییٰؑ کا قتل واضح
ستم سر زد ہوئے تم سے وہ ہر لمحے وہ ہر لحظے

وہ سب نے یہ بشارت دی محمدؐ پاک آئیں گے
محمدؐ اسمہ احمدؐ شہ لولاک آئیں گے

مگر تم ہو کہ تم نے کسی کو بھی نہیں مانا
کسی کو قتل کر ڈالا کسی کو غلط گردانا

بالآخر آئے رُوح اللہ وہ عیسیٰؑ ابن مریم بھی
کنواری دخترہ معصومہ تھی وہ ذاتِ مریمؑ بھی

خدا کے پاک نبیوں سے ہزاراں معجزہ آیا
مگر بن باپ رُوح اللہ تو خود ہی معجزہ آیا

وہ مہدِ پاک ہی میں یہ کہا کہ میں ہوں نبی برحق
مری مادر ہے باعصمت ہے اللہ کی ولی بیشک

خدا نے اس طرح سے مجھ کو قدرتِ کاملہ دے دی
میں اندھوں کو بینائی دوں تو کوڑھی کو شفا دے دی

میں دنیا کو بتا دوں گا کہ کیا ہے شان بندے کی
کہ خود عزت بڑھاتا ہے مرا رحمٰن بندے کی

خدا برحق ہے بے شک رُوح دینے والا دُنیا کو
بتوں میں پھونک ماروں گا بتا دُوں گا یہ دُنیا کو

خدا کے پاک بندوں کو خُدا نے سروری بخشی
کہ روح مردے میں بھی ڈالیں یہاں تک برتری بخشی

وہ بیٹے حضرتِ جابرؓ بلایا کملی والے نے
وہ مُردے دوڑے جب سینے لگایا کملیؐ والے نے

وَلَو اَلْقَیْتُ سِرّی فَوْقَ مَیِّتٍ غوث کہے ہیں
لِقَامَ بِقُدْرَةِ الْمَولیٰ سَعیٰ لِی اُٹھ کہ کہتے ہیں

خُدا نے معجزے دے کر زمانے کو بتایا ہے
علوم کلھا کا درس آدمؑ کو پڑھایا ہے

تمہارے سامنے سب کچھ یہ ہر دم ہوتا رہتا ہے
کہ کنکر کلمہ پڑھتے ہیں حنانہ روتا رہتا ہے

کبھی سُورج کو لوٹایا کبھی شقّ القمر آیا
مگر پھر بھی تمہیں وہ اپنے ہی جیسا نظر آیا

محمدؐ کا وسیلہ مانگنے والو مبارک ہو
گلی بطحا کا حیلہ مانگنے والے مبارک ہو

خدا فرمائے بچھڑے کی محبت دل میں چھائی ہے
بلاوجہ ہی بدطینت یہ وقفِ بے حیائی ہے

نظر آئے نہ تم کو چہرہ نُورانی محمدؐ کا
محبت کفر سے بنیادی حصہ طینتِ بد کا

اگر جنت کا دعویدار سچ مچ یہ یہودی ہے
خُدا کا سچا دعویدار سچ مچ تو یہودی ہے

تو پھر جینے کی خواہش میں تو کیوں دیوانہ پھرتا ہے
تو جنت کیلئے چل موت کا پروانہ پھرتا ہے

کہہ دے کملیؐ والے آج اعلانِ خُداوندی
کہ اس مجلس میں جو بھی آج مانگے موت پابندی

نبیؐ سچا ہوں کہتا ہوں اسی کو موت آئے گی
پکڑ کر ایک پل بھر میں جہنم میں پہنچائے گی

یہودی کو ہوئی تہدید واضح ربّ باری ہے
کیوں سکتے میں آ کر تم نے خاموشی سدھاری ہے

بحقِ مصطفےٰ اس وقت اس کو موت دے دُوں گا
صداقت پر محمدؐ کی ثبت اک مہر دے دُوں گا

نہیں اُٹھتے مارے ڈر کے یہ یہودی اب
کہ لفظ موت پر اٹھیں گے مر کے یہ یہودی سب

منظوم کلام

رکوع ۱۲

یہودی ایک عالم صوریا کا بیٹا عبداللہ
وحی کا نام بتلا دیں یہ پوچھے یارسول اللہ

حضورِ اکرم نے بتلایا وحی جبریل آتا ہے
خُدا واحد کا میرے پاس وہ پیغام لاتا ہے

پکار اُٹھا کہ یہ جبریل باعث ہے تباہی کا
یہودی قوم کو ہے یہ نشاں غضبِ الٰہی کا

یہ اُترا لے کے کتنی بار اعلانِ خُداوندی
مٹا دیں گے اگر تم نے نہ کی احکامِ پابندی

غضب ڈالا ہماری قوم کو برباد کر ڈالا
اسی جبریل نے ہم کو تو ہے ناشاد کر ڈالا

خُدا فرمائے محبوبا بتا دے صاف صاف اُنکو
کہ جبریل امیں کیسے نظر آیا خلاف ان کو

وحی جبریل الفت کا محبت کا سرشتہ ہے
فقط پیغام لانے والا قدرت کا فرشتہ ہے

محمد مصطفےٰ کے پاس قرآں کا نزول آیا
بشارت لایا جبریل امیں خاتم رسُول آیا

یہی جبریل تصدیقِ نبیاں کرنے والا ہے
یہی جبریل توثیقِ صفیاں کرنے والا ہے

ہدایت کی یہ دنیا میں بشارت لے کے اُترا ہے
خدا کی رحمتوں کی پاک ساعت لے کے اُترا ہے

توراۃ و زبُور انجیل کی تصدیق کر ڈالی
محمد مُصطفےٰؐ کے آنے کی توثیق کر ڈالی

سُنا دو جو کوئی میرے حبیبوں کا مخالف ہے
رسُولوں اور فرشتوں اور قریبوں کا مخالف ہے

اسی دھن میں جو رہتا ہے گھٹائے شان نبیوں کی
کہے مجبور و بے بس اور مٹائے آن ولیوں کی

خُدا کے دوستوں کو جو خُدا سے یوں جُدا سمجھے
ہے خاک اس کی عقل پر وہ جو سمجھے بھی تو کیا سمجھے

مُوسیٰؑ عیسیٰؑ داؤدؑ و سلیمانؑ یُوسفؑ و ہارونؑ
کہے جبریل و میکائل کی عظمت نہیں مانوں

محمد مصطفےٰؐ کی شان لولاکی کو کم سمجھے
جو مسجودِ ملائک آدمؑ خاکی کو کم سمجھے

خُدا بھیجے تبرا ایسے ناقصِ فکر انساں پر
خدا خود دُشمن اس کا ہے لعنت ایسے ناداں پر

کہ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلَّهِ کہہ کے صاف فرمایا
فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِينَ ان کے لئے آیا

صحیفوں میں جو آمد احمدؐ مرسل ہے بتلائی
نمایاں کرکے قرآں نے بھی ہر اک بات دہرائی

خلیلؑ اللہ نے جس ہستی کی خاطر تھی دُعا مانگی
وہ توراۃ و زبُور انجیل نے جس کی گواہی دی

وہ گھر میں آمنہ کے ہو بشارت دُلربا آیا
کہے جبریل لوگو وہ محمد مصطفیٰؐ آیا

جو ختم المرسلین کو ماننے سے ہو گا انکاری
وہ کافر ہے خدا کی اس پہ نازل ہووے قہاری

وہ اپنے عہد کے پابند فاسق رہ نہیں سکتے
حقیقت ہو اگر معلوم تو بھی کہہ نہیں سکتے

وہ بدبختِ ازل ہے جس نے مانا ہی نہیں ان کو
کہ محبوبِ خدا نے پاک گردانا نہیں اُن کو

هُدًى لِّلْمُتَّقِين قرآنِ کامل نے یہ بتلایا
کہ جس کا تذکرہ توراۃ میں تھا بار بار آیا

مگر بدبخت یہ اپنی کتابوں کے بھی انکاری
رسُول اللہ جو آئے ضد میں ان کی مت گئی ماری

وہ احکامِ خداوندی جو تھے توراۃ سے وارد
زبُور انجیل میں جو تھے خدا کی ذات سے وارد

وہ سب باتوں کو رد کرکے ہوئے تحریر کے منکر
نبوت اک طرف ہے وہ ہوئے تقدیر کے مُنکر

وہ سحر آمیز کلمے جو کہ شیطان نے پڑھائے تھے
سلیمانیؑ حکومت میں جو آن کے ہاتھ آئے تھے

انہی شیطانی کلموں کو نجاتِ کل سمجھ بیٹھے
یہ بچھڑا پوجنے والے حیاتِ کل سمجھ بیٹھے

وہ حالانکہ سلیماںؑ نے یہ ہی کلمے کفر سمجھے
یہ بدکاری کے حربے اور یہی جادو سحر بیٹھے

وہ بابل شہر میں جنت مرد و عورت کو بتاتے تھے
سماوی نسخے پڑھ پڑھ کر جوانوں کو سُناتے تھے

مگر کہتے تھے ذمہ آپ کا ہے سب گناہوں کا
ہمیں تو احترام آیا محبت کی نگاہوں کا

زَن و شوہر جُدا کرنے کے سحر آمیز کلمے تھے
کسی کا گھر تباہ کرنے کے سحر آمیز کلمے تھے

خدا کی یہ رضا تھی جادُو دنیا میں بھی آ نِکلا
ابلیسی گروہ کا چربہ دنیا میں بھی آ نِکلا

بڑے گھاٹے میں آیا جو کہ اس پھندے میں در آیا
خدائے پاک برحق کے مقابل جادوگر آیا

سمجھتا ہے کہ لعنت میرے حصے تا ابد آئی
ترک کرکے رُوحانیت کو حاصل کی یہ گمراہی

کیا ہی اچھا ہوتا نورِ تسلیم و رضا مِلتا
خدا کا کرم ملتا اور محمد مصطفیٰؐ ملتا

خدا سے اجر پائے متقی و پارسا ہوتے
یہ جنت ان کی ہوتی وہ غلامِ مصطفیٰؐ ہوتے

زمین پر بیٹھے ہوتے آسماں زیرِ نگیں ہوتا
وہ جس جا بیٹھ جاتے اس جگہ عرشِ بریں ہوتا

نصؔیر آکر غلامانِ محمدؐ کے قدم چومو
یَدُ اللّٰہ ساقیٔ کوثر کا دامانِ کرم چومو

منظوم کلام

رکوع ۱۳

ادب کی تاجداری ہے ادب کی شہسواری ہے
محمد مصطفیٰؐ کی شان مولا کو پیاری ہے

صحابہ کو سمجھ آئے نہ گر نکتۂ توحیدی
عرض کرتے تھے رَاعِنَا دوبارہ حکمِ تائیدی

رسولؐ اللہ کرم کر دیں دوبارہ یہ بیاں کر دیں
حقیقت سرِّ مخفی ہم پہ دوبارہ عیاں کر دیں

وہ عبرانی زباں کہتے ہیں راعی ناگڈریے کو
یہ استہزا سے راعی نا کی سوجھی اس جھگڑے کو

ہوا حکمِ خُداوندی کہ رَاعِنَا بھی نہ کہیے
اگر انداز شوخی ہو تو جانا نہ بھی نہ کہیے

مرا محبوب سلطانِ زمین و آسماناں ہے
ادب سے آ تو دربارِ رسالت میں جو آنا ہے

میں خود یٰسینؐ و طٰہٰؐ و مزمل جب بلاتا ہُوں
محمدؐ احمدِؐ کامل مکمل جب بلاتا ہوں

یہودی طینتِ بد کو یہ کیسے ہمسری سوجھی
ترائی کو ہے ثریا سے کیونکر برتری سوجھی

نگاہِ لطف فرمائیے محمدؐ مُصطفٰے جاناں
کہہ اُنظُرنَا حضورؐ انور زمیں پر جھکتے بھی جانا

کہ یہ معشوق پیارا کالی کملی والا جانانہ
ارے گستاخ بے ادبا ذرا تو ہوش سے آنا

ادب گاہیست زیرِ آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ مے آید جنیدؒ و با یزیدؒ ایں جا

ہمہ تن گوش ہو کر سن تو احکامِ رسالت کو
بے توجہی سے نہ دے بیٹھے کبھی دعوت ضلالت کو

ذرا سی بے حیائی طوقِ لعنتِ کفرین آیا
اسی آدمؑ کا مارا آگے ابلیس لعین آیا

حسد نے خاک کر ڈالے ہیں اسرائیل کے بیٹے
کہ ختمُ المرسلین آئے کیوں اسماعیل کے بیٹے

ہمیں تو خیال تھا اسحقؑ کی اولاد میں ہوں گے
یہ اسرائیلؑ کے حسب و نسب سے آل سے ہوں گے

مگر تکتے ہیں ہاشم خانداں کی بات کیا کہیئے
مگر محبوبِ ختم المرسلین کی ذات کیا کہیئے

نہیں مانیں گے ہم اور سب بدل ڈالیں گے تحریریں
وہ توراۃ و زبُور انجیل میں ہیں جتنی تعبیریں

حذر اے چہرہ دستاں سخت ہیں فطرت کی تعزیریں
ہوس سینوں میں چھپ چھپ کر بنا لیتی ہے تصویریں

خدا فرمائے محبوبا! انہیں اتنا گراں گذرا
تری رحمت کا جلوہ ان پر برقِ ناگہاں گذرا

مگر محبوبؐ رحمت کے میں دریا ہی بہا دُوں گا
خزانے میں مرے جو کچھ ہے سب کچھ ہی لٹا دُوں گا

کہ یَختَصُّ بِرَحمۃ محمدؐ مُصطفٰے خاطر
کہ ذوالفضل العظیم آیا ہے جاناں کی رضا خاطر

خدا تو اپنے جاناں کو سجاتا ہی سجاتا ہے
خدا تو عظمت احمد بڑھاتا ہی بڑھاتا ہے

خدا جانے یہودی خود کو کیونکر یوں جلاتا ہے
کہ شانِ احمدؐ مرسل گھٹاتا ہے گھٹاتا ہے

خدا فرمائے محبوبا میں قادر کل شیئٍ ہوں
جو چاہوں میں امر کر دوں کسی کا میں نہ پابند ہوں

وہ پہلے تھے جو کچھ احکام اب تنسیخ ہوتے ہیں
نئے احکام مولٰی سے تمہیں تفویض ہوتے ہیں

یہ پہلے سے بھی بہتر نورِ رَبیّ کی نشانی ہے
کہ نَاتِ بخیرٍ منھا واضح آیاتِ قرآنی ہے

میں آقا ہوں میں مولا ہوں زمینوں آسمانوں کا
پتہ تم کو نہیں کہ میں نصیر ہوں سب زمانوں کا

بجز میرے نہ دنیا میں کوئی ہے دستگیر آیا
کہ من دونِ اللہ نہ کوئی ولی آیا نصیر آیا

یہودی عادتاً کچھ طلب کرتے تھے نبیوں سے
خسارہ اپنا ایسے پُورا کرتے تھے نبیوں سے

کبھی کہتے مَن و سلویٰ کبھی کہتے ابرباری
کبھی ککڑی کبھی لہسن کبھی دیدارِ رب باری

یہ کہہ کر حضرت مُوسٰیؑ کو تم نے بہت گھبرایا
اب عبداللہ بن ابی نے بھی وہ ہی طرز اپنایا

مگر اب معاملہ احمدؐ محمدؐ مصطفٰےؐ سے ہے
وہ ختم المرسلین مولٰی کے جانی دلربا سے ہے

بڑا ہے معجزہ فرقانِ اطہر کائنات اندر
کہ ظاہر ذاتِ اکبر ہے محمدؐ کی صفات اندر

دلیلیں حجتیں اورایسی طلب نو بہ نو بنو چھوڑو
یہ ایماں خارج ہونے کی دلیل نو بہ نو چھوڑو

خدا ہے ربِّ اکبر اور قرآں یہ ہمارا ہے
وَلَا تسئَلُ عَنْ شیئٍ محمدؐ نے پکارا ہے

مسلمانوں یہ بد باطن صرف چاہیں دلآزاری
کہ تم پر پھر سے لوٹا دیں وہی کفر و سیہ کاری

جو حق واضح ہوا تو دل میں ان کے آگ لگ اُٹھی
بھڑک دوبارہ ان کی بغض باطن کی ہے آگ اُٹھی

مگر مومن تری شان حبیبی ہے بہت ارفع
عفو میں درگذر میں بھی رکھ باقی نہ کچھ صرفہ

کریں وہ لغزشِ پیہم سے بدکاری و عیاری
تو بھی کرتا چلا جا مردِ مومن ان سے ستاری

بالآخر وقت آئے گا کہ قادر خود سنبھالے گا
کہ واللہ گردن گُرداں بھی در پر وہ جھکا لے گا

نمازِ عشق پڑھتا جا زکوٰۃ خیر دیتا جا
کہ جو کوئی نیکی کرتا ہے اسے ملتا ہے عند اللہ

خُدا ہے دیکھتا اور جانتا اور بوجھتا سب کچھ
کہ اِنَّ اللّٰہ بصیرٌ سے اسے ہے سوجھتا سب کچھ

یہودی دعویٰ کرتے ہیں نصاریٰ دعویٰ کرتے ہیں
ہے جنت ان کی ملکیت جو دنیا سے گزرتے ہیں

محمد مصطفیٰؐ کہہ دو غلط فہمی ہے یہ ان کی
دلیل کاملہ لائیں کہ کم فہمی ہے یہ ان کی

جو جُھکتا ہے حضورِ حق فَلَہٗ اَجرُہٗ اس کا
خدا اس کا بہشت اس کی محمدؐ نورہ اس کا

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نُوری ہے نہ ناری ہے

مقاماتِ غم و اندوہ سے آگے ہیں حبیب اللہ
غم و اندوہ میں کب الجھیں غلامانِ رسُول اللہ

منظوم کلام

رکوع ۱۴

رسول اللہ سے کہتے تھے جو عیسائی تھے نجرانی
یہودی مردِ کاذب ہیں تو سچے ہیں یہ نصرانی

یہودی کہتے تھے عیسیٰؑ نبوت ہم نہیں مانیں
ہم قائل تو ہیں موسیٰؑ کے عیسیٰؑ کو نہ ہم جانیں

خدا فرمائے محبوباً! ہیں دونوں کاذب و باطل
کہ عیسیٰؑ کا ذکر توراۃ میں مانے نہ یہ جاہل

وہ ناداں دُشمنی میں حضرت موسیٰؑ کو نہ مانے
خُدا کی سخت لعنت ہے نہ یہ مانے نہ وہ مانے

وہ موسیٰؑ صاحب توراۃ عیسیٰ صاحب انجیل
لا تردید ہیں الحق بکلمتہٖ تبدیل

بروزِ حشر اللہ کی عدالت فیصلہ ہو گا
کہ یحکم بینھم یوم القیامۃ فیصلہ ہو گا

خدا فرمائے دُنیا میں وہ سب سے بڑھ کے ظالم ہو
عبادت گاہ یا مسجد میں عبادت میں مزاحم ہو

کہ جب رومی نصاریٰ نے چڑھائی کی فلسطین پر
تو مسجد پاک اقصیٰ کو بنایا ایکدم کھنڈر

محمدؐ کے غلاموں کو ادھر کفارِ مکہ نے
عبادت کرنے سے روکا حدودِ کعبۃ اللہ میں

خدا فرمائے بدتر ظالموں میں وہ شمار ہووے
مٹا دے مسجدوں کو اور مائلِ بدشعار ہووے

ہے اس کے حصے میں آئی تباہی دین و دُنیا کی
نہ اس دنیا نہ اس دنیا رسائی ایسے انسان کی

ذلیلِ دین و دُنیا ہو گئے کفار مکّے کے
غلامِ مصطفیٰؐ ہو گئے درد دیوار مکّے کے

یہودی اور عیسائی بھی ہوگئے وقفِ رسوائی
کہ ہر اک سلطنت مومن کے اب زیرِ نگیں آئی

وہ ناداں یہ نہ سمجھے مشرق و مغرب خُدا کا ہے
فقط اقصیٰ کو سمجھے کہ یہی قبلہ خُدا کا ہے

خدا فرمائے محبوبا! ترا رخ جس طرف ہووے
عَلیمٌ واسعٌ مولا بلاشک اس طرف ہووے

یہودی حضرت عزیزؑ کو بیٹا خُدا سمجھیں
مسیحی حضرتِ عیسیٰؑ کو بس ابنِ خُدا سمجھیں

خُدا کی ذات ارفع ہے زمینوں آسمانوں سے
وہ بیٹے بیٹیوں شوہر زَنوں کے خاندانوں سے

خُدا خود موجد ہے ان کا بتا دو مصطفےٰ ان کو
کہ حکم کن سے پیدا کر دِیا انسان اور جن کو

یہ ناداں ہیں جو کہتے ہیں کہ اللہ سے کلامی ہوں
شانی لائیں ظاہر تاکہ ہم وقفِ غلامی ہوں

بتا دو ان کو یہ ہی تھا طریقہ پہلی قوموں کا
وہ عادوں کا ثمودوں کا یہودوں فرعونوں کا

بشیرًا و نذیرًا جب خدا نے مصطفیٰؐ بھیجے — باحکامات ربّی صاف قرآنِ ہدیٰ بھیجے
نہ مانو گے تو کیا ہو گا نبی کا فرض پُورا ہے — بنو گے لقمۂ دوزخ نبی کا فرض پُورا ہے
یہودی اور نصاریٰ مومنو راضی نہیں ہوں گے — یہ کافر ازلی ابدی ہیں کبھی غازی نہیں ہوں گے
اگر تم مان بھی لو ان کے سب جھوٹے طریقوں کو — تو پھر بھی حسد کے مارے یہ ماریں گے رفیقوں کو
یہ سب کچھ جاننے کے بعد جو کوئی راہ سے بھٹکے — وہ بچ سکتا نہیں رب سے خواہ وہ لاکھ سر ٹپکے
کتاب پاک قرآنی تلاوت جن کا شیوہ ہے — وہی ہیں مردِ ایمانی کہ جنت ان کا میوہ ہے
تباہی ان کے حصے میں ہوئے ہیں جو انکاری — خسارہ دین و دُنیا کا ہمیشہ جاری و ساری

منظوم کلام

رکوع ۱۵

خدا پھر یاد دلوائے وہ نعمتہائے گونا گوں — وہ فضلِ ربّ دوعالم عنایت ہائے بُوقلموں
اے اسرائیل کی اولاد کیسی نعمتیں بخشیں — فضیلت دی زمانے پر اور عالی رفعتیں بخشیں
ڈرو اس وقتِ نازک سے کہ جب روزِ حشر ہوگا — بشر کے عوض میں حاضر نہ کوئی اور بشر ہوگا
قصاص ہوگا دیت ہوگی عوض میں نہ تو زر ہوگا — سفارش بھی نہ کام آئے گی وقتِ پر خطر ہوگا
سفارش سے کئی ناداں شفاعتِ احمدیؐ سمجھے — کبھی بندہ کبھی خاکی کبھی بس اک نبی سمجھے
نظامِ قدرتی ہے یہ کہ حکمت ہے خُداوندی — کہ ہر اک کام قدرت کا وسیلے کی ہے پابندی
ولادت ابنِ آدم کی وسیلے کے سوا کیسے — ودیعت دینِ برحق کی سوائے انبیاء کیسے
کلامِ پاک برحق کا ذریعہ ہیں وحی جبریل — دیوے رزق میکائیل لیوے جان عزرائیل
یہ دہقاں ہل چلائے تو ہے اجناس کی دولت — نگاہ کرم ساقی سے ہے احساس کی دولت
خدا ہے قادرِ مطلق یہ سب کچھ کرنے پر قادر — براہِ راست کوئی حکم وہ کرتا نہیں صادر
قیامت کو وسیلۂ محمدؐ مصطفےٰ ہوگا — شفاعت کملی والے کی یہ شہرہ برملا ہوگا
خدا چاہے تو جو بھی چاہے حکم آپ فرمائے — مگر عادت خُدا کی ہے بجز احمدؐ نہ کر پائے
آزمایا ہم نے کیسے کیسے ابراہیمؑ عالی کو — مگر ہر بار پورا پایا اس مردِ کمالی کو
حکم آیا کہ بیٹے کو ذبح کر دو خلیل اللہ — کہا تسلیم ہے مولا جو ہووے حُکم بسم اللہ
بچۂ نمرود بھی ظاہر بڑا ہی ابتلا تھا وہ — گلستاں ہو گیا جب عین آتش میں ہنسا تھا وہ
کیا ترکِ وطن گھر بار چھوڑا یار کی خاطر — وہ تپتی ریت پر بیٹے کو چھوڑا یار کی خاطر
خدا کا گھر بنایا جب حکم سرکار کا آیا — ہر اک موقع پہ پُورا مردِ ابراہیم کو پایا
تصدق اتنی قربانی کے اللہ پاک فرمایا — کہ ابراہیم ساری مِلتوں کا ہے امام آیا
یہ فرمایا تمہیں میں جدِّامجد مصطفےٰؐ کر دوں — ہزاروں انبیاء کا تم کو رہبر پیشوا کر دوں
عرض کی یا خُدا اولاد میری پر کرم کر دے — اطاعت ان کے فطرت ہو انہیں صاحبِ حشم کر دے
خدا فرمائے محبوبا! جو تو مانگے میں دیدوں گا — مگر ان میں سے سرکش کو کبھی بھی میں نہ بخشوں گا

خدا کا گھر بنایا مرکزِ امن و پناہ ہم نے
نقشِ پائے ابراہیم بنایا سجدہ گاہ ہم نے

کہ ابراہیمؑ و اسماعیلؑ سے وعدہ لیا ہم نے
خدا کے گھر کی آرائش کو قائم رکھنا ہے تم نے

یہاں تسکین پاتے ہیں سارے عابدین آ کے
ہزاروں طائفین و عاکفین و راکعین آ کے

خدا فرمائے اسرائیلیو! وہ دن بھی یاد آیا
کہ ابراہیم نے دربارِ مولا ہاتھ پھیلایا

خدایا پُر امن کر دے یہ بیت اللہ کی بستی کو
امن کا گھر بنا دے مولا ایسی پاک بستی کو

خدایا کرم کر اور رزقِ غیبی کر عطا ان کو
حشر پر نشر پر ایمانِ غیبی کر عطا ان کو

جو ہوں ایمان والے ان کو رزقِ کاملہ دیدے
غلامیٔ خداوندِ دوعالم کا صلہ دیدے

خدا فرمائے ابراہیمؑ تیری ہر ادا مانی
جو مانگی تُو نے اور ہم نے تمہاری ہر دُعا مانی

کہ کافر کو بھی دیں گے رزقِ دنیا تیری خاطر ہم
مگر اگلے جہاں نار جہنم پھینکیں کافر ہم

کرو وہ یاد دِن جب وہ لگے تعمیرِ کعبہ پر
وہ دونوں عرض کرتے تھے خدائے پاک کے دَر پر

اے مالک سُننے والے دیکھنے والے کرم کر دے
دعا کو دے قبولیت شہنشاہا کرم کر دے

ہمارا مرنا جینا طرزِ مسلم پر بنا مولا
ہمارے سر کو اپنے در پہ ہموارہ جھکا مولا

ہمارے سلف بھی ایماں اسلامی سے فائز ہوں
تری فرمان برداری کی مہمانی سے فائز ہوں

خداوندا بتا م کو طریقے سب عبادت کے
اے توّاب الرحیما کھول دروازے عنایت کے

اسماعیلؑ و ابراہیمؑ در پر عرض کرتے ہیں
بڑی ہے بات تیری بے نیازی سے بھی ڈرتے ہیں

نبی آخر زماںؐ مولیٰ اسی بستی میں ہو پیدا
تیری آیات پڑھ کر قوم کو بتلائے ہو ایسا

قرآن پاک یہ غیبی کتاب پاک لاریبی
سنائے وہ کلام ان کو بلاشک جو ہے بے عیبی

مزید اس پر خدایا حکمت کامل عطا کرنا
سکھائے حکمت کامل بتائے جینا اور مرنا

نگاہ تزکیہ سے سارے سینے نور کر ڈالے
کرم سے قوم ابراہیم کو پُرنور کر ڈالے

تری شان عزیزی و حکیمی میں کمی کیا ہے
سخی دربار مولا کی کریمی میں کمی کیا ہے

منظوم کلام

رکوع ۱۶

زمانے بھر کے احمق کے سوا ہے کون انکاری
کہ ابراہیمؑ دیں رب نے کیا دنیا پہ ہے جاری

یہی ہے دین برحق جو فلاح روز محشر ہے
لمن الصالحین فی لاخرۃ اس پر مقرر ہے

ہے تسلیم خدا کامل فقط حصہ براہیمؑ
فرشتے لرز جاتے ہیں جو دیکھی شان تسلیمی

وہ وقت نازک و ابتر پچۂ نمرود بار آیا
کہ جبریل امین بھی روتا روتا زار زار آیا

عرض کی سیدی ھل لکَ حاجۃً فرما
فرمایا اما الیک فلا اے یار جبریلا

دوبارہ عرض کی فسَال ربک اکبر
جواب آیا کہ سب کچھ ہے حوالے رب اکبر

وہ حلمہ بحالی ہے وہ حسبی من سوالی ہے
مرا راکھا مرا حافظ خدائے ذوالجلالی ہے

جھکائے رکھنا اپنا سر حضور رب عالم میں
جز مرد خلیل اللہ نہیں ہیں ابن آدم میں

وہ اپنے بیٹے پوتوں کو وصیت کر گیا یہ ہی
یہی ہے طرزِ اسحاقی یہی ہے شانِ یعقوبی

کہ بیٹا دین برحق ذاتِ مولیٰ حرف آخر ہے
کہ مرنا بھی اسی دیں پر وگرنہ مردِ کافر ہے

وہ وقت آخری جب حضرت یعقوبؑ پر آیا
تو اپنے بیٹوں پوتوں کو تھا اپنے پاس بلوایا

کہا کس دین پر چلنا ہے بعداز مرگ یعقوبیؑ
لگے کہنے حضور انور فدائے ربِ یعقوبیؑ

وہی دین حنیفا جو کہ ہے مرد خلیلؑ اللہ
وہ دینِ اسحاقؑ و یعقوبؑ و سیدنا ذبیح اللہؑ

ترے بیٹے ترے پوتے یہ ساری قوم اسرائیل
بلا چون و چرا ہو گی خدائے پاک کی تعمیل

جب تک دین ربی ابن یعقوبی غلام آیا
خدائے برتر و اکبر سے پیہم ہی سلام آیا

کئی داوٗدؑ و یوسفؑ اور کئی ہارونؑ و موسیٰؑ بھی
سلیمانؑ یوشعؑ و حزقیلؑ زکریّا و عیسیٰؑ بھی

نبی بن کر ولی بن کر یہ ساری قوم آئی تھی
بصدقہ دین ابراہیم عزت بھی سوائی تھی

مگر تم ابن اسرائیل ہو کر باغی و طاغی
کہ تم بھاگے خدا سے تم سے عزت آبرو بھاگی

وَلکم نا کسبتم کا بگل سر پر بجا چاہے
کہ جیسا ہے عمل جس کا وہ ویسا ہی لیا چاہے

فلاں ابن فلاں اللہ کے گھر میں کچھ نہیں ہوتا
ولا تسئل عما کانو یعمل سے کھڑا روتا

یہودی کہتے ہیں کہ سب نصاریٰ ہی یہودی ہوں
عیسائی کہتے ہیں کہ عیسائی سارے یہ یہودی ہوں

یہ کہدو کہ خدا کے گھر نہ عیسائی نہ موسائی
خدا کو دینِ ابراہیم کی ملت بڑی بھائی

حنیفا دین ابراہیم واللہ دینِ برحق ہے
نہ مانے جو کہ اس کو وہ بلا تردید مشرک ہے

بتا دو یا محمدؐ مردِ مومن کی نشانی ہے
خدا پر مصطفیٰ پر اور ایمان بر قرآنی ہے

کہ توراۃ و زبور انجیل کتب آسمانی ہیں
کرے تسلیم ان سب کو یہ مسلم کی نشانی ہے

خدا کے پاک نبیوں پر کہ جو بھی ہے کلام اترا
وہ ابراہیمؑ وہ اسماعیلؑ پر ربی پیام اترا

وہ اسحٰقؑ اور یعقوبؑ اور ساری قوم اسرائیل
موسیٰ اور عیسیٰ اور داوٗدؑ اور حزقائلؑ

غرض جتنے نبی آئے خدا کے وہ صفی آئے
صحیفے جتنے ان پر تھے اللہ سے وحی آئے

یہ کہدو یامحمدؐ مصطفیٰ تصدیق کرتا ہوں
صحیفے اور نبی میں برملا تصدیق کرتا ہوں

مسلمان ملت احمدؐ میں وہ ہے جو کہ سب مانے
نبی مانے ولی مانے صحیفے اور رب مانے

لا نُفرقُ بَین احد وہ بلا چون و چرا مانے
نبیوں کا محمدؐ مصطفیٰ کو پیشوا مانے

اگر ایمان لے آئیں نصاریٰ اور یہودی بھی
خدائے پاک فرمائے بخش دیں گے یہودی بھی

مگر بدقسمتی جن کے دل تاریک پرچھائی
خدا کی لعنت ازلی ہے ان کے حصے میں آئی

خدا مالک ہے دل کا وہ سمیع آیا علیم آیا
اسی پر کرم ہوتا ہے جو باقلب سلیم آیا

یہ تھی رسم یہودانہ وہ رنگ دیتے تھے پانی سے
اسے کہتے تھے بپتسمہ یہودیت کی نشانی ہے

وہ کہتے تھے یہودی رنگ سے اسے رنگدار کر ڈالا
یہودی کرکے پختہ اس کو ہے مردار کر ڈالا

اسی طرح سے عیسائیت میں رسم رنگ سازی تھی
کہ عیسائیوں میں بھی جاری یہ رسم اصطباغی تھی

خدا فرمائے رنگ ایسا جو اترے نہ قیامت تک
وہ رنگ صبغۃ اللہ ہے سلامت ہو قیامت تک

کہ مٹ جائیں گے سب رنگ، رنگِ مولیٰ مٹ نہیں سکتا
غلامان محمدؐ کا یہ جلوہ مٹ نہیں سکتا

خدا سب کا ہے مسلم ہے یہودی ہے نصاریٰ ہے
ہے کیا یہ سفلہ سا جھگڑا ہمارا ہے تمہارا ہے

وہ رب العالمین ہے سب زمینوں آسمانوں کا　　یہودی کا نصاریٰ کا محمدؐ کے غلاموں کا
لنا اعمالنا ہم ہیں لنا اعمالکم تم ہو　　خدا تسلیم سے راضی ہے ہم ہوں یا کہ وہ تم ہو
کہ یوسفؑ اور ابراہیمؑ ، اسحٰقؑ اور اسماعیلؑ　　یہودی و نصاریٰ ہیں یہ سب اولاد اسرائیل
یہ نادانو خدا کہتا ہے کیسے تم عجیب آئے　　کہ اس قید تعین سے ہیں بالاتر حبیب آئے
محمدؐ مصطفےٰ آخر میں سید انبیاء آئے　　کہ بر دین حنیفا مؤمنین باخدا آئے
کہ تم نام و نسب پر دین کی بنیاد رکھتے ہو　　بجز علم و عمل گھر اپنے سبھی برباد رکھتے ہو
بڑا ظالم ہے جو کہ ، ہے خدا کے دین سے مرتد　　شہادت ملتی ہے ظاہر گواہی ملتی ہے بے حد
مگر پھر بھی نہ مانے جو کیا کچھ نسبت اللہ ہے　　اسے کہتے ہیں غیراللہ وہ بذات خود غیراللہ ہے
تمہارے جدِامجد باعمل تھے انبیاء آئے　　مگر تم بے عمل ہو کر وہ سارا کچھ گنوا آئے
کہ میراثِ پدر کا بیٹا تب حقدار بنتا ہے　　جب آبائی اصولوں کا وہ پیرو کار بنتا ہے
تھے آبا وہ تمہارے ہی یہ بتلاؤ کہ تم کیا ہو　　گمانِ جنت فردا زمانے بھر میں رسوا ہو

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ کافر اور مومن بھی یہ مشرک اور مسلم بھی

تمت بالخیر

پہلا پارہ شریف

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡن

بے شک یہ (کتاب) نصیحت ہم ہی نے اتاری ہے اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں

منظوم کلام

سیقول

(۲)

مثنوی بدرُ العرفان فی آ ثار القرآ ن

...... مصنف ......

محمد غلام نصیر الدین چا چڑ وی سیالوی

منظوم کلام

پارہ دوم

رکوع ۱

نہ حکم مصطفیٰؐ مان تو دانشمند سفیہ ٹھہرے
غلام مصطفیٰ نہ ہو تو غیرت مند قبیح ٹھہرے

یہودی عالموں کو ربّ پارے سفہا کہہ کر
ہمیشہ جن کو آتی ہے کمینی سوچ رہ رہ کر

بنو سلمہ کی مسجد میں حبیبؐ دوجہاں آئے
بقبلہ مسجد اقصیٰ نماز ظہر فرمائے

رکعتیں دو ادا کیں تھیں وحی پیغام ربّ لائے
بنایا قبلہ بیت اللہ خدائے پاک فرمائے

رخ اطہر نمازِ ظہر میں ہی پھیر لو احمدؐ
خدا ہر طرف ہے اطراف کی حد توڑ دو احمدؐ

عبادت کیلئے احمدؐ خدا کا حکم فائق ہے
بلا قید حدودیت خدا سجدے کے لائق ہے

خدائے مشرق و مغرب محیط کل زمانہ ہے
ہے تسلیم امر لازم عبادت اک بہانہ ہے

میں اقصیٰ کو کہوں سجدہ تو اقصیٰ کو کرو سجدہ
میں بیت اللہ کہوں سجدہ تو بیت اللہ کرو سجدہ

سرِ تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے
سبق تسلیم لازم جو تری سرکار میں آئے

خدا چاہے ہدایت بخش دے شانِ کریمی سے
وہ یھدی من یشاء الیٰ صراط مستقیمی سے

جعلنا اُمۃً وسطاً ہے شانِ ملتِ بیضا
محمدؐ اس کے شاہد ہیں یہ شاہد اعلیٰ و ادنیٰ

سجود مسجد اقصیٰ تھی مضمر پیروی میری
کرو بیت اللہ کو سجدہ اب اس میں ہے خوشی میری

کہ ینقلب علیٰ عقبیہ الٹے پاؤں مڑ جاؤ
مرے محبوبؐ کے پیچھے سوئے بیت اللہ مڑ جاؤ

بڑے ہیں شان والے مان جاتے ہیں جو امرِ ربّ
یہ کانت لکبیرۃً حبیبوں کو ہے حکم ربّ

خدائے پاک ایمان حبیباں ضائع کیوں کر دے
رحیم ہو کر رؤف ہو کر تباہ سرمایہ کیوں کر دے

ارے ناداں محبت کا سلیقہ دیکھ کیسا ہے
وہ قبلے کو بدلنے کا طریقہ دیکھو کیسا ہے

خدا فرمائے محبوباً رضا تیری رضا میری
یہ پیہم دیکھنا سوئے فلک پیاری ادا تیری

محمدؐ تیری خاطر قبلہ بیت اللہ بنا ڈالا
جو پیہم رخ تقلّب تو نے وَجھک فی السماء ڈالا

اگر اب بھی نہ سمجھے تو رضائے مصطفیٰؐ کیا ہے
صدائے ربّ اکبر میں ادائے مصطفیٰؐ کیا ہے

تجھے قبلہ پسند ہے گر خلیلؑ اللہ کا بیت اللہ
خدا فرمائے رخ قبلے کا پھیریں گے وہ ترضٰھا

میں جاناں تیری خاطر یہ طریقۂ زندگی بدلوں
بنا کر قبلہ بیت اللہ سلیقۂ بندگی بدلوں

یہ سب اہل کتابی جانتے ہیں حکم برحق ہے
کہ توراۃ و زبور انجیل میں لکھا یہ بے شک ہے

نبی قبلتین آخر محمدؐ مصطفیٰ ہوں گے
رخ قبلہ بدل جائے گا جب وہ مہ لقا ہوں گے

مگر لا کر دکھا دے تو اگر سارے دلائل بھی
نہیں مانیں گے توراۃِ مقدس کے فضائل بھی

وہ گمراہ ازل ہیں تیرا قبلہ ہی تو قبلہ ہے
جدھر تو سجدہ کرتا ہے وہی مقبول سجدہ ہے

یہ ہر اک مردِ مفسد اک جدا قبلہ بناتا ہے
خدا بعضھم بتابعٍ قبلہ بتاتا ہے

یہ ظالم ظلم کرتے ہیں خود اپنی ذات پر ظالم
یہ واضح جانتے ہیں بس زبور انجیل کے عالم

مسیحا کی بشارت حضرت احمدؐ جو آئے گا
نہیں بھولے نہیں بھولے کہ قبلہ بدل جائے گا

پسر کو بھول جائے باپ ایسا ہو نہیں سکتا
کتاب پاک بھولیں پاپ ایسا ہو نہیں سکتا

یہ بدبختی سے سب کچھ جانتے بھی مانتے نہ ہیں
چھپا کر حق زباں پر یعلمون گردانتے نہ ہیں

مگر بے شک خدا کا حکم برحق مکمل ہے
نہ کرنا شک اے مسلم حکم ربی سب سے افضل ہے

منظوم کلام

رکوع ۲

کہ جتنی امتیں گزری ہیں سب کا اپنا قبلہ ہے
لِکلّ وجہۃً ھُوَ مُولیھا یہ سجدہ ہے

اے محبوبؐ تِری امت کا واضح قبلہ کرتا ہوں
حرم کی مسجد اطہر تعین قبلہ کرتا ہوں

فَولِ وَجھکَ فرمان ربی مصطفےٰؐ آیا
کہ شطر المسجد الحرام سجدہ اب روا آیا

کسی سے کم کیوں ٹھہرے مرا محبوبؐ دلجانی
کہ سرور دوجہاںؐ کا ہے خدا کا نور تابانی

کہ ہر اک کام میں میرا محمدؐ پیشرو کامل
کہ فَاستبقُو مِرا محبوب ہر خیرات میں شامل

بلا قید نہج حاوی ہے قادر ہر سمت غالب
خدا کی ذات ہے دنیا کی ہر اطراف پر غالب

کہ اَینَ ما تکونُو کہہ کے ہر پردہ ہٹا ڈالا
کہ ان اللہ علیٰ کل سے ہر نقطہ اٹھا ڈالا

یہ اعلانِ خداوندی ہے دنیا کو بتا دو تم
دماغ نکتہ چینوں سے یہ سب پردہ ہٹا دو تم

سفر ہو یا حضر ہو تیرا قبلہ سوئے بیت اللہ
ہے طرز خاص تخصیص کمال ملت بیضا

یہ ظالم حجتی لوگوں کی پرواہ کر نہ یا احمدؐ
کہ حجت ان کی سیرت ہے ازل سے ان کی فطرت بد

میں سب رحمت خدا کی بخش دوں تیرے غلاموں کو
اَتُمَمتُ عَلَیکُم نِعمَتِیُ فرمادیا تیرے غلاموں کو

نبی دو جہاں تو ہے رسولِ دو جہاں تو ہے
خدا کے حکم ربیّ کا نقیب و ترجماں تو ہے

سیاہ سینوں کو دھو کر مجلّٰے کرنے والا ہے
یُزکیکم درخشاں سب کا سینہ کرنے والا ہے

تو ہی واحد لدنی علم کا سلطان خواجہ ہے
کتاب و حکمت و ایمان کا عرفان خواجہ ہے

زمانے بھر کے وحشی کو نیا عرفان بخشا ہے
کہ جو تھے جاہل و اجہل انہیں قرآن بخشا ہے

خدا نے مصطفےٰؐ کو سینے روشن کرنے بھیجا ہے
سیاہ تاریک دنیا مثل گلشن کرنے بھیجا ہے

خدا فرمائے آیاتِ خداوندی سناتا جا
اے محبوبؐ کرم سے سارے سینے جگمگاتا جا

تو میرا ذکر کرتا رہ میں تیرا ذکر کرتا ہوں
تو میرا شکر کرتا رہ میں دامن تیرا بھرتا ہوں

کہ ناشکری بری ہے اس سے بچنا ہی ضروری ہے
خداوند تعالیٰ کی تو ناشکروں سے دوری ہے

رکوع ۳

مخاطب ہے خداوند کریم ایمان والوں کو
محمدؐ کے غلاموں، عاشقوں، عرفان والوں کو

مدد مانگو فقط مجھ سے اے عشقِ مصطفیٰؐ والو
صبر ہے عظمتِ کامل اے ایمانِ ہدیٰ والو

صبر سے استقامت سے اعانت ربِّ کامل ہے
جھکا لو سر نماز بندگی میں عشقِ کامل ہے

صبر سے جو بھی دامانِ خداوندی نہیں چھوڑے
سوالی کا بھی ہر گز ربِّ اکبر دل نہیں توڑے

صبر عشق بلالؓ ہے صبر مغفوری و میری
صبر شانِ اویسؓ ہے صبر ایثارِ شبیریؓ

وہ میدانِ بدر میں جب شہیدوں کے لگے ڈیرے
تو ان کی موت پر اترے رفیقانِ رسل چہرے

صحابہ کو بہت افسوس تھا ان کی شہادت پر
کہ سروارے تھے جن لوگوں نے احمدؐ کی قیادت پر

خدا فرمائے محبوباً بتا دے سب زمانے کو
کہ ہر گز لا تقُولُو واضح ہو اپنے بیگانے کو

خدا و مصطفیٰؐ خاطر جو جان اپنی پہ کھیلے ہیں
اجل کا صدمۂ جانکاہ سر اپنے پہ جھیلے ہیں

لِمَن یُقتَلُ محمدؐ فی سبیل اللہ اموات
حیات جاوداں ان کی مجسم خود بخود ذات

کہ روح و جسم ملتے ہیں حیاتی نام پاتی ہے
اکیلا جسم ہو یا روح نہ کہلاتی حیاتی ہے

خدا فرمائے احیاء بچشم خویش ہیں قائم
نہ تم مردے کہو ان کو حیاتی پا گئے دائم

یہ واضح بات ہوتی ہے خدا فرمان کرتا ہے
ابد تک زندہ ہے وہ جو کہ جان قربان کرتا ہے

کہ بعد از موت بھی کچھ لوگ پھرتے رہتے ہیں ہم میں
وہ اٹھتے بیٹھتے اور کھاتے پیتے رہے ہیں ہم میں

نظر ہمکو نہیں آتے شعور اپنا نہیں ہوتا
الگ ہم سے نہیں ہوتے حضور اپنا نہیں ہوتا

کہ ہر حالت میں عشقِ مصطفیٰؐ کا دم جو بھرتے ہیں
تری ہی عقل ناقص ہے اے ناداں کب وہ مرتے ہیں

ارے ناداں تو مردہ ساری دنیا کیوں سمجھتا ہے
حبیبانِ خدا کے در پر آنے سے کیوں ڈرتا ہے

وہ زندہ ہیں نہیں مردہ شعورِ ناقصاں کم ہے
بچشم خویش زندہ ہے یہ مانا ابنِ آدم ہے

خدا انکا خدا کے وہ حبیبِ مصطفیٰؐ ہیں وہ
ادب سے آکے زندہ ہیں وہ مردِ لافتیٰ ہیں وہ

خدا کے پاک بندوں کو خدا خود آزماتا ہے
وہ ہمت مردِ مومن کی زمانے کو دکھاتا ہے

بلا کا خوف سر پر اک بلا بن کر چلا آئے
فقیری تنگدستی مردِ مومن کا جگر کھائے

کبھی آفات مال و دولتِ مومن تباہ کر دیں
کبھی اولاد چھن جائے تباہ بختِ سیاہ کر دیں

خدا دکھلائے دنیا کو کہ یہ شانِ امامت ہے
کہ کیسی مردِ مومن کی یہ عالی استقامت ہے

بلائیں سر پہ آجائیں جفائیں سب ستم ڈھائیں
خدا کے پاک بندے وقت نازک بھی نہ گھبرائیں

محبت میں توجہ دائمی سوئے خدا رکھیں
مصیبت یار سے آئے تو سینے سے لگا رکھیں

مصیبت سر پہ ان کے ٹوٹے گر قہر و بلا بن کر
اٹھائیں خندہ پیشانی سے پسر مرتضےٰ بن کر

مصیبت میں بھی مومن کوئی شکوہ کر نہیں پاتے
کسی بھی چیز پر ہم اپنا دعویٰ کر نہیں پاتے

خدا کی دین ہے اس کی عنایت ہے کرم ہے یہ
اِسی پر تقوی رکھنا مرد مومن کا بھرم ہے یہ

بلاؤں میں بھی ہنستے رہنا مژدہ کامیابی کا
یہی وہ لوگ ہیں جن کو ملا درجہ صحابی کا

خدا کی رحمتِ خاصہ انہی کے حصے میں آئی
طبیعت جن کی آفات و بلا میں بھی نہ گھبرائی

وہی ثابت قدم راہِ ہدیٰ پر پائے جاتے ہیں
یہی ہیں جو غلام مصطفیٰؐ کہلائے جاتے ہیں

انہیں مردانِ کامل کا جہاں پر نقش پا ٹھہرا
نشانی ربّ اکبر کی شعائر دلربا ٹھہرا

صفا سے لپکے مروہ تک وہ اس کا بار بار آنا
تلاشِ آب میں وہ ہاجرہؓ کا بار بار آنا

مصیبت میں کرم کا کتنا ہی عالی مقام آیا
کہ گردش ہاجرہؓ کی شعائر اللہ ہے پیام آیا

جو آئے سوئے بیت اللہ صفا مروہ ضرور آئے
وہ مثل ہاجرہؓ دوڑے یونہی نزدیک و دور آئے

خدا کو بس پسند ہے اقتدا اپنے حبیبوں کی
غلامی مردِ کامل ہے مقدر خوش نصیبوں کی

بڑے محروم ہیں وہ جو چھپاتے ہیں حقیقت کو
وہ آیاتِ مبینی نور ربی سے طریقت کو

خدا فرمائے یَلْعَنُھُم ہے لعنت دائمی اس پر
چھپائے آیت ربی اُولٰٓـئِکَ دائمی کافر

مگر پھر بھی جو توبہ کرکے راہ راست پر آئے
خدا فرمائے معافی عام ہے ہر گز نہ گھبرائے

خدا کی ذات توّاب الرحیم آئی ہے اے مومن
قبولیت کو توبہ مستقیم آئی ہے اے مومن

وہ ظالم کفر پر قائم رہا جو وقت آخر تک
خدا کی لعنتِ دائم سدا پہنچے ہے کافر تک

خدا بھی اور فرشتے بھی عوام الناس سارے بھی
یہ لعنت دائمی بھیجیں خدا کے سب پیارے بھی

رہے گا اس عذاب دائمی میں مبتلا کافر
کمی ہو گی نہ اس میں اور نہ چھوٹے گا کبھی کافر

خدائے پاک برحق ہے وہ واحد شانِ عالی ہے
وہ رحمٰن الرحیم آقا ہے دنیا سب سوالی ہے

رکوع ۴

منظوم کلام

صفا پہ چڑھ کے احمدؐ نے کہا واحد خدا میرا
زمین و آسمان اس کے ہیں قادر برملا میرا

لگے کفار کہنے ایسے ہر گز ہو نہیں سکتا
اکیلا ساری دنیا کا وہ مولیٰ ہو نہیں سکتا

مگر یہ تین سو ساٹھ آکے اس کی ہیں مدد کرتے
یہی بہت ہیں خدا کو جو ہیں اللہ صمد کرتے

خدا فرمائے نادانو ذرا بھی نہ سمجھ پائے
کہ فی خلق السّمٰوٰتِ خدا وَالارض فرمائے

زمین میری فلک میرا ہے سب انس و ملک میرا
شریک کار کیسے ہو جو خود ہووے خلق میرا

یہ میں ہوں جس نے گردش رات اور دن کو عطا کی ہے
عطا کی شب کو سیاہی دن کو تابانی عطا کی ہے

سمندر میں جہازوں کی روانی میرے صدقے ہے
کہ والفلک التی تجری یہ پانی میرے صدقے

کہ مخلوقِ خدا کو فیض ملتا ہے مرے صدقے
کہ ہر اک زندگی کا گل بھی کھلتا ہے مرے صدقے

فلک سے ابر باراں میری یکتائی کی مظہر ہے
زمین ہے مردہ زندہ کرنے والا ربّ اکبر ہے

کہ بعدَ مَوتِھَا احیا بہ الارض وہ فرمائے
زمین مردہ کو دوبارہ زندہ کرکے دکھلائے

ہزاروں جانور پیدا بحق مصطفیٰؐ کر دوں
زمین و آسماں کو ساری مخلوقات سے بھر دوں

کہ تعریفِ الرّیح میں ہواؤں کے بھی رخ بدلوں
کہ بادل کرکے پیدا میں فضاؤں کے بھی رخ بدلوں

یہ سن لو ربّ احمدؐ ہے اللہ الکیم واحد
نہ ثانی نہ شریک اس کا وہی ہے الٰھکم واحد

عقلمندوں کو کافی ہیں دلیل آیاتِ قرآنی
خدائے مصطفیٰ واحد نہیں اس کا کوئی ثانی

کوئی مدّمقابل ربّ عالم ہو نہیں سکتا
بتانِ آذری ہو یا کہ آدم، ہو نہیں سکتا

کہ من دونِ اللہ انداداً سے ظاہر اس کی شاہی ہے
فلک سے لے کے ماہی تک خدا واحد الٰہی ہے

ارے ناداں یہ انداداً مقابل کے لیے آیا
شریک ربّ اکبر جیسے جاہل کیلئے آیا

مقابل کیسے ٹھہرے جو خدا کے خود نقیب آئے
حکم یکتائی مولیٰ کا لیکر جو حبیب آئے

کہ انداداً کے زمرے میں وہ آتا ہے ارے نادان
کی جس کی طرف جائیں تو فراموش ہو جائے رحمٰن

مگر جن کے قدم چومیں ملے قربِ خداوندی
محبّ ربّ اکبر عاجزی و آرزو مندی

ولیّانِ الٰہی غیر ہر گز ہو نہیں سکتے
محبانِ الٰہی غیر ہر گز ہو نہیں سکتے

شریکِ ربّ جو ٹھہرائے وہ ظالم ظلم کرتا ہے
پتہ چلتا ہے اس کو جب وہ دنیا سے گزرتا ہے

خدا فرمائے مشرک کاش اتنی بات پا لیتا
تو کیوں ظلم عظیم اتنا وہ سر اپنے پہ ڈھا لیتا

کہ بعد از موت مشرک پر عذاب برملا ہوگا
خدا کا ثانی ٹھہرایا عذاب بے پناہ ہو گا

کہ خود مّدمقابل وقت آخر چھوڑ دیں گے سب
یہ مصنوعی کھلونے اپنے رشتے توڑ دیں گے سب

خدایا خود ہی یہ ہمکو مقابل کرتا رہتا تھا
یہ خود ہی بت بنا کر آپ سجدے کرتا رہتا تھا

کمال افسوس ہوگا مشرک بے مایہ کو اس دم
کہ میری زندگی مجھ کو اگر مل جائے پھر اک دم

بتانِ آذری توڑوں خود اپنے ہاتھ سے جا کر
خدا کی سروری مانوں دوبارہ زندگی پا کر

بڑی حسرت سے دیکھے زندگی کے اس زمانے کو
وما ھُم بخٰرِجین تا ابد ان کے جلانے کو

مگر نارِ جہنم میں ابد تک جلتے رہنا ہے
یہی اب ان کی قسمت ہے عذاب اب ان کو سہنا ہے

منظوم کلام

رکوع ۵

یہاں پر بھی رضا کا ایک مسئلہ صاف آتا ہے
سرِ تسلیم خم کا یہ عقیدہ صاف آتا ہے

خدا کے حکم سے ہر شے حلال آئی حرام آئی
مقرر ایک حد کر دی تو کھانے کے وہ کام آئی

خدا فرمائے اے لوگو پیو کھاؤ جو جی چاہے
اجازت جس کے کھانے کی خداوند جلی چاہے

خدا فرمائے جس شے کو حرام آئی حرام آئی
اجازت جس کی دے دے مردِ مومن کے وہ کام آئی

وہ مالک ہے غلاموں کو اجازتِ تبصرہ کیا ہے
وہی فائق ہے جو کہہ دے حدودِ مقررہ کیا ہے

صریح الفاظ میں مے پر جو پابندی لگا ڈالی
بھرے مٹکے صحابہ نے تھی مے ساری لنڈھا ڈالی

رضا پر رہنے والوں کو ہے کیف وکم سے کیا حاصل
خدا کے ماننے والوں کو زیروبم سے کیا حاصل

خدا فرمائے شیطانوں کی مکاری میں نہ آنا
کہ ابلیس کمیں کی خاص عیاری میں نہ آنا

اے آدم روز اول سے یہ دشمن خاص ہے تیرا
نہ کرنا پیروی اس کی یہ واضح حکم ہے میرا

یہی حکم الٰہی ہے حللاً طیباً کھاؤ
تم عالی مرد مومن ہو کہ رزقاً طاہراً کھاؤ

ہمیشہ فطرت شیطاں ہے راہ کا راہزن ہے یہ
برائی اور فحاشی پہ ہر دم گامزن ہے یہ

خدا کی منع کردہ چیزیں آدم کو کھلاتا ہے
یہ راہزن راہ کا ہر گام پر اس کو بہکاتا ہے

اگر حکم خداوندی بتائیں اس کے چیلوں کو
خدا کا حکم مانو چھوڑو شیطانی جھمیلوں کو

جواباً عذرِلنگ فوراً وہ ایسے پیش کرتے ہیں
کہ ہم تو باپ دادا کے طریقے پر ہی مرتے ہیں

جو مذہب اپنے آباء کا وہی مذہب ہمارا ہے
خلاف باپ دادا ہم میں چلنے کا نہ یارا ہے

اگر آباؤ ھم لا یعقلون ہوویں تو پھر کیا ہے
وہ شیطانی گروہ لا یَھتدُون ہوویں تو پھر کیا ہے

خدا فرمائے محبوباً بتا دے صاف صاف ان کو
کہ مثلِ وحشیاں آئے نہ آوازِ خلاف ان کو

کہ جس طرح سے کوئی جانور آواز نہ سمجھے
یہ بدقسمت ہدایت کا کوئی انداز نہ سمجھے

یہ بے عقلی میں محروم سماعت گونگے ڈورے ہیں
بشکل حضرت انساں یہ گائے گدھے گھوڑے ہیں

خدا کے پاک بندو رزق طیب ہے عطا تم کو
خدا کا شکر کرنے میں ہے عالی مرتبہ تم کو

عبادت کیلئے بندہ خدا کے آگے جھک جائے
خدا چاہے جو وہ چاہے خدا روکے تو رک جائے

خدا نے واضح فرمایا کہ کیا کیا ہے حرام آخر
کہ بہتا خون، مردار اور سور کا گوشت تمام آخر

ذبح کرتے ہیں غیراللہ کا نام آئے حرام آیا
یہ واضح ملتِ بیضا کو اللہ کا پیام آیا

نیا نکتہ مگر ابلیس نے کانوں میں لا ڈالا
ہو وقفِ اولیاء اللہ حرام اس کو بنا ڈالا

کہ جو شے بھی کہ غیر اللہ کے نامی وقف ہوتی ہے
حرام ہوتی ہے وہ شے جو کہ ایسے صرف ہوتی ہے

نبی کے نام پر دیں یا بنام اولیاء اللہ
بابتِ الٰہی وہ تو بن جاتی ہے غیر اللہ

اگر ہندو وقف کر دیں کوئی گائے حرام آخر
اور اپنے اوپر اس کو کر دیں مطلق وہ حرام آخر

ذبح کر دے جو مسلم پڑھکے تکبیر خدا اس پر
حلال آئی وہ مطلق کھانا اس کا ہے روا اس پر

بنام غوثِ اعظم گیارہویں کے جانور دیکھے
حرام ان کو کہے نادان ہمیشہ بے بصر دیکھے

بِاسم اللہ اکبر سبھی تکبیر پڑھتے ہیں
مگر غیر اللہ کی نادان پھر تقریر کرتے ہیں

خدا کے نام پر دینا ولیوں کی نذر کرنا
کہ پڑھنا اسم بسم اللہ و تکبیرِ خدا پڑھنا

نہیں جائز تو پھر ہر شے تری ناجائز ہے نادان
نہ اپنا تیرا ہے بیٹا نہ اپنی تیری ہے اماں

یہ غیر اللہ ، حبیب اللہ بڑا ہے فرق دیکھا کر
ابوجہل و رسولؐ اللہ بڑا ہے فرق دیکھا کر

خدا کے دین میں ہر چیز میں بے حد رعایت ہے
کہ نازک وقت ہو تو اذنِ ممنوعہ عنایت ہے

کہ مرض الموت کی حالت شراب و سور جائز ہے
فلَا اِثم علیہ بس یہ منظور جائز ہے

یہودی عالموں کو صاف یہ تہدید ہوتی ہے
چھپاؤ نہ حقیقت کو یہی تاکید ہوتی ہے

نبیؐ قبلتین آئیں گے یہ تم پڑھتے آئے ہو
محمد مصطفیٰؐ کی اب نبوت کیوں چھپاتے ہو

مسیحاؑ کی بشارت احمدؐ عالی مقام آئے
خلیلؑ اللہ دعا مانگے محمدؐ کو سلام آئے

کلام اللہ بیچیں چند درموں پر خدا مارے
وہ دوزخ آگ کھاتے ہیں وہ بازی زندگی ہارے

قیامت کو کلام ربّ سے محروم ازل ہوں گے
وہ محصور گناہ وقفِ عذاب عزوجل ہوں گے

یہی وہ لوگ ہیں کرتے ہیں جو سودا خسارے کا
ہدایت کی جگہ سودا ضلالت بخت مارے گا

یہ بخشش کی جگہ سودا عذابِ ربّ اکبر لیں
کہ آتش دائمی سے اپنی جھولی خود ہی یہ بھر لیں

خدا نے اپنی رحمت سے کتابِ حق عطا کی ہے
مگر بدبختوں نے دانستہ یہ جھگڑے کی بنا کی ہے

کلام اللہ حقیقت میں ہدایت ہے کو
اثر کچھ بھی نہیں ہوتا یہ بدسیرت کمینوں کو

رکوع ٦

منظوم کلام

فقطِ نیکی نہیں محدود قبلے کے تعین میں
کہ نیکی نام ہے اللہ کی عظمت ہو ترے من میں

دل و جان سے خدائے بہتر و برتر پہ ایماں ہو
اور حشر و نشر پر ایمان کامل اس کی برہان ہو

فرشتوں پر نبیوں پر کتابِ ربّ اکبر پر
سرِ تسلیم خم رکھے فرامینِ محمدؐ پر

خلوص دل سے فیاضی و بخشش تیرا شیوہ ہو
عزیزوں اور یتیموں سے محبت تیرا شیوہ ہو

تو اپنے مال و دولت سے سدا بخشش شعاری کر
خدا کے راہ میں تو جان تک بھی نہ پیاری کر

تری دولت کا مصرف ہے صحیح تیری سخاوت میں
مسافر اور قیدی بھی ہوں شامل تیری دولت میں

نمازِ طاہرہ قائم کئے جا تیری عظمت ہے
زکوۃ مال و دولت تو دیئے جا تیری عزت ہے

کسی سے وعدہ کرکے پورا کرنا شانِ مومن ہے
وفاداری بشرط استواری شانِ مومن ہے

پڑے مشکل میں مومن مسکراتے رہنا عظمت ہے
مصیبت میں شکر کے گیت گاتے رہنا عظمت ہے

خدائے پاک کے امر رضا پر راضی رہنا ہے
مشیت پر خدا کی چلنا مومن تیرا کہنا ہے

امیری ہو غریبی ہو یا آزاری اسیری ہو
خدا کے پاک بندوں کو خدا کی دستگیری ہو

یہی عالی قدر بندے محبّ محبوب ٹھہرے ہیں
محمدؐ کی غلامی سے جو خود منسوب ٹھہرے ہیں

یہی صادق یہی ہیں متقی محبوب یہ ہی ہیں
جو مانیں حکم ربیّ من و عن مطلوب یہ ہی ہیں

ہو اقصیٰ یا کہ کعبہ ہو خدا کی اپنی مرضی ہے
سجود بندۂ خاکی خدا کی اپنی مرضی ہے

قصاص قتل میں وہ مارے دیتے تھے قبیلوں کو
ضعیفوں ، عاجزوں، محتاجوں، مسکینوں، امسیلوں کو

جو قاتل مل نہ پائے مار دیتے بچہ بچہ تھے
جو خاوند مل نے پائے مار دیتے زچہ بچہ تھے

تھا دستور ستم جاری عرب میں بھی عجم میں بھی
کہ بدلا قتل کا لیتے تھے جا کر وہ حرم میں بھی

خدائے پاک نے قرآن میں اعلان فرمایا
یہ نسل ابنِ آدم پر بڑا احسان فرمایا

کہ اے ایمان والو قتل کا بدلہ وہی قاتل
کہ ہے مقتول کا بدلہ بذاتِ خود وہی قاتل

نہ زد میں بیوی بچے ہیں نہ احباب و اقارب ہیں
اخذ سے بالاتر اس کے قبائل اور مشارب ہیں

جو قاتل ہو بلا تخصیص وہ ہی مارا جائے گا
نہ اس کے عوض میں کوئی زمانے بھر سے آئے گا

مؤنث ہو مذکر ہو عبد ہو یا کہ خود سر ہو
اسی قاتل کا سر ہو کسی کا اور نہ سر ہو

نہایت کرم سے انعام یہ بھی صاف فرمائے
برادر کشتہ کا راضی رضا جو معاف فرمائے

قصاص قتل لے کر وہ معافی عام فرمائے
خدائے پاک بھی قاتل کو عوف انعام فرمائے

خدا کا شکر کرکے توبہ تائب ہو جائے قاتل
ستم سے ہاتھ کھینچے توبہ تائب ہو جائے قاتل

رعایت خاص بندے کو خدائے پاک نے بخشی
بالفاظ دیگر رحمت شہِ لولاک نے بخشی

اگر اس پر بھی پھر ظالم ستم سے گر نہ باز آیا تعدّی پر اتر آیا نہ عادت بد سے باز آیا
شکنجے میں سزا کے پھر خدا کے بچ نہیں سکتا عذابِ اکبری سے پھر سزا کے بچ نہیں سکتا
قصاص قتل کا انعام دے کر زندگی بخشی کہ نسل ابنِ آدم کو نئی پائندگی بخشی
یہ طرز جاہلانہ عرب میں مدت سے جاری تھا وصیت ورثہ کر جاتے تھے جس کو ان کا جی چاہتا
رفیق خاص کو یا پھر عزیز خاص کو بخشیں خواہ اپنا ہو پرایا ہو عوام الناس کو بخشیں
پریشان ہوتا تھا اس طرح توازن مال و دولت کا کہ جو چاہتا بن جاتا خازن مال و دولت کا
خدا نے حکمت عالی سے یہ ترتیب فرمائی یہ متروکہ وراثت کیلئے ترکیب فرمائی
وصیت تیسرے حصے کی اس کی خود ارادی ہے کہ دولت تیسرا حصہ عطا کر دے آزادی ہے
مگر وہ باقی دو حصے ہیں ورثہ وارثانِ حق پدر مادر پسر دختر اور اس کی بیوہ کا بے شک
مدارج کے مطابق لے سکے ہر ایک وہ حصہ کہ بعد از موت اٹھے نہ خرابی کا کوئی قصہ
خدائے پاک فرمائے کہ جب بھی تیری موت آئے مطابق امرِ ربیّ کے وصیت مال کر جائے
کہ بے شک تیسرا حصہ خدا کے نام پر بخشے مگر ورثہ وراثت نہ کسی بھی کام پر بخشے
جو حصہ پدر و مادر کا نذر ان کی وہ کر جائے مگر باقی عزیزوں کا ہے حصہ جب وہ مر جائے
جو ایسا کرنے سے قاصر رہے مردار ہوتا ہے خدا کے حکم سے اس کا صریح انکار ہوتا ہے
وہ بے شک ذات اللہ کی تیری ہر بات سمجھے ہے سمیع ہو کر علیم ہو کر نہ کیوں وہ بات سمجھے ہے
مزید اس پر خدا نے پھر یہ حکم خاص فرمایا وصیت میں طرف داری کا ڈر ہے تیرے سر چھایا
تو نیکی ہے کرا دے کوئی اس کا خاص تصفیہ صلح مابین ہو جائے نہ اٹھے کوئی تصریح
یوں ان اللہ غفور سے رحیمی شان دکھلائی کوئی محروم رہ جائے نہ بیٹا باپ نہ بھائی

رکوع ۷

منظوم کلام

ہے مسلم روزہ دازی بھی مقام عظمت عظمٰے کہ ہو جائے صبر سے تم میں ایسا اتقا پیدا
کہ مومن ترک کر سکتا ہے اشیاء حلالی جب سرِ تسلیم خم کرتا ہے امرِ ذوالجلالی جب
تو پھر کیوں نہ چھوڑے گا خدا سے جو حرام آیا کہ مومن شانِ عالی سے ہے پابندِ صیام آیا
وسیع قلبی و ہمت جاہ و استقلال میں نادر خدا کے حکم پر مومن رہے ہر حال میں قادر
خدا فرمائے اے مومن تجھے انعام روزہ ہے خلا میں بھی ملا میں بھی ترا اقدام روزہ ہے
یہ وہ انعام ہے جو پہلی قوموں کو بھی بخشا تھا خدا کا خاص مقصد مرد مومن اتقا تیرا
کہ شاید مرد مومن متقی ہو جائے ہمت سے خدا کا قرب مل جائے یوں اس کو اس کی خدمت سے
یہ رمضان المکرّم چند دنوں کی بات ہے گویا کہ تسلیم امر مومن بڑا محتاط ہے گویا
مریضوں کو مسافر کو ملی یہ خاص آسانی کسی ماہ سال بھر میں روزے رکھ لیں وہ بآسانی

مگر پھر بھی جو روزے کے نہ قابل ہو تو معافی ہے
کہ لاچاری ضعیفی میں خدا سے عام معافی ہے

وہ فدیہ دے کے مجبوری میں روزے کا عوض دے دیں
کھلا کر کھانا مسکینوں کو روزے کا فرض دے دیں

خدا کے نام پر کھانا کھلائیں اس کے بدلے میں
وہ دسترخوان پر مسکین بلائیں اس کے بدلے میں

مگر لاچاری میں بھی جو کہ روزے کے ہوئے پابند
خیرلہ کے ربّ اکبر نے کئے خورسند

کہ ایسے نیک کامل لوگ مشکل میں بھی پابند ہیں
ضعیفی اور لاچاری میں روزہ رکھ کے خورسند ہیں

یہ رمضان المکرّم میں ہی قرآن مبیں اترا
فصاحت حق و باطل لے کے یہ ماہِ مبیں اترا

اسی ماہِ مکرم کی عطائے خاص روزہ ہے
اے مومن تیری عظمت کی ادائے خاص روزہ ہے

خدا کے در پہ جھکنے والے ہیں شاکر مرے بندے
یُرِیدُ اللہُ بِکُمُ الیُسرَ مومن ہر لمحہ تمکو

کہ جو بارِ گراں ہے اس سے معافی عام ملتی ہے
کہ فیضِ ربّ باری سے کلی الفت کی کھلتی ہے

خزاں بن کر تباہی تیری کرنا وہ نہیں چاہتا
گراں باری کا تجھ پر بوجھ دھرنا وہ نہیں چاہتا

یہ روزے رکھنے میں محتاط گنتی پوری کر لینا
کہ صابرین کے میعاد صبوری پوری کر لینا

خدا کے در پہ جھکنے والے ہیں شاکر مرے بندے
وہ روز و شب صلوٰۃ و صوم میں ذاکر مرے بندے

مگر ہر گز نہ گھبرانا بلاؤں میں مصیبت میں
کہ میں تیرے قریب ہوتا ہوں ہر لمحہ حقیقت میں

کہ جب تجھ کو زمانے میں سہارا مل نہیں سکتا
اور اکنافِ دوعالم میں کنارا مل نہیں سکتا

وہیں اِنّی قریب کی قرآن آواز دیتا ہے
وہیں پر رحمتِ خاصہ کا دامن کھول دیتا ہے

پکارے جو بھی درد دل سے ربّ پاک کو آ کر
اور مانگے جو بھی دردِ دل سے دامن اپنا پھیلا کر

اِستجیبو کہہ کے ربّ پاک اتنا پیار کرتا ہے
بلا تاخیر پھولوں سے وہ جھولی اس کی بھرتا ہے

بحقِ مصطفیٰؐ اے ابنِ آدم لے جو جی چاہے
ہے صدقہ میرے احمدؐ کا اے مسلم لے جو جی چاہے

محمدؐ کی غلامی میں تجھے جاہ و حشم بخشوں
زمین بخشوں فلک بخشوں کہ سب لوح و قلم بخشوں

کہ انعامات ربیّ سے خدا تم کو ہدایت دے
کہ شاید مردِ مومن کو بھی رستہ یہ عنایت دے

خدا نے خاص رحمت سے اجازت یہ بھی فرما دی
کہ وقتِ شب بہ رمضان المکرّم ہے یہ آزادی

تم اپنی بیویوں سے بے محابا مل بھی سکتے ہو
کہ داد وصل سے بہلا تم اپنا دل بھی سکتے ہو

خیطِ ابیض خیطِ اسود کے یہ دو تاگے جو ملتے ہیں
کہ تاریکی و سحری کے یہ دو تاگے جو ملتے ہیں

یہی وقتِ طلوع ہے مرد مومن حدِ روزہ ہے
یہاں تک کھانا پینا ہے اور آگے حدِ روزہ ہے

مساجد میں جو حالت اعتکافی ہو تو پھر دیکھو
نہ ہر گز دیکھنا عورت یہ پابند ہے پھر دیکھو

خدا کی حد کی پابندی کمال آدمیت ہے
کہ تسلیم خداوندی کمال آدمیت ہے

خدا نے یوں ہمارے مال و دولت کی حفاظت کی
کہ چھینے مال غیروں کا نہ مسلم کو اجازت دیں

یہ حکم لازمی اپنے کرم سے عام فرمایا
نہ دے کہ مال رشوت کا کرائے کام فرمایا

نہ چھینے مال غیروں کا نہ رشوت دے ضرورت میں
اضافہ کر نہ دے اپنے گناہوں سے کدورت میں

منظوم کلام

رکوع ۸

یہ پوچھا شاہِ بطحاؐ سے عوام الناس نے آ کر
قمر کے گھٹنے بڑھنے میں کیا ہے راز بالآخر

کہا مولیٰ نے یہ گھڑیال حکمت سے بنایا ہے
عوام الناس کے اوقات کی خاطر بنایا ہے

کہ تا کہ وقت کی معلوم ہو جائے کمی بیشی
وہ حج کی اور نمازوں کی مقرر وقت ہو پیشی

جہالت کے زمانے سے طریقہ چلتا آتا تھا
کہ جب احرام باندھے اپنے در سے گھر نہ آتا تھا

لگائے تھے نقب وہ اپنے دیواروں کو پیچھے سے
گزرتے تھے وہ حج کے دن یوں اپنے گھر میں پیچھے سے

خدائے پاک فرمائے اسے نیکی نہیں کہتے
عقب سے چھپ کے تم آؤ ہو جس گھر میں کہ تم رہتے

نیکی نام ہے اس کا خدائے پاک سے ڈرنا
صداقت اتقا میں ہے سرِ تسلیم خم کرنا

اے مومن نورِ احمدؐ سے عطائے خاص ہوتی ہے
محمدؐ کے غلاموں پر نگاہِ خاص ہوتی ہے

وہ بے شک اپنے گھر میں باندھ کر احرام آجائیں
وہ دروازوں سے اپنے ہی بصد آرام آجائیں

خدا انعام فرما دے تو راہِ اتقا بخشے
بڑی شانِ کریمی سے جسے چاہے خدا بخشے

خدا کے راستے میں جان کی بازی لگا دینا
جہاد فی سبیل اللہ سے سارے بت گرا دینا

مگر یہ یاد رکھنا انتقامی ہو نہ جانا تم
کوئی مظلوم نہ ظلم و تعدی سے ستانا تم

خدا کو ظالموں سے اور تعدی کرنے والوں سے
بڑی نفرت خدا کو ہے تعدی کرنے والوں سے

خدا نے اپنے دستور العمل میں کرم فرمایا
جہادِ خاص میں بھی گوشۂ دل نرم فرمایا

فقط اسلام کا یہ امتیازی طرز ہے لوگو
وگرنہ حالت جنگ نہ کسی سے غرض ہے لوگو

یہ ایٹم بم سے گولی سے اڑا دیتے ہیں ساروں کو
یہ مظلوموں کو ظالم کو اور اغیاروں کو یاروں کو

فقط مومن ہے عین جنگ میں بھی دیکھتا پھرتا
ستایا جائے نہ مجھ سے کوئی مظلوم یا مولیٰ

مگر بازو کی طاقت سے مٹا دو ظلم کا چربہ
بعون اللہ نہ آئے کام ان کا کوئی بھی حربہ

اکھاڑو ان کے خیمے دور پھینکو مار ڈالو تم
اگر کوہِ گراں آئے تو اس کو بھی اٹھا لو تم

مگر بیت اللہ کے سائے میں ضرب و حرب نہ کرنا
کبھی بیت الحرم کی مسجد اقدس میں نہ لڑنا

اگر اس جا پہ بھی وہ گر ضرب سے باز نہ آئیں
تو کاری ضرب اِلا اللہ سے ایسا درس سکھلائیں

قیامت تک نہ سر اٹھے نہ ہمت ساتھ دے ان کو
خدا کے نام پر مومن یوں ہاتھوں ہاتھ لے ان کو

سزا ہے کافر کو بس یہ ان کی بے حیائی کی
ستمگاری و شوخی کی سیاہ قلبی ریائی کی

یہ پہلی تھی ریاست دینِ برحق کی مدینہ میں
یہ پہلی ابتداء تھی حکم ناطق کی مدینہ میں

خدا فرمائے محبوباً یہ اب وہ وقت آیا ہے
خدا نے اذنِ عام اب مومنوں کو یہ سنایا ہے

کہ جو کوئی مزاحم ہو خدا کے دین کے آگے
اڑا دو بیخ اس کی کہ ہمیشہ کیلئے بھاگے

نشانِ کفر مٹ جائے جبینِ کائناتی سے
چھپے ابلیس گوشے میں وہ اپنے سرّ ذاتی سے

مگر پھر بھی یہ دیکھیں حد سے آگے نہ قدم رکھنا
اگر جھک جائیں وہ تو پھر نہ جاری یہ ستم رکھنا

عرب میں تھا مہینے چار جنگ نہ لڑنے کا وعدہ
وہ حرمت والے ذوالحجہ و محرم رَجب ذی قعدہ

قبائل ان مہینوں میں نہ تھے جنگ و جدل کرتے
اگر کرتے تو پھر اس کا مہینہ تھے بدل کرتے

وہ ذی القعدہ میں کملیؐ والے عمرہ کرنے کو آئے
تو امت کے تحفظ کو محمدؐ پاک فرمائے

اگر وہ ان مہینوں کا بدل کرکے لڑیں تم سے
لڑائی کیلئے کافر گلے آ کے پڑیں تم سے

تو ایسا درس دینا ان کو نانی یاد آجائے
شرافت کی تدبر کی کہانی یاد آ جائے

تم اتنا ہی دبانا جتنا وہ تم کو دبائیں گے
خدا کے پاک بندے راہ سیدھا یوں دکھائیں گے

مگر یہ سارا کچھ مومن خدا کے اتقا میں ہو
خدا کا بندہ وہ ہے جو خدا کی بس رضا میں ہو

مگر دولت ضرورت لازمی ہے ایسے موقع پر
خدا کا حکم جاری ہوتا ہے ہر ایک غزوہ پر

جو منعم ہیں خدا کی راہ میں بخشیں وہ مال اپنا
سخاوت اور بخشش میں دکھائیں وہ کمال اپنا

خدا محبوب رکھتا ہے فیاضی کرنے والوں کو
کہ اپنے مال سے کر دیں وہ راضی لڑنے والوں کو

اگر احرام باندھو حج و عمرہ بالضرور آئے
کہ ہر حالت میں حاجی سوئے بیت اللہ ضرور آئے

یہ قربانی ہے لازم ہو جہاں تک ہمت و طاقت
کہ قربانی نہ ہو تو حج بیت اللہ بھی ہے ساکت

تو پہلے سرمنڈانے سے بھی قربانی ہوئی لازم
کہ محلوق ہونے سے پہلے یہ قربانی ہوئی لازم

مگر دشمن کے نرغے میں اگر آجاؤ اے مومن
یا کوئی مرض تم کو ایسا لگ جائے جو ہو مُزمن

نہ حاصل کر سکو حج مقدس کی سعادت کو
تو اس حالت میں قربانی کرے پوری عبادت کو

تو پھر وہ روزے رکھے اور ممکن دان پن کر دے
فقیروں اور غریبوں کی عوض میں جھولیاں بھر دے

وہ رکھے تین روزے حج کے پھر وہ سات بھی رکھے
یہ دس روزے برائے حج بڑے محتاط بھی رکھے

یہ آسانی ہے ان کو جو کہ حاضر ہو نہیں سکتے
بندھا احرام آنا تھا تو حاضر ہو نہیں سکتے

مسافر دور کے ہوں جو فقط ان کو رعایت ہے
خدا کی خاص رحمت ہے خدا کی خاص عنایت ہے

صرف ان کو رعایت ہے ڈرو اللہ کی شدت سے
خدا راضی ہے ان پر جو ڈریں اللہ کی شدت سے

رکوع ۹

منظوم کلام

مقرر چند مہینے ہیں جو ماہ حج کہلاتے ہیں
وہ شوال اور ذیقعد اور ذوالحج کہلاتے ہیں

اگر فرض کرتے ہو کہ حج کو جانا ہے اس ماہ
نفس کو قابو رکھ کر جانا ہو گا سوئے بیت اللہ

نہ ہو جنگ و جدل نہ ہو نفس میں سرکشی کوئی
نہ خواہش ہووے شہوانی نہ دل میں ابتری کوئی

ترے افعالِ حسنہ کو خدا خود خوب سمجھے ہے
تیری نیکی کو ربِّ اکبر بہت ہی خوب سمجھے ہے

کہ دانشور ہیں وہ جو کہ جئیں اس کی رضا خاطر
خدائے پاک کی خاطر محمد مصطفیٰؐ خاطر

یہ عادت تھی توکل سے چلے آتے تھے وہ حج کو
گدائی کا ذریعہ یوں بنا لیتے تھے وہ حج کو

کہا کرتے تھے حج کرتے ہیں مولیٰ کی توکل پر
توکل سے ادا ہو تو وہ ہوتا ہے حج اکبر

وہ ایسے بن کے منگتے مانگتے تھے بھیک در در کی
وہ یوں تذلیل کرتے تھے مقام حج اکبر کی

خدا فرمائے وقتِ حج تجارت کرنا جائز ہے
گداگر مانگے در در سے سراسر یہ ناجائز ہے

تجارت راہِ حج میں تم کئے جانا اجازت ہے
مگر ضمناً تجارت کر برائے حج اجازت ہے

مگر یہ نہ ہو حج عمرہ کا مقصد فوت ہو جائے
توجہ سب تجارت میں ہو مقصد فوت ہو جائے

ترا مقصد ہے حج کرنامقام عرفات میں جا کر
بڑے عجز و نیاز و عاجزی سے حاضری پا کر

رہے ذکرِ الٰہی میں ترا مصروف ہر لمحہ
کہ پروانے نثار ہوویں جو آجائے نظر شمع

تو پھر مزدلفہ میں شعر حرام آئے تو رک جانا
شب برکات نازل ہے خدا کے آگے جھک جانا

سراسر تھی زمانہ جاہلیت گمراہی ان کی
نہ حج کی حاضری ان کی نہ کوئی برتری ان کی

غرور خاندانی ہو بوقتِ حج تو کیا حج ہے
ربوبیت کے آگے کیا حقیقت تیری سج دھج ہے

خدا سے مانگ معافی کہ درِ رحمت ابھی وا ہے
سخاوت کی گھڑی ہے اور سخی وہ ذات مولیٰ ہے

مناسک حج ادا کرنا تو پھر ذکر خدا کرنا
تسلسل سے عبادت اس کی تم صبح و مسا کرنا

تم اتنا ذکر میں مصروف رہنا ہر گھڑی مسلم
کہ سجدوں میں اشکوں کی جاری ہو لڑی مسلم

نہیں مثلِ کفاراں لافِ آبائی سرِ محفل
ثواب حج بھی ضائع ہو تو بربادی سرِ محفل

یہ عادت تھی کہ حج کرکے وہ میلے یوں لگاتے تھے
اور اپنے باپ دادا کے وہ بڑھکر گیت گاتے تھے

خدا فرمائے میرے ذکر میں ذکرِ من و مائی
تکبر ہے یہ نخوت ہے خودی ہو یا خود آرائی

بوقتِ حج بھی مانگیں دولت دنیا وہ ناکارہ
عبادت میں بھی رکھیں وہ ہوس دنیائے آوارہ

مگر جو تیرے بندے ہیں بھلائی دنیا میں مانگیں
پناہ دوزخ سے مانگیں اور فلاح آخرت مانگیں

یہی ہیں لوگ جو کہ خاص منظورِ خدا ٹھہرے
کرم ہے ان کے حصے میں یہ منظورِ خدا ٹھہرے

یہ دن ہیں برکتوں والے خدا کا ذکر کر ناداں
کہ دس ذوالحج سے تیرہ تک خشوع سے جھولی بھر ناداں

وہ آخر دن میں جو کوئی چلا آئے تو مرضی ہے
منیٰ میں دن گذارے تو یہ بھی تیری مرضی ہے

کہ اس دن کے لئے مولیٰ نے آزادی عطا کی ہے
خدا سے مانگ معافی تو نے جو کوئی خطا کی ہے

خدائے پاک پھر تجھ کو قیامت میں بلائے گا
یہ تیرے فہم میں آئے کہ روزِ حشر آئے گا

تھا اخنس بن شریق ایسا منافق پرلے درجے کا
مگر شیریں بیانی سے وہ اک اک دل کو بھاتا تھا

وہ اپنی سحر بازی کو دلیل ایمان کی سمجھے
خلوص ظاہری کمزوری اس نادان کی سمجھے

خدا فرمائے اے لوگو نہ دھوکا کھانا اس سے تم
بڑا مکار ہے لوگو نہ سننا اس کے قصے تم

کہ اصلیت میں یہ شیطان دشمن خاص ہے سمجھو
یہ جھگڑالو فسادی ہے بڑا بدمعاش ہے سمجھو

اسی کی طرز کے جتنے منافق ہیں خدا شاہد
اگر مل جائے سرداری تو فاسق ہیں خدا شاہد

حکومت ہو تو بربادی ہے فصلوں اور جانوں کی
کہ اصلیت دکھائی دیتی ہے تب ان شیطانوں کی

جو مل جائے کہیں سرداری تھوڑی دیر کی خاطر
تباہی بن کے آجائیں یہ پورے شہر کی خاطر

خدا بھیجے تبرا ایسے مفسد اور منافق پر
خدا کو نفرتِ خاصہ ہے ایسی طرزِ فاسق پر

اگر کہہ دیں کہ خوف ربّ اکبر بھی تو کر ناداں
تو وہ عزت کا مسئلہ کہہ کے لڑتے ہیں مثل شیطاں

بلاشک یہ ہی ہیں ظالم کہ دوزخ جن کا گھر ہو گا
عذابِ دائمی ہو گا وہ دوزخ مستقر ہو گا

غلامانِ محمدؐ جو حبیبِ ربِّ اکبر ہیں
جو خوشنودئ دینِ کاملہ کی مہرِ آخر ہیں

خدا کے نام پر وہ جان و دل قربان کرتے ہیں
رضائے یار کی خاطر تلی پر جان دھرتے ہیں

یہی محبوب ہوتے ہیں خداوندِ تعالیٰ کے
جو سر نذرانہ دیتے ہیں حضورِ حق میں آ آ کے

مسلمانو چلے آؤ لباسِ دین میں بالکل
مکمل آ کے ڈھل جاؤ خدا کے دین میں بالکل

کہ مدغم کر لو خود کو تم خدا کے دینِ برحق میں
سراپا دیں بن جاؤ رہے نہ کوئی بھی شک میں

یہ شیطانوں کمینوں کی نہ ہر گز پیروی کرنا
یہ دشمن ہیں خدا کے نہ ذلیل اپنی خودی کرنا

بھٹک جاؤ اگر تم اپنے راہِ مستقیمی سے
نہ قائم ضد پہ ہونا ایسے شیطان کی رجیمی سے

خدا کی مشعلِ نورِ ہدایت دیکھ لینا پھر
وہ قرآنِ مبیں سے نوری آیت دیکھ لینا پھر

کہ بے شک ذاتِ باری حکمت عالی کی مالک ہے
بڑی حکمت خدا کی ہے وہ عزت والا مالک ہے

وہ کیوں للکارتے ہیں یوں خدا کے قہر کو دیکھ
وہ لیکر بیٹھ جائیں گے یوں سارے شہر کو دیکھو

خدا محفوظ رکھے انکے چیلنج انکے دعوؤں سے
جو خود پھرتے ہیں دعوت دیتے بادل اور ہواؤں سے

وہ دعویٰ کرتے ہیں لے آؤ بادل قہر کے ہم پر
اور دیکھیں کیسے آتے ہیں فرشتے قہر کے ہم پر

تم ایسے باغی بے دینوں سے میرے مصطفیٰؐ کہدو
عدالت میں خدا کی لوٹ کر جانا ہے پھر ان کو

وہ نازک وقت معافی کا گزار آئے تو کیا آئے
اثاثہ سب لٹا کے وہ خوار آئے تو کیا آئے

رکوع ۱۰

منظوم کلام

یہ عزت آبرو تم کو بحقِ مصطفیٰؐ بخشی
کہ صدقے میں محمدؐ تم کو عزت کی روا بخشی

وگرنہ تم سے پہلے قوم اسرائیل بھی آئی
امانت ان کو بھی تفویض مولا پاک فرمائی

مگر ناشکری سے وہ ہو گئے مردود عالم میں
یہاں ہی چھن گیا عزت کا وہ مقصود عالم میں

کلام پاک وہ مرضی سے بس تبدیل کرتے تھے
وہ جیسا چاہتے تھے ویسی ہی تاویل کرتے تھے

یوں بدلے میں عذاب دائمی ان کو ملا آخر
کہ رسوائے دوعالم ہو کے پایا یہ صلہ آخر

خدا واحد کی شدت سخت ہوتی ہے ارے ناداں
خدا سے پھرنے والی آنکھ روتی ہے ارے ناداں

یہاں تو زندگی میں ان کو عشرت کاملہ دی ہے
مزین ساری دنیا ان کی خاطر ہی بنا دی ہے

وہ سیم و زر کے ڈھیروں میں بڑے عیاش بنتے ہیں
خدا سے پھیر کر وہ منہ بڑے اوباش بنتے ہیں

غریبوں نیک بندوں کا تماشا دیکھتے ہیں وہ
اڑاتے ہیں مذاق ان کا تماشا دیکھتے ہیں وہ

مگر آخر میں عزت متقی بندوں کا حصہ ہے
کہ بے قدروں کو روزِ حشر ذلت ان کا حصہ ہے

یہ رزق و مال اللہ کے تصرف کاملہ میں ہے
کہ جس کو چاہے بخشے اس کی قدرت کاملہ میں ہے

پہلے ابن آدم دینِ برحق پر مسلم تھے
خدائے واحد و یکتا کے داعی و معلم تھے

مگر جب گمراہی نے اختلافی فکر پیدا کی
تو چھوڑا دینِ برحق اور بغاوت دل میں پیدا کی

خدا نے ایسی قوموں میں وحی بھیجی نبی بھیجے
صحیفے آسمانی ایسی قوموں پر کئی بھیجے

کہ باز آ جاؤ گمراہی سے سیدھا راستہ یہ ہے
خدائے واحد و یکتا کا سیدھا راستہ یہ ہے

ہدایت فضل ربیّ ہے میسر خاص بندوں کو
عنایت کر دیا ہے یہ تاثر خاص بندوں کو

خدا فرمائے نادانو حقیقت کو سمجھ پاؤ
شریعت پر عمل کرکے طریقت کو سمجھ پاؤ

کسی کو جنت الفردوس پر ٹھیکہ نہیں ہوتا
کہ بے عملوں کا جنت سے کوئی رشتہ نہیں ہوتا

تمہاری پہلی قوموں نے عذابِ دائمی پایا
لرز کر گر گئے جب چھایا بدبختی کا یوں سایہ

خدا ان کا غلام مصطفیٰؐ بن کر جو جیتے ہیں
حقیقت کی نگاہوں سے مئے توحید پیتے ہیں

نصرت ان کے حصے میں خدا نے خاص کر بخشی
یہ عزت آبرو ایماں کی دولت خاص کر بخشی

سوال آتا ہے اپنے مال و دولت خرچ کرنے کا
اگر مل جائے دولت تو طریقہ خرچ کرنے کا

ضرورت زندگی پہلے اپنی پوری تم کر لو
خدا فرمائے دولت فی سبیل اللہ خرچ کرو

تمہارے پدر و مادر خاص حق رکھتے ہیں دولت میں
تمہارے پالنے والے ہیں حق رکھتے ہیں دولت میں

عزیزوں اور یتیموں اور فقیروں کا بھی حصہ ہے
عطا کر دو خدا کے راہ پر یہ سارا قصہ ہے

کہا کرتے تھے ظالم مشغلہ ہے جنگ مسلم کا
لڑاکا ہے بڑا ہی حوصلہ ہے تنگ مسلم کا

جہاد فی سبیل اللہ کو ذاتی جنگ کہتے تھے
اسی خاطر وہ مسلم کو بڑا دل تنگ کہتے تھے

خدا شاہد حقیقت میں غاصب اس کو کہتے ہیں
جو کمزوروں سے چھینے مال غاصب اس کو کہتے ہیں

صداقت کیلئے جو شاہی طاقت سے ٹکر جائے
ممولہ شاہبازوں سے صداقت سے ٹکر جائے

اسے ہم کیسے کہہ دیں کہ یہ نفسانی تمنا ہے
یہ مسلم جنگجو ہے اور حکمرانی تمنا ہے

جو بے ہتھیار لڑ جائے مسلح طاقتوں سے گر
اسے ہر گز نہیں کہتے کہ ہے وہ ظالم و جابر

یہ کہتے ہیں نہیں اچھا جہاد فی سبیل اللہ
اعلائے کلمۃ الحق یہ جہاد فی سبیل اللہ

یہ ناداں تنگ نظری سے برا گر اس کو مانے ہے
حقیقت سے ہے ناواقف برا گر اس کو جانے ہے

ہزاروں چیزیں ایسی ہیں جو تیری ناپسند ہوویں
خدا کی حکمت کامل کو بے حد وہ پسند ہوویں

خدا بہتر مربیّ ہے بھلائی تیری چاہتا ہے
کہ تو مانگے نہ مانگے پھر بھی وہ ہی تیرا داتا ہے

خدا کا علم بہتر ہے تری اس خام فکری سے
وہ تیری بہتری مانگے ہے اپنی عالی نظری سے

منظوم کلام

رکوع ۱۱

مسلمانوں کے رستے میں جب اک قافلہ آیا
جحش کے بیٹے عبداللہ نے اس کو قید فرمایا

پکڑ کر پیش کر ڈالا وہ دربار محمدؐ میں
گرفتارِ ابد آیا وہ سرکارِ محمدؐ میں

تھا ماہِ رجب پہلی شب مہینہ حرمتوں والا
کہ جس میں جنگ کرنا منع تھا ہر ادنیٰ و اعلیٰ

وہ کافر شور کرتے تھے کہ حرمت روند ڈالی ہے
رجب کے چاند کی مسلم نے عزت روند ڈالی ہے

خدا فرمائے محبوبا یہ بے شرمی سے کہتے ہیں
جو راہ روکے مسلماں کا اسے مظلوم کہتے ہیں

جو بیت اللہ سے روکے اور لوگوں کو بے گھر کر دے
بڑا ظالم ہے وہ جو ان کے بچے دربدر کر دے

پکڑ کر سیدھا کرنا ایسے ظالم کو ثواب آیا
کہ اس بد راہ پر مولیٰ کا خالص ہے عذاب آیا

خدا کی قسم ظالم کے نکالیں جائیں گے کس بل
فرعونی طاقتوں میں دنیا میں ڈالیں گے ہم ہل چل

یہ ماہِ رجب کو ہم اہتمام جنگ نہیں کرتے
کسی مسکین کو ہم ایسے کبھی بھی تنگ نہیں کرتے

مگر جو رجب میں آئے ستائے مردِ مسلم کو
وہ دعوت رزم دے حیلے بہانے مردِ مسلم کو

خدا فرمائے محبوبا اڑا دو بیخ ایسے کی
بڑی ہے نیکی دنیا میں اڑا دو بیخ ایسے کی

کہ حفظِ ما تقدم سے رجب کی شان بڑھتی ہے
کہ شیطانوں کو دینا درس عالی شان بڑھتی ہے

خدا نے ان کے حصے میں عذاب دائمی لکھا
ہیں ایندھن نارِ دوزخ کا جہنم کا یہ ہیں حصہ

خدا کے پاک بندوں کی بڑی ہی شان عالی ہے
جو مانیں حکم احمدؐ ان کی سج دھج ہی نرالی ہے

وہ حکم مصطفیٰؐ پر گھر سے ہجرت کرنے والے ہیں
جہاد فی سبیل اللہ وہ سر تک دینے والے ہیں

خدا کی رحمتوں کی ابر باراں ان پہ برسے ہے
غلامانِ محمدؐ دیکھ کر سب دنیا ترسے ہے

رحیمی اور غفوری شانِ عالی ربِّ اکبر کی
بڑی ہے کرم والی شان عالی ربِّ اکبر کی

اگر پوچھیں حبیباً تجھ سے مے اور جوئے کے بابت
شرابِ نشہ آور اور شغل جوئے کے بابت

خدا فرمائے سب سے بڑھ کے یہ ہی عیب بھاری ہے
یہ ذلت ہے گمراہی ہے قوموں کی خاطر خواری ہے

کہ کیوں برباد ہوتا ہے تو وقتی عیش کی خاطر
حواسِ ظاہری کھوتا ہے وقتی عیش کی خاطر

کبیرہ اثم ہے یہ خمر و میسر امرِ ربیّ ہے
ہے بربادی تباہی اس کو چھو کر امرِ ربیّ ہے

جو پوچھیں مال و دولت خرچ کرنا کیسے کیسے ہے
وہ تعمیل امر پر جینا مرنا کیسے کیسے ہے

خدا فرمائے ظاہر ہے ضرورت سے جو زائد ہے
وہ وقتِ آخرت کا توشہ کر دے جو کہ زائد ہے

یتیموں کے تعلق کے متعلق گر وہ پوچھیں ہیں
وہ تجھ سے راستہ اصلاح و بہتر گر وہ پوچھیں ہیں

بڑا ہے اجر گر ان کو شریک زندگی کر لو
مزین نورِ ربیّ سے تم اپنی زندگی کر لو

کہ پوشیدہ نہیں نیکی برائی ربِّ اکبر سے
کہ کوئی چھپ نہیں رہتی کمائی ربِّ اکبر سے

وہ چاہے تو تباہ کر دے نگاہ سے کارخانے کو
بڑا ہے حکمتوں والا خبر ہے سب زمانے کو

اے مومن نہ نکاح میں لانا مشرک عورتوں کو تم
حسین بھی ہوں تو دیکھو تک نہ مشرک عورتوں کو تم

غلامہ مومنہ بہتر ہے مشرک زن سے اے مومن
تجھے دوزخ میں لے جائے گی خود مشرک ہے جو کہ زن

نہ بیوی مومنہ اک مردِ مشرک کو کرے خاوند
فرامینِ خداوندی کا ہر مومن رہے پابند

خدا سے اجرِ عالی مردِ مومن کو عنایت ہے
وہی ہے سرخرو کہ جس کے حصے میں ہدایت ہے

منظوم کلام

رکوع ۱۲

جو پوچھیں حیض کی بابت مرے محبوب کہہ دینا   یہ دن ہیں باعث تکلیفِ عورت صاف کہہ دینا

یہ دن تکلیف کے ہوتے ہیں ہرگز نہ جماع کرنا   خدا کا حکم ناطق ہے نہ ایسا تم گناہ کرنا

غلاظت ہے نصاریٰ کی محض زن سے ملتے ہیں   کہ وقتِ حیض بھی وہ اختلاط عورت سے کرتے ہیں

مگر مثلِ یہوداں نہ کفارا اتنا کر جانا   نہ پوچھو ان کی حالت کو منع ہو جائے گھر جانا

کہ ایام محیضی کے تساہل سے بھی وہ الجھیں   کہ مادی زندگی کے سب مسائل سے بھی وہ الجھیں

نہ افراطی نہ تفریطی حل کی چال بہتر ہے   مسلماں مومنہ زن سے میانہ چال بہتر ہے

وہ جب بھی پاک ہو جائیں جماع کی پھر اجازت ہے   خدا کے حکم سے اس اتباع کی پھر اجازت ہے

خدا جانے دلوں کی بات توبہ کرنے والوں کو   محبت کرتا ہے مولیٰ خدا سے ڈرنے والوں کو

تمہاری بیویاں کھیتی تمہاری ہیں مسلمانوں   تم آؤ جیسے چاہو وہ کیاری ہیں مسلمانو

مگر ذکرِ الٰہی اور نیکی کار نہ چھوٹے   وصالِ زن میں تسبیحِ دل بیدار نہ ٹوٹے

ہو کر متقی خدا سے تم بشارت زندگی پاؤ   کہ نیکی سے بلندی عمارت زندگی پاؤ

یہ عادت تھی کہ قسمیں کھا کے نیکی سے وہ رک جائے   قسم کھا لی تو پھر کیوں ربِّ اکبر آگے جھک جائے

انہیں کہہ دو بدی خاطر کوئی قسمیں نہیں ہوتیں   خدا سے راہ جُدی خاطر کوئی قسمیں نہیں ہوتیں

خدا فرمائے محبوباً یہ ایسی قسمیں مت ڈالیں   صراط مستقیمی کی جو ان سے راہ بھٹکا دیں

یہ قسمیں کھائیں بدکاری کی یہ بھی کوئی قسمیں ہیں   کہ قسمیں ہیں فقط وہ جو نکوکاری کی قسمیں ہیں

خدا خود جانتا ہے دل کی گہرائی کی حالت کو   شرافت کو رذالت کو قباحت کو اصالت کو

بری قسموں پہ کوئی مؤاخذہ قادر نہیں کرتا   برائی ہر قسم کا حکم وہ صادر نہیں کرتا

مگر نیکی کی خاطر قسم کھا کر پھر نہ جانا تم   قسم کو توڑ کر غضبِ خدا کو نہ بلانا تم

حِلم کا بخششوں کا ایک دریا ہے خدا قادر   کہ ہر حالت میں ہر بندے کا مولا ہے خدا قادر

کئی ناداں قسم کھائیں قریب زن نہ جاؤں گا   یہ حق تلفی کروں گا پر قریب زن نہ جاؤں گا

مجھے قسم خدا ہے کہ جو عورت چھو بھی جاؤں میں   زنِ منکوحہ اپنی کو کبھی جو چھو بھی جاؤں میں

خدا فرمائے ایسی قسم بدکاری سے کر توبہ   فریضہ زندگی کی ایسی بیزاری سے کر توبہ

اگر تو چار ماہ تک توبہ تائب ہو نہ پائے گا   نکاح تیرا تو سن لے مردِ ناداں ٹوٹ جائے گا

اسی مدت میں کر لے تو رجوع تو معافی ہو جائے   نکاح قائم رہے تیرا دوبارہ معافی ہو جائے

بڑی بخشش کرم والا خدا تیرا ہے اے مومن   بڑھایا جس نے پھر یہ مرتبہ تیرا ہے اے مومن

مطلقہ زن کو چاہئے تین ماہ بیٹھی رہے گھر میں   کہ تینوں حیض بیٹھی وہ رہے بس حق شوہر میں

طلاقِ اوّلین پر ہی نکاح وہ کر نہیں سکتی   کہ پورے تین ماہ دیگر بیاہ وہ کر نہیں سکتی

یہ عدت لازمی ہے ہر مطلقہ زن کے بارے میں   کہ حیض آتا ہو جس عورت کو ایسی زن کے بارے میں

حمل کو واضح کر دے وہ اس دوران خاوند پر
که اپنے صلب کی ہو جائے یہ پہچان خاوند پر
کہیں اپنی صلب کو وہ حرامی نہ سمجھ پائے
کہ دیگر مرد کی وہ نطفہ خامی نہ سمجھ پائے
کہ ممکن ہے رجوع کر لے وہ اس اولاد کی خاطر
وہ جھولی زن کی پھر بھرے دے گا اس اولاد کی خاطر
رجوع کا اختیار اللہ نے خاوند کو یہ بخشا ہے
کہ عورت پر خدا نے مرد کو درجہ یہ بخشا ہے
فضیلت مرد کو ربّ دوعالم نے عطا کی ہے
کہ آدم افضل حوّا ہے مرضی یہ خدا کی ہے
ہے اپنی حکمت عالی سے عزت بخشنے والا
خداوندِ تعالیٰ ذاتِ باری اعلیٰ سے اعلیٰ

منظوم کلام

رکوع ۱۳

یہودوں کا طریقہ تھا طلاقیں دیتے رہتے تھے
طلاقیں دے کے پھر وہ رجوع بھی کرتے رہتے تھے
خدا فرمائے یہ بدعت برائی ہے بڑی بھاری
طلاقِ دوئی پر حکم ہوتا ہے یہی جاری
نکاح ان کا مجال ہووے خدا کی خاص بخشش سے
وہ گھر مڑ کر نہال ہووے خدا کی خاص بخشش سے
نگاہ میں رکھنا اے مومن حدودِ ربّ باری کو
کہ ظالم بن کے نہ روندے حدودِ ربّ باری کو
مگر دوبارہ ہو کر آئے گر یہ تیسری باری
نکاح ٹوٹا ہوئی اب یہ طلاقِ کاملہ جاری
اب وہ مرد اس پر کوئی حق فائق نہیں رکھتا
حرام عورت ہوئی اس پر وہ خود لائق نہیں رکھتا
نہ اب وہ تیری بیوی ہے نہ اسکا تو ہے اب خاوند
رجوع بھی کر نہیں سکتے نہ وہ بیوی نہ وہ خاوند
حلالہ کر نہ پائیں تو نکاح بھی کر نہیں سکتے
کہ اب مابین ہر گز وہ نگاہ بھی کر نہیں سکتے
کہ ایسی زن پہ لازم ہے وہ خاوند اور کر لے پھر
حرام ہے پہلا خاوند اور شوہر اپنا کر لے پھر
جو خاوند دوسرا کرکے طلاق لے نہیں سکتی
وہ ہر گز خاوند اول کے نکاح میں آ نہیں سکتی
حدود اللہ نگاہ میں رکھنا مومن بھول نہ جانا
نہ خود کو پھر گناہ میں رکھنا مومن بھول نہ جانا
مطلقہ زن کو ہر گز یوں نہ گھر میں روکے رکھنا پھر
کہ آزادی ہے اس کو یہ گناہ نہ لینا سر پر پھر
کہ آیاتِ خداوندی مذاق زندگی نہ کر
رہے شرم و حیا تجھ میں خلاف بندگی نہ کر
یہ آیاتِ خداوندی قرآن میں خاص آئی ہیں
یہ آزادی یہ پابندی انعام خاص آئی ہیں
بڑی نعمت خدا نے تجھ کو قرآنِ مبیں بخشا
محمدؐ پاک جیسا راہبرِ کامل حسین بخشا
خدا قادر ہے دل کی بات کو معلوم کر لیتا
مخالف کو تباہی سے وہ ہے معدوم کر لیتا

رکوع ۱۴

منظوم کلام

کہ عدت کے گذرنے پر وہ زن آزاد ہوتی ہے
اسے روکے نہ کوئی وہ جدھر آباد ہوتی ہے

ولی روکے نہ ہر گز خصم اوّلین روکے
پدر مادر برادر بھی نہ ہو کے خشمگیں روکے

ہدایت ہے خدا کے ماننے والوں کو بالآخر
جو مانیں روزِ آخر کو نہ ہووے دل سے جو کافر

تمہارا یہ تقدس کے لیے معیار اچھا ہے
معلم قادرِ مطلق بڑا معمار اچھا ہے

خداوندِ دوعالم حکم دیتا ہے یہ زچے کو
کہ شِیر اپنا پلائیں دو برس وہ اپنے بچے کو

خدا ہے پالنے والا نظام عالم دنیا
وہ ہے روزی رسانِ خاص و عام عالم دنیا

پدر کا فرض بنا ہے کہ روزی وہ کما کر دے
وہ روٹی کپڑا زن اپنی کو ہر صورت میں لا کر دے

کہ قادر یہ نہیں چاہتا کہ تکلیف ناجائز ہو
پدر مادر ہو یا بچہ وہ اپنے حق پہ فائز ہو

کسی لڑکے کا والد ہو یا وارث ہو یا مادر ہو
ضرر بیٹے کی وجہ سے نہ پہنچے حکم صادر ہو

نہ ان کی وجہ سے بیٹے کو کوئی ضرر پہنچائے
ہر اک کا اپنا حصہ ہے خدائے پاک فرمائے

رضائے والدہ ہو اور والد بھی رضا مند ہو
چھڑا دیں دودھ بچے کا نہ حد سے زیادہ پابند ہو

خدا کی ذات واقف ہے ہمارے راز پنہاں سے
سمیع آیا بصیر آیا خدائے پاک برہاں سے

ہے عدت چار ماہ دس دن اپنے خاوند کے
زنِ بیوہ کرے پوری ہو حق میں اپنے خاوند کے

مگر جب مدت عدت گزر جائے ہے آزادی
زنِ بیوہ نکاح دیگر کرے ہے اس کی آزادی

خدا کی ذات واقف ہے تمہارے دل کی خواہش سے
خدا سے یہ اجازت ہے کہ کر لو اپنی خواہش سے

خدا فرمائے عدت میں یہ غم کا وقت ہوتا ہے
وہ روئے اپنے غم میں تو نکاح کرنے کو روتا ہے

اشارے سے اگر وعدہ نکاح لے لے تو اچھا ہے
اگر ہو صدقِ دل سے اپنی نیت میں تو اچھا ہے

خدائے پاک کے احکام کا پابند رہے مسلم
حلیمی شانِ ربی ہے کہ تو خورسند رہے مسلم

رکوع ۱۵

منظوم کلام

اگر چھونے سے پہلے بھی طلاق آئے تو جائز ہے
کہ خاوند اپنی آزادی سے کر پائے تو جائز ہے

مگر مقدور بھر زن کو خرچہ دینا لازم ہے
امیری ہو غریبی ہو مناسب دنیا لازم ہے

حق مہر آدھا چھونے سے پہلے بھی دینا ہے
خدا جس کی اجازت دے وہ ہر حالت میں لینا ہے

مگر زن کو معافی کا بھی پورا اذن آیا ہے
کہ خاوند مہر اپنا اپنی زن سے بخشوایا ہے

محبت ایک رشتہ مہر سے بھی افضل و برتر
معافی عام ہے گر وہ رضا مند ہیں زن و شوہر

خدا کی ذات واقف ہے تمہارے جذبۂ دل سے
وہی ہے قابل عزت جو ہووے جذبۂ دل سے

خدا کے پاک بندے تو نماز اپنی کو قائم کر
یہ شانِ مردِ مومن ہے صلوٰۃ و صوم دائم کر

صلوٰۃ وسطیٰ کی خاطر بہت تاکید ہوتی ہے
نمازِ عصر وسطیٰ کی بڑی تائید ہوتی ہے

ہوا یہ جنگِ خندق میں جو وقت عصر آیا تھا
وہ سارا وقت جنگ میں ہی مسلمانوں نے پایا تھا

شہِ بطحا قضائے عصر سے افسردہ رہتے تھے
ملے کفار کو دوزخ یہی پیہم وہ کہتے تھے

خدا فرمائے محبوباً کہ عین جنگ میں ہر گز
نمازِ عصر وسطیٰ نہ قضا ہو جنگ میں ہر گز

توجہ سے خشوع سے تو نمازِ عصر قائم کر
صلوٰۃ و صوم میں پابندی اپنے کو تو دائم کر

مگر اتنی رعایت ہے یہ وہ بھی حالتِ جنگ میں
پیادہ ہو یا گھوڑے بڑے حالات کے رنگ میں

جو گھوڑے پر سواری ہو تو اس پر ہی ادا کر لے
کہ صف بستہ نہ ہو تو بھی ادا سب پیادہ پا کر لے

لڑائی میں توجہ کاملہ سوئے نماز آئے
کہ دنیا دیکھ لے کیسے غلامانِ حجاز آئے

بوقتِ امن راجع سوئے مولیٰ کل مکمل ہو
خدا کے در پہ سر رکھنے سے دیں اپنا مکمل ہو

خدا کی حکمتِ بالغ حفاظت کرتی ہے اس کی
وہ پالے ہر کہ ومہ کو یہ عادت ہے مرے ربّ کی

یوں خاوند یہ وصیت کر جائے اک سال کی خاطر
گھر کے کھلے در ہیں یہ میری زال کی خاطر

میری بیوہ کا خرچہ مِری دولت سے پورا ہو
کہ پورا سال کل خرچہ مِری دولت سے پورا ہو

مِرے گھر سے نکالا جائے نہ اس کو کبھی ہر گز
اگر خود جائے تو اس کو نہ روکا جائے بھی ہر گز

خدا دانا و بینا حافظ ہر مرد و زن آیا
کہ بعد از مرگ خاوند رحمت غیبی وہ بن آیا

کہ محتاج و گداگر ہو نہ جائے بیوی پھر اس کی
کہ بیکس ہو کے در در پہ نہ جائے بیوی پھر اس کی

یہ واجب ہے نکو کاروں کو از راہِ کرم دیکھیں
مطلقہ زن کو خرچہ دیں یہ کتنا ہے کرم دیکھیں

کتاب واشگاف آیا ہے طرز زندگی میرا
کرم سے تو نے سکھلایا طریقۂ بندگی تیرا

عنایت کرکے مولیٰ نے یوں ہر شے کی ہدایت کی
کہ جینے کے قرینے کی ہے ہر پہلو ہدایت کی

کہ کوئی حق نہ مارا جائے زن ہو یا کہ شوہر ہو
حقوقِ حق بحقداراں وہ اعلیٰ ہو کہ کمتر ہو

منظوم کلام

رکوع ۱۶

یہ تو نے دیکھا قوموں کا دیار غیر کو جانا
وہ ڈر سے موت کے آبائی ورثہ چھوڑ کر جانا

وباء کے خوف سے بھاگے تو آگے بھی وباء پائی
قضا کے خوف سے بھاگے تو آگے بھی قضا پائی

وہ ڈرتے تھے کہ مر جائیں گے اس جا ہم مصیبت میں
قضا کا پنجہ نہ چھوڑے کوئی بھاگے ہزیمت میں

وہاں بھی موت آئی ان کو ملک غیر جا کر بھی
کہ آئی موت ان کو یہ پناہ مصنوعی پا کر بھی

خدا نے کرم سے دوبار انکو زندہ کر ڈالا
یہ مخلوقات پر ہے فضل ربی زندہ کر ڈالا

مگر ناشکرا انساں بھول جاتا ہے عنایت کو
کرامت کو فضیلت کو سخاوت کو ہدایت کو

یہ جان و مال قربانی کا ہووے حکم ربّانی
سبیل اللہ جو جان مانگیں تو جاں بھی کر دے قربانی

خدا تیری صداقت کو سخاوت کو سمجھتا ہے
سمیع اور علیم ہے ورایت کو سمجھتا ہے

خدا کے راہ میں دینے والا دوہرا اجر پاتا ہے
خداوند قرضہ حسنہ اس کو دونا لوٹاتا ہے

دے اس سے بھی زیادہ اور زیادہ اور بھی اس کو
تمنا جتنی اس کی ہے زیادہ اور بھی اس کو

خداوند قادر مطلق فراخی اور تنگی میں
اس کی طرف جانا ہے فراخی اور تنگی میں

جو صدیاں تین موسیٰؑ کی وفات پاک کو گذریں
تو رامہ قوم اسرائیل پر جب سختیاں گذریں

عمالق قوم اسرائیل پر ٹوٹی بلا بن کر
تو کر ڈالا تھا محصور ان کو پھر قہر و بلا بن کر

لگے کہنے نبی اپنے سموئیلہ کو اسرائیل
خدا سے بخشوا دے ملک ہم کو بھی بلا تعجیل

جہاد زندگی میں پیش و پش آئیں گے محبوباً
ترے فرمان پر واللہ مر جائیں گے محبوباً

خدا فرمائے بعد موسیٰ اسرائیل کو دیکھا
جہادِ زندگی سے پھر گئے تعجیل کو دیکھا

وہ پختہ وعدے کرکے بھی نہ قائم رہ سکے ان پر
جہادِ فی سبیل اللہ سے بالکل ہو گئے منکر

فقط معدودے چند انساں تھے فعل و قول پر قائم
حقیت ظالموں کی جانتا ہے وہ خدا دائم

نبی نے ان کو فرمایا کہ اے قوم ہدیٰ دیکھو
خداوند کرتا ہے طالوت کو فرمانروا دیکھو

یہی طالوت ہے جو کہ تمہارے خانداں سے ہے
بنو رامہ کا بیٹا اسرائیلی خانداں سے ہے

تو بدبختی سے انکاری ہوئے وہ اس کی شاہی سے
مخالف ہو گئے وہ اپنی قلبی روسیاہی سے

لگے کہنے اسے کیا حق ہے ہم پر یہ شہنشاہ ہو
ہمارے عالی مردوں میں سے ممکن ہے کوئی شاہ ہو

یہ نادار زمانہ ہے نہ یہ لائق حکومت ہے
غریب و بیکس و بے حال عزت ہے نہ ثروت ہے

خدا فرمائے نادانو اسی کو سروری دی ہے
خدا کی بے نیازی نے اسی کو برتری دی ہے

کہ حلم و جسم میں بہتر کہیں طالوت ہے تم پر
یہ وسعت قلب میں بہتر کہیں طالوت ہے تم پر

خدا کی مہربانی ہے جسے چاہے وہ شاد کر دے
وسیع دوجہاں مولیٰ گدا عالم پناہ کر دے

نبی نے واضح کر دی اک نشانی بادشاہی کی
کہ اک صندوق آئے گا نشانی عالی جاہی کی

اور اس صندوق میں تسکین قلبی کا نشاں ہو گا
کہ سامانِ تسلی وہ برائے روح و جاں ہو گا

وہ چیزیں جو کہ چھوڑیں آل ہارونؑ آل موسیٰؑ نے
اسی طالوت کو صندوق میں بھیجی ہیں مولیٰ نے

کہ مومن کیلئے کافی نشانی ہے یہ نادانو
تمہاری قسمت ہے اپنی یہ مانو یا کہ نہ مانو

فرشتے غیب کے لائیں گے یہ صندوق اس جا پر
کوئی حجت رہے باقی نہ تمکو اس شہنشاہ پر

ابن عباسؓ سے مروی ہے اس صندوق کا قصہ
جنابِ حضرت آدمؑ کے ہے صندوق کا قصہ

کہ جس صندوق میں صندل کی لکڑی پر نمایاں تھا
محمدؐ مصطفیٰؐ کا نوری چہرہ یوں نمایاں تھا

شبیہِ احمدؐ اکرم شبیہِ انبیاء دیکھی
بڑا صندوق تھا نوری شبیہِ مصطفیٰؐ دیکھی

یہی صندوقِ نوری حضرت یعقوبؑ نے پایا
یہی صندوق اسرائیل کی اولاد نے پایا

وہ بد کردار جب ٹھہرے تو غائب ہو گیا صندوق
پھر طالوت کی شاہی کا مظہر ہو گیا صندوق

خدا کے کرم سے ملکوت وہ صندوق لے آئے
مسند شاہی کی مولیٰ سے وہ پھر طالوت لے آئے

خدا کا حکم آیا ہے کہے طالوت اے لوگو
کہ راہ میں نہر آتی ہے نہ پینا گھونٹ اے لوگو

اگر تم نے صبر چھوڑا پیا پانی اگر یہاں سے
نکالے جاؤ گے یکسر خدا ظلِ یزداں سے

جو قائم صبرِ کامل پر رہا اور نہ پیا پانی
خدا فرمائے اے طالوت وہی ہے میرا دل جانی

یہ ایسا امتحان تھا استقامت چھوڑ بیٹھے وہ
خدا سے وعدۂ کامل کو اپنے توڑ بیٹھے وہ

مگر چند ایک مردانِ مکمل تھے رہے قائم
ملک طالوت کے احکام پر وہ ہو گئے صائم

عمالق قوم کے سردار کو جالوت کہتے تھے
بڑا مغرور تھا بدکار اور طاغوت کہتے تھے

جناب حضرت طالوت اسرائیل کے شاہ تھے
خدا کے پاک بندے تھے شہنشاہ تھے شہنشاہ تھے

وہ جب آگے بڑھتے تو دیکھا وہ جالوت کا لشکر
ہوائے بدگمانی میں بڑھا طاغوت کا لشکر

وہ عینِ جنگ میں امداد مانگیں اے خداوندا
عطا کر صبر کامل اور لگا اسلام کا جھنڈا

کہ نصرت تو عطا کر کافروں کی قوم پر ہم کو
صبر دے کامیابی دے جہادِ یوم پر ہمکو

خدا فرمائے حیراں ہو نہ قلت سے جماعت کی
کہ صابر مومنوں کی ہے خدا نے یوں حمایت کی

جنہوں نے بے صبر ہو کر پیا پانی تھا اس جا سے
تہور دیکھ کر دشمن کا پانی ہو گئے، بھاگے

مگر تھوڑے سے وہ مردانِ حق قائم رہے صابر
شکستِ فاش کھائی اور منہ کے بل گرے کافر

ہزاروں بار دیکھا مٹھی بھر مردانِ حق آئے
صفیں کفار کی الٹیں وہ دے کر اک سبق آئے

خدا بھی ساتھ دیتا ہے انہیں مردانِ مومن کا
کہ تسلیم و رضائے حکم ربیّ جن کا ہو شیوہ

خدا کے پاک بندوں کا یہ جذبہ کارگر آیا
کہ سر پر پاؤں رکھ کر لشکرِ جالوت گھر آیا

گیا جالوت مارا حضرتِ داؤدؑ کے ہاتھوں
وہ شاہی چھن گئی اک پل میں اس مردود کے ہاتھوں

علم و حکمت اور شاہی سب عطا داؤدؑ کو کر دی
یہ کمسن تھے سپاہی حضرت طالوت کے ساتھی

سکھایا علم و حکمت اور بینائی عطا کر دی
کرم کر کے خدا نے ان کو سب شاہی عطا کر دی

خدا حافظ ہوا مردانِ مومن کا زمانے میں
یہی نکتہ چھپا ہے اس کی رحمت کے بہانے میں

نگاہِ کرم کر کے سب جہاں پر فضل کرتا ہے
قلیلوں کو کثیروں کے مقابل جھولی بھرتا ہے

خدا فرمائے محبوباؐ رسولوں کا تو سرور ہے
یہ سب ہیں آیتیں سچی نبیوں میں تو بہتر ہے

تو سلطانِ زمانہ ہے ترا مرسل مقام آیا
کہ تائید نبوت میں خدا کا ہے کلام آیا

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡن

بے شک یہ (کتاب) نصیحت ہم ہی نے اتاری ہے اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں

منظوم کلام

تِلۡکَ الرُّسُلُ

(۳)

مثنوی بدرُ العرفان فی آ ثار القرآ ن

...... مصنف ......

محمد غلام نصیر الدین چاچڑوی سیالوی

منظوم کلام

رکوع ۱

یہ سارے انبیاء عالی مقام آئے زمانے میں
یہ برحق سب رُسل رب انام آئے زمانے میں

مگر درجات عالی ہر نبی کے مختلف آئے
قرینے ہر نبی کی زندگی کے مختلف آئے

فضیلت دی خدا نے بعض کو بعضوں پہ واضح ہے
کلیم اللہ و روح اللہ صفی اللہ واضح ہے

کوئی بن کر صفی آیا کوئی بن کر کلیم آیا
مگر فخر رسل بن کر توئی در یتیم آیا

وہ عیسیٰ ابن مریم لے کے بین امر رب آیا
وحی جبریل لے کر اس پر پیغام ادب آیا

کہ ان واضح دلیلوں سے خدائے پاک گر چاہتا
نہ لڑتیں قومیں آپس میں خدائے پاک گر چاہتا

مشیت میں مگر لکھ ہوا تحریر یہ ہی تھا
نہ مانیں بے حیا و بے ادب تقدیر یہ ہی تھا

کہ فرمان خداوندی پہ کچھ ایمان لے آئے
کچھ ایسے تھے ازل سے ہی مگر کفران لے آئے

خدائے پاک نہ چاہتا کوئی منکر نہ ہو پاتا
کہ ہر اک کام پہ غالب ہے یفعل ما یرید آقا

خدا کی راہ میں اِیثار کر لو فی سبیل اللہ
یہ اپنی زندگی میں جھولی بھر لو فی سبیل اللہ

کہ پھر یہ ساعت انعام جب چھن جائے گی تم سے
اجازت دان پن اکرام جب چھن جائے گی تم سے

نہ کوئی ساتھ رہے گا اور نہ کوئی راہبر ہو گا
اہالی نہ موالی ہو گا جب تیرا سفر ہو گا

بڑا ظالم ہے جو حکم خداوندی کو نہ مانے
جو موت و زندگی کی ایسی پابندی کو نہ مانے

منظوم کلام

رکوع ۲

بجز اللہ کوئی لائق عبادت ہو نہیں سکتا
بجز اس کے کوئی لائق سیادت ہو نہیں سکتا

وہ ہے حیی قیوم زندہ و جاوید پائندہ
نہ سوتا ہے نہ اونگھلاتا سدا جاوید تابندہ

اسی کا ہے یہ جو کچھ ہے زمینوں آسمانوں میں
جسے چاہے اجازت دے شفاعت کی زمانوں میں

سفارش اس کے دربار شہنشاہی میں کر پائے
بجز اس کی اجازت کے کوئی ایسا نہ کر پائے

محمد مصطفےٰؐ کو بس شفاعت کی اجازت دی
شرافت دی امانت دی سیادت دی قیادت دی

حشر کو ذات اقدس وہ محمد مصطفےٰ ہو گی
کہ یشفع عندہ ان کی شفاعت برملا ہو گی

خدا ہی جانتا ہے جو کہ گزرا ہے زمانے میں
جو گزرا ہے جو گزرے گا فنا کے کارخانے میں

احاطہ ذات باری کے تصرف کا ہے عالم میں
وہ چاہے جس کو دے دے جتنا دے دے علم عالم میں

شہنشاہی کی کرسی رب باری کی سلامت ہے
زمین و آسماں ہر شے غلامی کی علامت ہے

وہی حافظ وہی ناصر حفاظت سے نہیں تھکتا
وہی ہے سرور اعلیٰ قیادت سے نہیں تھکتا

یہ کہتے ہیں کہ جبراً وہ مسلماں کرتے ہیں دنیا
تعدی سے ستم سے وہ مسلماں کرتے ہیں دنیا

معاذ اللہ یہ بے بنیاد تہمت ہے مسلماں پر
ہے لااکراہ فی الدین نمایاں دین ایماں پر

کہ جب آئے ہدایت لوگ گمراہی نہیں چاہتے
محبت کے مقابل کفر کی سیاہی نہیں چاہتے

وہ خود کھنچتے چلے آتے ہیں نورانی تجلی سے
وساطت ہو محمد کی تو مل جاتے ہیں اللہ سے

بڑے محفوظ حلقے میں خدا کا پاک بندہ ہے
ہدایت عروۃ الوثقی سے تابندہ وہ بندہ ہے

وہ جو کہ کفر طاغوتی سے انکاری ہوا آخر
ہدایت پا کے مولی کی وہ معیاری ہوا آخر

یہ حلقہ نور کا مومن نہیں ہے چھوٹنے والا
خدا کے نور کا رشتہ نہیں ہے چھوٹنے والا

خدا سامع سمیعٌ عالمِ علم و علیمٌ ہے
وہ سب کچھ دیکھتا سنتا سمیعٌ وَّ علیمٌ ہے

خدا خود قادر مطلق بڑا ہے مہرباں مولیٰ
نکالے ظلمتوں سے اور خود بخشے جہاں مولیٰ

خدا کے کرم سے مومن اندھیروں سے نکلتا ہے
وہ پا کر نور کی دنیا چمکتا ہے دمکتا ہے

مگر گمراہ طاغوتی کا تاریکی نصیبہ ہے
ازل سے کفر کی لعنت کی تاریکی نصیبہ ہے

وہ نورانی فضا سے گھپ اندھیروں میں بھٹک جائے
وہ چھوڑے نور کو اور سیاہ گھیروں میں بھٹک جائے

یہی ہے دوزخی اور دوزخ آیا مستقر اس کا
کہ خود نار جہنم تا ابد دائم ہے گھر اس کا

عراقی بادشاہ نمرود طاغوتوں کا سلطاں تھا
تکبر اور انانیت سے خود ہی بنتا یزداں تھا

میں خود ماروں جلاؤں ساری دنیا کا میں مولیٰ ہوں
معاذ اللہ میں خالق ہوں میں خود آقا و مولیٰ ہوں

مقابل ہو کے ابراہیم سے لڑتا جھگڑتا تھا
تھی اتنی تمکنت شاہی تکبر سے اکڑتا تھا

وہ ابراہیم کہتے تھے یہ سب تیری حماقت ہے
خدا میرا جلاتا مارتا ہے اس میں طاقت ہے

وہ گمراہ ازل بھی دعویٰ کرتا تھا کہ شاہ ہوں میں
جلاتا مارتا ہوں میں کہ شاہِ عالی جاہ ہوں میں

تو ابراہیم فرمائے کجا تو ہے کجا یزداں
طلوع مشرق سے سورج کو خدا فرمائے اے ناداں

اگر ناداں خداوندی کی طاقت تھوڑی سی بھی ہے
طلوع مغرب سے کر سورج جو طاقت تھوڑی سی بھی ہے

وہ کافر کانپ اٹھا سن کے برجستہ جواب ان کا
ہدایت امر ربی ہے تھا حصہ بس عذاب ان کا

منظوم کلام

رکوع ۳

بخت نصر نے بیت المقدس روند ڈالا تھا
صدی گذری تھی پوری سب کے سب کو مار ڈالا تھا

ہوئے مٹی سے مٹی ان کے سارے آشیانے بھی
چھتیں افتادہ کھنڈر بن گئے ان کے ٹھکانے بھی

نبی اللہ کا ویرانے میں جب قدم کریم آیا
تو مردہ کھنڈروں میں پھر وہ احساس عظیم آیا

کہا اے کاش یہ مردے دوبارہ زندہ ہو جائیں
خدا کے پاس بندے بن کے پھر تابندہ ہو جائیں

خدا فرمائے ویرانے کو پھر تابندگی دے دی
تیرے صدقے میں محبوبا دوبارہ زندگی دے دی

یہ پوچھا ان سے تم کو اس جگہ کتنا ہوا عرصہ
یہی اک یوم یا کچھ ساعتیں اس میں نہیں صرفہ

خدا فرمائے اے لوگو ہے پوری اک صدی گزری
یہ کھانے پینے کی چیزیں نہیں اب تک ہوئیں باسی

یہ ہڈیاں اس ہیں خر کی ہیں وہ جو کہ تمہارا تھا
تمہاری موت کے ساتھ ہی خدا نے اس کو مارا تھا

یہ دیکھو ہڈیاں ہم جوڑتے ہیں شان عالی سے
یہ خر دوبارہ زندہ کرتے ہیں ہم باکمالی سے

خدا کے کرم سے گدھا دوبارہ زندہ ہو بیٹھا
وہ روح کی قدرت کامل سے پھرتا بندہ ہو بیٹھا

وہ سب کہنے لگے قادر تری قدرت کما لی ہے
سر تسلیم خم ہے تری طاقت لایزالی ہے

خلیل اللہ ابراہیم پوچھے اے خداوندا
دکھا مجھ کو بچشم خود تو کیسے کرتا ہے زندہ

تری قدرت سے مردہ پھر دوبارہ زندہ ہو جائے
کرم سے تیرے سیاہ مٹی میں روح تابندہ ہو جائے

اے ابراہیم کیا تجھ کو یقین اس پر نہیں آتا
کہ مردے زندہ کرتا ہے ترا رب علیٰ داتا

کہا مولیٰ یقین رکھتا ہوں بے شک تیری قدرت پر
یقین کاملہ میرا ہے تیری عالی حکمت پر

سکون قلب کی خاطر عرض پرداز ہوتا ہوں
بچشم خود جو دیکھوں تو امین راز ہوتا ہوں

خدا فرمائے محبوبا پرندے چار لے آؤ
ذبح کرکے ملا کے گوشت ان کا یار لے آؤ

تو پھر وہ گوشت رکھ آؤ پہاڑوں کی بلندی پر
کہ اک اک ٹکڑا رکھ آؤ سب پہاڑوں کی بلندی پر

تو پھر ان کو بلاؤ میری قدرت کے تقاضے سے
مزین ہو کے آجائیں نئی روح کے غازے سے

دوبارہ ہو کر یک جا گوشت ان کا زندگی پایا
خدا کی حکمت کامل سے پھر تابندگی پایا

یقیناً قدرت کامل ہے غالب کل زمانے پر
ہے قادر مارنے پر مردوں کو زندہ جلانے پر

جو کوئی مال اپنا بخشتا ہے فی سبیل اللہ
مثال اس کی ہے جس پر کہ راضی ہو گیا اللہ

کہ جیسے بویا اک دانہ تو نکلیں سات شاخیں پھر
اور سو، سو دانے اک اک شاخ پر قدرت سے ہیں ظاہر

اسی مانند خدا بخشے سخی کو جھولیاں بھر کر
عطا کرتا ہے دامان عطا کو جھولیاں بھر کر

سخی مولیٰ وسیع بخشش کے دامان عطا بھر دے
سخاوت کے عوض میں جھولیاں میرا خدا بھر دے

منظوم کلام

رکوع ۴

سخی بن کر جتانے کی جسارت گر نہ کر پائے
نفس کی گمراہی کی یہ شرارت گر نہ پائے

عطا ہوتی ہے اس کو بھی عنائت بے حسابی پھر
سخاوت کو جتائے تو یہ ہے خانہ خرابی پھر

سخاوت کو جتانے سے کسی حیلے بہانے سے
ہے بہتر پھر کلام نیک ایسے تو خزانے سے

خداوند کریم آقا حلیمِ دو جہاناں ہے
غنی ہے بادشاہ ہے بے نیازِ دو جہاناں ہے

جو دے کر پھر جتاتا ہے کیا برباد کرتا ہے
دکھاوے کی سخاوت سے وہ گھر برباد کرتا ہے

کہ جیسے اک چٹان آلودہ چکنی مٹی سے ہووے
جو آئے روز کی بارش تو سب مٹی کو وہ دھووے

چٹان اک نکلے چٹیل سی نہایت کھردری ہو کر
ریا کا دان بھی بن جائے شکل ابتری ہو کر

دکھاوا کرنے والا بس خدا سے دور رہتا ہے
یقین رکھتا نہیں مولیٰ پہ بس بے نور رہتا ہے

نہیں اس کو کچھ حاصل دکھاوے کی سخاوت سے
خدا بخشے نہ کافر کو کوئی حصہ ہدایت سے

جو بخشیں مال اپنا بس رضائے کبریا خاطر
جو جیتے ہیں جو مرتے ہیں رضائے مصطفیٰ خاطر

خدا فرمائے محبوبا وہ مثل باغ جنت ہیں
وہ پھلتے پھولتے ہیں وہ شہنشاہان ہمت ہیں

مثال ان کی ہے جیسے کھیت پر باران رحمت ہو
وہ پھلتے پھولتے مثلِ گلستاں باغ جنت ہو

اگر بارش نہ ہو تو ان کو شبنم کی تری کافی
سخی کو رنگ و رونق کے لیے نام ہری کافی

کہ خود دیکھے ہے قادر تیرے ہر اعمال کو بندے
سخاوت کو عبادت کو تیرے افعال کو بندے

خدا فرمائے ہر اک شخص کو ایسی ہی خواہش ہو
کہ ساری زندگی کی پونجی اس کا باغ دلکش ہو

اور اس باغ مزین میں گل و لالہ طراوت ہو
ہوں نہریں جاری اس میں اور بڑی دلکش حلاوت ہو

ضعیفی میں جب اس کی وہ حیات آخریں ہووے
بہت کمزور اور معصوم اولاد جن میں ہووے

ضعیفی میں وہ کب چاہتا ہے کہ باد سموم آئے
تباہی گلستاں کے لیے طوفان شوم آئے

خدا محفوظ رکھے اس ریاکاری کے طوفاں سے
مٹا جائے جو آکر رنگ و رونق اس گلستان سے

عبادت میں ریاکاری عظیم الیہ ہے یارو
سخاوت میں ریا کاری گناہ عظمیہ ہے یارو

یہ آیات مقدس آئیں تیری راہبری خاطر
کہ مٹ جائے نہ تیری فکر عشق سرسری خاطر

تیری طیب کمائی کا جو سب سے بہتریں حصہ
خدا کی راہ میں کر خرچ سب سے بہترین حصہ

بہت عمدہ پسندیدہ خدا کی راہ میں دینا
رضائے رب اکبر کو عطائے خاص کر لینا

نہ دینا ناقص و ناچیز چیزیں اس کی درگاہ میں
کہ اس حرکت سے نفرت ہے وہ دربار شہنشاہ میں

تیری اپنی بلندی ہے سخاوت راہ مولیٰ میں
وگرنہ وہ غنی ہے کیا کمی ہے راہ مولیٰ میں

منظوم کلام

رکوع ۵

یہ دے کر وسوسے شیطان بہکاتا ڈراتا ہے
وہ تنگدستی و افلاس و ہزیمت سے ڈراتا ہے

خدا کی راہ میں بخشے گا غربت آئے گی سر پر
جو دولت خرچ کر دے گا تو ذلت آئے گی سر پر

خدا فرمائے وعدہ ہے میرا دنیا کو بتلا دوں
جو بخشے راہ مولیٰ میں پھر میں اس کو دونا دوں

خدا کا کرم جس پہ ہو اسے ملتی ہے دانائی
عطا ہو عزت و شوکت یہ دولت جس نے ہے پائی

خدا کی یہ ہدایت اور نصیحت مستمندوں کو
نصیحت اچھی لگتی ہے خدا کے نیک بندوں کو

اگر راہ خدا میں خرچ کرتا ہے تو اے مومن
یا منت مانے تو کوئی خدا کے گھر میں اے مومن

خدا خود جانتا ہے تیرے منت کے ارادے کو
جزائے خیر دیتا ہے وہ مومن کے ارادے کو

ولی کے آستانے پر اگر منت تو پائے گا
وہ منت خود خدا کی ہے وسیلہ ہے ولی اللہ

بتایا ہے قرطبی نے ہے ردالمختار میں آیا
خدا کی منت اقدس ولی دربار میں لایا

مگر ظالم کو امداد خدا ممکن نہیں ہوتی
غلط اندازہ ہو تو پھر جزا ممکن نہیں ہوتی

خدا کی راہ میں کر خرچ تو راہ صداقت سے
وہ ظاہر ہو یا چھپ کر ہو تو کر عین محبت سے

دکھاوا قہر ہے بربادی ہے ایمان والوں کو
ریاکاری روحانی موت ہے ایمان والوں کی

سخاوت بے ریا ہو تو گناہ سارے ہیں ڈھل جاتے
خدا کی رحمتوں کے ہیں خزانے اس پہ کھل جاتے

خدا کو سب خبر ہے کہ خبیر دو جہاں ہے وہ
کہ دل کے سب ارادوں کا مکمل ترجمان ہے وہ

ہدایت فضل ربی ہے خدا چاہے جسے دے دے
فریضہ یہ نہیں مومن ہدایت بھی اسے دے دے

مگر بیکس ہو کافر وہ بھی ہے امداد کے قابل
تیرے خیرات و صدقہ کا وہ ہے امداد کے قابل

نہ مر جائے وہ غربت میں جو کافر ہے تو پھر کیا ہے
روا تیرے خدا سے اس پہ خیرات اور صدقہ ہے

تیرے ایثار کا جذبہ خدا واحد تو سمجھے ہے
تیرے دل کا تقاضا یہ خدا واحد تو سمجھے ہے

ارادہ نیک ہو گا تو خدا اس کا اجر دے گا
وہ اس دنیا میں دے گا اور پھر روز حشر دے گا

خدا کی راہ میں جو کام سب اپنے بھلا آئے
ہوس دنیا کو چھوڑے اور حضور مصطفیؐ آئے

وہ اصحاب صفہ بن کر عبادت میں لگے ایسے
امیری ترک کرکے وہ فقیری میں جھکے ایسے

خدا سے مانگتے ہیں مصطفیٰ سے مانگتے ہیں بس
لپٹ کر نہ کسی بھی شاہ سے وہ مانگتے ہیں بس

زکوٰۃ و صدقہ حصہ ہے فقط ان کے لئے مومن
کہ غربت میں بھی مسلم تاکہ عزت سے جئے مومن

کہ مخلوق خدا اس کو غنی سمجھے زمانے کا
کسی منعم کے در پر نام لیوے نہ وہ جانے کا

خدا جانے تمہارا خرچ کرنا ان پہ بہتر ہے
توکل پہ جو بیٹھے ہیں مقام ان کا ہی برتر ہے

خدا کے پاک بندے چھپ کے یا ظاہر عطا کرتے
خدا کو راضی کرنے کو وہ ہیں پیہم سخا کرتے

خدا کی راہ عطا کرکے خدا سے اجر پاتے ہیں
جو غم سے پریشان نہ کسی سے خوف کھاتے ہیں

منظوم کلام

رکوع ٦

وہ بدبخت زمانہ مال پر جو سود کھاتا ہے
وہ خبطی اور پاگل چیلا شیطان کا کہلاتا ہے

تجارت، سود خوری میں فرق کچھ بھی نہیں سمجھے
وہ پاگل مال دنیا کا برابر دیں مبین سمجھے

تجارت میں نفع بھی ہے خسارہ بھی ہے امکانی
ہے دولت پر مقرر رقم لینا کارِ شیطانی

مقرر سود لینا ہے سراسر ہی حرام آیا
نفع نقصان شامل ہے تجارت میں جو کام آیا

وہ ظالم دوزخی ہے جو نہ مانے حکم ربانی
مقرر کرکے دولت پر رقم لینا ہے شیطانی

خدائے پاک برکت سے تجارت کو بڑھاتا ہے
بصد نفرت خدا اس سود خواری کو مٹاتا ہے

یہ ناشکرے گناہگاروں کو کب قرب خدا ہووے
وہ کیونکر دوست ٹھہرے جو کہ مردود خدا ہووے

خدا کے پاک بندے عمل صالح سے مزین ہیں
خدا کے حکم ناطق کے وہ پابند ہیں معین ہیں

زکوٰۃ اپنی وہ دیتے ہیں نمازوں کے وہ پابند ہے
خدا سے اجر پاتے ہیں ہر اک غم سے وہ خورسند ہیں

خدا فرمائے اے مومن دلوں میں اتقا رکھنا
نہ ہر گز سود لینا دل میں بس خوف خدا رکھنا

ہے گر ایمان کامل، سود خواری یک قلم چھوڑو
جو پہلے لے چکے ہو اس سے آگے اب ستم چھوڑو

وگرنہ پھر خدا کی طرف سے اعلان جنگ سمجھو
رسول اللہ کو بھی پھر کبھی نہ اپنے سنگ سمجھو

اگر توفیق توبہ ہو تو مل جائے گی دولت بھی
خدا کے فضل سے حاصل ہو عزت اور حکمت بھی

نہ تم ظالم بنو اور ظلم کو جاری کرو ہر گز
اجازت ظلم کی ظالم کو بھی پانے نہ دو ہر گز

اگر مقروض تنگدستی کی حالت میں پریشاں ہو
غریبی تنگدستی سے زبوں حالت ہو حیراں ہو

خدا توفیق دے تو اس کو آسانی سے مہلت دو
خدا درجہ بڑھا دے گا اگر بخش اس کو دولت دو

حشر کے دن سے ڈرنا مرد مومن شان تیری ہے
خدا کے پیش ہونا ہے حقیقت اتنی تیری ہے

خداوندِ کریم اپنے کرم سے سب اجر دے گا
نہ ہر گز زیادتی ہو گی کرم سے جھولی بھر دے گا

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

مگر قرضے کو لکھ لینا نہایت ہی ضروری ہے
وثیقہ لکھنے والے کی عدالت بھی ضروری ہے

گواہ دو بھی ضروری قرضے کی تصدیق کی خاطر
ہر تمسک لازمی ہے قرضے کی تحقیق کی خاطر

قرضہ لینے والا لازماً تحریر کر لیوے
ادا کرنے میں نہ کوئی کہیں تقصیر کر لیوے

گواہی کے لئے دو مرد مل جائیں تو بہتر ہے
مذکر کی گواہی مومن ہو تو عین بہتر ہے

وگرنہ عورتیں دو اک گواہ کے بدلے میں لازم
مرد کے بدلے دو عورت شریعت کرتی ہے لازم

کہ بھولے ایک عورت تو بتاوے دوسری اس کو
کہ تکمیل شہادت میں ملے گی راہبری اس کو

وثیقہ قرضے کا لکھنا تمہاری بہتری میں ہے
خدا فرمائے لازم ہے عدل کی برتری میں ہے

جو قرضہ تھوڑا سا بھی ہو تو بس تحریر کر لینا
شکوک و وہم سے بچنے کی یہ تدبیر کر لینا

مگر سودا جو دستی ہو نہ لکھو بھی تو پھر کیا ہے
بجز تحریر ہاتھوں ہاتھ دیتا ہے دلاتا ہے

نہیں لازم کہ اس کی بھی کوئی تحریر کر لیویں
اگر لینے یا دینے میں نقد تدبیر کر لیویں

گواہی دینے والے کو ڈرانا عیب ہے یارو
کہ دھمکی دینے والا بے حیا لاریب ہے یارو

خدا جانے حقیقت دل کے تہ خانے کے اندر کی
علیمٌ کل شیٔء ذات باری تیرے اندر کی

منظوم کلام

رکوع ۷

اگر تحریر کرنے کے مواقع نہ میسر ہوں
تو گروی چیز رکھ دینے سے وعدے خوب بہتر ہوں

امانت میں خیانت مرد مومن کر نہیں سکتے
کہ گروی چیز کھا کر اپنا دوزخ بھر نہیں سکتے

چھپائے جو شہادت کو وہ عاصی بھی ہے قاصی بھی
علیمٌ ذات باری ہے وہ ہے عالی صفاتی بھی

ہے جو کچھ آسمانوں میں زمینوں میں خدا کا ہے
کہ ہر اک ذرہ ذرہ اس جگہ رب علیٰ کا ہے

چھپاؤ یا کہ ظاہر کر دو دل کے راز کو واللہ
نہایت خوب سمجھے تیرے دل کے راز کو اللہ

وہ مالک ہے جہانوں کا جسے چاہے بخش دے گا
جسے چاہے آزادی دے جسے چاہے قفس دے گا

قدیر دو جہاں ہے ساری دنیا پر وہ قادر ہے ۔ خدائے واحد و برتر نرالا ہے وہ نادر ہے

منظوم کلام

رکوع ۸

رسول پاک کا ایمان کامل ہے صحیفے پر ۔ خدائے پاک سے نازل ہوا دل کے لطیفے پر
وہ مومن بھی خدائے پاک پر ایمان رکھتے ہیں ۔ محمدؐ مصطفٰے رکھتے ہیں ہم قرآن رکھتے ہیں
فرشتوں پر کتابوں پر رسولوں پر یقین اپنا ۔ رسولوں کو برابر سمجھنا دین مبیں اپنا
دعوت دین کی سنکر سر تسلیم خم ہو گئے ۔ سمعنا و اطعنا کہہ کے خداموں میں ہم ہو گئے
خدایا سنتے بھی ہیں مانتے بھی ہیں حکم تیرا ۔ اگر نظر کرم کرکے بخش دیوے کرم تیرا
عدالت تیری سلطانی کی بالآخر لگی ہو گی ۔ وہ دن آئے گا بالآخر ہماری حاضری ہو گی
کرم کرنا کہ ہم تیرے کرم کے شاہا طالب ہیں ۔ ہماری زندگی پر حکم سارے تیرے غالب ہیں
خدا کے کرم سے اتنا ہی بوجھ اٹھوایا جاتا ہے ۔ کہ جتنا بندے کی ہمت خدائے پاک پاتا ہے
جو نیکی کرتا ہے اس کو خدا خود اجر دیتا ہے ۔ برے کو ملتا ہے دوزخ سزا میں سقر دیتا ہے
خداوند تعالٰی غلطیوں سے درگزر کرنا ۔ خطائیں معاف کرنا اور کرم کرنا وقف نظر کرنا
کریما حال میرا پر خطا ہے پر عطا کر دے ۔ نگاہ کر دے کرم کی معاف سارے ہی گناہ کر دے
کسوٹی عدل تیرے کی میں پورا ہو نہیں سکتا ۔ یہ بھاری بوجھ ہے مولا میں پورا ہو نہیں سکتا
تو جس طرح سے بخشش کرتا آیا ہے گناہوں کی ۔ گناہگاروں خطا کاروں اور گم کردہ راہوں کی
اسی طرح سے مجھ پر بھی ہو فیضان کرم مولا ۔ نہیں اٹھتا یہ بھاری بوجھ کر دے تو کرم مولا!
خطائیں معاف کر اور بخش دے میرے گناہ سارے ۔ رحیما رحم کر مجھ پر کرم کی ہو نگاہ بارے
میری جھولی بھی بھر دے اور کرم کی اک نگاہ کر دے ۔ جو تیرے دین کا منکر ہے کافر وہ فناہ کر دے
گناہکاری نصیر بے نوا کی حد سے باہر ہے ۔ مگر یہ تیری غفاری بھی وافر ہے یہ ظاہر ہے

منظوم کلام

سورہ ال عمران

سورہ ال عمران

تعارف ال عمران کا فقط اتنا ہی ہے کافی ۔ مدینے میں ہوئی نازل یہ سورۃ کافی و وافی
خدا کا ضابطہ دین مبین دین السلام ۔ کہ فطرت اس کی ازلی اور ابدی دین اسلام ہے
کہ ابراہیم داعی دین اسلامی کے ہیں برحق ۔ نبیان الٰہی دیویں دعوت دین کی بے شک
بتایا نص قرآنی سے مسلم ایک ہو جائیں ۔ خدا توفیق دے تو سب کے سب ہی ایک ہو جائیں
مصر سے کاشغر تک سارے مسلم ایک ہو جائیں ۔ نہ وحدت پارہ پارہ ہو یہ سارے ایک ہو جائیں

کہ تصدیق نبیانِ گذشتہ ہر نبی نے کی
صداقت ہے نبیوں کی شہادت ہر نبی نے دی

محمدؐ مصطفیٰ تک سلسلہ یونہی رہا جاری
کہ بالآخر نبیؐ دو جہاں کی آ گئی باری

حضور پاک نے تصدیق سارے نبیوں کی کر دی
صداقت پر نبیوں کے گواہی برملا بھر دی

وہ موسیٰ ہو یا عیسیٰ ہو یا ہارون و سلیماں ہو
نبی برحق ہوئے سارے نہ یوں دنیا پریشاں ہو

یہ سورت تب ہوئی نازل کہ جب نازک تقاضے تھے
یہودی اور عیسائی کے باہم یہ تنازع تھے

وہ ابتر کہتا تھا اس کو وہ بدتر کہتا تھا اس کو
وہ نجرانی عیسائی سب سے بدتر کہتا تھا اس کو

خدا نے واضح کر ڈالا بحق مصطفیٰ نقشہ
برابر ہیں نبی سارے نہ کر اس میں کوئی خدشہ

کہا خیرالامم امت کے داعی مصطفیٰ آئے
بتانے فلسفۂ بھائی بھائی مصطفیٰؐ آئے

تجھے سونپی گئی ہے راہبری اس نسل آدم کی
تیرے ذمے میں آ گئی بہتری اک نسل آدم کی

اسی سورۃ میں حکم آیا مقابل مرد مومن کو
مٹاوے صفحہ ہستی سے جو زک دے دین احمدؐ کو

بدر کے معرکے آئے احد کے حادثے آئے
مگر مومن خدا کے نام پر ذرہ نہ گھبرائے

اٹھے جیش محمدؐ مصطفیٰ مل کر زمانے میں
خدا کی سرزمین پر پھر گئے وہ خانے خانے میں

خدا کی بیوی مریم ہو یہ ایسا ہو نہیں سکتا
خدائے واحد و یکتا کا بیٹا ہو نہیں سکتا

ھو اللہ احد واحد نہ بیٹا باپ ہے اس کا
نہ بیٹا اس کا کوئی ہے نہ کوئی باپ ہے اس کا

امر آیا کہ بچ جاؤ یہ لعنت ظلم ظالم ہے
کہ تیرے تابع اے مومن یہ ساری نسل آدم ہے

خدا کے نام سے اب ابتدائے آل عمران ہے
مدد میں جب رحیم اور مولا میرا پاک رحمٰن ہے

منظوم کلام

رکوع ۹

الم کہہ کر پھر پکارا کملی والے کو
محبت کے اشاروں سے دوبارہ کملی والے کو

خدائے پاک واحد شان اعلیٰ ارفع والا ہے
وہ خود زندہ ہے دنیا ساری زندہ رکھنے والا ہے

ھو الحی القیوم شان عالی رب باری کی
بجز اس کے نہیں ہمت کسی کو شہسواری کی

یہ وہ موقعہ ہے جب نازل ہوئی یہ آیت ربی
خدا اک ہے یا تین ہیں یہ کہے نجرانی عیسائی

خدائے پاک فرمائے کتاب حق اتاری ہے
یہ تصدیق حقیقت ہے کہ فضل رب باری ہے

یہ ہے توراۃ اور انجیل مقدس کی گواہ اتری
صداقت پر یہ ان کے فضل و رحمت بے پناہ اتری

صحیفے یہ حقیقت ہے جو اترے راہبری خاطر
وہ موسیٰ عیسےٰ و داؤد کی پیغمبری خاطر

یہ فرقان حکیم اترا بہ تصدیق کمال آخر
ہوا نازل یہ واضح حکم رب ذوالجلال آخر

اگر توراۃ اور انجیل اللہ کا کلام آیا
تو پھر قرآن اطہر بھی خدا کا ہے پیام آیا

صداقت سب صحیفوں کی قرآن پاک کرتا ہے
قرآن پر ہر بطلان ہٹ دھرمی سے کرتا ہے

اے نجرانی عیسائی تیرا فہم و فکر ابتر ہے
صحیفے سارے بہتر ہیں قرآن پاک برتر ہے

اگر کوئی کرے انکار آیات خداوندی
عذاب رب اکبر ہو ملے دوزخ کی پابندی

خداوند تعالیٰ غالبِ ہر شے و ماہر بھی
بروں سے انتقام کفر لیتے ہیں وہ قاہر بھی

زمینوں آسمانوں پر ہر اک شے جو بھی پیدا ہے
خدائے واحد کامل سے بالکل وہ ہویدا ہے

خدا کی ذات تصویریں بنائے رحم مادر میں
ہر اک شے کو جنم دیوے ہے قدرت میرے قادر میں

عزیز کل حکیم کل وہ غالب عزتوں والا
کوئی قادر نہیں اس کے سوا سب قدرتوں والا

مدلل اور مکمل سب یہ آیات خدا اتریں
محمدؐ پر ہیں محکم سب یہ آیات خدا اتریں

یہ قرآن حکیم آیا ہے واثق کملی والے پر
بہ نطق سید کامل ہے ناطق کملی والے پر

سروش وحدت کامل میں غلطی ہے نہ خامی ہے
زبان مصطفٰے سے رب اکبر ہم کلامی ہے

خدائے پاک فرمائے قرآن ام الکتاب آیا
نبی آخر زماں پر لیکے اللہ کا خطاب آیا

دلوں میں ہو کبھی پیدا تو تاویلیں ہزاروں ہیں
تفاسیریں ہزاروں ہیں تفاصیلیں ہزاروں ہیں

مگر علمائے راسخ کہہ کے اللہ اللہ جھکتے ہیں
ادھر علمائے فاسق کیلئے کتنے ہی نکتے ہیں

وہ انسانی عقل سے ماورئ محبوب سے باتیں
مقطعات سے کرتا خدا محبوب سے باتیں

وہ سمجھے رب عالم یا محمدؐ مصطفٰے سمجھیں
نہیں طاقت کہ دنیا بھر کے سارے علما سمجھیں

خدایا فضل سے تیرے جو دل آئے ہدایت میں
نہ پھر تبدیل کر دینا محبت میں ارادت میں

محبت قائم و دائم عطا کر رب دو عالم
نہ پھر تبدیل کر دے وسوسہ شیطان کا عالم

عطا کر رحمت کامل محبت کے خزینے سے
رہے قائم تعلق تاابد اپنا مدینے سے

سخاوت میں وہاب رب اکبر ہے لقب تیرا
زمانہ بھر سوالی ہے عجم تیرا عرب تیرا

وہ بے شک دن قیامت کے جہاں سارا جمع ہو گا
تو ہی رب دو عالم جامع کل انس و جاں ہو گا

مقرر وقت پر حشر قائم کرے مولیٰ
کہ فرمائے جو وعدے ان سے ہرگز نہ پھرے مولیٰ

نہ کافر کو بچا پائیں نہ ماں نہ باپ نہ بیٹے
عذاب رب اکبر جب کہ دے گا اس کو السیٹے

نہ کوئی مال کام آئے نہ آل اولاد کام آئے
عذاب رب اکبر بن کے تیغ بے نیام آئے

بمثل ال فرعونی بنے ہے وہ آگ کا ایندھن
کہ پہلی قوموں کی مانند بنے وہ نار کا ایندھن

کہ جھٹلاتا ہے جو کوئی خدا کے دین برحق کو
بنا دیتا ہے مولا نار ایندھن ایسے فاسق کو

منظوم کلام

رکوع ۱۰

خدا کی پرسش غالب بڑی قاہر بڑی جابر
گرفت رب عالم سے بچے نہ کوئی بھی کافر

کہہ دو باغیوں سے طاغیوں سے برملا جا کر
کہ ہانکے جاؤ گے دوزخ میں ہو کر دین کے منکر

بڑی گہری جگہ دوزخ نہیں کوئی نکل پاتا
ابد تک اس میں جلتا ہے رہے سوزان و بل کھاتا

بدر میں دو گروہوں کا مقابل سامنے آنا
بڑی عبرت نگاہی سے فلک کا دیکھتے جانا

ادھر کفر و انا سے کافروں کا ٹڈی دل آیا
ادھر جیش رسول اللہ خدا کے نام چل آیا

ادھر کثرت ہے سامان حرب ہے زور طاقت ہے
ادھر ایمانی طاقت اور محمدؐ کی رفاقت ہے

نرالا کفر و ایمان کا فلک نے معرکہ دیکھا
کہ بے کس اور تھوڑوں کی مدد کرتا خدا دیکھا

ہزاروں کے مقابل میں صرف تھے تین سو تیرہ
وہ بے تلوار لڑتے مصطفےٰ کا دیکھ کر چہرہ

خدا کی نصرت خاصہ جسے چاہے عطا کر دے
کہ طاقتور پہ بے بس کو عطا نصرت خدا کر دے

بصیرت رکھنے والوں کو بڑا درس حقیقت ہے
خدا ان کا ہے جن کو مصطفےٰ سے بس محبت ہے

ادھر شیدائی سونے اور چاندی کے تھے وہ سارے
وہ خواہش مال و دولت کی دیوانے کئے سارے

وہ بیوی بچوں کی الفت تھی خواہش ان کی نفسانی
ودیعت تھی جبلت میں ہدایت ان کی شیطانی

وہ گھوڑے اور دو پائے وہ کھیتی جنس خاصہ کی
وہ حرص لعنت دنیا تھی ان کے حصے میں آئی

ادھر اللہ کے بندوں کو فقط عشق رسول اللہ
خدائے پاک کی الفت جہاد فی سبیل اللہ

خدا کا عشق کامل بس یہی ان کی تمنا تھی
یہ تھا حسن الماب ان کا یہی بس ان کی دنیا تھی

مگر کہہ دو محمدؐ مصطفےٰ تقویٰ کو عظمت ہے
خدا کے متقی مومن بڑی ارفع یہ دولت ہے

عطا کر دے گا دائم مرد مومن کو فراوانی
وہ جنتی حوریں اور نہریں، عافیت اور ظل سبحانی

وہ خواہش نفس کے بندے یہ حسن و عشق کے بندے
وہ شیطانی ہیں کارندے یہ رب پاک کے بندے

نگاہ رب اکرم اپنے بندوں پر مسلسل ہے
غلامان محمدؐ پر یہ رحمت کا تسلسل ہے

یہی وہ لوگ ہیں جو مانگتے ہیں روز و شب معافی
کہ ناکردہ و کردہ سب گناہوں کی ملے معافی

بچا لے یا الٰہی آتش دوزخ کے حملے سے
وہ رو رو کر خطائیں دھوئیں مومن اپنے پلے سے

یہ صابر اور صادق ہیں رقیق القلب مومن ہیں
یہ عابد اور عاجز ہیں معافی طلب مومن ہیں

خدا ان کا خدا کے خاص بندے کرم والے ہیں
عبادت اتقاء والے حیا و شرم والے ہیں

خدا فرمائے بے شک میں گواہی اس کی لاتا ہوں
خدائے واحد و برحق میں آقا ہوں میں داتا ہوں

گواہی دیتا ہوں میں خود ہوں مولیٰ واحد و یکتا
کوئی میرے سوا رب اعلیٰ کہلا نہیں سکتا

مرا ہر اک فرشتہ بھی گواہی اس کی دیتا ہے
زمانے بھر کا عالم دیں یہی اعلان کرتا ہے

کہ انصاف و عدل کا مالک کل رب دو عالم
ھو اللہ والاحد ہے قائم بالقسط پر دائم

ہوا اعلان دوبارہ میں واحد رب کل عالم
کہ غالب عزتوں اور حکمتوں والا ہوں میں دائم

فقط اسلام ہی ہے دین برحق رب اعلیٰ کا
سر تسلیم خم ہے جو ہے فرمان مولیٰ کا

کہ جو کوئی نبی آیا خدا کا حکم لے آیا
کہ جس نے مانا اس کو بس وہی اسلام لے آیا

اسی طرح نبی آتے رہے امر خدا لے کر
وہی اسلام لے آیا جو مانا مقتدیٰ ہو کر

یونہی درجہ بدرجہ سب نبیان کریم آئے
بالاخر خاتم پیغمبراں در یتیم آئے

محمدؐ مصطفےٰ کا دین اسلام مکمل ہے
کہ اسلام ہے یہی بس کہ نبیوں کا وہ خاتم ہے

محمدؐ مصطفےٰ کی پیروی اسلام کہلائے
رضائے مصطفےٰ اب مولیٰ کا انعام کہلائے

یہودی ہو نصاری ہو مجوسی ہو یا آذر ہو
نہ مانے جو محمدؐ کو بلا تردید کافر ہو

کتاب اللہ نہ مانے حسد کا مارا ہوا کافر
دلائل اختلافی دیتا ہے ہارا ہوا کافر

خدا اس سے بہت جلدی حساب خاص لے لے گا
عناد احمدی کا بدلہ بے وسواس لے لے گا

اگر پھر بھی وہ جھگڑیں یا محمدؐ صاف بتلا دو
ہوں میں خود دین اسلام پر قائم صاف بتلا دو

مرے پیرو بھی بس اسلام کے قائل ہوئے سارے
ہو جو منکر محمدؐ کا وہ بازی دین کی ہارے

تمامی قوموں کو دعوت تمام اہل کتابی کو
کہ دین مصطفےٰ اسلام ہے چھوڑو خرابی کو

یہ کہہ دو یا محمدؐ فرض تھا تیرا بتا دینا
وہ دین کامل اسلام کا رشتہ دکھا دینا

اگر پھر بھی کوئی ضد پر رہے قائم ہے بدبختی
خدائے دانا و بینا کی جھیلے گا وہ سب سختی

خدائے پاک واحد جو بصیر بالعباد آیا
وہ خود نمٹے گا مولیٰ اس سے ایسا نامراد آیا

منظوم کلام

رکوع ۱۱

خدا کی پاک آیات مقدس کو یہ جھٹلائیں
بلا وجہ خدا کے پاک نبیوں کو یہ مروائیں

خدا کے پاک بندوں کا یہ قتل عام کرتے ہیں
یہ ظالم ظلم واضح اور صبح و شام کرتے ہیں

نبی وہ قوم اسرائیل کے اندر بکثرت تھے
سحر کو تیں چالیس آپ اسرائیل نے مارے

یہ اسرائیل کے بیٹوں پہ آئی ازلی بدبختی
قریباً تین سو عارف قتل کر ڈالے از سختی

خدا کی لعنت ازلی انہیں کے حصے میں آئی
یہ قوم پر شقاوت پھر عذاب دائمی پائی

یہی وہ لوگ ہیں اپنا کیا برباد کر بیٹھے
خدا کا خاص فضل بے پناہ برباد کر بیٹھے

خدا کے قہر ربی کا نشانہ بن گئے ظالم
عذاب دائمی کا یہ بہانہ بن گئے ظالم

کوئی نہ ساتھ دے گا ان کا دیں میں اور دنیا میں
مددگار ان کو مل سکتا نہیں اب ساری دنیا میں

خدا فرمائے جھوٹے ہیں یہودی اور عیسائی
بہانے سے اے محبوبا کتاب اللہ ہے جھٹلائی

خدا نے صاف تورات مقدس میں ہے فرمایا
خدا نے صاف انجیل مطہر میں ہے بتلایا

نبی آخر زماں احمد محمد مجتبیٰؐ آئیں
وہ ہیں خاتم نبیاں دین سارے آگے جھک جائیں

خدا کا حکم پڑھ کر بھی یہ انکاری ہوئے جائیں
یہ وقف سرکشی وقف سیہ کاری ہوئے جائیں

یہودی یہ سمجھتے تھے ہے جنت اپنی ملکیت
ہے اسرائیل کی اپنی وراثت اپنی ملکیت

یہودی کو تو ہرگز آگ دوزخ چھو نہیں سکتی
کہ اسرائیل کے بیٹوں کو آتش چھو نہیں سکتی

صرف چند دن بچھڑا پوجنے والے ہیں دوزخ کے
یہی محدود دن ہیں جو یہودی کو ہیں آتش کے

اسی کے دھوکے میں وہ بے حیائے کل زمانہ ہیں
وہ ٹھیکیدار جنت کے غضب کا خود بہانہ ہیں

میرے محبوب دیکھو جب قیامت کا وہ دن ہو گا
تڑپتا روز محشر جب کہ ہر اک انس و جن ہو گا

نہ اس دن ظالموں کو چھپنے کی کوئی جگہ ہو گی
وہ ظالم پائیں گے بدلہ وہ چالاکی تباہ ہو گی

مکمل عدل ہو گا یوم محشر رب قاہر کا
کسی پر ظلم زاید اس کے اعمالوں سے نہ ہو گا

خدا فرمائے محبوبا زمانے کو بتا دینا
خدا مالک ہے ملکوں کا منادی یہ سنا دینا

جسے چاہے عطا کر دے شہنشاہی زمانے کی　　شہنشاہ کو گدا کر دے نہ گنجائش بہانے کی
زمین پر دے کے مارے علم والوں کو وہ اک پل میں　　عطا کرتا ہے سلطانی وہ نااہلوں کو اک پل میں
وہ غیرت تاج شاہی جس کو چاہے وہ عطا کر دے　　جسے چاہے ذلیل دو جہاں کرکے گدا کر دے
ہے سب کچھ ہاتھ مولیٰ کے یہ عزت اور ذلت بھی　　ہے سب کچھ ہاتھ قادر کے یہ قلت اور کثرت بھی
کہ شب کو دن بنا دیتی ہے اس کی قدرت کامل　　وہ روشن دن کو کر دیوے شب تاریک میں شامل
خدائے مصطفیٰ بے جان سے زندہ کرے پیدا　　وہ زندہ میں سے مردے کو خدا تعالیٰ کرے پیدا
کسی کو تاج شاہی اور کسی کو بھیک در در دے　　یہ ہے شان الٰہی جس کو چاہے جھولی بھر بھر دے
کوئی مومن اگر کافر کو اپنا دوست گردانے　　یا مومن چھوڑ کر کافر کی مجلس میں لگے جانے
تو جیسوں کو پسند کرتا ہے ویسا ہے وہ ہو جاتا　　سیہ قلبی میں کفار جیسا ہے وہ ہو جاتا
کہ ان کے شر سے جیسے ہو بچا لے جان کو مومن　　خدا توفیق دے مانے خدا فرمان کو مومن
اسی کے حکم کے تابع اسی کے پاس جانا ہے　　وہی دانا و بینا ہے وہی قادر توانا ہے
خدا فرمائے محبوبا بتا دے صاف صاف ان کو　　کہ پوشیدہ جو اعمال ہیں چلاتے ہیں خلاف ان کو
خداوند دوعالم جانتا ہے دل کے حالوں کو　　مکمل طور پر جانے تمہاری ساری چالوں کو
زمینوں آسمانوں میں کوئی مخفی نہیں اس سے　　کہ چھپ کے رہتا ہے ذرہ بھی کب کوئی کہیں اس سے
وہ قادر دین و دنیا کا وہ قادر سارے عالم کا　　وہ غالب ساری دنیا کا ہے غالب سارے عالم کا
بہت جلدی وہ دن آئے گا تیرے سامنے بندے　　کہ کھل جائیں گے اک اک سب ترے اعمال کے دھندے
وہ نیکی اور برائی تیری واضح ہو گی اک اک شے　　صریحاً صاف دیکھے گا کئے عملوں کی اک اک شے
پکارے گا تو اس دن یہ برائی دور ہو جاوے　　کئے اپنے کی ظالم بے حیائی دور ہو جاوے
تو ڈر اپنے کئے سے یہ کیا برباد کر دے گا　　ترا یہ نفس امارہ تجھے ناشاد کر دے گا
خداوند تعالیٰ مہرباں ہے اپنے بندوں پر　　رقیق القلب عاجز اور نیکوں مستمندوں پر
یہودی کہتے تھے کہ ہم تو پہلے ہیں حبیب اللہ　　ہمیں کیا غرض مانیں ہم یہ فرمان رسول اللہ
خدا فرمائے الفت جس کی احمدؐ پاک سے نہ ہو　　محبت بے پناہ جس کی شہ لولاکؐ سے نہ ہو
کبھی اس کو خدا سے قرب عالی ہو نہیں سکتا　　کبھی محبوب رب ذوالجلال ہو نہیں سکتا
کہدو کہ خدا سے ہے اگر دعویٰ محبت کا　　گلے میں فخر سے ڈالو پٹہ نام محمدؐ کا

منظوم کلام

رکوع ۱۲

محمدؐ کی غلامی ہے غلامی رب دو عالم　　اطاعت ہے خدا کی بس اطاعت شاہ دو عالم
یہ گمراہی ہے ہے تم فرض خدا پر ناز کرتے ہو　　محمد کی محبت سے کیوں اغماض کرتے ہو
فقط سنت محمدؐ کی رہائی کا وسیلہ ہے　　گناہ سب بخشوانے کا یہ واحد اک طریقہ ہے

نہ ہو عشقِ محمد قرب مولیٰ بھی نہیں آیا
انہیں لوگوں کی خاطر لایحب الکفرین آیا

خدا انعام ربانی کا بھی منظر بتاتا ہے
کہ مخلوقات میں آدم کو افضل تر بناتا ہے

خدا فرمائے میرا انتخاب آدم صفی اللہ
اور اس کے بعد حضرت نوح وہ مرد حبیب اللہ

کہ آدم کو کیا پیدا عطا کی سروری سب کی
عطا کی روح اپنی بس رضا تھی یہ میرے رب کی

وہ حضرت نوح نبی برگزیدہ آئے دنیا میں
ہدایت رب دو عالم وہ فائق لائے دنیا میں

اور بدبختی سے قوم نوح انکاری ہوئی رب سے
دعائے نوح سے طوفان اٹھا قوم نوح پر جب سے

ڈبو دی قوم نوح باقی نہ کوئی بھی بشر چھوڑا
خدا کے عشق میں نوح نے تھا خود اپنا پسر چھوڑا

خدا فرمائے نوح کو میں نے عالی مرتبہ بخشا
نبیوں میں سے افضل کر دیا ایسا تھا بخشا

پھر ابراہیم کو میں نے زمانے پر فضیلت دی
خلیل اللہ بنایا اور رحمت بھی عنایت کی

محمد مصطفیٰ کے جد امجد ہونے کا صدقہ
بنایا برگزیدہ پدر احمد ہونے کا صدقہ

جناب طاہرہ مریم کا پدر عمران ہے افضل
کہ ساری نسل ابراہیم کا ہے خاندان افضل

فضیلت سب عطا کر دی ولد مصطفیٰؐ کہہ کر
چنا ان کو زمانے میں بحقِ مصطفیٰؐ کہہ کر

خدا کی ذات سنتی جانتی ہے سب فسانے کو
خلیل اللہ کی عزت واضح کر دی سب زمانے کو

وہ زوجہ حضرت عمران حنہ بنت ناقوذہ
گناہوں نے کیا ہرگز نہ دامن اس کا آلودہ

خدا سے یہ دعا مانگے اگر مل جائے اک بیٹا
نذر کردوں گی بیت المقدس میں عالی وہ بیٹا

خدا کی حکمت خاصہ سے بیٹی ہو گئی پیدا
تو مریم نام رکھ کر نذر کر دی فی سبیل اللہ

پناہ رب دو عالم میں زیر مسجد اقصےٰ
نذر کے طور پر بیٹی کو اس نے نذر کر ڈالا

پناہ رب دو عالم میں شیطان کچھ نہ کر پایا
وہاں ابلیس کیا کرتا خدا کا ہو جہاں سایا

خدائے پاک نے کر کے کرم مقبول فرمایا
حفاظت تربیت کا ذمہ بھی معقول فرمایا

کفالت حضرت مریم کی زکریا کے ہاں ٹھہری
کہ ذکریا کی ہمشیرہ تھی رشتے میں ان کی ماں ٹھہری

عبادت گاہ مریم میں وہ اکثر آتے رہتے تھے
وہ اپنی بھانجی کی اکثر کفالت کرتے رہتے تھے

وہ جب آتے تھے حجرے میں عجب منظر نظر آئے
کہ خورد و نوش کا سامان بہت وافر نظر آئے

وہ بے موسم کے تحفے بھی وہاں پر پائے جاتے تھے
کہ ہر سرما و گرما کے سب انواع لائے جاتے تھے

تو ذکریا نے پوچھا مریم اطہر یہ سب کیا ہے
کہ بے موسم کے اشیاء کا یہاں ہونا سبب کیا ہے

تو برجستہ کہا مریم نے سب انعام قدرت ہے
وہ بے موسم عطا کر دے خدا کا سب یہ طاقت ہے

وہ یَــرۡزُقُ مَــنۡ یَّشَـــآ ءُ مولیٰ کی شان پاک ہے عالی
بخشے بے حساب اور جھولیاں بھر دیوے سب خالی

کرامت پاک ولیوں کی نمایاں کل زمانے پر
کہ بے موسم کی اشیاء پیش آئیں ان کے کھانے پر

کرامت دیکھ لے ولیوں کی اے منکر نہ ہو منکر
کرامت اولیاء اللہ قرآن پاک سے ظاہر

کرامت دیکھ کر ان کی دعا کرتے تھے ذکریا
خدایا اس طرح کا کر عطا مجھ کو بھی اک بیٹا

مقدس طیب و اطہر ہو مثل مریم اطہر
ضعیفی میں عطا کر دے تو ہر اک شے پہ ہے قادر

تو صدقہ مریم اطہر ملا شرف مقبولیت
دعا ولیوں کے حجروں میں ہے پا جاتی قبولیت

در محبوب پر جا کر دعا مانگے خدا مانے
خدا کے پاک بندے ہیں خدا کے جانے پہچانے

مصلّے پر کھڑے تھے جب کہ زکریا عبادت میں | نماز بندگی میں تھے عبادت کی حلاوت میں
فرشتے نے ندا دی کہ مبارک ہووے زکریا | خدا نے بخشا ہے تجھ کو کرم سے چاند سا بیٹا
جناب حضرت یحییٰ نبی کامل و اکمل | وہ زاہد پاک دامن سید عالی قدر افضل
وہ تائید کلام پاک ربی کرنے آئے گا | کرم سے دنیا پر وہ فضل ربی کرنے آئے گا
تعجب سے کہا زکریا نے ایسا کیونکر ہو | ضعیفی مرد پر وارد ہو بیوی اس کی عاقر ہو
ہو بوڑھے باپ سے اور بانجھ بیوی سے پسر پیدا | تعجب ہے کہ وہ لخت جگر پھر ان کے گھر پیدا
خدا فرمائے زکریا ہے سب کچھ میری قدرت میں | میں کر سکتا ہوں ممکن ساری ناممکن سی حالت میں
کہا مجھ کو نشانی کر عطا میرے خدا واحد | کہ میں بھی بیٹے کی آمد پر اس کا ہو سکوں شاہد
خدا فرمائے تجھ کو جب ملے گی پسر آغوشی | تو پورے تین دن چھائی رہے گی تم پہ خاموشی
حواس و ہوش قائم ہوں گے چھن جائے گی گویائی | تو رہنا وارد و تسبیح میں ہے تجھ کو امر مولائی
مناسب ہے کہ صبح و شام محو ذکر ربی رہ | عنایت رب دو عالم سے خواہاں فضل ربی رہ
بشارت دی فرشتوں نے مبارک حضرت مریم | زنان عالمیں پر اب فضیلت تم کو دی مریم
کہ کل دنیا میں جتنی زن ہیں سب پر تم ہوئی افضل | مطہر اور منور اور مقدس کامل و اکمل
یہ فرمان محمد مصطفےٰ ہے کل زمانے پر | کہ چاروں بیبیاں افضل ہیں اس فانی جہانے پر
اوہ مریم اور خدیجہ فاطمہ اور آسیہ چاروں | فضیلت میں وہ سب دنیا سے بہتر ہو گئیں چاروں

منظوم کلام

رکوع ۱۳

اطاعت رب عالم کی شعار زندگی کر لے | رکوع اور سجدوں میں جھک کر اے مریم بندگی کر لے
خداوند دو عالم تجھ کو عالی شان کر دے گا | مسیح ابن مریم سے تری جھولی کو بھر دے گا
خدا فرمائے محبوبا تمہیں میں نے خبر دی ہے | کہ مریم طاہرہ کی شان عالی شان کر دی ہے
وگرنہ اس سے پہلے تجھ کو اس کی کیا خبر احمد | کہ مریم کون تھی اور اس کی کیا تھی بس قدر احمد
وحی سے ہم نے تم کو راز بتلائے زمانے کے | کہ بیکل تھے وہ سب مریم کی کفالت پانے کے
کہ سب دولت ملے گی اور شاہی شان و شوکت بھی | کہ حرمت اور عزت بھی کفالت اور دولت بھی
جناب حنہ دختر چھوڑ کر واپس چلی آئیں | نذر مانی تھی دے کر بے خطر واپس چلی آئیں
وہ لڑتے جھگڑتے تھے کفالت مریمی خاطر | وہ دختر نور والی اور براہی کل خاطر
بالاخر فیصلہ ٹھہرا کہ قرعہ فال ڈالو سب | اور مریم کی کفالت جس کو دیوے اس کو دیوے رب
جناب زکریا رشتے میں خالو تھے جو مریم کے | قرعہ فال نکلا ان کے اسم پاک اعظم کے
خدا کی حکمتوں سے زکریا اس کے کفیل آئے | تھے نسل موسیٰ ہارونی کفیل ابن خلیل آئے
بشارت دی فرشتوں نے کہ اے مریم مبارک ہو | عطا ہو گا پسر تم کو تجھے مریم مبارک ہو

لفظ کن سے یہ پیدا ہو گا حکمت رب باری سے
پدر ہو گا نہ اس کا کوئی ہر گز دنیا ساری سے

مسیح ابن مریم والدہ کے نام پر ہو گا
وجیہ ہو گا فصیح ہو گا روح اللہ نام پر ہو گا

خدا کا خاص محبوب شہ عالی مقام ہو گا
جناب حضرت عیسےٰ پیارا اس کا نام ہو گا

وہ گھوارے میں ہی واللہ کلام حق سنائے گا
وہ ساری زندگی حق کی طرف دنیا بلائے گا

خدا کا پاک بندہ شرف عالی سے ملقب ہے
کہ آمد کا سبب احمد خدا اس کا مسبب ہے

جناب مریم اطہر بڑی حیران تھیں مولا
ہو میرے پاکدامن کے بطن سے پیدا کیوں بیٹا

کسی بھی مرد سے میرا کوئی بھی رابطہ نہ ہے
میں بے حد پاکدامن ہوں کوئی بھی سابقہ نہ ہے

خدا فرمائے اے مریم ہے میری قدرت کامل
کہ خلقت اور ولادت سب میری قدرت میں ہے شامل

جسے چاہوں میں جب چاہوں وسیلہ بے وسیلہ بھی
میں کر سکتا ہوں پیدا بھی بجز حیلہ وسیلہ بھی

میرے کن کے ارادے پر بپا یہ ساری دنیا ہے
یہ سب امر خداوندی سے ہو گا تو کیوں حیران ہے

میں کن کہہ کر بنا دوں گا جناب حضرت عیسیٰ
میں دنیا کو بتا دوں گا ہے قادر کل تیرا مولا

سکھاؤں گا کتاب و حکمت توراۃ و انجیلی
نبی ہو گا یہ اسرائیل کا بخشش ہے یہ تفصیلی

ہے متی باب دس میں یہ کتاب انجیل میں لکھا ہے
فقط بس قوم اسرائیل کا داعی بنا عیسےٰ

تو پھر عیسائی کیوں سارے جہاں کا داعی ٹھہرائیں
کیوں وہ غیر اسرائیلی کو عیسائی ٹھہرائیں

بتائے گا کہ میں لایا ہوں رب سے معجزہ عالی
کہ مٹی کے پرندوں میں ہے میں نے جان لا ڈالی

خدا کے کرم سے زندہ ہوں مٹی کے پرندے بھی
شفا پائیں وہ کوڑھی اور مادر زاد اندھے بھی

میں ماروں پھونک مٹی کے پرندے زندہ ہو جائیں
میں مردوں پر جو پھونکوں تو وہ مردے زندہ ہو جائیں

تم اپنے گھر میں جو کھاؤ بتا دوں گا بتا دوں گا
اور علم الغیب کا سکہ بٹھا دوں گا بٹھا دوں گا

یہ واضح ہے نشانی میں نبی برحق ہوں مولا کا
مگر میرا فقط ہے قوم اسرائیل پر دعویٰ

تیرے پہلے وحی کی برملا تصدیق کرتا ہوں
میں توراۃ مقدس برملا تصدیق کرتا ہوں

میرے سے پہلے مولا نے ہدایت کی عطا بھیجی
کلیم اللہ پہ مولا نے یہ توراۃ ہدیٰ بھیجی

اگر تھا ترجماں عیسیٰ اگر تھا ترجمان موسیٰ
محمد مصطفےٰ کے ترجماں ہونے پہ کیا شکوہ

زمین کے ذرے ذرے کی حقیقت جانتے تھے وہ
زمانے کی نبض کی چال کو پہچانتے تھے وہ

کہے عیسیٰ ہو خوشخبری خدا کی ہے عطا لوگو
کئی اشیاء حرام اب ہو گئیں تم پر روا لوگو

یہ آیات خداوندی سناتا ہوں تمہیں لوگو
فریضہ ہے یہ انسان کا کہ مولی سے ڈریں لوگو

عبادت کرتے رہنا رب دو عالم کی لازم ہے
وہی ہے عالی درجہ جس کا سر سجدے میں بس خم ہے

مربی کامل و اکمل خدا کی ذات واحد ہے
یہی ہے سیدھا رستہ یہ حقیقت عین شاہد ہے

خدا کے ذکر میں ہر وقت صرف بندگی رہنا
صراط مستقیم اپنا کے شرف بندگی رہنا

تو عیسےٰ نے بلایا کون ہے جو ہووے انصاری
خدا کی راہ کر دے پیش وہ اپنی مددگاری

تیاری کر لے قربانی کی دین پاک کی خاطر
یہ سب کچھ ہو رہا تھا بس شہ لولاک کی خاطر

حواری یعنی دھوبی تھے مگر عاشق نبی کے تھے
پکار اٹھے کہ یا عیسیٰ ہیں پابند امر ربی کے

ہمیں ہر اک مصیبت میں تو اپنے ساتھ پائے گا
ہمارا ہر فرد تیرے حکم پر سر کٹائے گا

گواہ رہنا کہ ہم بندے ہیں پابند حکم ربی کے
ہم امت ہیں نبی عیسیٰ کی خادم حکم ربی کے

ہمارا نام لکھ لے ہیں خدا کو ماننے والے
اطاعت میں نبی عیسےٰ حقیقت جاننے والے

کتاب آسمانی کی صداقت مانتے ہیں ہم
اور اعلان نبی عیسےٰ ہدایت مانتے ہیں ہم

وہ عیسیٰ کے قتل کرنے کی مکارانہ چالوں کو
خدائے پاک خفیہ طور پر سمجھے یہ چالوں کو

بڑا تدبیر کرنے والا مولیٰ پاک ناصر ہے
ہزاروں دشمنوں میں وہ بچا لیتا ہے ظاہر ہے

تھے نجرانی وہ عیسائی جو عیسیٰ کو خدا مانیں
پسر مانیں وہ عیسیٰ کو پدر رب علےٰ مانیں

کہا مولیٰ نے یا عیسیٰؑ قتل کرنے کو آئیں گے
اٹھا لوں گا فلک پر میں کہاں سے تجھ کو پائیں گے

ہزاروں تہمتیں ان پر جو تہمت تم پہ لاتے ہیں
خدا کے غضب کو ظالم کیوں اپنی طرف لاتے ہیں

بتا دوں گا مخالف کو کہ عیسیٰ میرا بندہ ہے
وہ محبوب خدا کا ترجماں ہے اور زندہ ہے

منظوم کلام

رکوع ۱۴

جو انکاری ہیں حد کفر تک اصلی حقیقت سے
عذاب دائمی ان پر ہو وارد پوری شدت سے

کوئی حامی نہ ہوگا ان کا دنیا میں نہ آخر میں
عذاب دائمی ہے ان کی قسمت حد وافر میں

مگر وہ لوگ جو ایمان لائے تیری دعوت پر
عمل صالح کئے صد آفریں ہے ان کی ہمت پر

خدا ان کو اجر دے گا یہ وعدہ ہے خداوندی
کرے گا پورا وعدہ رب دوعالم بہ خور سندی

محبت رب دوعالم کی ظالم سے نہیں ہر گز
بڑی نفرت ہے مولیٰ کو یہودی ہو یا ہو کافر

نصیحت حکمتوں والی خدا بتلائے اے مومن
کہ سیدھا راستہ رب علےٰ دکھلائے اے مومن

کہ بے شک عیسیٰ بھی تو مثل آدم خاکی بندہ ہے
سیاہ مٹی سے پیدا ہو کے لفظ کن سے زندہ ہے

خدا کا حکم برحق ہے نہ شک میں ڈال اپنے کو
شکوک و بے یقینی سے نہ کر برباد اپنے کو

حقیقت واشگاف ہو کر نمایاں سامنے آئی
مگر ہٹ دھرمی سے منکر ہے نجرانی وہ عیسائی

محمد مصطفٰے نے جوش میں آکر یہ دعوت دی
مباہلہ کر لو مجھ سے ہے جو ہمت کچھ صداقت کی

میں اپنی بیٹی زہراؓ اور حسینؓ و حسنؓ لاتا ہوں
صداقت ہے میرا دعویٰ میں ان کی قسم کھاتا ہوں

اگر تم میں کوئی سچا ہے اپنے بیٹے لے آئے
وگرنہ مان جائے سچ پہ وہ ایمان لے آئے

اگر وہ دیدہ دانستہ بضد ہے بس حماقت پر
ہے لعنت رب دوعالم کی جھوٹے کی حماقت پر

یہ سچ ہے مولائے کل سوا کوئی نہیں اللہ
الہ العالمین مولیٰ ہے رب العالمین اللہ

وہ معبود جہان ہے اور غالب کل زمانے پر
حکیم دو جہاں ہے اور حاکم کل جہانے پر

فسادی گر نہ جانے جان کر بھی ساری باتوں کو
الہ العالمین تو جانتا ہے دل کی باتوں کو

یہ تفریق گروہی کیا ہے فرقہ بندی کیسی ہے؟
خدا واحد محمد کا ہے فرقہ بندی کیسی ہے؟

جو قدر مشترکہ ہے ہم میں سب اہل کتابی میں
وہ محکم کر لیں باہم اور پڑیں نہ ہم خرابی میں

یہ پہلی بات ہے کہ رب واحد ایک یکتا ہے
وہ لائق ہے عبادت کے وہی ہم سب کا مولیٰ ہے

کوئی لائق پرستش کے سوا اس کے نہیں ہر گز
کوئی معبود ایسا رب سوا اس کے نہیں ہر گز

کوئی غیر خدا کو خود خدا کیسے بنا دیوے
بجز رب حقیقی کے خدا کیونکر بنا دیوے

مگر دون اللہ اللہ کے حبیب ہوتے نہیں ہر گز
جو دشمن ہیں خدا کے وہ قریب ہوئے نہیں ہر گز

ولی کامل خدا کے ساتھ نسبت خاص رکھتے ہیں
من دون اللہ کے زمرے میں کیسے پاس رکھتے ہیں

وہ عاشق ہوتے ہیں اور دوست ہوتے ہیں مولیٰ کے
وہ ہر گز رب نہیں ہوتے حبیب ہوتے ہیں مولیٰ کے

اگر پھر بھی نہ مانے کوئی نادانی سے رہنے دو
تو کہہ دو صاف ہم کو تو مسلمانی پہ رہنے دو

خدا شاہد ہے مسلم ہیں خدا کو ماننے والے
ہیں بے شک لا شریک لہ خدا وہ ماننے والے

منظوم کلام

رکوع ۱۵

خدا فرمائے محبوبا بتا دو صاف صاف ان کو
جہالت نے کیا ہے یہ حقیقت کے خلاف ان کو

یہودی دعویٰ کرتے ہیں یہودی تھے خلیل اللہ
نصاریٰ کہتے ہیں کہ وہ انصاری تھے خلیل اللہ

یہ بے علمی حماقت اور بے عقلی کی باتیں ہیں
''براہیمی نبوت'' یہ بہت پہلے کی باتیں ہیں

نہ موسیٰ تھے نہ عیسیٰ تھا نہ ہاروں نہ سلیماں تھا
ستارہ جب خلیل اللہ کا دنیا پر نمایاں تھا

براہیمی تو ہو سکتے ہیں موسائی و عیسائی
یہ بر دین حنیفا دین احمد کی ہے بر پائی

مگر کیسی حماقت ہے یہودی ان کو ٹھہرائیں
کہ جد امجد عیسےٰ کیوں عیسائی وہ کہلائیں

یہ بے عقلے ہیں بے فکرے بتا دو مصطفےٰ ان کو
حقیقی راستہ واحد کرم کر کے دکھا ان کو

کہ بے علمی سے جھگڑے کرتے پھرتے ہوارے ظالم
کہ بے علم و عمل ہو تو وہ کیسے ہوتا ہے عالم

خدائے پاک علم راستی کو خوب سمجھے ہیں
یہودی و نصاریٰ اپنی بے علمی سے الجھے ہیں

وہ ابراہیم سیدنا یہودی نہ نصاریٰ تھے
نبی صادق حنیفا مسلماں وہ آشکارا تھے

حقیقی دین ابراہیم کا بے شک نمایاں ہے
شریک حق نہ ٹھہرانا براہیمی یہ ایماں ہے

جو پیروکار ابراہیم ہیں وہ ہی مقرب ہیں
انہیں قرب براہیمی ملا جو کہ مقرب ہیں

مگر اب پیروی لازم محمدؐ مصطفےٰ کی ہے
نشانی مرد مومن کی غلامی مصطفےٰ کی ہے

خدائے پاک مومن کا حافظ اور ناصر ہے
مددگار غلامان محمدؐ ہے یہ ظاہر ہے

بے حد کوششیں ہیں اک گروہ اہل کتابی کی
کیا بہکاویں تمہیں رستے سے نیت ہے خرابی کی

وہ شیطاں مومنوں کو گمراہی میں ڈالنا چاہیں
حقیقت کو بدی سے اس طرح وہ ٹالنا چاہیں

مگر محروم ازلی کامیابی کو نہ پائیں گے
سمجھتے یہ نہیں وہ خود بخود دھتکارے جائیں گے

خدا فرمائے اے اہل کتابی ہوش میں آؤ
کیوں انکار کرتے ہو نہ ایسے جوش میں آؤ

گواہ رہنا حقیقت ہے یہی جو میں نے فرمایا
یہی ایمان واللہ مرد مومن کا ہے سرمایا

ہے افلاکی کتب میں جو بیان شان محمدؐ کا
وہ توراۃ و زبور ہے ترجمان شان محمدؐ کا

ہے ظاہر بائبل سے کہ محمدؐ مصطفٰے آئیں
نبی قبلتین آئیں گے شاہ مرسلاں آئیں

مگر کم فہمی سے ظالم چھپاتے ہیں حقیقت کو
بناوٹ سے چھپا سکتے نہیں اصلی حقیقت کو

حروف آیت مولیٰ بدل دینے سے کیا ہووے
طلوع شمس پردوں میں چھپا لینے سے کیا ہووے

حقیقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے
کہ خوشبو آ نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے

یہودی ظالموں نے گہری سازش ایک برپا کی
کہ چند بدطینتوں کو یہ پڑھائی پٹی دھوکا کی

کہ فرضی طور پر اسلام پر وہ پختہ ہو جائیں
مگر چند روز میں ہی دین سے برگشتہ ہو جائیں

کہ اس طرح سے ٹوٹے گا بھرم دین محمدؐ کا (نعوذباللہ)
کہ مانے گا نہ پھر کوئی دھرم دین محمدؐ کا

صبح ایمان لائیں شام کو پھر جائیں ایماں سے
ایسے کر کے بدلہ لیں محمدؐ کے مسلماں سے

منظوم کلام

رکوع ۱۶

بتا دے اے محمدؐ مصطفٰے ان چال بازوں کو
ہے نکبت ان کے حصے میں بتا دو فتنہ سازوں کو

خدا کا فضل ربی جس کو قسمت سے نوازش ہو
نہیں پھرتا وہ ہر گز خواہ کتنی گہری سازش ہو

کہ ذوالفضل العظیم آیا ہے مومن تیرے حصے میں
کہ یختص برحمتہٖ عجم ہے تیرے حصے میں

مگر کچھ لوگ ایسے ہیں کہ جو اہل کتابی ہیں
دیانت میں امانت ہے بہت ہی لاجوابی ہیں

خدا کا خوف ہے دل میں دیانت ان کا پیشہ ہے
ادا کر دینا واپس سب امانت ان کا پیشہ ہے

نہیں رکھتے وہ اک پائی کسی کی خوف ربی سے
عطا ان کو امانت اور دیانت فضل ربی سے

مگر کچھ لوگ فاسق اور فاجر بددیانت ہیں
نہیں لوٹائے اک پائی وہ کھا جاتے امانت ہیں

بلا نازل نہ ہو سر پر تو لوٹاتے نہیں پائی
وہ کھا جاتے ہیں سب کچھ اشرفی دینار اور پائی

بہانہ کرتے ہیں کہ ہم تو بالکل کورے ان پڑھ ہیں
خدا کے حکم سے واقف نہیں لیکن کورے ان پڑھ ہیں

یہ حکم ربی نافذ صرف عالم لوگوں پر آیا
گرفت ہم پر نہیں ہر گز کہ کتنا ظلم ہے ڈھایا

ہے جس نے کہ وعدہ اپنا ایفا کرکے دکھلایا
خدا نے کرم کر کے متقی اس کو ہے ٹھہرایا

مگر آیات ربی جو کہ بیچے چند درموں پر
کہ لعنت ہے خدا کی تا ابد ایسے بے شرموں پر

وہ تحریف کلام پاک کرکے معنی بدلے ہیں
وہ لایعنی طریقے سے حقیقی معنی بدلے ہیں

وہ بدبختی و سیہ قلبی و گمراہی کے ہیں مالک
حشر تک راندہ درگاہ کرتے ہیں انہیں خالق

عذاب دائمی ہے تاابد قید و مقید ہیں
حشر تک ہے سزا ان کو وہ ظالم ایسے بے حد ہیں

بدل دیتے ہیں آیات الٰہی کی شکل اصلی
گروہ فاسقاں ایسا سراسر جھوٹا اور نقلی

یہودوں اور نصاریٰ میں تھے ایسے فاسق و فاجر
بدل کر معنی اصلی وہ بناوٹ کرتے تھے ظاہر

وہ توراۃ و زبور انجیل کی تحریر بدلے ہیں
فرمان خداوندی کو ہر تفسیر بدلے ہیں

ڈھٹائی سے وہ دعویٰ کرتے ہیں یہ ہے کلام اللہ
یہی نازل ہوا موسیٰ عیسیٰ پر کلام اللہ

ہے سب تحریر فرضی من گھڑت اور جھوٹ پر مبنی
کلام ربی برحق ہے مگر سب کچھ ہے یہ فرضی

کلام آسمانی قائم و دائم ہے صادق ہے
مگر تحریر ان کی فرضی جھوٹی اور کاذب ہے

حکومت اور نبوت یہ انعام رب اکبر ہے
مگر دعویٰ خدائی کا سراسر کفر اکبر ہے

خدا کے پاک بندے تو خدا سے رابطہ جوڑیں
وہ دعویٰ خدائی کرکے نہ یہ راستہ جوڑیں

ارے نادان اللہ کے ولی دعویٰ نہیں کرتے
وہ بندے عجز والے ہیں کبھی مولیٰ نہیں بنتے

تو نادانی سے ان پر تہمتیں لائے تری مرضی
ترا الزام بھی ہے پہلے لوگوں کی طرح فرضی

کبھی بندہ خدا کا تم کو دعوت دے نہیں سکتا
نبی مانوں پیغمبر اور فرشتے ہو نہیں سکتا

خدا نے بعد تسلیم و رضا اسلام کی دیگر
یہ کیسے ممکن ہے کر دے خدا بندے کو پھر کافر

خدا نے ہر نبی سے یہ صریحاً عہد ٹھہرایا
تمہارے عہد میں اگر وہ محمدؐ مصطفیٰ آیا

نبی دو جہاں خاتم نبی سرور زمانے کا
بمعہ امت کے مانو گے محمدؐ مصطفیٰ دعویٰ

کہ خدمت میں مدد میں میرے احمدؐ کی کھڑے ہونا
تیرے محبوب کی خدمت کی صف میں آ کھڑے ہونا

نبی سارے لگے کہنے کہ آمنا و صدقنا
بلا چون و چرا منظور ہے یہ حکم مولی کا

خدا فرمائے میرے حکم کا شاہد گواہ رہنا
کہ میں بھی خود گواہ ہوں اے میرے محبوب کیا کہنا

منظوم کلام

رکوع ۱۷

جو وعدہ کرکے پھر جائے گا فاسق اور فاجر ہے
جو فرمان خداوندی سے قاصر ہے وہ کافر ہے

خداوند دوعالم کے حکم سے کیسے پھرتے ہیں
کہ جب دونوں جہاں والے اسی کو سجدہ کرتے ہیں

زمین و آسماں میں کوئی چیز ایسی نہیں ہر گز
خوشی ہو یا کہ مجبوری وہ مانیں ہے خدا قادر

اسی کی طرف جانا ہے وہ ہے اپنا خدا قادر
ہر صورت خدا مانو ہوا ہے حکم یہ صادر

کہا محبوب کر دو یہ منادی سب زمانے میں
خدا واحد پہ ہم ایمان لائے کل زمانے میں

محمد مصطفیٰ کہہ دو کہ جو نازل ہوا ہم پر
وہ ابراہیمؑ اسماعیلؑ اسحٰقؑ مکرم پر

وہ اترا حضرت یعقوب اور اس کے بیٹوں پر
وہ نازل جو خدا سے ہو گیا سب اس کے بیٹوں پر

وہ موسیٰ اور عیسیٰ پر نبیان الٰہی پر
صحیفے جو بھی اترے ہیں صداقت میں ہیں سب بہتر

کوئی تفریق ان سب میں نہیں ہر گز نہیں ہر گز
کہ ہم مسلم ہیں بے شک حکم ربی ہے ہمیں ازبر

اگر کوئی قبول دین اسلامی میں نہ آئے
قبولیت میں نہ آئے مسلمانی میں نہ آئے

خدا کا حکم فائق ہے زیاں کاروں میں ہو گا وہ
وہ مردود زماں ہو گا گناہگاروں میں ہو گا وہ

ہدایت دین کی پا کر جو لوٹے کفر کی جانب
رسول پاک برحق کہہ کے لوٹے کفر کی جانب

ہدایت ہو نہیں سکتی ایسے بے حیاؤں کو
ہو باغی دین برحق کے یہ ظالم بے وفاؤں کو

سزا ان کی ہے لعنت تا ابد رب دو عالم سے
خدا سے اور فرشتوں اور ساری نسل آدم سے

ابد تک یہ سزائے لعنت دائم میں ٹھہریں گے
نہ کم ہو گی سزا ان کی غم دائم میں ٹھہریں گے

مگر جو ہو کے نادم لوٹ آئیں دین احمد پر — خدا کر دے گا معاف اس کو صداقت کی ہیں آمد پر
خدا ہے بخشنے والا رحیم دو جہاں مولیٰ — معافی دینے والا ہے یہ تیرا آستاں مولیٰ
مسلماں ہو کے پھر وہ گر دوبارہ ہو جائیں کافر — قبولیت نہ پائے تو یہ ان کی وہ رہیں کافر
وہ گمراہی میں ہموارہ گرفتار ازل ہوں گے — ذلیل دو جہاں ہوں گے وہ مردار ازل ہوں گے
جو مر جائیں گے حالت کفر میں برباد ہو جائیں — ہے ناممکن کہ دوبارہ کبھی آباد ہو جائیں
وہ فدیہ دیں جو ڈھیروں ڈھیر ڈھیروں دیں اگر سونا — عذاب دائمی ہو گا قبولیت نہیں ہونا
خدا ان کو تباہی میں ابد تک گھیرے رکھے گا — اس ازلی روسیاہی میں ابد تک گھیرے رکھے گا

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ

بے شک یہ (کتاب) نصیحت ہم ہی نے اتاری ہے اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں

منظوم کلام

لَنْ تَنَالُوا

(۴)

مثنوی بدرُ العرفان فی آثار القرآن

...... مصنف ......

محمد غلام نصیر الدین چاچڑوی سیالوی

منظوم کلام

رکوع ۱

بجز ایثار کوئی مرتبہ ہر گز نہیں ملتا
سخاوت کے سوا اس جاء کوئی گل نہیں کھلتا

اگر تو چاہے کہ تو قربِ الٰہی پائے اے ناداں
تو راہِ حق میں اپنی سب سے پیاری چیز کر قربان

علیمِ دوجہان ربِّ دوعالم جانتا ہے سب
حقیقت تیری قربانی کی واللہ جانتا ہے سب

یہودی اک نیا منصوبہ لائے خدمتِ احمدؐ
بہانہ سازی سے وہ سر جھکائے خدمتِ احمدؐ

رسول اللہ بتا دیں حضرتِ یعقوب نے کیونکر
وہ دودھ وہ گوشت اونٹوں کا ٹھہرایا حرام آخر

نہ کھاتے پیتے تھے وہ اونٹ کی کوئی شئے بھی ہر گز
نہ استعمال میں لاتے تھے اس کو مثلِ مے ہر گز

حضور اقدس عالی نے برجستہ یہ فرمایا
کہ وحی پاک اُتری ہے خدا نے صاف فرمایا

تمہارا دعویٰ ہے باطل نہیں توراۃ میں آیا
امر موسیٰؑ کا تبدیلی میں ہر اک دور میں آیا

جنابِ نوحؑ ہر اک جانور کو حلال فرمایا
اور اسرائیل نے تھا اونٹ کھانا منع فرمایا

وہ آدمؑ بہن بھائی کا نکاح کر دیتے تھے ظاہر
مگر بعد از زمانہ یہ نکاح ٹھہرا حرام آخر

وہ اسرائیل دو بہنیں نکاح میں لائے تھے ظاہر
مگر توراۃ میں ہے ان کی حرمت ظاہر و باہر

تمہارا دعویٰ ناقص یا وہ لے آؤ توراۃ اپنی
صداقت ہو نمایاں تاکہ سچی بات ہو اپنی

اگر پھر بھی نہ مانوں گے تو ظالم آپ ہی ٹھہرے
خدا سے منحرف ہو کر تو ظالم آپ ہی ٹھہرے

خدا سچا ہے اس کے دعوے سارے سچے صادق ہیں
کہ مانو دین ابراہیمؑ حنفی سارے صادق ہیں

کہ جو دینِ حنیفا پائے ابراہیم کو مانے
نہ مانے اور نہ ہرگز مشرک کی تقسیم کو مانے

زمیں پر سب سے پہلا گھر خدا نے مکہ بنوایا
وہ آدم اور حوا نے تھاپہلا سنگ ٹھہرایا

وہ سب سے پہلی مسجد جو کہ وقفِ اہتمام آئی
بلا تردید غیرے وہ تو مسجد الحرام آئی

وہ حضرتِ نوح کے طوفان نے برباد کر ڈالی
خلیل اللہ نے امرِ ربّ سے پھر آباد کر ڈالی

یہی ہے جس نے بیت اللہ کا اقدس نام پایا ہے
یہیں پر آمنہ کے گھر محمدؐ پاک آیا ہے

اسی کو مکّہ کہتے ہیں اسی کو مکّہ کہتے ہیں
ہے مرکز رہبری کا دُنیا بھر میں مکّہ کہتے ہیں

خدا کی رحمتوں کا گھر مقدس مکہ اطہر ہے
مقامِ ابراہیم اس میں تقدس کرتا ظاہر ہے

امن کی یہ پناہ ہے رحمتوں کا ہے یہ گہوارہ
کہ بچ جائے یہاں ہر جو ہو ساری دُنیا کا مارا

یہی ہے گھر کہ جس کا حج خدا نے فرض فرمایا
اگر ہو زادِ راہ کا مردِ مومن پاس سرمایا

اگرپھر بھی فضیلتِ مکہ سے ہو کوئی انکاری
تو بربادی ہے اس کی بے نیاز ہے ربِّ غفاری

جو کچھ اہل کتابی بے حیائی پر آمادہ تھے
محمدؐ کی حقانیت سے واضح طور آگاہ تھے

مگر انکاری تھے آیاتِ بینات سے ظالم
حقیقت جانتے تھے جھوٹے دعویدار تے عالم

خدا فرمائے محبوباً بتا دے صاف صاف آخر
کہ اے اہلِ کتابی منکر دیں ہو گیا کافر

خدا کی آیتوں کو دیکھ کر بھی تم نہیں مانے
خدا واحد گواہ ہے ہر تمہاری بات کو جانے

ہیں گمراہِ ازل لوگوں کے رستے روکتے پھرتے
جو جانا چاہے حق پر اس کو یونہی ٹوکتے پھرتے

سمجھتے بھی ہیں دل میں وہ حقیقت کی صداقت کو
مگر پھر بھی وہ جاری رکھے ہیں اپنی شرارت کو

خداوندِ دوعالم باخبر ہے اُن کے فتنے سے
وہ سب کچھ جانتا کہ وہ پانی میں ہیں کتنے سے

نہ آنا ان کے دھوکے میں کبھی ہرگز نہ تم مسلم
ترا ایمان بھی برباد کر دیں گے بڑے ظالم

کہ سب کچھ دیکھتے ہی کفر کی راہ پر چلے جائیں
حیا کو چھوڑ کر وہ حیلہ سازی میں ڈھلے جائیں

بتائی جاتی ہیں آیات ربیّ سامنے ان کے
نبی دین برحق ہیں مربی سامنے ان کے

حقیقت کو بتاتے ہیں کفر کو دور کرتے ہیں
نگاہِ کرم سے وہ سینہ سب پُرنور کرتے ہیں

تمہارے دین کو خطرہ تو مطلق ہی نہیں ان سے
مگر بچتا ہی رہ ہرگز نہ ہو صحبت نشیں ان سے

وہی قسمتوں والے جو سیدھی راہ پر چلتے ہیں
جو دامانِ محمدؐ تھام کر اللہ سے ڈرتے ہیں

خدا کا خوف دائم دل پر رکھنا خبر و ایماں ہے
کہ تاوقتِ نزع رہنا مسلماں خبر و ایمان ہے

مٹا دو تفرقے اور ایک ہو جاؤ مسلمانوں
کہ حبل اللہ میں بندھ کر نیک ہو جاؤ مسلمانوں

منظوم کلام

رکوع ۲

خدا کے کرم نے تم کو بڑی نعمت عطا کی ہے
کہ آپس میں محبت دائمی الفت عطا کی ہے

کبھی دُشمن تھے اور خوں کے پیاسے تے کبھی باہم
خدا کی نعمتوں کو یاد کرتا رہ تو اے مسلم

خدا نے کرم کرکے پھر تباہی سے بچا ڈالا
گڑھے میں آگ کے گرنے کی سیاہی سے بچا ڈالا

خدائے پاک اپنے کرم سے راہِ ہدیٰ بخشے
ہدایت کے لیے ایاتِ ربیّ برملا بخشے

خدا فرمائے اک ایسی جماعت دینِ برحق کی
ہو جس کا کام تبلیغ و ہدایت دینِ برحق کی

وہ دعوت دے بھلائی کی برائی سے وہ روکے
یہی ہے اک گروہ بہتر جو جرأت سے بدی روکے

خدا محفوظ رکھے تم کو ایسے ہو نہ جاؤ تم
دوبارہ فرقہ بندی کرکے ایسے کھو نہ جاؤ تم

ہدایت پا کے دوبارہ جو لوٹے فرقہ بندی کو
خدا کا ہے عذاب دائمی اس شرپسندی کو

ایسا دن بھی ہوگا سارے چہرے بدل جائیں گے
حقیقت رُونما ہوگی چہرے بدل جائیں گے

خدا کے پاک بندوں کے تو چہرے ہوں گے نورانی
سیاہی اُن کے چہروں پر جو ظالم ہوں گے نفسانی

خدا کے پاک بندے نور تابان بن کے نکلیں گے
منافق روسیاہ سب شکلِ شیطاں بن کے نکلیں گے

عذاب دائمی آئے گا مختص ان کے حصے میں
وہ بے شرمی سے سیاہ رو ہوں گے اپنے سارے قصے میں

خدا کی رحمتوں کا گھیرا ہو گا پاک بندوں کے
چمکتا شمعیں تاباں چہرہ ہوگا پاک بندوں کے

رہیں گے تا ابد اس نور کی پیاری فضا میں وہ
عطا ان کی رہے گی اور سدا افضل و عطا میں وہ

میرے محبوبؐ تم پر یہ نزولِ رحمت کامل
یہ آیات مقدس صدق و حق میں ہیں جو کہ شامل

خداوند دوعالم تو محبت کا خزانہ ہے
ظلم کرتا نہیں ہر گز وہ رحمتِ جاودانہ ہے

خدا کے آسماں سارے خدا کی سب زمینیں ہیں
خدا کے سامنے جھکتی زمانے کی جبینیں ہیں

بالآخر لوٹ کر جانا خدا کے پاس ہے ہم کو
پناہِ آخر اپنی خدا کے پاس ہے ہم کو

غلامانِ محمدؐ ملتِ بیضہ کہے مولا
زمانے بھر میں خیر وبرکت برتر کئے مولے

یہ وہ ہیں جو کہ دُنیا میں ہدایت دینے آئے ہیں
یہ رحمت بانٹنے آئے شرافت دینے آئے ہیں

برائی سے تمہیں تو روکتے ہو ساری دُنیا میں
تمہیں ہو جو ہر برائی روکتے ہو ساری دُنیا میں

کیا ہوتا جو سب اہلِ کتابی ایک ہو جاتے
فلاح میں برکتوں میں سب کتابی ایک ہو جاتے

مگران میں فلاح و خیر والے تھوڑے ہیں
یہ فاسق شرپسند ہیں خیر والے تھوڑے ہیں

منظوم کلام

رکوع ۳

ستا سکتے ہیں تجھ کو یہ ضرر پہنچا نہیں سکتے
خدا حافظ ہے محبوباً مکر کو پا نہیں سکتے

لڑائی میں یہ بزدل ایک دم ہی بھاگ جائیں گے
قدم اکھڑیں گے ان کے ایکدم ہی بھاگ جائیں گے

خدا ناراض ان سے نصرت ربیّ نہیں ہوگی
ہیں مایوسِ زمانہ رحمتِ ربیّ نہیں ہوگی

ہے سب سے بڑھ کے محرومی تو عزت نفس محرومی
کہ دولت ہوتے بھی ذلت ہے چھائی دل پہ مغمومی

یہودی کو سزا ہے کہ ذلیل دوجہاں ٹھہرا
محمدؐ کے خلاف ہو کر رذیلِ دوجہاں ٹھہرا

فقط اس کی پناہ پانے کی دو شرطیں ہوئی حامل
کہ توبہ کرکے ایماں لائے صدق دل سے ہو شامل

اگر اس پر نہیں آتا تو پھر یہ بات ہے آخر
شرارت چھوڑ دے اور چھوڑ دے یہ افترا آخر

شریف النسل شہری کی طرح رہنے کا گُر سیکھے
یہ بن کر شہری مل جل کر یہاں رہنے کا گُر سیکھے

وگرنہ اس پہ ذلت کا تباہی کا وقت آیا
ذلیل دوجہاں غضبِ الٰہی کا وقت آیا

کہ آیاتِ الٰہی کو یہ جھٹلاتا رہا ظالم
قتل کرکے نبیوں کو یہ اتراتا رہا ظالم

سزائے سخت کے قابل ہوا یہ کرکے بے باکی
کسی بھی کام نہ آئے گی سفاکی و چالاکی

مگر اہلِ کتابی سب کے سب ایسے نہیں ہوتے
خدائے پاک سے وقفِ غضب ایسے نہیں ہوتے

ہیں ان میں اس طرح کے نیک سیرت پاک طینت بھی
وہ روتے سجدہ کرتے ہیں رہیں وقفِ عبادت بھی

خدا کا خوف دل میں اور صابر نیک بندے ہیں
کہ دلجوئی تلاوت اور عبادت ان کے دھندے ہیں

خدا پر یوم آخر پر عقیدہ اُن کا برحق ہے
وہ طینت نیک کے مالک ہیں نظریہ صداقت ہے

وہ نیکو کار ہیں کرتے ہیں نیکی اور کراتے ہیں
برائی کرنے والوں کو خدا سے وہ ڈراتے ہیں

وہ نیکی پر بڑی جلدی سے آمادہ ہیں ہو جاتے
بھلائی کا اگر ہو کام آمادہ ہیں ہو جاتے

یہ نیکی ان کی بھی مولا کبھی ضائع نہیں کرتا
کہ عملِ خیر کا برباد سرمایہ نہیں کرتا

خدا کی ذات واقف ہے دلوں کے راز جانے ہے
خدا کے متقی بندوں کے وہ انداز جانے ہے

کوئی طاقت بچا سکتی نہیں ان ظالموں کو اب
اے محبوباً بتا دو ان یہودی عالموں کو اب

نہ ان کا مال و دولت اور نہ انکی نسل اولادیں
بچائے گا نہیں کوئی یہ اللہ کی ہیں افتادیں

صِـــرٌّ کہتے ہیں اس کو ہوائے سرد یخ بستہ
تباہ کر دے جو کھیتی لہلہاتی مثل گل دستہ

سخاوت کافروں کی سب ریا کاری پہ مبنی ہے
دکھاوا دھوکے بازی اور عیاری پہ مبنی ہے

کہ ان کا یہ دکھاوا ہی تو باعث ہے تباہی کا
ریاکاری تو الٹا باعث ہے غضب الٰہی کا

اکارت زندگی کی کھیتی کا سامان ہو جائے
کہ یخ بستہ ہوا ہے جیسے کل ویران ہو جائے

اسی طرح سے اپنے نفس پر ظلم کرتے ہیں
وہ نفسِ خود پرست و پُرہوس ہر ظلم کرتے ہیں

کسی پر ظلم مولیٰ پاک ہر گز ہی نہیں کرتا
وہ ارحم ذات ربیّ ہے ظلم ہر گز نہیں ہوتا

خدا فرمائے اے ایمان والوں غور سے سُن لو
خدا کے پاک بندوں کو اپنا ہم نشیں چُن لو

کہ مجلس میں کسی کے بیٹھ کر انسان نہیں بچتا
اثر پڑتا ہے مجلس کا کوئی ناداں نہیں بچتا

بروں کے پاس بیٹھیں تو بُرا ہونا یقینی ہے
کہ ان کی فطرتِ بد میں تولا دینی بے مذہبی ہے

کسی مرد خدا ایمان والے کے بنو ساتھی
کہ اُس کے عشق کا تم پرا اثر ہو کافی و وافی

خدا نے خود بتا ڈالا طریقہ ہم نشینی کا
خدا کے پاک ولیوں کے ادب کا ہم نشینی کا

بُرے تو بس یہی چاہیں کہ تم برباد ہو جاؤ
وہ رکھتے ہیں عداوت تم سے تم برباد ہو جاؤ

عنادِ دائمی پوشیدہ ہے ان بدقماشوں کے
کہ آنا جال میں ہر گز نہ تم ایسے اوباشوں کے

خدا نے صاف آیاتِ مقدس میں ہے بتلایا
عقلمندی ہے یہ تیری بچا لے اپنا سرمایہ

تم اپنی سادگی سے ان سے کرتے ہو دلی الفت
مگر بدباطنی سے وہ ہیں دشمن تیرے بدنیت

یہ قرآن مقدس پر تیرا ایمان کامل ہے
مگر وہ بدعقیدہ ہیں کفر بس ان کے شامل ہے

تو کیسی دوستی ٹھہری حقیقت کو سمجھ جاؤ
وہ بالکل تیرے دشمن ہیں عقیدت کو سمجھ پاؤ

وہ تم کو دھوکہ دے کر کہتے ہیں ایمان لائے ہم
مگر تخلیے میں غصے سے جز بز ہوتے ہیں باہم

وہ کاٹیں انگلیاں اپنی وہ کانپیں غصے سے تھر تھر
تو کہہ دو ایسے ظالم کو کہ اپنے غصے میں ہی مر

خدا تو جانتا ہے تیرے سینے کی کدورت کو
وہ سیرت سینے کی سمجھے نہ الجھو دیکھ صورت کو

تمہیں آئے خوشی تو غم سے مُرجھا جاتے ہیں وہ ظالم
مصیبت تم پہ آئے تو خوشی کا اُن پہ ہو عالم

مگر ایمان والو کام لو گے استقامت سے
تمہارا کچھ نہ بگڑے گا صبر کی اس کرامت سے

خدا کی ذاتِ کامل تو ہے ہر اک چیز پہ چھائی
وہ سب چالوں پر حاوی ہے نہیں پوشیدہ اک رائی

تمہیں وہ یاد ہوگا کہ احد کی جنگ میں کیا تھا
وہ دشمن سہ ہزار افواج قاہر لے کے آیا تھا

منظوم کلام

رکوع ۴

صبح کے وقت دامنِ کوہ میں مومن آ کے بیٹھے تھے
گروہ تھے ان میں دو ایسے پریشان ہو کے بیٹھے تھے

مگر کہہ دو نہ گھبراؤ خدا کے چاہنے والوں
خدا ہے آپ کا والی خدا کے چاہنے والو

کہ مومن کی یہ فطرت ہے خدا پر آسرا رکھنا
توکل مولی پر کرکے بڑا ہی داعیہ رکھنا

تمہیں وہ یاد ہوگا قلتِ تعداد کا قصّہ
وہ میدان بدر نصرت و امداد کا قصہ

مدد تھی ربِّ باری کی کہ دشمن کچھ نہ کر پایا
بھروسہ ربِّ دو عالم یہ مومن کا ہے سرمایہ

خدا سے ڈرتے رہنا اور بھروسہ ذات باری پر
مقام شکر میں کرنا بھروسہ ذاتِ باری پر

عجب کی مصطفیٰؐ نے دلبری بدری صحابہؓ کی
ملائک تین ہزار اترے مدد یہ بے محابا کی

سُنا کفار کا لشکر مزید اور آنے والا ہے
صحابہ تھوڑے گھبرائے یہ کیا کچھ ہونے والا ہے

محمدؐ مصطفیٰؐ سے صاف یہ اعلان جاری ہے
اِدھر بھی سہ ہزار اترے ملائک رب باری ہے

تمہاری نصرت خاصہ کو خود پروردگار آیا
محمدؐ سے وفا کرنے سے مولیٰ کو پیار آیا

اگر تم صبرِ کامل سے رہو گے استقامت میں
بڑے انعام پوشیدہ صبر کی اس کرامت میں

کہ لشکر غیبی اترے گا مزید اور آسماں سے پھر
ملائک پنج ہزاراُتریں مزید اور آسماں سے پھر

یہ سب کچھ تیرے اطمینانِ قلبی کے لئے آیا
یہ سب کچھ صدقہ سلطانؐ عربی کے لیے آیا

خدا ہے غیرتوں والا فتح نصرت وہی بخشے
اور اپنی حکمتِ کامل سے سب عزت وہی بخشے

یہی امداد ہے کافر کے لشکر بٹ جائیں آخر
کہ بازو ان کے دوحصوں میں ہوکر کٹ جائیں آخر

ذلیل و نامراد ہو کر کے واپس لوٹ جائیں وہ
فتح ہو مرد مومن کی شکست فاش کھائیں وہ

وہ دندانِ مبارک کی شہادت پر محمدؐ نے
کہا وقفِ سزا ٹھہرایا ان کو نیتِ بد نے

خدا فرمائے محبوباً یہ سب ہے میری قدرت میں
میں چاہوں تو کریں توبہ میں لے آوٗں ہدایت میں

غلامی تیری کرنے کو یہ خادم بن کے آبیٹھیں
محمدؐ مصطفیٰ پر جان قربان کرنے آبیٹھیں

کہ خالدؓ بن ولید ایسے کئی عشاق آئیں گے
نگاہِ مصطفیٰؐ پر جان اپنی وار جائیں گے

میں مالک ہوں اگر چاہوں سزائے دائمی دے دوں
یہ ظالم ہیں ظلم کی پھر جزا میں لازمی دے دوں

خدا کی ذات مالک ہے زمینوں آسمانوں کی
کہ اس کے قبضہ قدرت مین شاہی ہے جہانوں کی

جسے چاہے معافی دے جسے چاہے سزا دے دے
جسے چاہے تباہ کر دے جسے چاہے لقا دے دے

وہ مالک رحم کرنے والا بخشش کرنے والاہے
غفوری اور رحیمی شان والا میرا مولیٰ ہے

خداوندِ دوعالم سود کو مردار ٹھہرائے
کہ لعنت اس پہ جو کہ اس کو کاروبار ٹھہرائے

وہ اہلِ جاہلیت سود پر بھی سود لیتے تھے
وہ دگنا اورچگنا اصل سے بھی سود لیتے تھے

خدا فرمائے یہ انساں فروشی کا بُرا دھندہ
حرام خاص ہے ہر گز نہ کر پائے میرا بندہ

منظوم کلام

رکوع ۵

منع ہے دُگنا کرنا مال ناجائز طریقوں سے
ستم کرکے نہ بند ہو تو ان سودی طریقوں سے

وگرنہ آگ میں تم ڈالے جاؤ گے نہ ہو منکر
کہ جس طرح سے وقفِ آتش دوزخ ہوئے کافر

اطاعت ربِّ دو عالم کی فرضِ اولین ٹھہرا
اطاعتِ مصطفیٰؐ کی بھی ہے فرضِ مسلمیں ٹھہرا

یہی ہے بہتری تیری یہی ہے برتری تیری
غلامی مصطفیٰؐ کی ہے اے مومن سروری تیری

خدا فرمائے نیکی میں تجھے عجلت ضروری ہے
حصولِ خیر کی خاطر تیری ہمت ضروری ہے

خدائے پاک بندوں کو عطا کی اک وسیع جنت
زمینوں آسمانوں کے برابر ہے رفیع جنت

خدا کے متقی بندے اسی میں لطف پائیں گے
محمدؐ کی غلامی کے تصدق عیش پائیں گے

نشانی میں مسلمانوں کی ایثارِ کمال آیا
لُٹا دیتے ہیں وہ راہِ خدا میں جو بھی مال آیا

وہ خوشحالی میں تنگدستی خوشی اورغم میں دیتے ہیں
سخاوت کرتے رہتے ہیں خدا کی راہ میں دیتے ہیں

وہ صابر ہیں وہ غصے پر بھی اپنے ضبط کرتے ہیں
وہ نازک صورت حالات میں بھی ضبط کرتے ہیں

سخی ہیں معافی دینے والے غصہ پینے والے ہیں
خدا کی مصطفےٰ کی وہ رضا پر جینے والے ہیں

خدا ان کو حبیب دوجہاں گردانتا ہے بس
کہ عالی قدر باہمت مسلماں مانتا ہے بس

ہے درجہ مال ان کو رب دوعالم عطا کرتا
خدا کی راہ پر جو ہے سخاوت میں عطا کر

اگر سہواً کوئی لغزش گناہ سرزد بھی ہو جائے
اگر بھولے سے کوئی حکمِ ربی رد بھی ہو جائے

تو فوراً سر جھکا لیتے ہیں دربار خدا میں وہ
پشیماں بے پناہ ہوتے ہیں بس اپنی خطا میں وہ

وہ استغفار کہہ کہہ کر وہ رو رو کر خطا مانیں
معافی مانگیں رو رو کر خدا کی وہ پناہ مانگیں

کہ بے شک ربِّ دوعالم خطا ہے بخشنے والا
گناہگاروں کو معافی دے عطا ہے بخشنے والا

یہ مومن کی نشانی ہے سر تسلیم خم کرنا
گناہ تسلیم کر لینا طلب اُس کا کرم کرنا

وہ عذر لنگ کی تاویلوں سے گمراہی نہیں پاتے
گناہ کا علم ہو جائے تو بد راہی نہیں پاتے

یہی وہ لوگ ہیں جن کو خدا نے مغفرت بخشی
ہے جنت میں وہ نہروں کی فضا کی مداومت بخشی

ہمیشہ پیاری پیاری نہریں اُس جنت میں جاری ہیں
کہ جنت کے مالک وہ حبیبانِ غفاری ہیں

یہ کیسا اچھا بدلہ ہے وہ نیکی کرنے والوں کو
یہ کیسا عالی رتبہ ہے خدا سے ڈرنے والوں کو

احد کی جنگ میں جب برستے تھے تیر اور پتھر
شہید ملتِ بیضا کی تعداد ہوگئی ستر

صحابہ کچھ فکر مند ہو گئے حالاتِ ظاہرسے
یہ کیوں اس طرح مارے جائیں عاشق موذی کافر سے

خدا کے غلبۂ کامل میں کیسا راز پوشیدہ
کہ روئے پاک انور پر لگا اک سنگ دز دیدہ

خدایا تیرے وعدوں کا بھروسہ لیکے نکلے تھے
محبت کی عنایت کا سندیسہ لے کے نکلے تھے

خدا فرمائے اس حکمت سے ناواقف ہے تو مومن
کبھی بھی رائیگاں ہرگز نہ جائے گا لہو مومن

شہادت اک بڑا درجہ صحابہؓ کو عطا کرنا
یہ مقصد تھا کہ قربانی کا یہ درجہ بنا کرنا

کہ دیکھے آسماں بھی یوں شہادت مردِ مومن کی
عقیدت مردِ مومن کی ارادت مردِ مومن کی

بڑی خواہش تھی عشاقِ حقیقی کو شہادت کی
خداوند دوعالم کر دی تکمیل اس ارادت کی

نہ گھبرا خوف سے اے مرد مومن بے خطرہو جا
بالآخر غلبہ تیرا ہے ہو تو پھر بستہ کمر ہو جا

یہ پہلی قوموں میں بھی اس طرح ہوتا چلا آیا
کہ پہلی امتوں نے خون دے کر غلبہ لقا پایا

عوام الناس کو اس کی حقیقت کو دکھانا تھا
خدا کے پاک بندوں کو متقی اس سے بنانا تھا

زمانے کو پتہ چل جائے صابر کون ہوتے ہیں
یہ مومن کون ہوتے ہیں یہ کافر کون ہوتے ہیں

کہ جاں قرباں کرکے بھی تو آگے ہی قدم رکھنا
محمدؐ کے غلاموں کا ہے مر کر بھی عزم رکھنا

کیا یہ جانتے ہو تم کہ جنت اک وراثت ہے
ہم ہی اس کے مالک ہیں ہماری یہ وراثت ہے

یہ بالکل غلط ہے ناداں خدا کے ہاتھ ہے جنت
عمل سے زندگی ہو وے جہنم ہے کہ ہے جنت

منظوم کلام

رکوع ۶

احد کی جنگ میں جبکہ حضور انور ہوئے زخمی
خبر پھیلی شہادت پا گئے ہیں وہ نبی اُمّی

محمدؐ مصطفیٰ کی ہے شہادت ہو گئی لوگو
صحابہ کانپتے تھے ختم قیادت ہو گئی لوگو

خدا فرمائے یہ مانا رسول اللہ محمدؐ ہیں
مگر اللہ نہیں ہیں وہ نبیؑ برحق وہ احمدؐ ہیں

رسول اللہ نے کب دعویٰ کیا اپنی خدائی کا
دعویٰ ہے نبوت دلبری اور دلربائی کا

گزرتے منتقل ہونے کو مر جانا نہیں کہتے
جو قائم تا ابد ہو اُس کو مر جانا نہیں کہتے

رحلت کے معنی ہیں اک جا سے آگے کو گزر جانا
کہ قدمآمت اگر اتا تو یہ تھا مرنے کا معنی

ارے ناداں تقاضا وقت کا یہ ہی بتاتا ہے
جو اس دُنیا میں آتا ہے یقیناً لوٹ جاتا ہے

عبد ہو متقی تو نہیں مرتا نہیں مرتا
اگر کافر شقی ہو تو بلاشک ہے یہیں مرتا

جو کافر مرتا ہے تو نام تک باقی نہیں رہتا
مگر محبوب رب مرجائے تو لولاکی نہیں رہتا

ہے دین ربِّ دوعالم ترا ہو قائم و دائم
تو مت پھر دینِ برحق سے اے مرد مومن و صائم

اگر پھر جائے گا تو دین برحق سے ذلیل ہوگا
مقام شکر چھن جائے گا ذلت کی دلیل ہوگا

کہ جب تک فیصلہ کن موت کی ساعت نہیں آتی
کسی کو موت اے مومن نہیں آتی نہیں آتی

مقرر وقت مولیٰ نے ہے جب مرنے کا لکھ ڈالا
ارے نادان دلِ بُزدل میں کیوں مرنے کا دکھ ڈالا

جو جیتا ہے کہ دُنیا میں مَیں دولت مند ہو جاؤں
بہت سا مال حاصل کرکے میں مال دار ہو جاؤں

خدا اُس کو بھی دیتا ہے رحیم دوجہاں ہے وہ
مگر جو طالب دُنیا ہے محرومِ جناں ہے وہ

مقامِ آخرت کی بہتری کو چاہنے والا
وہ محبوب خدا دین محمدؐ ماننے والا

وہ دین اور دُنیا دونوں میں مقام برتری پائے
غلام مصطفیٰؐ ہو کر مقام خواجگی پائے

مقام شکر مل جائے تو ملتا ہے جہاں سارا
خدا دے گا بڑی عزت تو کرے شکر کا چارا

خدا فرمائے اس سے پہلے بھی عشاق ہو گزرے
نبیانِ الٰہی کے بڑے مشتاق ہو گزرے

وہ بھی اپنی پیاری جانیں قربان کرتے آئے ہیں
کہ وہ بھی زیرِ دامانِ نبیاں مرتے آئے ہیں

وہ بزدل ہو کے ہرگز چھوڑ کرم میداں نہیں بھاگے
جو قربانِ حبیباں ہو اُسی کے لیکھ ہیں جاگے

نہ ہو مایوس ہرگز تو اعانت رب باری سے
کہ غلبہ حاصل ہوگا تجھ کو اُس شانِ غفاری سے

بہت محبوب رکھتا ہے خدا ان صبر والوں کو
یقیناً اجر دیتا ہے خدا ان صبر والوں

وہ ہر دم رہتے ہیں مصروف عجز و آہ و زاری میں
عرض کرتے ہیں معافی کیلئے دربار باری میں

خدایا معاف کر دے سب گناہ ہم عاجزوں کے تو
مری آزادیوں سرتابیوں کو معاف کردے تُو

عطا کر استقامت تو مجھے دینِ محمدؐ کی
عنایت جیسے پہلے کرم سے تو نے ہے بے حد کی

عطا کر غلبہ و نصرت یہ کافر قوم پر ہم کو
اٹھائے نہ کوئی ہرگز تیرے درسے مگر ہم کو

انہیں لوگوں کی خاطر عزت حسنِ ثواب آیا
محبت نیکوکاروں سے خدا کا خود خطاب آیا

خدا تاکید کرتا ہے کہ کافر سے گریزاں رہ
اے مومن کافروں کی ہم نشینی سے گریزاں رہ

کہ ان کی ہم نشینی سے تیرا ایماں لُٹ جائے
یہ تیرے دین کی دولت کا نہ سب سامان لُٹ جائے

تو گر آتا رہا ان بد نصیبوں کی مجالس میں
نہ کوئی فرق رہ جائے گا خالص اور نخالص میں

سیاہی قلب کی لوٹائے گی پھر کفر کی جانب
خسارہ پا کے لوٹو گے دوبارہ کفر کی جانب

منظوم کلام

رکوع ۷

نہ گھبرا تیرا حامی تیرا ناصر آپ مولیٰ ہے
مدد کرنے کو بہتر تیرا ناصر آپ مولیٰ ہے

میں ڈالوں رعب کافر کے دل کمزور میں ایسا
کہ سر پر پاؤں رکھ کر بھاگے حالت غیر میں جیسا

خداوند دوعالم سے شریک غیر کرتا ہے
خدا کی شانِ قہاری سے ظالم بیر کرتا ہے

وہ غیراللہ کو اللہ کے برابر سامنے لائے
وہ بودی اور ناقص چیزوں کو معبود ٹھہرائے

ٹھکانا اس کا دوزخ ہے وہ دوزخ میں ہی ٹھہرے گا
وہ ظالم عاقبت اپنی تباہ کرکے ہی ٹھہرے گا

مگر اس کا نہیں مطلب تو ولیوں سے کنارا کر
وہ محبوبِ خدا ہیں راہبری نہ لے کنارا کر

خدا کے پاک بندے تو خدا کا نوری لشکر ہیں
وہ عاشق ہیں وہ خادم ہیں وہ صابر ہیں وہ شاکر ہیں

کبھی جو اپنے خادم ہوں محبت میں وہ صادق ہوں
وہ اپنے مولیٰ سے ہرگز نہ غیریت کے لائق ہوں

کہ لفظِ غیر کا مطلب ہے اپنے سے جُدا ہونا
ولی اللہ کا مطلب ہے عاشق باخدا ہونا

احد کی جنگ میں یہ واقعہ یوں پیش آیا تھا
کہ اک دستہ مسلمانوں کا درّے پر بٹھایا تھا

کہ ہرگز اس جگہ سے تم کسی بھی طرف نہ جانا
کہ تیر انداز بن کر تم حفاظتِ قوم فرمانا

مگر جب ختم کے آثار جنگ میں کچھ نظر آئے
وہ دشمن بھاگتا پھرتا تھا مارے خوف گھبرائے

غنیمت لوٹنے کو ہر مسلماں دوڑتا آیا
وہ دستہ جو مقرر تھا تو وہ بھی لوٹ کر آیا

وہ دشمن پشت خالی پا کے پھر لوٹا اچانک سے
کہ ستر غازی مارے اُس نے اس حملے بھیانک سے

ابوسفیان سمجھا ہیں شہیدوں میں محمدؐ بھی
گئے مارے عبد اپنے مریدوں کے محمدؐ بھی

وہ قسم لات و عزیٰ لگا کے نعرے مارتا پھرتا
خدا کی لازوال ہستی کو تھا للکارتا پھرتا

مسلماں تھے پریشاں کچھ سمجھ میں تھا نہیں آتا
یہ مایوسی کا عالم تھا کہ دل تھا ڈوبتا جاتا

خدا فرمائے اُس دم بزدلی کے سائے پھیلے تھے
ہوا وعدہ مرا پورا دوبارہ غازی سنبھلے تھے

عمرؓ فرمائے کافر تیرے عزیٰ کی تباہی ہو
محمدؐ زندہ ہیں تجھ پر بپا غضبِ الٰہی ہو

وہ تم درّے پہ گر فرمانِ الٰہی کو بجا لاتے
مجال کافراں کیا تھی کہ مہلت ایک پل پاتے

خدا نے خاص غیبی مدد سے تم کو بچا ڈالا
علَم دینِ محمدؐ کا بلند کرکے دکھا ڈالا

کئی تم میں طلبگار جہاں ہیں مال و دولت کے
بلاشک جو غنی ہیں پاسباں ہیں اپنی ملت کے

دکھایا آزمودہ ربِّ دوعالم نے ان کو یہ
کہ فرمانِ محمدؐ سے کبھی ہرگز نہ کوئی لوٹے

بحق مصطفیٰؐ تم کو خدا اب معاف کرتا ہے
کہ ذوالفضل علی المومنین کا وعدہ پورا کرتا ہے

وہ دیکھو کس طرح کی یوں پریشانی کا عالم تھا
کہ بھاگے جاتے تھے تم اور حیرانی کا عالم تھا

محمدؐ مصطفیٰؐ تم کو بلاتے تھے کہ آجاؤ
خدا کی نصرتیں اب بھی ہیں شامل واپس آجاؤ

وہ مڑ مڑ کر تمہارا دیکھنا اور بھاگتے جانا
وہ رہ رہ کر محمدؐ مصطفیٰ کا مژدہ بتلانا

خدا نے تم کو غم کے بدلے اطمینان بخشا ہے
جو کھو بیٹھے تھے تم دوبارہ وہ سامان بخشا ہے

یہ غم ٹوٹا فقط اس پر نہ حکم مصطفیٰؐ مانا
شہادت بھی ملی ہے اور بڑا صدمہ پڑا پانا

تمہارے فعل اور جذبے کو مولیٰ خوب جانے ہے
تمہارے نیک ارادے کو بھی مولا خوب جانے ہے

غم و اندوہ گزرا اور خدا نے راحتیں بخشیں
کرم کی اور فضل کی پھر دوبارہ ساعتیں بخشیں

صحابہ جب تمہارے دل میں خیال غیر آتا تھا
زمانہ جاہلیت کا یہ شیطاں پیش لاتا تھا

کہتے تھے کہ ہم نے تو بڑی قربانیاں دی ہیں
کہ اپنے خاندانوں کی بہت ویرانیاں کی ہیں

کہ حکم مصطفیٰ پر ہم تو سر لے کر نکل آئے
امر آیا تو اپنا گھر کا گھر لے کر نکل آئے

مگر اتنے صحابہؓ کی شہادت یہ معاذ اللہ
ہماری اس میں کیا ہے اب جہالت یارسول اللہ

خدایا اس طرح مارے گئے احمدؐ کے پروانے
یہی گر ہے صلہ اس کا تو آگے پھر خدا جانے

خدا فرمائے اے مومن تو کیوں پھرتا ہے گھبرایا
تمہارے دل میں ایسا خیال آیا بھی تو کیوں آیا

خدا فرمائے اپنے گھر میں بھی گر موت آجاتی
کوئی شے تھی نہیں ایسی جو تم کو پھر بچا جاتی

یہ سب کچھ درحقیقت بس تمہاری آزمائش تھی
کہ مقصد دور کرنا یہ دلوں کی سب آلائش تھی

خدا کے کرم سے اک اونگھ سی آئی جوانوں کو
تو کر دی بزدلی سب دور ہمت دی غلاموں کو

نئی ہمت عزائم عزتوں والے نکل آئے
نئی قوت وہ غازی لیکے متوالے نکل آئے

ابوطلحہؓ ہیں فرماتے کہ پانسہ ہی پلٹ ڈالا
اُحد میں نمازیوں نے لشکر کافر اُلٹ ڈالا

کوئی اندازہ کر سکتا ہے اُس کے زورِ بازو کا
نگاہِ مرد مومن سے بدل جاتیں ہیں تقدیریں

تھا جن لوگوں نے منہ پھیرا وہ میدانِ غزا سے یوں
شکستہ دل جی ہو بیٹھے محمدؐ کے خدا سے یوں

خدا فرمائے میں نے ہمت کامل عطا کر دی
دوبارہ دے کے ہمت معاف ساری ہی خطا کر دی

سخی اور بخشنے والا حلم والا خدا واحد
محمدؐ کے غلاموں کا سہارا ہے خدا شاہد

منافق ہر طرح سے جن کو ناامید کرتا ہے
تمہاری ابتلا پر بھی وہ جھوٹے ٹسوے بھرتا ہے

اُحد میں ہوگئی جب وہ شہادت چند صحابہ کی
خدا نے آزمائی جب ارادت چند صحابہؓ کی

تو موقعہ ہاتھ آیا تب منافق کو بہانے کا
بڑی ہمدردیاں غم اور محبت کے جتانے کا

بڑا رو رو کے کہتا ہے نہ جنگ میں تم گئے ہوتے
نہ گھر ویران ہوتے اور نہ بازو سر کٹے ہوتے

خدا فرمائے کہ یہ سب اس منافق کی شرارت ہے
یہ بزدل کرتا ہے مومن کو یہ درجۂ شہادت ہے

خدا کے ہاتھ میں ہے زندگی اور موت اے مومن
خدا نہ چاہے تو کیسے کوئی ہو فوت اے مومن

کہ سب کچھ دیکھتا ہے ذاتِ باری وہ بصیر ہو کر
تو پھر امداد کرتا ہے مسلماں کی نصیر ہو کر

منظوم کلام

رکوع ۸

ضروری تو نہیں ہے کوئی گھر میں ہو نہ مر جائے — کہ گھر میں بیٹھے بھی وہ انتقال اپنا نہ کرپائے
اگر راہِ خدا میں جان دے کر سرخرو ہووے — خدا کی مغفرت اور بخششوں کے روبرو ہووے
اے مومن تیرا مرنا اُن کی دلجوئی سے برتر ہے — کہ اُن کی مجمع سازی سے تری قربانی بہتر ہے
کہ قربان ہو کے راہ مصطفیٰؐ میں زندہ ہو جا تُو — یہ دیکھے جان راہِ مصطفیٰ پائندہ ہو جا تو
کہ مرنے والا اس راہ میں خدا کے پاس جائے گا — حشر میں مولا اس کو پھر لقا اپنا دکھائے گا
خدا فرمائے میرے کرم سے ہیں نرم دل احمدؐ — معافی دینے والے ہیں محبت کا ہیں ظل احمدؐ
اگر سختی طبیعت کی مرے محبوبؐ میں ہوتی — صحابہؓ آتے کیوں اگر نہ کشش مطلوب میں ہوتی
کہ دل جوئی حبیباً ان جیسوں کی ضروری ہے — بلا کر پاس ان سے مشورہ لینا ضروری ہے
انہیں خود معاف کر دو اور مجھ سے مغفرت مانگو — مرے دربار رحمت میں بھی تم ان کا قرب مانگو
خدا ہم کو محمدؐ کا وسیلہ خود سکھاتا ہے — وہ واستغفرو لہم کہہ کر طریقہ خود بتاتا ہے
مرے محبوبؐ تو ان کی سفارش کر مرے در پر — توکل کرنے والوں کے خدا ہوتا ہے ساتھ اکثر
اگر امداد کو آئے خدائے واحد و یکتا — کوئی غالب اس پر کبھی بھی آ نہیں سکتا
وہ جس کے ساتھ نہ ہو ذاتِ باری کی مدد آخر — وہ محرومِ ازل ہے تا ابد بس خائب و خاسر
خدا امداد کرتا ہے توکل کرنے والوں کی — محمد مصطفیٰ کے جاں نثاروں عشق والوں کی
احد میں درّے پر بیٹھے صحابہ دل میں کہتے تھے — ملے گا ہم کو نہ مالِ غنیمت دل میں کہتے تھے
نبیؐ غیب داں کو بات ساری ہی سمجھ آئی — سر محفل صحابہ کو یہ واضح کر کے بتلائی
یہ تم کیسے سمجھ پائے نبی خائن بھی ہوتے ہیں — کوئی لے جاتے ہیں مال غنیمت کوئی روتے ہیں
کبھی ایسا محمدؐ مصطفیٰ سے ہو نہیں سکتا — یہ نادانی تمہاری ہے عدل وہ کھو نہیں سکتا
وہ ہر اک کو مدارج کے مطابق ہے عطا کرتا — وہی کرتا ہے احمدؐ جو کہ ہے اس کا خدا کرتا
جو ہے پردے میں پنہاں چشم بینا دیکھ لیتی ہے — زمانے کی طبیعت کا تقاضا دیکھ لیتی ہے
خدا کا ماننے والا خدا سے دور کیوں ٹھہرے — وہ ظالم شکوہ گو انساں نظر منظور کیوں ٹھہرے
جہنم اس کا مرکز ہے جہنم میں ہی ٹھہرے گا — وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ، ہے سخت پھرا اس کٹھہرے کا
خدا کے گھر میں ہر انسان کے درجات ہوتے ہیں — خدا کی ذات سمجھے جو محرکات ہوتے ہیں
خدا کا خاص احسان ہے محمدؐ مصطفیٰ آئے — وہ قرآن مکرم مومنوں کو آ کے بتلائے
نگاہ پاک سے سینے منور کرنے والا ہے — یُزَکِّیْھِم محمدؐ دل منور کرنے والا ہے
کتاب اور حکمت کامل کا حاصل مصطفیٰؐ آیا — غریبوں کی غریبی میں وہ شامل مصطفیٰ آیا
سیاہ تاریکیاں تھیں اس سے پہلے ساری دُنیا میں — بپا بربادیاں تھیں اس سے پہلے ساری دُنیا میں
ذرا سی اُحد میں تم کو شکست آئی تو گھبرائے — لگے کہنے کہ مومن کو شکست آئے تو کیوں آئے

بلا شک ربِّ دو عالم نہیں مومن کو الجھاتا
غلامانِ محمدؐ کو نہیں ہر گز وہ تڑپاتا

صحابہؓ تم نے غفلت سے یہ نازک وقت دیکھا ہے
اطاعت مصطفیٰ کی نہ بجالانے سے دیکھا ہے

خدا قادر ہے پھر تم کو عطا کر دی شہنشاہی
دوبارہ عزتِ کامل بحقِ مصطفیٰؐ پائی

پریشانی میں پوشیدہ تھی حکمت خاص مولا کی
پتہ چل جائے سب طورِ طریقہ مردِ عشاقی

کہ عاشق لوگ ہر ہر حال میں شیدائے مولا ہیں
ہو نازک وقت تو بھی وہ فدائے عشق مولیٰ ہیں

جو دونوں لشکروں میں تھا تصادم اُحد میں یکتا
اچانک جب مصیبت آپڑی مومن نہ گھبرایا

خدا نے دُنیا کو دکھلائی شانِ عاشق احمدؐ
شکست ہو کر فتح ہووے کرم مولیٰ کا ہے بے حد

منافق نے کہا ہم جنگ لڑنے کو نہیں جاتے
کثیر افواج سے ہو کر مقابل پر نہیں جاتے

مصلح اور بہتر فوج اپنے سے بہت زیادہ
ہیں مثلِ خودکشی ہر گز نہ مرنے پر ہیں آمادہ

وہ ظاہر ہو گئی ان کی منافق چال بدطینت
زمانے بھر پہ ظاہر ہوگئی ان کی یہ بدنیت

وہ ظاہر اور کرتے ہیں منافق ساری دُنیا کے
خدا جانے چھپے دل کے ارادے ساری دُنیا کے

خدا کی راہ میں مرنے والے زندہ ہیں مسلمانوں
نہیں مرتے شہیدانِ محبت دل سے یہ جانوں

ہماری طرح رزق ان کو میسر ہوتا ہے وافر
وہ شاداں فرحاں پھرتے ہیں نظر آتے نہیں ظاہر

وہ کہتے ہیں مجاہد خوف نہ کھائیں شہادت سے
عطا ہوتی ہے زندگی تاابد پختہ ارادت سے

وہ بے حد خوش ہیں پا کر نعمتہائے فضل ربانی
خدا ضائع نہیں کرتا کسی کا اجرِ ایمانی

اسی وجہ سے سیّدنا محمدؐ جایا کرتے تھے
مزاراتِ شہیداں پر دعا فرمایا کرتے تھے

منظوم کلام

رکوع ۹

وہ دوبارہ جو حملہ کرنے کی ٹھانی تھی دشمن نے
حقیقت اپنی اصلیت کی پہنچانی تھی دشمن نے

رسولؐ پاک نے بھی برملا غازی بلائے تھے
لگا دی صاف پابندی وہی آئیں جو آئے تھے

وہ میدان اُحد کے غازی آئیں اور نہ آئے
وہ دیکھے نصرت مولیٰ نہ لرزائے نہ گھبرائے

سنبھل کر زخمی نمازی پھر دوبارہ شیرِ نر جھپٹے
فلک دیکھے کہ کس طرح محمدؐ کے جگر جھپٹے

خدا فرمائے تم نے جو محمدؐ سے وفا کر لی
تو حاصل مولیٰ سے اجرِ عظیمی کی عطا کر لی

کافر اتنا دیکھو سازوسامان بُلا لایا
وہ ہر ہتھیار دنیا کا تھا گویا کہ اُٹھا لایا

مگر عشقِ محمدؐ کے یہ مستانے نہیں ڈرتے
مگر شمع محمدؐ کے یہ پروانے نہیں ڈرتے

خدا فرمائے حسبنا اللہ پیارے مومنو آؤ
میں خود نعم الوکیل ہوں آپ ذرہ نہ گھبراؤ

بالآخر ربِّ دوعالم نے نصرت دی محمدؐ کو
وہ لوٹے نعمتیں لے کر یہ عزت دی محمدؐ کو

بدی سے نہ وہ مرعوب زمانہ ہو سکے ہر گز
نہ لالچ خوف کا واللہ نشاء ہوسکے ہر گز

خدا نے فضل سے بادِ بہاری پھر عطا کر دی
کہ نصرت ہائے کامل ربِّ باری پھر عطا کر دی

خدا فرمائے ہر گز خوف نہ کھاؤ نہ گھبراؤ
یہ شیطانی ہے دھوکا خوف نہ کھاؤ نہ گھبراؤ

فقط ربِّ دوعالم کی جلالیت سے ڈر آئے　خدا کا ساتھ شامل ہو تو نمازی کو کیوں ڈر آئے
یہ ظالم دوستوں سے ڈراتا ہے تمہیں آ کر　یہ اپنوں سے ہی بدکاتا ہے شیطان ہے بڑا کافر
احد میں ابتری دیکھی تو لوٹے کفر کی جانب　یہ نااندیش کوتاہ فکر لوٹے کفر کی جانب
خدا فرمائے محبوبؐ نہ غم کھا ان کی حرکت سے　کہ بدبختی سے محروم ہو گئے اللہ کی برکت سے
مرے محبوبؐ تیرا تو فریضہ ہو گیا پورا　طریقہ تو نے سمجھانے کا سارا کر دیا پورا
میں چاہتا ہوں کہ نافرمانیاں یہ کھل کر کر لیں　خدا کے قہر ازلی کو یہ خود ہی اپنے سر دھر لیں
کہ ہم نے ان کے حصے میں عذابِ دائمی لکھا　بہت جلدی یہ پائیں گے کفر کا بدترین حصہ
کسی طرح کا نقصان یہ حبیباً کر نہیں سکتے　ترے مرتد کبھی دُنیا میں جھولی بھر نہیں سکتے
اُحد کی ابتری دیکھی منافق ہو گیا ظاہر　اُلٹ کر دین کا برقع وہ ظالم ہو گیا کافر
کہ چھوڑا دین برحق اور لعنت کفر کی پائی　عذاب سخت تر کی اُس نے لعنت دائمی پائی
مگر محبوب تیرا بال بیکا کر نہیں سکتا　شہ لولاک کا باغی کچھ بھی کر نہیں سکتا
درازی عمر سے کافروں کی نہ پریشاں ہو　نہ اُن کی عیش و عشرت اور دولت سے تو حیراں ہو
یہ مہلت ہے فقط اُن کو بدی میں اور زیادہ ہوں　وہ اپنی عیش و عشرت اور کجی میں اور زیادہ ہوں
وہ جتنی زیادہ کر لیں گے گناہگاری و بدکاری　خدا پاک اتنی ان کو دے گا ذلت وخواری
محمدؐ کے غلاموں کو خدا محروم کیوں رکھے　پیاری ملتِ بیضا کو یوں مظلوم کیوں رکھے
یہ وقتی ابتلا ہے کافروں کو ڈھیل دینے میں　کمی باقی نہ رہ جائے انہیں تذلیل دینے میں
کسی کو غیب کی ہر گز خبر دیتا نہیں مولا　بجز اُن کے کہ جو ہیں انبیاء و اولیاء اللہ
بشر کا غیب داں ہونا اسی سے صاف ظاہر ہے　اگر چاہے خدا تو یہ بشر بھی غیب ماہر ہے
اگر ایمان لے آؤ خدا پر انبیاء پر تم　عطا اجرِ عظیم ہوگا اے مومن قائم و دائم
وہ ناداں جو بخل کرتے ہیں راہِ حق میں دینے سے　گریزاں ہوتے ہیں جو فی سبیل اللہ دینے سے
بخیلی سے کبھی ہر گز نہ راہ خیر ملتی ہے　کہ لعنت طوق بن کر ان کو ودیعت غیر ملتی ہے
یہ سب دولت وراثت اصل میں ملکیتِ مولیٰ　جسے چاہے عطا کر دے خدائے برتر و بالا

منظوم کلام

رکوع ۱۰

بنی قینقاع میں تھا اک شخص فخاس ابن عازردا　بڑا بے باک اور گستاخ عقل سے عین مقدورا
حضور اکرم نے بھیجا جب صدیقؓ اکبر کو اُس جا پر　کہ چھوڑو اب یہودیت کو آؤ سیدھی تم راہ پر
اور یہ بھی نیز فرمایا کہ لاؤ قرضہ حسنہ　تمہاری عاقبت کا بہترین ہے ایثار ہی کرینہ
تو اس گستاخ نے بکواس کی مولیٰ بھی طلس　وہ خود جو مانگتا پھرتا ہے بن عاجز و مفلس
خدا فرمائے مولیٰ تو غنی ہے بے حیا تم ہو　سزا میں آتشِ دوزخ کا ایندھن بن گیا تم ہو
خدا سُنتا ہے سب حرکات بد تیری ارے ناداں　نبیوں کو قتل کرنا تمہارا شیوہ ہے ناداں

تمہیں آتش میں دوزخ کی جلانے کا حکم دوں گا   تیری گستاخی کا بدلہ چکانے کا حکم دوں گا
تمہارے اپنے اعمال ہی برائی کا سبب ہوویں   یہ فاجع ظلم ہی تیری تباہی کا سبب ہوویں
جو بوؤ گے وہ کاٹو گے کیا ہی آگے آئے گا   تمہارا ظلم کا ہی سبب یہ آگے آئے گا
طمانچہ یہ صدیق اکبرؓ خدا کا قہر ہے شوخے   یا یہ غیرتِ رب اکبر کی فقط اک لہر ہے شوخے
نیا اک عذر لیکر وہ یہودی نامراد آئے   لگے کہنے کہ قربانی کا قصہ ہم کو یاد آئے
اک آتش آسمانی آگے قربانی جلا دے وہ   نبیؐ ہم اس کو مانیں معجزہ ایسا دکھا دے جو
نبیؐ پہلے بھی ایسے معجزے دکھلاتے آئے ہیں   وہی پورا کیا جو ہم انہیں بتلاتے آئے ہیں
خدا فرمائے ان نبیوں کو تم نے قتل کر ڈالا   جو دیکھے معجزے تو پھر بھی ظالم عمل کر ڈالا
یہ ایسے امتحاں لینا تو بدفطرت طریقہ ہے   تمہاری عادتِ بد ہے پرانا یہ طریقہ ہے
تمہیں ہے معجزوں کا چسکا بے حد بدتمیزی ہے   بلا چون چرا مانوں کہ یہ شان عزیزی ہے
اگر تم سچے ہوتے تو نبی کیوں مار دیتے تم   صداقت دیکھ کر اُن کی تو خود کو ہار دیتے تم
اگر جھٹلاتے ہیں مہر نیر دوجہاں تم کو   مخاطب حسبِ سابق ہیں حبیب دو جہاں تم کو
پہلے بھی نبیوں کو یہ مرواتے چلے آئے   صحیفے اور کتابیں سب یہ جھٹلاتے چلے آئے
یہ اب بھی عادتِ موعود پر قائم ہیں بدطینت   شرارت ان کی فطرت اور حماقت ان کی ہے طینت
یہ دُنیا عالم فانی فنا کا اک مقام آیا   چکھے گا ذائقۃ الموت مولیٰ کا پیغام آیا
کوئی باقی بچے گا نہ فقیر ہو یاغنی ہووے   وہ فاسق ہو یا فاجر ہو نبی ہو یا ولی ہووے
خدا کا فیصلہ ناطق ہے ہر ایک موت پائے گا   ہر اک ذی روح پر واللہ یہ وقت آخر آئے گا
مگر بدکار بچ جائیں نہ ہر گز قہر جابر سے   جلائے جائیں گے آتش میں آتش اُن کے سر برسے
خدائے پاک جن کو اس مصیبت سے بچائے گا   غلامانِ محمدؐ کو وہ جنت میں بلائے گا
بڑے یہ کامیاب آئے نبی کے عشق والے ہیں   کہ دیکھو دنیائے دوں میں یہ کیسے صبر والے ہیں
یہ دُنیا عارضی فانی کسی کے کام نہ آئے   خدا کا بندہ وہ ہے جو کبھی نہ اس پہ اترائے
حقیقت مان اے ظالم کہ تجھ پر وقت آئے گا   پیالہ موت کا پینا پڑے گا وقت آئے گا
کہ مال و جاں سے تم آزمائے جاؤ گے اک دن   کہ اس دنیائے فانی سے مٹائے جاؤ گے اک دن
کتابیں پہلے نبیوں کی ہدایت کا پیام آیا   وہ بدبخت ازل ٹھہرا کہ جس نے ان کو جھٹلایا
مقام شرک لعنت ہے اذیت ازلی کا باعث   کہ شرک کے لئے نار جہنم ابدی کا باعث
مگر عالی ارادہ کرد مومن متقی کا ہے   یہ باعث عزہ و جاہ کا اور اس کی برتری کا ہے
صحیفے آسمانی جن نبیوں پر نزول آئے   کتب ہائے سماوی لیکے جو عالی رسول آئے
صریحاً وعدہ ان سے تھا کہ سب کچھ تم بیان کرنا   یہ پیغام خداوندی ہر اک پر تم عیاں کرنا
ذرا نہ مصلحت کوشی سے یہ پوشیدہ رکھنا تم   یہ لالچ خوف اور ڈر سے حقیقت کو نہ ڈھکنا تم
مگر نادانی سے تم نے پسِ پشت اس کو کر ڈالا   حقیقت کا پیارا چہرہ سارا مسخ کر ڈالا
کہ بدلے دینِ برحق کے وہ چند پیسے کما لائے   خدا سے لاتعلق ہو کے دُنیا کو اُٹھا لائے
یہ نکبت ابدی ازلی اُن کے حصے میں چلی آئی   یہ بدبختی سیاہی ان کے حصے میں چلی آئی

جو ناداں اپنی عیاری کو دانائی سمجھتے ہیں
جو میدان عمل میں جانا رسوائی سمجھتے ہیں

خوشامد چاپلوسی اپنی تعریفوں کے عادی ہیں
وہ ہو کے بے عمل بھی جھوٹی تعریفوں کے عادی ہیں

خدا فرمائے اے مومن نہ آنا ان کی باتوں میں
نہ ان کی لافتیں سننا نہ آنا ان کی گھاتوں میں

نہ ہرگز یہ گماں کرنا کہ یہ ظالم امن میں ہیں
یہ پکے دوزخی ہیں اور عذاب پُر فتن میں ہیں

بڑا ظالم عذاب آئے گا خود سرلاف بازوں پر
یہ ظالم خودستائی کرنے والے مجمع سازوں پر

خدا واحد و یکتا ہے مالک کُل زمانوں کا
وہ ہر اک کا خدا ہے سب زمینوں آسمانوں کا

وہ ہر اک شے پہ قادر ہے خداوند تعالیٰ ہے
وہ خالق مالک و مولیٰ وہ افضل ہے وہ اعلیٰ ہے

منظوم کلام

رکوع ۱۱

دانش مند لوگوں کو نشانی یہ ہی کافی ہے
ہدایت کیلئے ان کو نشانی یہ ہی کافی ہے

خدا مالک مالک ہے ہر شئے کا زمینوں آسمانوں کا
فلک کے ہر طبق کا اور زمیں کے سب ٹھکانوں کا

یہ دن اور رات کی تبدیلیاں ہیں ہاتھ میں اس کے
اور ہر موسم کی سب تبدیلیاں ہیں ہاتھ میں اس کے

بڑی قسمت کے یاور ہیں جو ہر دم یاد کرتے ہیں
وہ اٹھتے بیٹھتے ہر پہلو اللہ یاد کرتے ہیں

وہ مولیٰ قادرِ مطلق ہے خالق کل جہانوں کا
وہ ہر ہر چیز کا مالک زمینوں آسمانوں کا

نہیں پیدا کیا مولیٰ نے یونہی ساری دُنیا کو
یہ بے مقصد نہیں خلقت کیا مولیٰ ے دنیا کو

بچالے آتشِ دوزخ سے مولیٰ ہم فقیروں کو
تری ذاتِ کریمی کا بھروسہ ہے ظہیروں کو

کوئی غضبِ الٰہی سے جو وقفِ نارِ دوزخ ہو
وہ رسوائے زمانہ ہو حوالے نارِ دوزخ ہو

منادی کرنے والے کی صدائے دلرُبا سُن لی
بحقِ مصطفیٰ ہم نے رضائے مصطفیٰ سُن لی

کہ ہم ایمان لے آئے تری شان تعالیٰ پر
محمدؐ مصطفیٰ کے رب اکبر ارفع اعلیٰ پر

میں تنگِ دوجہاں کے سب گناہ تو معاف کر دینا
سیہ آلودہ دل اپنے کرم سے صاف کر دینا

مجھے جو موت بھی آئے تو بس تیرے کرم نیچے
رہے سر تا حشر تیرے حبیبوں کے قدم کے نیچے

وہ رحمت خاص نازل کی جو تو نے خوش نصیبوں پر
ذریعہ انبیاء عطا کر عنایت ہم غریبوں پر

عطا کر اُس عنایت سے رسولوں کو جو عطا کی ہے
کہ تیری ذات کو شایاں نہیں وعدہ خلافی ہے

نہ رسوا کر قیامت کو گناہگاروں کو یا مولیٰ
بحقِ مصطفیٰ بخشو یہ سب میری خطا مولیٰ

ہے جس نے بھی دعا مانگی عجز سے نیاز مندی سے
قبولیت خدا کی مل گئی اُس کو بلندی سے

خدا اعمال صالحہ کا اجر ضائع نہیں کرتا
کوئی ہو مرد یا عورت نذر ضائع نہیں کرتا

وہ جو گھر چھوڑ کر ہجرت کو نکلے فی سبیل اللہ
وطن کو چھوڑ کر جھیلیں مصیبت فی سبیل اللہ

وہ سر رکھ کر ہتھیلی پر جہاد اسلام کا لڑنا
قتل کرنا یا مارے جانا دشمن سے نہیں ڈرنا

میں ان لوگوں کی ان قربانیوں کو ضائع کیوں کر دوں
خدا فرمائے عیب ان کے ثواب پُر اثر کردوں

کرم کرکے گناہوں کو ثواب خوشنما کرنا
خدا کی قدرتوں میں ہے بُرے کو ماہ لقا کرنا

نہ تم مرعوب ہونا ان کی نقلی شان و شوکت سے
بہت جلدی یہ دوچار ہو جائیں گے اپنی ذلت سے

بہت جلدی وہ دوزخ کا نوالہ بننے والے ہیں
مقام بدترین کا وہ حوالہ بننے والے ہیں

مگر وہ جو خدا کے خوف میں رہتے ہیں ہر لحظہ
عطا کر دے خدا ان کو وہ باغ جنت الماویٰ

وہ جاری نہریں قدرت کی وہ لہریں بہریں جنت کی
بحق مصطفیٰؐ مولیٰ نے مومن کی یہ عزت کی

جو اہل کتب ایمانِ کامل سے مزین ہیں
کتابیں مانتے ہیں آسمانی سے مولیٰ ہیں

وہ فرقانِ مکرم پر صحیح ایمان لے آئے
بڑے صدق و صفا سے بالیقین ایماں لے آئے

نہیں وہ بیچتے دین مقدس کھوٹے سکوں پر
خدا کی رحمتوں سے کبھی ہوتے نہیں قاصر

اجر میں دیر کرنا شانِ ربیّ کے خلاف آیا
کرم میں جلد کرنا شان مولیٰ صاف صاف آیا

خدا فرمائے اے مومن صبر میں سب بلندی ہے
جہاد فی سبیل اللہ سے صابر کی بلندی ہے

رابطو کہہ کر کمر بستہ کیا خدمت گزاری میں
خدا کے خوف سے ہر لحظہ عجز و انکساری میں

یہی واحد ذریعہ ہے فلاح کی راہ پانے کا
محمدؐ مصطفیٰ کی ذات کو مومن منانے کا

اختتام ال عمران

الحمدللہ

سورۃ النساء

منظوم کلام

رکوع ۱۲

خدا کے پاک بندوں کو خدا کا یہ پیام آیا
سب مخلوق کے والد جناب آدم کا نام آیا

تنِ واحد سے پیدا کر دیا حوا کو مولیٰ نے
اور ہر اک ادنیٰ و اعلیٰ اس طرح پیدا لگا ہونے

کہ اس جوڑے کے صدقے ساری دُنیا ہوگئی پیدا
محمدؐ مصطفےٰ کے صدقے یہ خلقت ہو گئی پیدا

سادات محمدؐ کا عجب اک درس سکھلایا
ہے ہر اک بیٹا آدم کا ہر اک حوا کا جایا

فرق سرخ و سفید و سیاہ کا انسان نہیں ہوتا
کوئی عجمی یا عربی بس خدا کے ہاں نہیں ہوتا

فقط تقویٰ ہے فوقیت جو بخشے برتری غم کو
غلامی محمدؐ ہے جو بخشے سروری تم کو

خدا نگراں ہے دُنیا میں ہر اک ذرے ذرے کا
ہوا یونہی دیوانہ فرقہ بندی والے دھڑے کا

خدا کا حکم نافذ ہے بڑی تاکید خاصہ ہے
نہ چھینو مال و زر ہر گز مساکین یتامیٰ سے

یتیموں کے رزق پر حملہ کرنا ہے منع تم کو
کہ ناقص حصّہ اُن کو دینا مسلم ہے گناہ تم کو

خدا خوبا کبیراً کہہ کے آگاہ کرتا ہے ہم کو
نہ ہر گز لینا ایسا رزق آگاہ کرتا ہے ہم کو

اگر تم لے سکو نہ ذمہ بچوں کی کفالت کا
نکاح پھر دوسری بیوی سے باعث ہے خجالت کا

اگر ایسی ہی صورت ہو تو ہر گز نہ نکاح کرنا
خدا فرمائے نہ کر ایسا مشکل ہے نباہ کرنا

وگرنہ دو یا تین اور چار زوجہ کر سکے مسلم
بشرطیکہ وہ حق سب کا برابر کر سکے مسلم

کہ بیکس عورتوں کو گر نکاح میں لائے اے ناداں
تو اپنی دلپسند سے زیادہ ان کو چاہے اے ناداں

اگر ڈر ہے کہ میں ایسا نہیں کر پاؤں کا ہر گز
نکاح ثانی ہو کیونکر یہ ستم ہے ظاہر و باہر

خدا فرمائے ہے عورت کا حصّہ حق مہر اس کا
ادا کر خوش و خرم اپنی زن کا حق مہر اس کا

وہ خود بخشے اگر باصد خوشی تو بات ہے دیگر
کہ دونوں کی محبت کی خوشی کی بات ہے دیگر

مگر ناداں بچوں کو نہ دے دو دولتِ وافر
کہ اس کو خرچ کرنے میں ہیں ذہنی طور پر قاصر

بلوغت تک نہ پہنچیں جب مناسب مدد لازم ہے
یتامیٰ کی وراثت کی حفاظت ہم پر لازم ہے

دیانت سے یتیموں کی وراثت کی حفاظت کر
خدا کا خوف رکھ کر دل میں تو ان کی کفالت کر

کہ پھر جب پہنچیں وہ اپنے نکاح کی عمر کی حد تک
تو اب کر دے حوالے ان کے اُن کا مال تو بیشک

مگر ان میں صلاحیت ہو دولت کی حفاظت کی
مناسب خرچ کرنے اہل خانہ کی کفالت کی

اگر تو مردِ منعم ہے تو کر یہ فی سبیل اللہ
اس خدمت کا ان سے تو نہ لے کوئی بھی اک پیسہ

اگر ہے مختصر روزی تو خدمت کا عوض لے لے
خدائے پاک فرمائے دیانت سے عوض لے لے

کہ تیری بھی گزر اوقات ہو جائے بآسانی
یتامیٰ کی بھی دولت ہو سکے ہر گز نہ نقصانی

مگر یہ بات ہے قابل تو دھوکہ نہ کرنا
کی بیشی میں دولت کے ہر گز دھوکہ نہ کرنا

تو جب لوٹائے مال ان کو گواہ کر لینا لازم ہے
گواہ سب روبرو ہوں مال و دنیا ان کو لازم ہے

حساب آخر یہ پائی پائی دینا ہے یتامیٰ کا
کہ سب کچھ جانتا ہے علمِ کامل میرے مولیٰ کا

مریں ماں باپ تو وارث پسر ان کی وراثت کا
زمینوں کا مکانوں کا تمامی مال و دولت کا

یہ حق ہے بیٹیوں کا بھی یہ اعلان خدا آیا
نہیں محروم عورت بھی یہ دورِ مصطفیٰؐ آیا

مریں ماں باپ تو بیٹی بھی حسبِ قدر وارث ہے
شریعت کی مقرر کردہ حد تک وہ بھی وارث ہے

زمانہ کفر کی طرزِ وراثت توڑ کر رکھ دی
وہ محرومی زن کی سب جہالت توڑ کر رکھ دی

بقدر حصّہ دختر بھی بمعہ پسران وارث ہے
یہ سب دُنیا ہوئی حیران دختر بھی تو وارث ہے

محبت اور سخاوت دلنشیں دلبر کا ہے یہ
کہ جب تقسیم دولت ہو تو طرز احمدیؐ ہے یہ

یتیموں کو غریبوں کو فقیروں کو بھی کچھ دے دو
فقط دلجوئی کی خاطر ظہیروں کو بھی کچھ دے دو

خدا فرمائے آہوں سے یتیموں کی رہو ڈرتے
اگر مر جاتے تم تو پھر تمہارے بچے کیا کرتے

خدا کے خوف سے واللہ یتیموں سے مخاطب ہو
یتیموں سے محبت کرکے تُو عالی مراتب ہو

وہ ظالم جو کہ کھا جاتے ہیں اموالِ یتمیٰ کو
بڑے بدبخت ہیں ناراض کر دیتے ہیں مولیٰ کو

خدا فرمائے انگاروں سے پیٹ ان کا میں بھر دوں گا
بھڑکتی آگ دوزخ کا لقمہ ان کو کر دوں گا

منظوم کلام

رکوع ۱۳

خدا کے حکم سے میراث کی تقسیم یوں ٹھہری
غلامانِ محمدؐ کی عجب تنظیم یوں ٹھہری

جو دو حصّے ہیں بیٹے کو دختر ایک حصّہ لے
نظام قدر کامل وہ اس سے نصف حصہ لے

اگر بیٹی اکیلی اور کوئی اولاد نہ ہووے
تو آدھے ورثے کی مالک بلاشک و شبہ ہووے

اگر دختر فقط ہوں اور وہ بھی دو یا تین ہوویں
وراثت دو تہائی کی وہ مالک بالیقیں ہوویں

وراثت میں چھٹا حصّہ بحقِ والدین آیا
وہ بھی اس شکل میں کہ صاحبِ اولادِ دین آیا

اگر اولاد نہ ہو تو تمام املاک کے مالک
تو پھر ماں باپ سب کے سب زر و املاک کے مالک

ہے ماں کا تیسرا حصہ تو باقی باپ کا حصہ
اگر نہ ہو برادر یا بہن سب باپ کا حصہ

اگر ہوں بہن بھائی بھی تو پھر تقسیم یوں ہوگی
چھٹا حصّہ ملے گا ماں کو پھر تقسیم یوں ہوگی

اور باقی حصے کا مالک جناب والدِ امجد
کوئی مانع نہ ہو کیونکہ یہ ہے حکم خدا امجد

خدا کی حکمت کامل سے یہ تقسیم کامل ہے
کہ فرمایا خداوندی تو ہر صورت ہی شامل ہے

یہ سب تقسیم تب ہو جب ادا ہو قرض میت کا
ادا کر دیں وہ وارث بھی جو لکھا ہے میت کا

اگر مر جائے بے اولاد بیوی فانی دُنیا سے
تو آدھا حصہ خاوند کا ہے اُس سامان دُنیا سے

اگر اولاد ہو باقی تو تھا حصّہ خاوند کا
ادا کرکے قرض میت کا حق بنتا ہے خاوند کا

اگر اولاد ہو باقی تو آٹھواں حصہ بیوی کا
ادا کرکے قرص میت کا حق بنتا ہے خاوند کا

کلالہ کہتے ہیں اس کو جو بے اولاد مر جائے
نیز اس کے پدر مادر بھی نہ ہوں اور مر جائے

کلالہ کے اگر ہو اک برادر ایک ہمشیرہ
چھٹا حصّہ ہے اُن کا پھر بلاتردید و تقصیرہ
اگر بھائی بہن ہوں زیادہ ہے حکم خداوندی
ملے پھر دو تہائی ان کو ہے اذنِ خداوندی
یہ سب تقسیم ہے جب ادا ہو قرض میت کا
ادا کر دیں وہ ورثہ جو لکھا ہے وصیت کا
خدا کا حکم غالب ہے وہ ہر اعلیٰ سے ہے اعلیٰ
وہ سب کچھ جاننے والا بڑا ہے حوصلے والا
خداوندِ دوعالم نے حدود اللہ بنا دی ہیں
حدیں دینِ محمدؐ کی ہر اک کو سُنا دی ہیں
جو مانیں ان حدود کو اور کریں فرماں برداری
ملے جا باغ جنت میں وہ نہریں جس میں ہیں جاری
مبارک ایسے بندوں کو مبارک کامیابی کی
عنایت رب دوعالم نے ان پر بے حسابی کی
مگر بدبخت ایسے جو نہ مانیں حکم ربانی
وہ دوزخ کا بنیں ایندھن فکر ان کی ہے شیطانی
خدا کا قہر ان پر تا ابد نازل ہے لازم
کہ سیدھے نارِ دوزخ کو وہ بس ہو جائیں گے عازم

منظوم کلام

رکوع ۱۴

جو عورت اپنے گھر میں بیٹھ کر کرتی ہے بدکاری
اگر ثابت ہو جائے مرد کو اس کی زنا کاری
تو چار افرادِ خانہ کی گواہی اُس پہ ہو جائے
زنا بے شک بلا تردید ثابت اُس پر ہو جائے
یہ ہے حکم خداوندی کہ بند کر دو اُسے اندر
یہاں تک کہ تڑپ کر زانیہ مر جائے اُس اندر
یا پھر دیگر خدا کا حکم آئے زانیہ خاطر
کہ شاید اور صورت سے نہ بچ جائے زنِ شاطر
اگر ہوں مرد و زن باعث زناکاری و بدکاری
سزا دو اتنی شدت سے کہ مٹ جائے سب عیاری
اگر وہ توبہ کر لیں اپنی بدکاری سے اصلاحاً
خدا کا در کُھلا ہے معافی مل جاتی ہے بس فوراً
کرم سے بخش دیتا ہے وہ توابُ الرحیم آقا
گناہ ہوں کتنے معافی دیتا ہے میرا کریم آقا
گناہ ہو جائے سہواً توبہ کر لینا بڑی عزت
کہ نازل ہوتی ہے ایسے گناہ گاروں پہ بھی رحمت
خداوند تعالیٰ توبہ کرنے والوں کا حامی
اگر توبہ ہو سچی اُس میں نہ ہو کوئی بھی خامی
دلوں کے راز جانے وہ علیم آیا حکیم آیا
خدا بخشے اُس کو جو کہ باقلب سلیم آیا
خدا فرمائے توبہ کر اے ناداں مرنے سے پہلے
تو کرلے توبہ مُنہ کے بل اے ناداں گرنے سے پہلے
جو حالت موت کی طاری ہو توبہ ہو نہیں سکتی
کہ حالتِ موت میں توبہ گناہ کو دھو نہیں سکتی
گناہ کرتے ہیں اور توبہ سے رہ جاتے ہیں جو عاری
عذاب پُر الم اُن پر خدا کر دیتا ہے طاری
یہی کافر ہیں جن کا ہاویہ دوزخ ٹھکانہ ہے
عذابِ دائمی ان کو خدا سے سخت پانا ہے
طریقہ کافروں کا مدتوں سے ایسے تھا جاری
کہ جب مر جاتا تھا والد پسر کی آتی تھی باری
سوتیلی ماں سے جبراً وہ نکاح کر سکتا تھا کافر
یا اُس کو بیچ سکتا تھا وہ لے کر دولتِ وافر
خدا نے ظالمانہ یہ طریقہ فسخ کر ڈالا
حقوق پسر اُس عورت پہ سارا نسخ کر ڈالا
خدا فرمائے کوئی حق نہیں بیٹے کا بیوہ پر
وصول زر کی کرنا حق نہیں ہے اُس کا بیوہ پر
یہ فعل بد بھی بدکاری میں شامل ہوگیا بے شک
وہ اپنی زوجہ سے مل کر گزارے زندگی بے شک

یہی خیراً کثیرا خدا کا حکم مانو سب ‌ — ‌ وہی ہے حرف آخر جو کہ فرماتا ہے میرا رب
اگر کوئی یہ چاہے پہلی بیوی چھوڑ دے اپنی ‌ — ‌ محبت اور مجامعت اُس سے بالکل توڑ دے اپنی
زنا کی تہمت اُس پر بے حیائی سے لگا دینا ‌ — ‌ حق مہر اور دیگر اُس سے سب زر مال لے لینا
خدا فرمائے ناجائز ہے تم وہ لے نہیں سکتے ‌ — ‌ دیا ہے اُس کا حق ہے تم وہ لے نہیں سکتے
کہ جب مل کر گزارے زندگی کے چند دن تم نے ‌ — ‌ گزارے کتنے پیارے زندگی کے چند دن تم نے
یہ سب کچھ اُس کی دولت ہے وہ گزرے پیار کا صدقہ ‌ — ‌ یہ سب سامان حق مہر پہلے پیار کا صدقہ
خدا فرمائے ہر گز تم یہ واپس لے نہیں سکتے ‌ — ‌ یہ حق ہے پہلی زن کا تم یہ واپس لے نہیں سکتے
اگر کوئی گناہ مثل زناء گر اس سے ہو جائے ‌ — ‌ تو پھر حق مہر واپس لینے کا حقدار ہو جائے
مگر بہتان جھوٹا دے کے حق مہر لے لینا ‌ — ‌ یہ ایسے ہے کہ یونہی بس خدا کا قہر لے لینا
نکاح میں تھی تمہارے باپ دادا کے جو زن پہلے ‌ — ‌ جو اماں یا کہ دادی لگتی تھی تیری جو زن پہلے
منع فرمایا مولیٰ نے نکاح میں آ نہیں سکتی ‌ — ‌ وہ مائی تیری زوجہ تو کبھی کہلا نہیں سکتی
نہایت بے حیائی ہے نہایت بے وفائی ہے ‌ — ‌ کہ اپنے باپ کی بیوی کو زوجہ خود بنائی ہے
طریقہ جاہلانہ جاہلیت کے زمانے کا ‌ — ‌ بڑا گندہ طریقہ ماں کو بیوی ہے جتانے کا

منظوم کلام

رکوع ۱۵

خدا نے اس طریقہ حرمت و شد مقرر کی ‌ — ‌ کہ ماں ہو یا بہن بیٹی نکاح میں آ نہیں سکتی
وہ پوتی اور نواسی نانی دادی آ نہیں سکتی ‌ — ‌ وہ پھوپھی خالہ اور بھانجی بھتیجی آ نہیں سکتی
رضائی ماں رضائی بہن سے بھی نہ نکاح کرنا ‌ — ‌ وہ پچھلی بیٹی بیوی کی سے ہے نہ نکاح کرنا
بشرطیکہ نہ صحبت کی ہو تم نے جب سے بیوی کے ‌ — ‌ اس کی پچھلی بیٹی سے اجازت ہے نکاح کرے
مگر یہ تب ہے جب بیوی کو پہلے چھوڑ دے انساں ‌ — ‌ تب پھر اُس کی پچھلی بیٹی سے نکاح ہو جائے آساں
تمہارے بیٹے کی بیوی بھی تم پر ہے حرام آئی ‌ — ‌ دو بہنیں بھی نکاح میں لانا ہے حرام آئی
پہلے نبیوں کے زمانے میں اگرچہ دو بہنیں ‌ — ‌ نکاح میں لانا ممکن تھا اگرچہ دو بہنیں
مگر اب تو خدا نے صاف منع فرمایا ‌ — ‌ کہ دو بہنیں کو ایک ہی وقت میں ہے منع فرمایا
خدا کی ذات کی شانِ رحیمی ساری دُنیا پر ‌ — ‌ کہ اُس کی ذاتِ باری ہے غفور الرحیم دُنیا پر

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ

بے شک یہ (کتاب) نصیحت ہم ہی نے اتاری ہے اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں

منظوم کلام

والمحصنٰت

(۵)

مثنوی بدرُ العرفان فی آثار القرآن

...... مصنف ......

محمد غلام نصیر الدین چاچڑوی سیالوی

منظوم کلام

رکوع ۱

اگر کچھ عورتیں کافر بھی ہوں جنگی اسیروں میں
اور خاوند ان کے رہ جائیں اُدھر کافر شریروں میں

وہ مر جائیں یا زندہ ہوں سوال اس کا نہیں ہر گز
وہ خاوند اب نہیں اس کا وہ مردود اور کافر

نکاح بے شک ہے فسق اس کا زن وہ اب غنیمت ہے
اور اس کی ذمہ دار اِس وقت اسلامی حکومت ہے

حکومت جس بھی غازی کو وہ چاہے بخش دے اُسکو
وہ ہم بستر ہوا چاہے اجازت خاص ہے اس کو

مگر اس بات کی پابندی نافذ امرِ ربی ہے
کہ اُس کو حیض اک بار آئے جب بھی امرِ ربی ہے

وہ پاکیزہ ہو جائے پھر ہم بستری کرے
وہ لونڈی اُس کی ہے وہ اس کو اپنی استری کرے

اب اس کے بعد حق مہر لازم ہے ادا کرنا
کہ لطفِ زندگی کا حق فریضہ ہے ادا کرنا

بہت ہی خوب جانے ربِّ دوعالم حقیقت کو
معافی مہر سے مل جاتی ہے فرد عورت کو

حکیماً اور علیماً شان ہے ربِّ دوعالم کی
نہیں پوشید کوئی چیز بھی اُس سے دوعالم کی

نکاح کرنے کی طاقت گر نہ ہو آزاد عورت سے
تو بے شک اک غلام عورت نکاح میں لائے عزت سے

مگر یہ شرط ہے ایمان لے آئی ہو وہ عورت
خدا کے دین کا زیور پہن آئی ہو وہ عورت

خدا سمجھے بہت بہتر ترے ایمانِ محکم کو
قرابت خاص بخشی ہے خدا مردِ مسلم کو

نکاح میں لانا باندی کو عرب میں فعل بدتر تھا
وہ گر جاتا تھا نظروں سے گویا وہ مرد کمتر تھا

ھجیں کہہ کر پکاریں ایسے انسان کی نسل کو وہ
کمیں کہہ کر پکاریں ایسے ناداں کے اصل کو وہ

عقد ان سے بھی کر پاؤ ہے فرمانِ خداوندی
زنا کاری سے بچ جاؤ ہے فرمانِ خداوندی

یہ مظلومہ ہیں ان کو بھی مساوی درجہ بخشو تم
جو گر جائے اسے بھی عالی عالی درجہ بخشو تم

اگر وہ پھر بھی آمادہ رہیں سُوئے زناکاری
تو اک آزاد عورت سے نصف ان کی ہے بدکاری

سزا اُن کو نصف ہوگی جزا اُن کو نصف ہوگی
کہ پابندی میں زندگی بھی ادا اُن سے نصف ہوگی

نکاح کر لو کہ بدکاری کا خدشہ دور ہو جائے
صبر آئے زناکاری کا خطرہ دور ہو جائے

بھلا کیا مرد مومن کو کمی ہے یہ رحیمی ہے
کہ شانِ ربِّ دوعالم غفوری ہے رحیمی ہے

منظوم کلام

رکوع ۲

خداوند دو عالم کھول کر چاہے بیان کرنا
کسی بھی راز کا پردہ نہ تم سے چاہے وہ کرنا

کہ تاکہ مرد مومن کامیاب زندگی ہووے
وہ پہلے پاک لوگوں کی طرح پائندگی ہووے

خداوندِ دوعالم جانتا ہے دانا بینا ہے
کہ رحمتِ خاص تم پر یہ سخاوت کا قرینہ ہے

خدا چاہے کہ تم رحمت کے سیدھے راستے پکڑو
توجہ ذاتِ باری کی طرف ایمان سے پکڑو

مگر شہوت کے بندے چاہتے ہیں تم کو بھٹکائیں ۔ سیدھی راہ سے موڑیں تمہیں گمراہ کر جائیں
خدا چاہے کہ تم پر بوجھ پابندی کا کم ہووے ۔ بڑا کمزور تر اس حضرت انساں کا دم ہووے
خدا دیکھے کہ یہ کمزور کتنا بوجھ اُٹھا پائے ۔ وہ ڈالے بوجھ اتنا حضرت انسان نہ گھبرائے
نہ کھاؤ مال تم اک دوسرے کا اے مسلمانو ۔ کہ طیب رزق باعث ہے محبت کا مسلمانو
خداوندِ دوعالم کی رضا شامل اسی میں ہے ۔ کہ خوشنودی مخلوق خدا شامل اسی میں ہے
تجارت باہمی کر لو رضا مندی سے بہتر ہے ۔ کہ آزادی کی نعمت ایسی پابندی سے بہتر ہے
ذرا ہوشیار خود ہی نہ تباہ برباد ہو جانا ۔ حریص مال ہو کر نہ کہیں برباد ہو جانا
خداوندِ دوعالم مہرباں ہے مرد مومن پر ۔ بحقِ مصطفٰے رحمت عیاں ہے مرد مومن پر
کہ سرکش کی سزا اللہ نے دوزخ آگ رکھی ہے ۔ کہ دوزخ آگ باغی کی سزا بے لاگ رکھی ہے
خداوندِ دوعالم مہربان ہے مرد مومن پر ۔ بحقِ مصطفٰےؐ رحمت عیاں ہے مرد مومن پر
کہ سرکش کی سزا اللہ نے دوزخ آگ رکھی ہے ۔ کہ دوزخ آگ باغی کی سزا بے لاگ رکھی ہے
خداوند دوعالم قدرت کامل کا مالک ہے ۔ یہ سب آسان ہے اس کو وہ ہر اک شے کا خالق ہے
اگر تم بچتے رہتے ہو گناہان کبیرہ سے ۔ منع فرمایا مولیٰ نے ہے جس فرد شریرہ سے
خدا فرمائے میں بھی تیرے سارے عیب دھو ڈالوں ۔ سیاہی نامہ اعمال کی لاریب دھو ڈالوں
مقام عزوجاہ بخشوں تجھے اپنی پناہ بخشوں ۔ کرم کرکے تجھے عزت کی میں ایسی کلاہ بخشوں
کسی کا درجہ عالی دیکھ کر نہ حسد کرنا تم ۔ کسی کو عزوجاہ میں دیکھ کر ہر گز نہ مرنا تم
خداوند دوعالم کرم کرتا ہے ہر انسان پر ۔ کوئی ہو مرد یا عورت کرم ہے نوع انساں پر
خدا سے مانگتے رہنا زنانِ و مرد ہر اک کو ۔ کہ سب کچھ جانتا ہے رب دوعالم حقیقت کو
وراثت کا طریقہ جو خدا نے حکم فرمایا ۔ عزیز و اقربا ماں باپ کو پابند فرمایا
وراثت اپنے اپنے رشتے کے انداز سے ہووے ۔ یہ احکامِ خداوندی کے جس انداز پر ہووے
کسی منہ بولے بیٹے یا کسی واقف کا حق نہ ہے ۔ تم اپنی زندگی میں دے دو جو کچھ بھی کہ دینا ہے
خدا کی آنکھ کامل دیکھتی ہے دانے دانے کو ۔ وہ ہر اک کو نظر میں رکھے دیوانے سیانے کو

منظوم کلام

رکوع ۳

شوہرکوخدانےزن پہ قَــوّٰمُــونَ ٹھہرایا ۔ یعنی سرپرست اعلیٰ و مامون ٹھہرایا
خدا نے زن پہ شوہر کو فضیلت خاص بخشی ہے ۔ مربیّ ہے وہ زن کا اُس کو عزت خاص بخشی ہے
عدم موجودگی میں مرد کے وہ پارسا بیٹھے ۔ حفاظت نفس کی اور مال و دولت کی لگا بیٹھے
اگر کوتاہی کرتی ہے وہ شوہر کی محبت سے ۔ تو شوہر کو حکم ہے اُس کو بستر سے الگ کر دے
اُسے ہم بستری کے موقع سے محروم کر ڈالے ۔ یہ گھر میں سرزش کرکے اُسے محکوم کر ڈالے
اگر پھر بھی نہ باز آئے تو ہے قابل سزا عورت ۔ کہ شوہر کی وفا میں نہ ہو قابل سزا عورت

مگر یہ بھی توجہ کر کہ مرد اپنے تکبر میں
بلاوجہ نہ زن کو مارے وہ تردد تفاخر میں

خدا کی ذات برتر وہ اعلیٰ اور افضل ہے
اور ہر ظالم خدا کے سامنے ملعون و جاہل ہے

اگر کوشش نہ ہووے کارگر مابین صلح کی
تو اپنے پنچ بنائیں ہر دو ہے حکم خداوندی

وہ اپنے پنچ کو پورا اختیار و فیصلہ دے دیں
ہو آزادی ان حکموں کو جدا کر دیں صلح کر دیں

کرم سے گر نوازے اور دلوں کو موڑ دے ہادی
تو اس طرح سے ہو جائے دوبارہ خانہ آبادی

خدا کی ذات جانے ذرے ذرے کی حقیقت کو
علم ہے اور خبر ہے ذات کے نور بصیرت کو

خدائے وحدہٗ کی کر عبادت اے بشر لازم
کسی کو کر نہ ہرگز تو کر شریک ربِّ دوعالم

خدا کی ہم سری کا دعویٰ کوئی کر نہیں سکتا
شریک ذاتِ بے ہمتا کا دعویٰ کر نہیں سکتا

خدا کے پاک بندے تو کبھی ایسا نہیں کرتے
وہ رو رو کر خدا سے مغفرت مانگیں رہیں ڈرتے

جو ان کے پاس جائیں وہ اس کو عاجزی دے دیں
خدا کی بے مثل عظمت کی عزت دائمی دے دیں

سوائے چند گمراہوں کے ہم نے تو نہیں دیکھا
خدا کے پاک بندے ہو کرائیں نفس کی پوجا

تو اپنے والدین محترم سے پیار کر بندے
انہیں حسنِ نظر سے ہر گھڑی دوچار کر بندے

یتامیٰ اور مساکین اور رشتہ دار بھی سارے
اور ہمسایہ و ہم مجلس مسافر راہ کے بیچارے

کوئی حُسنِ سلوکِ مرد مومن سے نہ رہ جائے
کہ حسب مرتبہ ہر اک کو تیرا پیار مل جائے

غلاموں کو بحق تو حسنِ نظر سے یوں نوازا کر
تری تعریف پیہم وہ کریں ہر جا پہ جا جا کر

تکبر ایک لعنت ہے خدا کو ناپسند آیا
خدا سے دور ہے مغرور نخوت کا گھمنڈ آیا

وہ بدبختِ زمانہ جو کہ کنجوسی میں رہتے ہیں
دل نادار کی تنگی و محبوسی میں رہتے ہیں

وہ خود بھی راہِ مولیٰ میں خرچ کچھ کر نہیں پاتے
اور لوگوں کو بھی کنجوسی کا راہ پر ہیں دکھلاتے

چھپاتے پھرتے ہیں وہ مال و دولت راہ مولیٰ سے
وہ کنجوسی پہ گمراہ ہو گئے ہیں راہ مولیٰ سے

خدا کو ناپسند ہے تنگدل کنجوس بدطینت
عذابِ دائمی ذلت سے ہے دوچار بدقسمت

ہے ایک طبقہ لٹا دے مال و دولت اور سونے کو
خوشامد یا دکھاوے کیلئے مشہور ہونے کو

وہ چاہے لوگوں میں فیاض وہ مشہور ہو جائے
دکھاوے سے خرچ کرکے خدا سے دور ہو جائے

نہیں ایماں رکھتا وہ خدا پر اور قیامت پر
شرم اس کو نہیں آتی ہے اس فعل ندامت پر

خدا فرمائے اُس کا دوست ابلیس لعین آیا
بڑی بد قسمتی ہے کہ رفیق ایسا کمیں آیا

یہ جس کا دوست بن جائے وہ برباد زمانہ ہے
یہ شیطانی طریقہ ہے سخاوت کا بہانہ ہے

کیا ہی اچھا ہوتا وہ خدا کا آسرا کرتے
بھروسہ کرکے قیامت پر سخاوت وہ کیا کرتے

خدا کی راہ میں دے کر ثواب دائمی پاتے
رسول اللہ کی نظروں میں وہ عزت دائمی پاتے

خدا واقف ہے ہر انسان کے دل کی امنگوں سے
بڑا وہ باخبر ہے ان دکھاوے کے ملنگوں سے

خداوندِ دوعالم ذرہ بھر ضائع نہیں کرتے
کسی کی نیک محنت کا اجر ضائع نہیں کرتے

مگر ہر نیک بخت کا اجر وہ دوگنا بخشیں
عظیم انعام بخشیں عزت کامل سوا بخشیں

نبیؐ سب ہونگے شاہد اپنی امت کی گواہی میں
بھلا عاصی چھپیں گے کیسے دربار الٰہی میں

محمدؐ مصطفٰے مبعوث ہیں سب دُنیا کی خاطر
گواہ ہیں آپؐ سب دُنیا کے واللہ ظاہر و باہر

اُس دن باغی و طاغی کفِ افسوس ملتے ہیں
کہ نافرماں اُس دن اپنی بے ادبی پہ جلتے ہیں

کیا ہی اچھا ہوتا کہ نگل جاتی زمیں ہم کو
نہ بنتی باعث بربادی یہ حرکت کمیں ہم کو

خدا سے چھپ نہیں سکتا کسی کا عیب ذرہ بھر
زمیں سے آسماں تک کوئی شے ذرہ بھر

منظوم کلام

رکوع ۴

حکم نافذ نہیں تھا مئے کی حرمت زمانے میں
صحابہؓ پی کے مئے پڑھتے نماز آ کر نہ جانے میں

ذرہ بھی ہوش نہ ہوتی تو بے ہوشی میں پڑھ لیتے
خدا جانے کیا کیا کچھ وہ بے ہوشی میں پڑھ لیتے

منع فرمایا مستی میں مت پڑھنا نماز آ کر
کہ جب تک ہوش میں نہ ہو نہیں پڑھنا نماز آ کر

اگر حالت جنب کی ہو نہیں ہوتی نماز ہر گز
غسل لازم ہوا ہے اب نہیں پڑھنا نماز ہر گز

اگر پانی نہیں ملتا تیمّم سے غسل کر لے
اور چہرے اور بازو پر مسح کر کے غسل کر لے

سفر میں ہو مرض میں ہو یا عورت سے توجہ ہو
مَسح کرنا غسل کرنا ہوگا لازم توجہ ہے

خدا کی ذات بخشے سب گناہ اپنی غفوری سے
رحیمی سے کریمی سے نگاہِ شانِ نوری سے

یہ کئی اہلِ کتابی جن پہ رحمت کا نزول آیا
یہ گمراہ ہو گئے اور جینا مرنا ہی فضول آیا

یہ بہکاتے ہیں مومن کو عیاری کی باتوں سے
ترا رستہ کریں برباد چوہے چھپ کے گھاتوں سے

خدا اِن دشمنوں کی طینتِ بد سے خبر رکھے
مسلماں تیرے ایماں پر کرم سے وہ نظر رکھے

خدا تیری حمایت کرتا رہتا ہے ہمیشہ ہی
مددگار دوعالم ہے محافظ شان ہے ربیّ

یہودی لوگ کچھ تھے منحرف یوں دینِ برحق سے
کلام پاک کے معنی بدل دیتے تھے وہ شک سے

''ہم سنتے ہیں'' کہتے زور سے بزم رسالت میں
''نہیں مانیں گے'' کہتے چپکے سے اپنی ذلالت میں

سمعنا و عَصَینا دونوں ہی الفاظ کہہ دیتے
وہ بے شرمی و بے باکی سے یہ الفاظ کہہ دیتے

وہ راعنا کو راعی نا بدل کر تھے ادا کرتے
یہ شرالنفس اپنے نفس کی تسکیں روا کرتے

ادب سے پھر حکم آیا کہ انظرنا کہا کرنا
اور راعِنا بدل کرنے کی بے شرمی روا کرنا

خدا بھیجے ہے لعنت ایسے بے شرموں کی طینت پر
ادب والے ہوئے فائز وہ ایماں کی قرینت پر

مکمل مان لو ایمان والو اس حقیقت کو
یہ قرآن مکرم اس کی الہامی نصیحت کو

یہ الہامی کتب کو برملا تصدیق کرتا ہے
غلط جو کر دیا تم نے اُسے بھی ٹھیک کرتا ہے

بڑی بے شرمی سے تم نے حقیقت کو بدل ڈالا
خدا کے پاک فرماں کی نصیحت کو بدل ڈالا

تمہارے چہرے بھی بے نور کر ڈالے ہیں مولیٰ نے
خدا کی لعنتِ دائم سے پھر ڈالے ہیں مولیٰ نے

کہ جیسے سب کے اصحاب کی شکلیں بدل ڈالیں
اسی طرح خدا نے آپ کی شکلیں بدل ڈالیں

یہ نافذ ہے خدا کا حکم ہر حالت زمانے میں
کہ ہے امر مسلّم یہ صداقت کل زمانے میں

خدا بخشے نہیں مشرک کو ہر گز امر ربیّ ہے
نہ ٹھہرا تو شریک مولیٰ ہر گز امر ربیّ ہے

کسی کو بھی خدا کا درجہ دینا کفر لازم ہے
خدا کا ثانی ٹھہرانا گناہ ہے کفر لازم ہے

مگر اللہ کے پیاروں کو غلاموں کو فقیروں کو ۔۔۔ مقام دلبری دینا وہ کربل کے شبیروں کو
کہ اپنے تو کبھی غیروں کی صف میں آ نہیں سکتے ۔۔۔ خدا کے بندے مشرک تو کبھی کہلا نہیں سکتے
خدا کے چاہنے والے غلاماں رسول اللہ ۔۔۔ غلامانِ رسول اللہ حبیب اللہ ولی اللہ
یہودی کہتے تھے ہم تو ازل سے پاک باز آئے ۔۔۔ خدا کے رشتہ داروں میں ہمارے بھی آزاد آئے
ہم جنت کے مالک ہیں اور یہ جنت ہماری ہے ۔۔۔ خدا کو موسیٰ کی قوم یہودیت پیاری ہے
خدا فرمائے یہ غلطی و گمراہی تباہی ہے ۔۔۔ بصد آداب جھکنے والا محبوب الٰہی ہے
یہودی ہو نصاریٰ ہو مسلماں ہونا لازم ہے ۔۔۔ غلام مصطفیٰؐ اے مردِ ناداں ہونا لازم ہے
ابن اخطب ابن اشرف دو یہودی مکے میں آئے ۔۔۔ اور اپنی گمراہی سے مکّے کے کفار بھڑکائے
ابوسفیان پوچھے عالمو اتنا تو بتلاؤ ۔۔۔ مسلماں حق پہ ہیں یا کہ نہیں اتنا تو بتلاؤ
بڑی بے شرمی سے کہنے لگے کہ آپ سچے ہیں ۔۔۔ فقط ہیں یہ مسلماں اپنے دعوؤں میں بھی کچے ہیں
وہ الفۃ کتب توراۃ کے دعوے کو جھٹلائیں ۔۔۔ عذاب دائمی مولا سے بیشک تا ابد پائیں

منظوم کلام

رکوع ۵

کہ طاغوت و جبروت کو مانیں یہ اہل کتب ہو کر ۔۔۔ کفر کرتے ہیں واضح یہ غلامان جناب ہو کر
یہ کہتے ہیں کہ کافر بہترین ہیں اہل کتابی سے ۔۔۔ خود اہل کتاب ہو کر نہیں ڈرتے خرابی سے
خدا کی لعنتِ دائم ہے ایسے بے حیاؤں پر ۔۔۔ بھروسہ کرتے ہیں جو بے وفا دیگر خداؤں سے
خدا ان شوخ چشموں کو کبھی نصرت نہیں دیتا ۔۔۔ یہ بے غیرت ہیں ان کو وہ کبھی عزت نہیں دیتا
خدا کے ملک میں ان کا اگر حصّہ کوئی ہوتا ۔۔۔ برابر ایک تل کے بھی نہ دیتے پاس اگر نہ ہوتا
خدا نے عظمت شاہی خلیل اللہ کو بخشی ہے ۔۔۔ خلیل اللہ کے گھر کو عزت عالی عطا کی ہے
وہ حاسد دیکھ کر جلتا ہے بدبختِ زمانہ ہے ۔۔۔ حسد کی آگ میں جلتا ہے بدبخت زمانہ ہے
خلیل اللہ پہ ایماں لانے والے لوگ تھے اکثر ۔۔۔ مگر کچھ لوگ نہ مانے ازل سے ہو گئے کافر
جہنم کی بڑھکتی آگ کا ایندھن بنے ظالم ۔۔۔ عذابِ دائمی قائم حشر تک ہے یہی عالم
ہوئے منکر جو آیات خداوندی سے کافر ہیں ۔۔۔ جہنم کا وہ ایندھن ہیں وہ وقفِ ظلم وافر ہیں
جب ان کی کھال جل جائے گی پھر کھال دے دیں گے ۔۔۔ جلانے کو حشر تک ایسا بلا کر حال دے دیں گے
خداوندِ دوعالم غالب ہے ہر اک زمانے پر ۔۔۔ فرداً اور حکیماً شان ربّی ہے زمانے پر
خدا کے پاک بندے صاحب ایمان کی خاطر ۔۔۔ خدا بنوائے باغات مکلّف شان کی خاطر
حسیں باغات نہروں کے کنارے دلکشا ہوں گے ۔۔۔ غلامانِ محمدؐ اس جگہ پر متکاف ہوں گے
عجب آرام فرمائیں گے صالح لوگ جنت میں ۔۔۔ عقد میں بیویاں ہوں گی ہمیشہ ان کی خدمت میں
گھنے سائے میں رحمت کے گزر ایماں والوں کی ۔۔۔ خدا کی خاص رحمت ہے فخر ایمان والوں کی
خدا فرمائے مسلم کے لیے از حد ضروری ہے ۔۔۔ امانت کو حوالے مستحق کرنا ضروری ہے

علاوہ مال و دولت کے عمل بھی سب امانت ہیں
رواداری خدا ترسی صداقت بھی امانت ہیں

صحیح المعاملہ ہونا ہے عزت مرد مومن کی
امانت حق بحق دینا ہے ہمت مرد مومن کی

کسی اپنے کو غیروں پر کبھی ترجیح نہ دینا
ساداتِ محمدؐ میں کوئی توجیہہ نہ دینا

بڑی عمدہ نصائح ہیں خدا دیتا ہے مسلم کو
محبت سے کرم کرکے عطا دیتا ہے مسلم کو

وہ سب کچھ سُننے والا ہے وہ سب کچھ دیکھنے والا
خداوندِ تعالیٰ ہے بلاشک ارفع و اعلیٰ

خدا فرمائے مومن کر اطاعت ربِّ اعلیٰ کی
رسول اللہ کے فرمانِ مقدس ارفع اعلیٰ کی

وقت کے حاکمِ دیں کی اطاعت بھی تو ہے لازم
کہ تعمیل امر کامل صداقت بھی تو ہے لازم

اگر مابین آپس میں تنازعہ اٹھ کھڑا ہووے
یہ لازم ہے رجوع تیرا خدا و مصطفیٰؐ ہووے

رسول اللہ کے صدقے میں جو ہو حکم خداوندی
خدا کا پاک بندہ ہو بجالائے یہ پابندی

اطاعت حکم ربیّ کی طفیل مصطفیٰ کرنا
بہت احسن بہت اچھا اطاعت برملا کرنا

منظوم کلام

رکوع ۶

تنازعہ ہو گیا اک دن یہودی اور منافق میں
فرق واضح ہوا اُس دن یہ کافر اور فاسق میں

یہودی کہتا تھا تیرے نبیؐ کا فیصلہ تسلیم ہے مجھ کو
یہودی ہوں مگر احمدؐ کی بڑی تعظیم ہے مجھ کو

یہودی چونکہ حق پر تھا منافق جانتا یہ تھا
منافق کے دل میں تھا چور، وہ عدل مصطفیٰ سے باخبر تھا

وہ حق پر فیصلہ دیں گے یہ واضح اور ظاہر تھا
عدل شان محمدؐ ہے یہودی تھا یا کافر تھا

منافق نے کہا تم کعب بن اشرف کو لے آؤ
یہودی ہے تمہارا فیصلہ اُس سے دلواؤ

مگر دربار احمدؐ سے یہودی فیصلہ لایا
یہودی حق پہ ہے سُن لو میرے آقاؐ نے فرمایا

یہی قصہ گیا صدیق اکبر کی عدالت میں
وہاں بھی فیصلہ تھا بس یہودی کی حمایت میں

بالآخر پھر یہ قصّہ عمر کے پاس لے آئے
عمر فاروق نے دیکھا تو وہ تلوار لے آئے

اُڑایا سر منافق کا یہی ہے فیصلہ میرا
محمد مصطفیٰؐ کا فیصلہ یہ ہے فیصلہ میرا

خدا فرمائے یہ طاغوت بدبختی کے مظہر ہیں
اگر کافر نہیں تو کافروں سے بھی بدتر ہیں

شیطانوں کے چیلے ہیں یہ ابتر سے بھی ابتر ہیں
کہ اپنے فیصلے شیطانوں سے کروانے والے بھی ہیں

یہ واضح امر ہے واللہ خداوندِ تعالیٰ کا
کہ حاکم بھی وہ ہو جو ہو پابند مولیٰ کا

ورنہ بہکا دے گا شیطاں دور تک واللہ
نشاں باقی نہ رہ جائے گا مجھ سے نور تک واللہ

یہ روگردان حق رہنا منافق کا طریقہ ہے
بڑی چالاکی سے انکار کرنے کا سلیقہ ہے

اگر کہہ دیں کہ آؤ امرِ ربیّ کو بجا لاؤ
محمدؐ مصطفیٰ کو حکم ربی سے بجا لاؤ

تو چالاکی سے تاویلوں سے عیاری دکھاتے ہیں
کہ خود کو عین بدبختی سے انکاری بتاتے ہیں

اگر ازلی شقاوت سے وہ بدبختی میں گھر جائیں
تو پل بھر میں قسم کھا کر کئے اپنے سے پھر جائیں

خدا کی قسم ہم تو ہیں امن کے چاہنے والے
محمدؐ مصطفیٰ کو دل سے ہم ہیں ماننے والے

زمانے میں امن کے داعی ہیں صدقہ محمدؐ کا
اسی رستے کے ہم سب راہی ہیں صدقہ محمدؐ کا

خدا فرمائے محبوباً یہ تیرے پاس آئیں گے
معافی مانگیں گے روئیں گے عاجز گڑ گڑائیں گے

تو بھی محبوبؐ آنا پیش محبت کے طریقوں سے
چشم پوشی کئے جانا یہ سب کھوٹے فریقوں سے

بڑے انداز الفت میں محبت سے کرم کرنا
شفقت اور دلجوئی ہے رُخ سوئے حرم کرنا

اطاعت ربِّ باری کی قبولیت نہیں پاتی
اطاعت مصطفیٰؐ کی جب شریعت نہیں پاتی

علی الاعلان بتلایا اطاعت رب باری کی
اطاعت مصطفیٰؐ کی ہے ہدایت ربِّ باری کی

محمدؐ کی غلامی ہی غلامیٔ ربِّ باری کی
خدا خود قسمیں کھاتا محمدؐ کی سواری کی

یہ بھولے بھٹکے جس دن معافی مانگنے آئیں
کئے اپنے پہ پچھتائیں تلافی مانگنے آئیں

تیری شانِ کریمی سے کبھی مایوس نہ لوٹیں
لگا سینے سے ایسے کہ کبھی محبوس نہ لوٹیں

توبہ کرنے والوں کو عطا ہو شانِ رحمانی
کہ تواباً رحیماً سے ملے ہمت بآسانی

رسول اللہ کو حاکم اپنے جھگڑوں میں جو ٹھہرائیں
امن پائیں کرم پائیں فلاح زندگی پائیں

سرِتسلیم خم جو فیصلہ پیارے نبیؐ کر دے
خوشی سے مان جائیں فیصلہ جو کہ نبیؐ کر دے

کہ تسلیم و رضا میں تنگیٔ دل کو نہ راہ دیویں
حکم میرے نبیؐ کا من و عن سارا نبھا دیویں

خود کو قتل کرنے کا حکم نافذ اگر کر دوں
نکل جاؤ گھروں سے یہ حکم نافذ اگر کر دوں

تو کوئی ہوگا ان میں سے سرِتسلیم خم کر دے
بذاتِ خود بدستِ خود وہ سر اپنا قلم کر دے

حکم مانیں دل و جاں سے اگر تیرا یہ محبوباً
عطا اجر عظیم ہووے کرم میرا یہ محبوباً

اطاعت مصطفیٰؐ کی ہے اطاعت ربِّ اکبر کی
حقیقت دین کی ہے بس غلامی میرے دلبر کی

بڑا انعام دیتا ہوں غلام مصطفیٰ کو میں
عطا کرتا ہوں درجہ انبیاء کو اولیاء کو میں

نبی ہوئے صدیق ہووے شہیدِ محترم ہووے
وہ عبدالصالحین ہوئے کبھی درجہ نہ کم ہووے

یہ ہے فضل خداوندی عطا من جانب اللہ ہے
ہے سب کچھ جاننے والا کفایت میری اللہ ہے

منظوم کلام

رکوع ۷

خدا فرمائے مومن کو ذرا ہوشیار بھی رہنا
بڑے مکار ہیں کافر ذرا تیار بھی رہنا

اگر وقت وفا آئے تو پہن کر میاں نکلو
کہ مل کر سارے من جملہ بہ پیشِ کافراں نکلو

بڑی بدنیتی سے یہ منافق پیچھے رہ جائیں
کہ جنگ میں ساتھ نہ دیویں یہ فاسق پیچھے رہ جائیں

اگر ہو بھاگنا تو سب سے پہلے بھاگ جائیں گے
شکستِ مردِ مومن پر کھڑے بغلیں بجائیں گے

خدا کا شکر ہے میں نہیں ہوں ان کمینوں میں
نہیں تو لکھا جاتا نام میرا ان لعینوں میں

اگر ہو کامیابی تو کفِ افسوس ملتے ہیں
جو دیکھیں حال و احوال غنیمت ہوش چلتے ہیں

صف اوّل میں کاش ہم بھی پیش صف شکن ہوتے
شریکِ کامیابی اور شریک مال و دھن ہوتے

خدا کی راہ میں مرتے ہیں وہ مرد خدا آخر
لٹا دیتے ہیں گھر اپنا کہ مل جائے خدا آخر

وہ مر جائیں یا بچ جائیں شہید راہِ ہو جائیں
ملے اجرِ عظیم اُن کو نثار شاہ ہو جائیں

ہزاروں مرد و زن ایمان لے آئے تھے مکّے میں
ستم گاروں نے بے حد ظلم ڈھائے اُن پہ مکّے میں

دُعا کرتے خدایا ایسی بستی سے بچا ہم کو
کہ ظالم کے ظلم کی ایسی مستی سے بچا ہم کو

خدایا ہم کو پہنچا دے کسی طرح مدینے میں
غلامی میں محمدؐ کی مزا آئے گا جینے میں

اُٹھو اُٹھو کہ مدد کرنے کو پہنچو فی سبیل اللہ
محمدؐ مصطفٰے کے جاں نثارو فی سبیل اللہ

لڑائی فی سبیل اللہ یہ مومن کی نشانی ہے
کہ طاغوتوں کی راہ میں لڑنا اک حرکت شیطانی ہے

انہیں شیطاں کے چیلوں سے مومن کی لڑائی ہے
یہ شیطانی فریبوں نے ہمیشہ مار کھائی ہے

منظوم کلام

رکوع ۸

ہیں کتنے لوگ دیکھو جو حکم تعمیل کرتے ہیں
نماز ہو یا زکوٰۃ وہ بڑی تکمیل کرتے ہیں

مگر جب کہ جہادِ فی سبیل اللہ کی دعوت دیں
وہ تھر تھر کانپتے ہیں خوف سے بس ایسی شدت میں

خدایا ہم کو مہلت دے کہ لطفِ زندگی پائیں
جہاد اپنے لیے کیوں فرض ہے شرمندگی پائیں

بتا دو ایسے بزدل کانپنے والے ضمیروں کو
کبھی نہ زیب دیتا ہے یہ مسلم فقیروں کو

یہ دُنیا کا متاع زندگی بے حد قلیل آیا
ہے تقویٰ بن کے مسلم کے لیے مثلِ قلیل آیا

جو قرباں ہو گئے جرأت سے بس نور محمدؐ پر
اجر ان کو عظیم آیا محبت سے محمدؐ پر

کہ اک گٹھلی برابر بھی کمی ان کو نہیں لگتی
وہ عاشق بھی ہیں صابر بھی کمی ان کو نہیں لگتی

جہاں بھی ہو گے وقتِ موت آیا ٹل نہیں سکتا
قلعہ محفوظ بھی ہو موت سایہ ڈھل نہیں آسکتا

اگر ہو کامیابی تو پکاریں کرم ربّ کا ہے
وہ ہے ربّ دوعالم اور آقا بھرم سب کا ہے

اگر ناکامی ہو تو بے حیائی سے کہے جائیں
نبیؐ باعث اُس کے یہ ڈھٹائی سے کہے جائیں

یہ ان کی عین بے شرمی ہے بتلا دو انہیں جا کر
فتح ہو یا شکست ہو بس خدا کی ذات ہے جابر

خدا جانے یہ کیسی قوم ہے نافہم نالائق
سمجھنے کے طرف آتے نہیں ایسے ہیں نالائق

بھلائی تو خدا کی طرف سے انعام ہوتا ہے
مصیبت بھی خدا کی مصلحت اقدام ہوتا ہے

اگر لغزش ہو وارد تو بُرا انجام ہوتا ہے
نصیحت خاص ہوتی ہے کرم الہام ہوتا ہے

ہیں نادانی سے منسوب کرتے مصیبت کو
وہ گمراہ ہو کے بھٹکیں اور جھٹلائیں حقیقت کو

نبیؐ تو کرم تو بن کر آئے ہیں ہادی رسول اللہ
جو چاہے وہ خدا کرتا ہے جو کرتا ہے وہ اللہ

گواہی دیتا ہے اُن کی رسالت پر خدا خود بھی
مقرر ہے نبوت کی حفاظت پر خدا خود بھی

خدا کو ماننے والا ہے لازم مصطفٰےؐ مانے
اطاعت ربِّ اکبر کی اطاعت مصطفٰے جانے

محمدؐ کی غلامی جو نہ کر پائے وہ کافر ہے
کہ مَن یطع الرسول سے یہ ظاہر اور باہر ہے

ارے لو بھاگنے والے محمدؐ کی غلامی سے
یہ سب کچھ ہو رہا ہے تیری نادانی و خامی ہے

خدا خود ہے محافظ میرے خواجہ کی نبوت کا
غلامی میرے خواجہ کی ہے باعث تیری عزت کا

بظاہر کہتے ہیں ہم کو امر تسلیم ہے آقاؐ
ہم سب ساتھ ہیں تیرے بڑی تعظیم ہے آقا
مگر ایسے بھی ہیں کہتے ہیں کیوں مانیں حکم ان کا
یہ کالا دل ہے اُن کا اور ازلی ہے سقم ان کا
خدا تحریر کرتا ہے سب اُن کی بدکلامی کو
وہ شب بھر سوچتے ہیں جو کہ اپنی ذاتی خامی کو
میرے محبوب چھوڑ ان کو نہیں تیرا سہارا وہ
خدا کافی ہے تم کو اور خدا تیرا سہارا ہو
یہ اتنا بھی سمجھ پاتے نہیں ناداں حقیقت کو
یہ قرآں کی صداقت کو اور اس واضح حقیقت کو
کہیں بھی ذرہ بھر قرآں میں کمزوری نہیں آئی
کہ تبدیلی بھی نہیں اور لغو گوئی نہیں آئی
اگر قرآں اللہ کی عطائے خاص نہ ہوتا
کئی اس میں نقص آتے یہ خیرالناس نہ ہوتا
مدینہ میں رہا کرتی ہمیشہ جنگ کی حالت
کھٹکتی تھی قبائل کو یہ شاہی رنگ کی حالت
وہ افوا کامیابی کی شکست و ریخت کا قصّہ
ترقی و تنزلی کی امنگ و بخت کا قصّہ
مگر ہر گز نہ مانیں یہ مسلماں لن ترانی کو
رسول اللہ صحابہؓ سے وہ پوچھیں آنی جانی کو
خبر کوئی بھی ہو جب تک نہ تصدیقِ حضور آوے
دلِ مسلم میں ہر گز نہ تیقن کا شعور آوے
وہ ہرگز سے جو تصدیق ہووے اس کو من وعن مانیں
خبر سچی ہے یہ مومن بحق پنجتن مانیں
یہ فضل اللہ علیکم خاص نعمت ہے مسلماں کو
یہ تقویت دیا کرتی ہے تیرے ایماں کو
یہ رحمت ہے خداوندی یہ من جملہ جماعت پر
نہیں تو بھاگ جاتے سب کوئی دیتا حمایت پر
خدا فرمائے محبوباؐ بھروسہ کر نہ غیروں پر
بھروسہ ہو نہیں سکتا کبھی لکڑی کے پیروں پر
تو مومن کو جہاد فی سبیل اللہ بتائے جا
جو طاقت آوے شیطانی اے محبوباؐ مٹائے جا
مٹا دے گا وہ طاقت کفر کی اپنی کریمی سے
خدا پکڑے تو بے حد سخت ہے جذبہ سقیمی سے
اجر دے گا خدا کہ جیسی کرنی ویسی بھرنی ہے
جزا ہو یا سزا تیرے عمل پر بات کرنی ہے
کرے گا جو کہ اچھا وہ تو اچھا اجر پائے گا
برا کرنے پہ آمادہ ہو بدتر قبر پائے گا
خداوندِ تعالیٰ قادرِ مطلق ہے ہر شئے پر
عمل سے زندگی بنتی ہے بس تیری تگ و پے پر
تجھے کوئی محبت سے سلام آ کر اگر کہہ دے
محبت سے تو کم از کم سلام ہی اس کو پھر کہہ دے
دُعا کر دے خدا اس کو سلام زندگی بخشے
خدا تجھ کو بھی اس کے عوض شان بندگی بخشے
ہر اک شئے کا حساب ہوگا وہاں دربار عالی میں
ہو جائے گا فرق واضح کمالی بے کمالی میں
کوئی لائق خدائی کے بجز اللہ نہیں ہوتا
کوئی معبود اللہ کے سوا واللہ نہیں ہوتا
بلاشک دن قیامت کے جمع مخلوق سب ہوگی
جمع ہو کے سبھی مخلوق حاضر پیش ربّ ہو گی
بلاشک واحد و یکتا ہے سچی بات اللہ کی
تصدیق من اللہ ہے یہ پکی بات اللہ کی

منظوم کلام

رکوع ۹

خدائے فرمائے مت سوچو منافق طبقے کی خاطر
کیوں بٹتے ہو دو حصّوں میں فاسق طبقے کی خاطر
جو کلمہ پڑھ پھر وہ لوٹ جائیں کفر کی جانب
وہ گمراہِ ازل ہیں راہ ہے ان کی سقر جانب

اگر تم چاہتے ہو پھر وہ آجائیں ہدایت پر
صراطِ مستقیمی پر خدا کی اس عنایت پر

تو ناممکن ہے گمراہِ خدا پھر لوٹ کر آئیں
بجز فضلِ خداوندِ ہُدیٰ پھر لوٹ کر آئیں

اُلٹا وہ تو چاہتے ہیں کہ تم بھی کفر پر آؤ
سب اُن کے ساتھ مل جائے دوبارہ کفر پر آؤ

وہ جب تک لوٹ کر ہجرت پہ آمادہ نہ ہو جائیں
وہ دینِ احمد مُرسل کے دلدادہ نہ ہو جائیں

جہاں پاؤ پکڑ لو اور مٹا دو صفحہ ہستی سے
نحوست وہ نہ پھیلائیں کفر کی اپنی پستی سے

نہ ان کو دوست ٹھہرانا نہ ان کو یار ٹھہرانا
کہ اس طرح کے لوگوں کو نہ صرف بیاد ٹھہرانا

مگر وہ جو کہ آدمی ہیں تمہارے عہد میں ئے
کبھی زک اُس کو نہ پہنچے تمہارے سے نہ گھبرائے

اٹھالے ہاتھ جنگ سے جو تمہارے سامنے آکر
پناہ میں اُس کو لے لیا مگر ہو یا کہ ہو کافر

خدا چاہتا تو لڑتے رہتے وہ پیش نظر تم سے
خدا دید پہ ہے کانپتے ہیں وہ بشر تم سے

جو پیغامِ صلح بھیجیں پناہ دے دو خدا خاطر
بخش دو ان کو اے مسلم محمدؐ مصطفٰے خاطر

مگر جو فتنہ انگیزی سے باز آئیں نہ بالآخر
صلح نامہ بھیجیں راہ پر آئیں نہ بالآخر

قتل کر دو مٹا دو یہ اذنِ عام ہے تم کو
اجازت ہے اجازت ہے یہ اذن عام ہے تم کو

منظوم کلام

رکوع ۱۰

جو مومن کو قتل کر دے اگر مومن نہیں جائز
صریحاً قتل مومن کا نہیں جائز نہیں جائز

مگر سہواً اگر ہو تو خطاکاری کے تو ہے واضح
غلام آزاد کر دے اور دیت بھی دے اُس کو

اگر مقتول کے وارث دیت پر راضی ہو جائیں
ادا کر دے رقم فی الفور تاکہ راضی ہو جائیں

اگر مقتول مسلم ہو اور وارث اس کے ہوں کافر
غلام آزاد کر دے اور دیت ان کو نہ دے وافر

کہ تقویت کفر کو ہو بذاتِ خود برائی ہے
دیت کافر کو ناجائز ہے خواہ وہ اس کا بھائی ہے

اگر یہ بھی نہ کر پائے تو روزے رکھے دو ماہ تک
کہ توبہ کرنے والا ہی تو قربِ اللہ تک

اگر کوئی قتل کر دے ارادے سے مسلماں کو
ملے غضبِ الٰہی سے جہنم ایسے انساں کو

لعنت دائمی پائے عذابِ خوفناک آئے
خدا کے قہر سے ظالم کسی طرح نہ بچ پائے

جناب حضرت اسامہ لیکے نکلے لشکرِ اسلامی
بحکمِ سیّد لولاک ہر اک گام الہامی

اکناف کفر کے مرکز میں ہیبت ہوگئی طاری
وہ سر پر پاؤں رکھ کر بھاگی کافر قوم بھی ساری

مگر رداس نامی اک شخص اسلام لے آیا
پڑھے کلمہ شہادت اور سلام اُس نے تھا دہرایا

اسامہ نے مگر اُس پر یقین کامل نہ فرمایا
قتل کرکے ختم کر ڈالا زندگی کا وہ سرمایہ

ریوڑ اُس کے ہانکے اور مدینہ طیبہ لائے
اور پیش احمد مختار سارا مال لے آئے

مگر سُن کر نبیؐ اکرم پریشان ہو گئے اک دم
شہادت کلمہ پڑھتا تھا نہیں تھا آپؐ کا مجرم

مگر تم نے غیرت کے لئے تہ تیغ کر ڈالا
غنیمت کے لئے تو یہ ستم ہے بالا سے بالا

وحی پیغام لایا کہ کلمہ شہادت تھا
کہ تم پڑھتے تھے اوراس پر بڑا جوش ارادت تھا

اگر میدان میں بھی کوئی یہی کلمہ پڑھتا آجائے
تو ہر گز اس کو نہ کوئی قتل مسلمان کر پائے
کرو ہجرت مسلمانوں خدائے پاک فرمائے
جو ہجرت کرکے احمدؐ محمدؐ مجتبےٰ آئے
کہ محبوبِ دوعالم جب مدینے جلوہ فرما ہیں
یہ کیسا ہے عاشق جو مکّے میں ٹھہرا ہے
یہ مال و دولت و جاہ حجاب زندگانی ہے
یہ عیش چند روزہ ہے یہ دُنیا چھوڑ جانی ہے
نہیں مسلم تیرے لائق کہ تو بیٹھا رہے اس جاء
کہ ہجرت کرنا لازم ہو گیا ہے مرد و زن کا
خدائے پاک رحمت سے بلند درجات دیتا ہے
جو ساتھ ہیں محمدؐ کے اُنہیں درجات دیتا ہے
گناہ بخشے خطا بخشے وہ رحمت بخشنے والا
جو نبیؐ کے ساتھ آیا ہے بڑا ہے عزتوں والا

منظوم کلام

رکوع ۱۱

مسلماں رہ گئے باقی جو مکۃُ المکرّمہ میں
خدا فرمائے ہجرت لازمی ہے فکر باہم میں
مسلماں ہیں چلیں جائیں محمدؐ کی غلامی میں
وگرنہ دین دے بیٹھے گا اپنے دل کی خامی میں
دباؤ میں وہ آجائیں گے ظالم بت پرستوں کے
نہیں محفوظ رکھ پائیں گے ایماں شر پرستوں سے
ہر حکم عام نازل ہو گیا اسلام کی خاطر
کہ آجائیں مدینے میں فقط اسلام کی خاطر
جو ہجرت کر نہیں پائے مفادِ ذات کی خاطر
مسلماں ہیں مگر رُکتے ہیں ذاتی بات کی خاطر
یہاں معذور مسلم کو معافی عام فرمائی
کہ مجبوروں کو مولا نے ہے بخشش عام فرمائی
وہ بے بس ہیں وہ بے کس ہیں کہ ہجرت کر نہیں پائے
وہ چاہیں بھی تو مشکل ہے وہ ایسا کر نہیں پاتے
بڑی شان رحیمی ہے خداوندِ دوعالم کی
بڑی پہچان ہے اس کو مساکینوں کی ظالم کی
خدا فرمائے ہجرت فی سبیل اللہ اگر کر لو
یہی ہے وقت انعامِ خدا سے جھولیاں بھر لو
کُھلا کر دیں گے دُنیا کو تمہارے رزق کی خاطر
ملے گی عزت و دولت تمہارے صدق کی خاطر
محمدؐ سے وفا کر لو تو مولیٰ بھی تمہارا ہے
اس راہ میں جو مر جاؤ تو جنت کا نظارہ ہے

منظوم کلام

رکوع ۱۲

خدا کی راہ میں چلتے ہوئے اگر وقتِ نماز آئے
قصر کر لو رعایت ہے اگر وقتِ نماز آئے
یہ ہے انعام مسلم کو محمدؐ مصطفےٰ خاطر
یہ انعام خداوندی ہے شاہ مجتبےٰ خاطر
اگر ہے خوف طاری دشمنوں کی شرپسندی کا
ظلم کا جبر کا یا برائی حیلہ بندی کا
سفر میں صدقہ احمدؐ کا نماز قصر جائز ہے
اور پہلی کوس ہو سفر تو پھر بھی قصر جائز ہے
نماز باجماعت ہو ادا یوں حالت جنگ میں
گروہ اک باجماعت ہو دگر قائم رہے جنگ میں

وہ اک رکعت پڑھے اور جنگ کے میداں میں چلا ائے　　اسی طرح دیگر اک گروہ پڑھنے کو آجائے
پڑھے گا یہ بھی بے شک رکعت پڑھے اک رکعت　　اور باقی خود بخود کرنے ادا ہو جائے برکت
یہ بے حد ضروری ہے کہ اسلحہ بند رہے ہر دم　　کہ حملہ کرنے کو تیار ہے دشمن گھات میں ہر دم
مگر با امرِ مجبوری ہو بارش یا کہ بیماری　　تو اسلحہ چھوڑنے کی دے اجازت ربِّ غفاری
ہے بے شک دشمنوں پر سب تباہی ربِّ باری کی　　عذاب دائمی ہے اور بربادی قہاری کی
یہ نماز باجماعت اور وہ ذکراً کثیرا بھی　　یہ ہے حالات پر مبنی قبول ہوئے اشارہ بھی
امن کے وقت کر لینا ادا اپنی توجہ کو　　طمانیت سے کر لینا ادا اپنی عبادت کو
جنگ میں یا امن میں یہ ہے سب حالات پر مبنی　　عبادت کا طریقہ بھی ہے سب حالات پر مبنی
ہے نماز اپنے وقت پر مومنوں پر لازم و لابد　　کہ جنگ ہو یا امن ہو وقت پر پڑھتا رہے عابد
خدا فرمائے استقامت اور شہادت میں کمی نہ ہو　　تمہاری سُستی ہی گویا نصاب تر ولی نہ ہو
کافر ڈھونڈتا ہے مرتے دم مدِمقابل کو　　مسلماں کیوں ڈھونڈے تا ابد کس ابن جاہل کو
کافر ناامید ہے تا ابد اجر ثوابی سے　　مسلماں کو عطا ہے ظل رحمت بے حسابی سے
خدا جانے سبھی کچھ جو بھی ہے اکناف عالم میں　　عمل کا فرق واضح دیکھے مومن اور ظالم میں

منظوم کلام

رکوع ۱۳

بنو ظغری قبیلے کا وہ طعمہ نامی اک مسلم　　نقبِ زن ہے قتادہ بن نعمان کے ظالم
آٹا ایک بوری اور زرہ اُس نے چرالی تھی　　کہ مسلم ہو کے بدبختی یہ اپنے سر لگا لی تھی
مگر ساماں رکھ آیا یہودی کی دکان پر وہ　　تلاشی میں ملا سامان یہودی کی دکان پر وہ
یہودی کہتا تھا طعمہ کا ہے ساماں یہ اس جا　　طعمہ یہ نہ مانا کیوں کہ کاروائی کا تھا خطرہ
رسول اللہ کی خدمت میں برائے فیصلہ آئے　　کہ مسلم ہونے کے ناطے یہودی چور بن جائے
وحی نازل ہوئی شاہاً برے کا ساتھ نہ دینا　　مسلماں ہی بُرا ہے حبیباً صاف کہہ دینا
کافر ہو یا مسلم ہو خدا نفرین بھیجے ہے　　برے کردار کو تہدید اور زلقین بھیجے ہے
خدا فرمائے محبوباً یہ طعمہ بددیانت ہے　　مسلماں بھی ہو خائن تو صد ہا اُس پر لعنت ہے
خدا سے مغفرت مانگیں وہ معافی مانگ لے ربّ سے　　خدا معافی عطا کر دے برائی کرتا ہے جب سے
خیانت کی اعانت کرنے والوں کو بھی حد کر دو　　بڑے واضح طریقے سے اعانت مسترد کر دو
خدا نفرت کرے واللہ برائی کی خیانت کی　　حمایت کر نہیں سکتا کبھی وہ بددیانت کی
ارادے چھپ نہیں سکتے بُرے لوگوں کے اللہ سے　　وہ چھپ چھپ کر کریں باتیں نہیں چھپتے وہ اللہ سے
برائی کیلئے وہ مشورے راتوں کو کرتے ہیں　　اپنے دل کو بداعمالیوں سے گدلا کرتے ہیں
مگر ربِّ دوعالم سے بُرائی چھپ نہیں سکتی　　وہ چھپتے ہیں مگر وہ بے حیائی چھپ نہیں سکتی
جو اس کا ساتھ دیتے ہیں وہ کب تک ساتھ دے لیں گے　　حشر کے دن بھی کیا نادان اُس کا ساتھ دے لیں گے

وہ جس دن نفسا نفسی ہوگی کوئی ساتھ نہ ہوگا
وکالت کو بذاتِ خود تو اس کا ہاتھ نہ ہوگا
برائی کی ہے جس نے بھی وہ اپنے سے بُرائی کی
اور خود اپنے نفس پر ظلم کرکے ہے تباہی کی
خدا بخشے ہے بے شک گو اگر دل سے خطا مانے
جو عاجز ہو کے جھک جائے تو فوراً وہ خدا مانے
گناہ کرتا ہے جو بھی وہ تو خود اپنی تباہی ہے
ذلت اور خواری ہے یہ اپنی روسیاہی ہے
مگر پوشیدہ کیسے ہو علم والے کی حکمت سے
خدا سے چھپ نہیں سکتا کبھی وہ اپنی نکبت سے
نہ مانے جو خطا کرکے بھی الزام و گناہ اپنا
کہ ہر دم شوخ تر رکھتا ہے نفس بے حیا اپنا
وہ اپنے جرم کو کسی اور پر بہتان سے ڈالے
کسی معصوم کی عزت کا وہ نقصان کر ڈالے
گناہ کرکے نہ عبرت ہو یہ بدتر از گناہ ہووے
یہ ہے جرم کبیرہ ہو یہ بدتر از گناہ ہووے

منظوم کلام

رکوع ۱۴

نہ ہوتا فضل ربیّ تو خطا ہو جاتی محبوباً
خطا یہ برملا سہواً ادا ہو جاتی محبوباً
گروہ اک چاہتا تھا آپؐ سے فیصلہ لینا
بُرائی کرکے بھی دامن کو اپنے یوں بچا لیتا
مگر اللہ کی رحمت یہ گوارا کر نہیں سکتی
سہواً یہ خطا ہووے گوارا کر نہیں سکتی
ہوا الہام اس خاطر ذرا محتاط ہو جائیں
جرم سے وہ بچتا ہے ذرا محتاط ہو جائیں
حفاظت آپ کی ذمہ خداوند دوعالم کا
کتاب اور حکمت تیری سے یہ اختتام آیا
بڑے رازِ نہاں سے مشورے کرنا یہ چھپ چھپ کر
برائی کے لیے یوں باتیں کرنا ایسے چھپ چھپ کر
ایسی مجلسیں جن میں بھلائی کا انعقاد ہووے
خیر ہووے نہ کہ باعثِ شر و فساد ہووے
خدا بھی اُن مجلسیں کو اپنی رحمت سے نوازے ہے
بھلائی ملت بیضا کی جس مجلس سے واضح ہے
برائی کے لیے مانے نہ جو حکم رسول اللہ
تباہ ایسے مشرک کی تباہی ہے معاذ اللہ
رسول اللہ نے بتلا دی حقیقت سارے قصے کی
جو پھر بھی ہو مخالف تو ہے یہ نکبت اُس کے حصے کی
ہم چھوڑیں گے اس کو تاکہ گمراہ ازل ہووے
نہ مانیں جو رسول اللہ کو دوزخ میں اٹل ہووے
کہ دوزخ اس کی جاء ہے جو کہ نافرمانِ احمدؐ ہے
خدا کا حکم ہے واللہ جو اذمان محمدؐ ہے

منظوم کلام

رکوع ۱۵

خداوند دوعالم بخش دے سارے گناہ تیرے
مگر شرک خداوندی تباہی کو تیری گھیرے
شرک کو وہ نہیں بخشے مشرک کو نہیں بخشے
کہ نافرمانی احمدؐ شرک ہے وہ نہیں بخشے
طعمہ فرمان محمدؐ سے جو سرتابی کرے اک پل
خدا فرمائے یہ ہے شرک دوزخ میں رہے جاہل

خدا کو چھوڑ کر عورات کو دیوی بناتے ہیں
خود ہی گھڑ کے بت اپنے انہیں کو سر جھکاتے ہیں

کہ شیطان کے مریدوں کا طریقہ یہ ہی ہوتا ہے
کہ نفسانی ہوس کا سلیقہ یہ ہی ہوتا ہے

خدا واحد کا احساس ہو فقط ولیوں کی محفل میں
جن کی پاک صحبت سے خدا کا نور ہو دل میں

خدا کی عظمتِ عالی کا غلبہ دل میں آجائے
خدا واحد وحید کل کا جلوہ دل میں آجائے

شرک یہ ہے کہ خدا کے بالمقابل اس کو ٹھہرا نا
جہاں قربِ خدا نہ ہو وہ مسجد بھی ہے بت خانہ

خدا کی لعنت ہے اُن پر کہ خدا کے بالمقابل ہوں
خدا کے دوست کب ہوتے ہیں جو کہ اتنے جاہل ہوں

محمدؐ اور غلامانِ محمدؐ ماننے والا
محبت سے خلوصِ دل سے ان کو ماننے والا

خدا کو مانتا ہے مصطفیؐ کو ماننے والا
وہی مشرک ہے جس نے حکم احمدیؐ کو ہے ٹالا

خدا سے مل گئی مہلت تو شیطان الرجیم آیا
ہر اک ابن آدم کو ہی راہِ حق سے بہکایا

صرف بہکے نہیں جو کہ خدا سے ڈرنے والے تھے
نہیں بہکے وہ جو کہ مصطفیٰ پر مرنے والے تھے

یہ دعویٰ تھا میں گمراہ کرکے رکھوں گا زمانے کو
بجز اللہ کے بندوں کے میں بہکادوں گا زمانے کو

رسمِ کفاری میں کان کاٹیں گے وہ بندوں کے
اور غلط کاری کی رسموں کے بُرے کاموں کے دھندوں کے

مرے احکام پر کر دیں گے بدکاری و عیاری
بھلا دیں گے خدا کو اور نہ آئے گی شرم ساری

خدا کو چھوڑ کر شیطان کو ساتھی بنا بیٹھے
نہ گھاٹا دین و دُنیا کا وہ بدکاری سے کھا بیٹھے

جھوٹے وعدے دے دے کر وہ امیدوں کی دُنیا میں
انہیں بہکاتا رہتا ہے فریبوں تمنا میں

وہ بدکاری دغا بازی عیاری و وہشیاری
یہی ہے کام اس کا یہ کرے گمراہی و بربادی

جو اُس کی پیروی کرتے ہیں بدقسمت زمانے کے
ہے دوزخ ازل سے اُن کو بدقسمت زمانے کے

کوئی رستہ نہیں ملتا نکل جائیں وہ دوزخ سے
محیط چار سو گھیرے میں رہتے ہیں وہ دوزخ کے

مگر ایمان والے لوگ عمل صالح جو کرتے ہیں
وہ داخل ہویں جنت میں خدا سے جو کہ ڈرتے ہیں

حسیں باغات جنت میں ہیں جن میں ندیاں جاری
خدا کا پختہ وعدہ ہے عطا ہو رحمتِ باری

بڑی قسمت ہے یاور وہ خدا سے باتیں کرتے ہیں
غلامانِ محمدؐ سے اپنے دامن خوب بھرتے ہیں

خدا کے وعدے سچے ہیں خطا ور ہو نہیں سکتے
جو ہیں حکم خداوندی قضا وہ ہو نہیں سکتے

کوئی اہل کتاب ہووے یا غیر اہلِ کتاب ہووے
عمل سے زندگی بنتی ہے ہر اک کا حساب ہووے

بجز اللہ کے کوئی بھی مدد کرنے کو نہ آوے
مصیبت میں کوئی ساتھی مدد کرنے کو نہ آوے

عمل اچھے کئے جس نے مونث ہو مذکر ہو
وہ جنت اُس کو مل جائے کبھی نہ وہ موخر ہو

نہ ہوگا ظلم ان سے وہ کرم کے حصّے میں آئے
خداوندِ دوعالم بھی کس کا حق نہ مر جائے

مثل اس کی نہیں کوئی جو خدا کے در پر جھکتا ہے
جبیں رکھ کر زمیں اوپر وہ خدا سے عرض کرتا ہے

مقلد ہو کے وہ دینِ خلیل اللہ کی رحمت کا
غلامِ مصطفیٰؐ پابند ابراہیمی سنت کا

خدا کی پاک رحمت نے حبیب اللہ بنا ڈالا
رسول اللہ کے دادا کو خلیل اللہ بنا ڈالا

خدا غالب ہے ہر شئ پر زمینی ہو یا افلاکی
خدا کے قبضہ قدرت میں سب عرشی و خاکی

منظوم کلام

رکوع ۱۶

روایت ہے یہ حضرت عائشہ صدیقہ سے ظاہر	یتیموں کی وراثت کیلئے فتویٰ ہے یہ ظاہر
کرتے تھے ایسے عین مکاری سے عیاری	حسن اور مال والی بچی سے کرتے دغا کاری
نکاح کر لیتے اُس سے مال سارا ہضم کر لیتے	نگاہ تک بھی نہ کرتے اور وراثت ختم کر دیئے
اگر وہ مال والی ہو مگر صورت نہ اچھی ہو	تو شادی تک نہ کرتے عمر بھر اس کی نہ شادی ہو
اگر وہ بیکسی میں نہ حسیں ہو نہ دولت مند	تو کسی کے باندھ کر چلے وہ لیکر مہر ہوئے خورسند
خدا نے حکم فرمایا وراثت میں جو حصہ ہے	ہے اُسی دختر یتیم کا، نہ کوئی اور قصہ ہے
غضب کر لو حقوق زن یتیمہ بیکس و لاچار کو آخر	تباہی آئے گی تم پر حکم ہے یہ خدا قاہر
بلا چوں و چرا تسلیم کر لو حکمِ ربی کو	وراثت میں جو حصہ ہے یتیمہ کو ابھی دے دو
بھلائی گر یتیمی سے کرو گے فی سبیل اللہ	خدا پھر خاص رحمت سے نوازے گا اسی حیلہ
اگر عورت مرد میں کوئی مجبوری ہوئی حائل	رکاوٹ ہے تعلق میں یا بیماری ہوئی حائل
تو زن آزاد ہے وہ مہر لے کے ہو جائے فارغ	صلح مابین کرکے وہ پابندی سے ہو فارغ
نہایت زندگی کو متقی رکھنا ضروری ہے	خدا کو خبر ہے ہر چیز کی یہاں ڈرنا ضروری ہے
دو بیویاں ہوں تو مساواتِ عمل مشکل	نوازے ایک کو تو دوسرے کا ہے عمل مشکل
بڑا مشکل ہے وہ طرز برابر پر برابر ہو	بڑی کوشش کرے کہ وہ سلوک اس کا برابر ہو

نوٹ:۔ سورۂ نسا 176 آیات پر مشتمل ہے۔ قلمی نسخہ پہلی 128 آیاتِ مقدسہ کے منظوم مفہوم پر مشتمل ہے۔ اس میں آخری شعر کا پہلا مصرعہ ''اگر تم ایک زن کو زیادہ ہی نوازو گے''، مکمل دیا گیا ہے۔ دوسرا مصرعے کے ترجمے میں صرف ایک لفظ ''تو'' مرقوم ہے اور یہ مکمل نہ ہو سکا۔

گلستانِ نصیر

(نعتیہ مجموعہ)

قلندرِ دوراں غوثِ زماں غریب النواز خواجۂ خواجگاں

خواجہ جی محمد غلام نصیر الدین نصیرؔ

چشتی نظامی چاچڑوی سیالوی رحمانی رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب وتدوین

صاحبزادہ محمد ناصر نصیر جانی

چشتی نظامی چاچڑوی سیالوی رحمانی نصیری جوہری

سوم سجادہ نشین دربارِ عالیہ رحمٰن شریف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ محمد چار یار حاجی خواجہ قطب فرید حق فرید یا فرید یا رحمٰن و یا عزیز حق نصیر یا نصیر حق جوھر یا جوھر

شجرہ مبارکہ چشتیہ بہشتیہ نظامیہ قلندریہ رحمانیہ نصیریہ جوہریہ ناصریہ

کرم کر دے خدایا ذاتِ عالی شان کے صدقے
محمد مصطفیٰ ﷺ کونین کے سلطان کے صدقے

علیؑ شیرِ خدا مشکل کُشا کی ذات کی خاطر
حسنؒ بصری شہنشاہِ فقر ذی شان کے صدقے

اور عبدالواحدؒ محبوبِ احمد مجتبیٰؐ خاطر
طفیل ابنِ عیاضؒ عالی قدر سلطان کے صدقے

تجھے ہے واسطہ سلطان ابراہیمؒ بلخی کا
حضورِ محترم خواجہ حذیفہؒ جان کے صدقے

ہبیرالبصریؒ ءِ جانانِ عالم اولیاء اللہ
وہ ممشاد علو دینوریؒ جانِ جان کے صدقے

جناب خواجہ بواسحاقؒ شامی پیشوائے ما
حضور ابدالِ احمدؒ کے کمال عرفان کے صدقے

طفیلِ بو محمدؒ عشقِ احمد کر عطا مجھ کو
جناب حضرتِ یوسفؒ شہہِ تابان کے صدقے

غلامی بخش دے مودودؒ چشتی پیر کی مجھ کو
شریفؒ حاجی وہارونی خواجہ عثمانؒ کے صدقے

دلِ بے تاب نگہِ پارسا سوزِنہاں دے دے
معین الدینؒ حسن اجمیر کے سلطان کے صدقے

اور قطب الدینؒ کاکی بختیار عالی قدر خاطر
وہ زہد الانبیاء گنجِ شکر فیضان کے صدقے

تصدق میں نظام الدینؒ محبوبِ الٰہی کے
نصیرالدینؒ چراغِ دہلوی جانان کے صدقے

وسیلہ پیش کرتا ہوں کمال الدینؒ چشتی کا
کرم کر دے سراج الدینؒ کے ایمان کے صدقے

شہہِ قطبِ ولایت شاہ علم الحقؒ و دیں تیرا
وہ راجن خواجہ جی محمودؒ حق سبحان کے صدقے

محابے میں جمال الدینؒ جمن کے رحم کر دے تو
کرم کر دے حسنؒ اور شیخ محمدؒ شان کے صدقے

میں دامن تھامتا ہوں حضرت یحییٰ مدنیؒ کا
ولی کامل کلیم اللہؒ ظلِ یزدان کے صدقے

وہ مقبولِ خدا خواجہ نظام الدینؒ ولی اللہ
وہ فخرالدینؒ فخرِ چشتیا کی آن کے صدقے

خدایا کر دے نورانی میرے قلبِ سیاہ کو بھی
سخی نورِ محمدؒ فخرِ کل ادیان کے صدقے

خدایا حاضرِ خدمت ہے مورِ ناتواں احقر
سلیمانؒ تونسۂ اقدس شہہِ شاہان کے صدقے

وہ شہبازِ طریقت وہ منور شمسِ نورانی
وہ شمس الدینؒ سیالی نیر عرفان کے صدقے

میرے سینے میں عشقِ جاوِداں کا بحر جاری کر
محمد دینؒ خواجہ سیالوی ذیشان کے صدقے

ضیاء الدینؒ ضیاء الحق ضیاء ملتِ احمد
جناب حضرتِ ثالث شہہِ خوباں کے صدقے

وہ شیخ الدین والاسلام حضرت خواجہ قمر الدینؒ
شہیدِ عشقِ تونسہ نورِ شاہ سلیمان کے صدقے

مجھے بدرالدجیٰ کے عشق کی تلچھٹ عطا کر دے
قلندر سیالوی حضرت بدرؒ دیوان کے صدقے

فضل کا بحر جاری کر کمی سب دور کر میری
محمد خواجہ فضل الدینؒ شہہِ ایقان کے صدقے

رہے قایم غلامی میری نس نس میں میرے مولا — وہ چاچڑوی نصیرالدینؒ میری دل جان کے صدقے
میرے سیّد میرے مرشد میرے ہادی میرے مولا — حضور عبدالعزیزؒ اقدس ظلِ سبحان کے صدقے
خدا آباد رکھے آستانے کو قیامت تک — جناب حضرتِ یعقوبؒ عزیزی جان کے صدقے
میں منگتا ہوں گداگر ہوں درِ رحمٰنؒ خواجہ کا — عطا کر بھیک مجھ کو خواجہ جی رحمٰنؒ کے صدقے
عطا کر عشق کی دولت ہمارے قلبِ مضطر کو — ہمارے مرشدِ کامل نصیر دو جہان کے صدقے
محبت غیر سے مولا پناہ دُنیا سے غنی کر دے — پیر محمد علی جوہر ظلِ سبحان کے صدقے
درِ رحمٰں کی خوشبو میں تسلسل سے اضافہ ہو — خواجہ جی ناصر نصیرِ چشتیا کی آن کے صدقے
تمنا ہے تیرا در ہو نصیریوں کا ماتھا ہو — نہ ٹوٹے سلسلہ مولا علیؑ کی شان کے صدقے
میری فریاد کو مولا قبولیت عطا کر دے — تو عالی چشتیوں کے شجرۂ پیران کے صدقے

وقفِ نگاہ
وارثِ فقرِ خواجہ رحمٰن و نصیر و جوہر سجادہ نشین
دربارِ عالیہ رحمٰن شریف خواجہ جی حضور محمد ناصر نصیر جانی صاحب

فہرست

- پیش لفظ 133
- شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ اللہ میری کٹین میں آ 136
- والشمس کے چہرے والے نے کیا کرم نقاب اُٹھا ڈالی 137
- معراج کی شب سج دھج سے جب افلاک بھئے محبوب ہری 138
- آج کی شب کرم کرو پردہ اٹھا کے دیکھ لو 139
- اٹھا پردہ دکھا جلوہ اے نورِ جلوۂ مولا 140
- تباہ حالاں دا کارساز آ گیا اے 141
- سیاہ شب کو بلا کہ کہہ دو کہ وقت تیرا ختم ہوا ہے 142
- والشمس کے چہرہ انور پر والیل کی زلف کے خم دیکھو 143
- حریم دل میں آ جاؤ حبیبی یا رسول اللہ ﷺ 144
- لاکھوں سلام خواجہ بدر وحنین والے 145
- ساری کونین سے ذیشان محمد عربی ﷺ 146
- میرا اے کاش بطحا میں جو ہو جائے گزر خواجہ 147
- مقدس رات کرماں دی عنایت خوش نصیباں نوں 148
- زہے قسمت کہ بطحا سے ہوا فضل و کرم جاری 149
- تصور کا جو ہو جائے نزول اجلال سینے میں 150
- کیسی ہے یہ شب کیسا سماں ہے کیسے سجے ہیں عرش منارے 151
- گدائے کمتر فقیر کہتر ہوا ہے حاضر حضورِ انور 152
- آج کی رات نورِ کرم ہر جگہ 153
- زمینِ منیٰ بھی عجب سرزمیں ہے 155
- یہ دیکھو فرشتو میں اوجِ فلک پر وہ سدرہ کا ایوان چڑھنے لگا ہوں (منقبت) 156
- خدا جانے کیسا مقام آ گیا ہے 157
- گو میں ہوں گنہگار امیدوں میں کھڑا ہوں 158
- معراج میں شمس الضحیٰ ارفع سے ارفع جائیں گے 159
- شبِ بارات بدل اپنی بھی بارات مہاراج 160
- نبیٔ دو جہاں احمدؐ تو شاہینی نگاہ کر دے 161
- جوگی بنوں اور ٹھمری گاؤں 162
- میرے شیخ معظم ہو نظرِ کرم بحضورِ محمدؐ حضوری ملے 164
- دنیا میں جو گزرے ہیں نبیانِ الٰہی 165
- کرتار ہا محبوب کو خوش وہ 166
- قدردان ہوتا شب قدر آتی وہ شب بھر نہ سوتا حضوری میں ہوتا 168

- چمک اتری تو ہے شاید یہی شب شب قدر ہووے 170
- جب نظر سے نظر مل گئی یار کی راز کھلنے لگے ظاہری باطنی 171
- گناہاں دی پاداش وچ جھلے تے کملے توں کھولیں جے اکھیاں خدا ویکھدا ای 172
- کئی صدیاں صدیاں گزر گئیں میں تو میم سے نہ نکل سکا 173
- معراج کی شب ہے رنگ عجب میری بزم کا میرے سینے کا 174
- آپ آرام فرما ہیں اے جبرائیل جن کے دادا ہیں حضرت جناب خلیل 175
- زمین والو سلام تم پر خدا کی رحمت بلا رہی ہے 177
- میرا مرشد میرے سامنے ایں اج پاک محمدؐ آ رہے ہیں 178
- ان سورج چاند ستاروں میں اس نور کی ہے سب تابانی 179
- وہ ہستی کیسی ہے جس کی آمد زمین کو ارفع بنا گئی ہے 180
- جس کا وجود تھا روزِ ازل سے آج وہ شانِ شہود میں آیا 181
- دیکھو سیونی ماہی میرا کیسا یار نرالا اے 182
- شبِ بارات بدل اپنی بھی بارات مہاراج 183
- کدی آ ویں ہا سینے لانویں ہا تتڑی کوں نہ ترسانویں ہا 184
- کتنا پایا محمد نے بالا مقام 186
- گناہ گارم سیاہ کارم کرم کن یا رسول اللہ 189
- میرے نور نظر آجا تیرا دیدار مانگت ہوں 190
- جبریل ہیں رُوح القدس رُوح الکرم رُوح الامین 191
- یہ تختۂ زمین سے وہ عرشۂ عظیم تک 193
- اے فخرِ رسولاں المدد ے درحالِ پریشان المدد ے 194
- کوئی تیرا فقر تکدا کوئی تکدا تیری شاہی 195
- تو گھڑی کی گھڑی آج کی رات کو میری کٹیَن کو رنگین ادا کرتا جا 197
- مِن کلِ فخرِ فاخرٌ مِن کلِ وَصفٍ قادرٌ 198
- وہ اسم اللہ کی روشنی میں جانان ہمارا خوب رہا 200
- اے جذبہ جوشِ کرم محمدؐ کا نام لے 201
- تاریک اندھیرے دور ہوئے نورانی فجر کی آمد ہے 202
- وہ سماں یاد ہے جبریل کو سرکار کا اب تک 203
- وہ حد سے نظریں گزر گئیں جو حضورِ دل میں وریٰ سے آگے 204
- یہ کس کے نام کی خوشبو ہے اُٹھی قلب وجگر سے ابھی ابھی 205
- سب خان جھکے خانان جھکے سلطان جھکے خاقان جھکے 206
- کرم کر یا رسول اللہ کرم کر 207
- بدرگاہِ محمد ﷺ صد سلامے 209
- میں تتڑی داویہڑا وسایا محمدؐ 210

- کوئے جاناں میں مجھے دیدِ شہہِ بطحا ملے 211
- محمد کے روئے منور کی مانند نہ چندا نہ سورج کی ہے چاندنی 212
- میں تو آیا ہوں سائل بڑی دور سے تیری نظرِ کرم کی عطا چاہیے 213
- ہے کعبے کا کعبہ لقائے محمدؐ 214
- شاہِ عرب و عجم ظلِ نازونعم 215
- شبِ بارات عاصی نوں گناہاں تو بری کردے 217
- حجاباتِ دوئی مٹاتا چلا آ 218
- کوئی جا کے عرض کردے صاحبِ لولاک کو 219
- بنا ایسا میرا ابنرا کہ بنائے نہ بنے 220
- خم دیکھے زلفِ حبیب کے 221
- نہ کوئی ایسا حسین دیکھا 223
- ایک ہی شب میں طے کر گئے مصطفیٰؐ 225
- وہ سُبحان الذی اسریٰ کرے ہے صاف غمازی 227
- ہے کتنا اُونچا مقام تیرا حبیبِ ربِّ کبیر احمدؐ 228
- میں ہوں ٹوٹا ہوا انسان کرم مانگ رہا ہوں 229
- محمدؐ محمدؐ پکیندے گزر گئی 230
- کمتر کہتر حاضر آقا حاصل ہووے شرفِ وصالی 231
- پھر رات کرم والی اللہ کرے آئی 232
- کیڈا پیارا منظر ہووے گا جدوں شاہد تے مشہود ملے 233
- تیرے تک جو نہیں پہنچے خدا تک بھی نہیں پہنچے 234
- کیا یہ مشکل ہے بدل دیں میری بارات بھی امشب 235
- سخی دروازہ ماہی دا کدے کھُلدا نصیباں نال 236
- عجب وصلِ خدا تعالیٰ عجب وصلِ رسول اللہ 237
- کیسی آب و تاب کمال سے دیکھو شاہِ عرب و عجم چلا 238
- یہ رحمتوں والی رات عجب 239
- نور آج کی شب معراج کی شب تزئینِ شبِ اسریٰ کے سبب 241
- جب ملے وہ قدر والا شب قدر ہو جاتی ہے 242
- وہ دیکھو گنبدِ خضرا محمد مصطفیٰ والا 243
- امشب وہ بڑا مجھ کو مرغوب نظر آیا 244
- فرقانِ حکیم کی آیت ہے تعریف محمدؐ عربی کی 246
- تیرے ہوندیاں مینوں کی ڈر ماہی 247
- اب عمر تو ساری گزر گئی اب وقت آیا ہے جان بلبی 248
- یاد آتی ہے بہت زُلفِ پریشاں اِمشب 250

- تاریک اندھیرے دور ہوئے نورانی فجر کی آمد ہے 251
- مکی مدنی قرشی عربی 252
- ندارم یارسول اللہ بجز تو ہیچ سامانے 253
- مہاراج نے کرم کمال کیا محبوب کی چھب سبحان اللہ 254
- یا محمد ہزاروں سلام آپ پر آپ کی آل پر آپ کی ذات پر 255
- آج کی شب جو محفل لگی تو سارا جہاں سجایا گیا 256
- اِسم احمد کا یہ دنیا میں یونہی شور نہیں 257
- جو بھی گرتا ہے حضورؐ اس کو اٹھا لیتے ہیں 258
- اب زمین پر بھی مجھے دھوکا ہوا افلاک کا 259
- آپ آئے ظلم و ستم کا دورہ ختم ہوا 260
- لگا تار وہ بانٹتے پھرتے ہیں سلطانِ مدینہ شاہِ حرم 261
- عشقِ نبیؐ نہ تو بے کار ہے حیاتی 262
- میں کیا بتاؤں ماجرا یا سیدِ کل انبیاء 263
- اللہ نے اظہار کی اپنے جو تیاری کری 264
- سارے نبیوں کی واضح دلیل آپ ہیں 265
- ہم لوگ تو زندہ ہیں محمدؐ کے سہارے 266
- کر دو مجھے خدارا آباد یا محمدؐ 267
- اول کریم آخر کریم ہیں میری عزت کے امیں 268
- میں بھکاری تو شہنشاہ میں پجاری تو صنم 269
- منہ مدینے کی طرف کر کے میں فریادی ہوا 270
- کچھ تو نتیجہ نکلا ہے میرے نالۂ شب گیر کا 271
- بھانویں چنگیاں تے بھاویں منداں میں تیری باندی تے ہاں سلطانِ عرب 272
- عشق نہ ہو تو آدمی سگ سے بھی کمترین ہے 273
- سرورِ دو جہاں خاتم مرسلاں تجھ پر قربان سب عرشیاں فرشیاں 274
- نعتِ احمدؐ سے بڑا کوئی بھی اعزاز نہیں 275
- کھا گیا مجھ کو تیرا سوزِ نہانی احمدؐ 276
- میں بھی سقیم ہوں میرا خانہ بھی سقیم 277
- اے وحدت کے داعی اے ظلِّ الٰہی تیرا حکم نافذ ہے تا مہر و ماہی 278
- سو سلام آپ پر شافعِ مذنبیں سو سلام آپ پر رحمتِ عالمیں 280
- صبا جا کے کہنا نبی الوریٰ سے 282
- صد شکر کہ نسبت ہوئی مکی مدنی سے 283
- حد ہوئی ہے ساری بلندیوں کی معراج کی تو کوئی حد ہی نہیں 284
- باخدا ساقیا ناخدا ساقیا 285

پیش لفظ

اللہ محمدؐ چاریار۔ حاجی خواجہ قطب فرید حق فرید یا فرید
یا رحمٰن و یا عزیز حق نصیر یا نصیر حق جوہر یا جوہر

بِسۡمِ اللّٰهِ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِنَا وَحَبِيۡبِنَا وَنَصِيۡرِنَا
مُحَمَّدُ الرَّسُوۡلُ اللّٰهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصۡحَابِهٖ وَاَوۡلِيَاءِ اُمَّتِهٖ خَيۡرَ خَلۡقِ اللّٰه

تمام حمد وثنا اور تعریف کے لائق وہ ذاتِ باری تعالیٰ ہے جو کہ کل کائنات کا خالق و مالک ہے اور صرف وہی عبادت کے لائق ہے۔ اِس کا کوئی شریک نہیں اور وہ ہر چیز سے بے نیاز ہے۔ اس مالک کریم کا کروڑ ہا بار شکر ہے۔ اس نے ہمیں اشرف المخلوقات انسان پیدا فرمایا اور ہمیں اپنے محبوبِ کریم محمد ﷺ کا اُمتی اور غلام بنایا۔ اس مالک کریم نے اپنی رُوحِ خاص ہمارے جدِ کریم ابوالانبیاء والمرسلین حضرت آدم علیہ السلام کے بت میں داخل فرما کر فَنَفَخۡتُ فِيۡهِ مِنۡ رُوحِى فَقَعُوۡلَهٗ سٰجِدِيۡن کا تاج پہنا کر تا قیامت اپنی عبادت اور معرفت کے لیے مختص کر دیا۔

میری رگ رگ میں نس نس میں فہیم زندگی تو ہے
علیمِ زندگی تو ہے حکیمِ زندگی تو ہے
میرے پیکر میرے بت میں میرے اِس جسم بے جاں میں
کلامِ زندگی تو ہے کلیمِ زندگی تو ہے
(سیّدی خواجہ جی محمد غلام نصیرالدین)

کروڑھا درود و سلام ہوں ساری کائنات کے آقا مولیٰ سلطانِ بطحا ﷺ اور ان کے اہلِ بیتؓ کریمان پر جن کو اللہ تعالیٰ نے ازل سے اَبد تک کی سروری عطا فرمائی۔ ان کو صراطِ مستقیم اور رحمۃ اللعالمین بنا کر ہم گناہ گاروں کا شفیع و ملجاو ماویٰ بنا کر کرم کی اِنتہا فرما دی۔

کس کس جگہ جا ڈھونڈتے کیسے خدا کو پوجتے
مظہر خدا کا پا لیا ہم کو بشر کافی رہا
(سیّدی خواجہ جی محمد غلام نصیرالدین)

کروڑوں بار شکر ہے کہ اللہ ربّ العزت نے ہمارے قلوب کو ولایت کے انوار و فیضان کے لیے ایسے کمالِ مہربانی اور کرم سے چنا کہ ہمیں سلسلۂ عالیہ چشتیہ بہشتیہ نظامیہ رحمانیہ نصیریہ جوہریہ ناصریہ کی کامل نسبت عطا فرمائی۔ کرم و فیض و نور کا وہ سمندر اَللّٰهُ نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡض کی تمام تجلیات اور تابانیاں سمیٹے خواجۂ کون و مکاں خواجہ محمد مصطفیٰ ﷺ قلبِ اطہر سے ہوتا ہوا، سینۂ مولائے کائنات حضور مولا علی مشکل کُشا علیہ السلام میں موجزن ہوتا ہوا، سینہ بہ سینہ حضور سلطان الہند غریب النواز کے سینۂ مبارک سے دہلی شریف، پاک پتن شریف، تونسہ شریف، سیال شریف، چاچڑ شریف۔ حضور خواجہ قلندر محمد عبدالعزیز سے محبوبِ قلندر کریم خواجہ جی محمد عبدالرحمٰن کریم کے سینۂ مبارک کا امین بنا۔ وہاں سے غوثِ زماں قلندرِ دوراں خواجہ جی محمد غلام نصیرالدینؒ کریم غریب النواز کے رُوپ میں ہمارے قلب و رُوح میں موجزن ہو گیا۔

دل کے مصباحِ منور میں جلے مصباحِ نور
شکر للہ میرے دل میں جلوہ آراء ہیں حضور
(سیّدی خواجہ جی محمد غلام نصیرالدین)

وہ فیضانِ ولایت سیّدی مرشدی خواجہ جی محمد غلام نصیرالدین کریم نے ایسے مُنتہائے کمال و کرم کے ساتھ زمانے کو بانٹا کہ دورِ نبوی کے فیضان و وجدان کی ساری حقیقتیں چار سُو آشکار ہوگئیں۔ دُنیا والوں نے دیکھا کہ فقر کیا ہے اور اَلفقرُ و فخری کا مظہرِ کامل کیسا ہے۔ اس نور و فقر کی ساری تابانیاں اور جلوہ آرائیاں حضور خواجہ جی محمد علی جوہر کریم سے ہوکر قبلۂ منور خواجہ جی ناصر نصیر جانی صاحب کے پیکر میں تاباں ہوگئیں۔ خواجہ جی ناصر نصیر جانی صاحب اس فقر اور فیض کو تشنگانِ ہدایت میں بانٹ رہے ہیں اور مخلوقِ خدا کو عشقِ مصطفیٰ ﷺ کی نعمتیں عطا فرما کر ضلالت اور گمراہی کے گڑھوں سے نکال کر سوز و ساز و جذب کی دولت سے سرفراز فرما رہے ہیں۔

مایوس گدا ہو تو یہ کم فہمی ہے اس کی
کہ سخی ابنِ سخی کی وہ سخاوت نہیں بدلی
پابند ہی ہیں وہ تو پابند نہیں ہیں
جُبّہ بدلا ہے فقط محبوب کی صورت نہیں بدلی
درِ رحمٰن کی خوشبو میں تسلسل سے اضافہ ہے
مدینے کی ہوا پاؤں میں چاچڑ کی فضا پاؤں

عرضِ حال یوں ہے کہ یہ نعتیہ دیوان سیّدی مرشدی نصیرالملّتِ والدین حضرت خواجہ جی محمد غلام نصیرالدین کے بزبانِ اُردو فارسی، پنجابی، سلطانِ بطحا ﷺ کی شانِ والا شان میں لکھے گئے گلہائے عقیدت و عشق کا حسین مرقع، فصاحت و بلاغت کا ایک شاہکار اور عشق وجدان کا سامان ہے۔ پُرسوز کیفیات سے بھرپور مناجات بدرگاہِ رحمۃ اللعالمین کا ایسا نایاب گلدستہ ہے جس میں میلادِ مصطفیٰ ﷺ، معراج النبی، شانِ مصطفیٰ، تعظیم و ادبِ رسول، سخاوتِ حضور اور ندائے یارسول اللہ کے سربستہ رازوں کو بصورتِ نظم الفاظ کا ایسا جامہ پہنایا کہ ہر ہر شعر قرآنِ مجید فرقانِ حمید اور احادیثِ نبویہ کی کامل تفسیر ہے۔ حضور نصیرالملۃ والدین کریم کے کلام کو مطالعہ کرنے والوں کو سیّدنا حسان ابنِ ثابت کے کلام کی طرح دفاعِ مصطفیٰ، علامہ اقبال اور مولانا جامی جیسا عشق و ادبِ مصطفیٰ، عطار و رومی سعدی و شیرازی کا سوز و گداز، حسنِ معنویت اور نکہت و صفائی نظر آتی ہے۔ سیّدی و مرشدی حضورِ کریم غریب النواز کا سارا کلام ہی بے نظیر و بے مثل ہے اور ہر ہر شعر معرفت کے اسرار و رموز سے پُر اور حسن و جمال کی دلآویزیوں کا عکسِ کامل ہے۔ یہاں اِختصار کے ساتھ حضور کے چند ایک مقاماتِ کلام کے حوالہ جات بطورِ نمونہ پیش ہیں۔ سلام بحضور آقائے کونین ﷺ کچھ یوں بیان فرمایا:

لاکھوں سلام خواجہ بدر و حنین والے
لاکھوں درود احمد حسن و حسین والے
تم پر سلام اربوں تم پر درود لاکھوں
گر تو قبول کر لے میرے نورِ عین والے

حدیثِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ''جس نے مجھے دیکھا اس نے خدا کو دیکھا''

پھرے قریہ بہ قریہ نگر نگر
ارے زاہدا رب نہ آیا نظر
جسے دیکھنا ہو کونین کا رب
میرا سوہنڑا عربی صنم دیکھو

وحدۃ الوجود پر کچھ اس انداز سے کلام فرمایا:

اللہ نے اظہار کی اپنے جو تیاری کری
احمدؐ بنائے آپ ہی اور آپ ہی یاری کری

میم تھا اِک آئینہ بس اپنے سامنے کر لیا
اسمِ احمد کی منادی دُنیا میں جاری کری
میم کے گھونگھٹ میں دیکھو پردہ پوشی کی عجب
تھا احد لگتا تھا احمدؐ کیسی شاہکاری کری

معراج النبی ﷺ پر ایسے کلام فرمایا کہ سارے رازِ مخفیانہ آشکار کر دیئے۔معراج کی شب سج دھج سے جب افلاک بھئے محبوب ہری، جبریل نے چرن چھو کے کہا مِنْ وَجْھِکَ نورٌ بالبدری کیہڑا پیارا منظر ہووے گا جدوں مقصد تے مقصود ملے۔سب پردے ہٹا کے اَن حددے جدوں شاہد تے مشہود ملے ان چند کلمات کے بعد انتہائی عجز و نیاز اور زاری سے دُعا کہ اللہ کریم ہمیں سیّدی مرشدی حضور کریم غریب النواز کے کلام کے نور و فیوضات سے مستفیض فرمائے اور اسے ہمارے قلب و رُوح کی حیاتی کا ذریعہ بنائے اور آپ کا فقر و فیضان تا قیامِ قیامت جاری و ساری فرمائے۔

مے کشوں کے سر پہ یا رب پیر میخانہ رہے
دور میں ساغر رہے گردش میں پیمانہ رہے
تو عطا کرتا رہے تیرا کرم جاری رہے
تاابد آباد یہ دربارِ جانانہ رہے

نعت شریف

شمس الضحیٰ بدرالدجیٰ للہ میری کٹیا میں آ
والیل زلفوں کی گھٹا یٰسین عارض سے ہٹا

ویران کھنڈر بن گیا میرا خزاں دیدہ چمن
یا اَیُّھَاالمُزَّمِلُ ، مُدَثِّرُ ، طٰہٰ پیا

میرا گریہ میری آہیں میری عرضِ ناتمام
کوئی پہنچا دے مدینے در حضورِ مصطفےٰ

ہر طرف چھائی ہوئی ہے بے کسی درماندگی
مایوسیوں کی سیاہ شب میں آؤ اے کشف الدجیٰ

آپ ہیں بحرِ سخا اور آپ ہیں شہرِ عطا
میری ڈوبی کشتی تار دو بہرِ خدا اے ناخدا

میں غلام ابنِ غلام ہوں حاضر ہوا شاہِ انام
میرا جام تشنہ کام ہے اب بھر دو احمد ﷺ مجتبیٰ

ہو نزع کی حالت میں بھی یہ نصیؔر کے وردِ زباں
صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ

..................☆☆☆..................

نعت شریف

والشّمس کے چہرے والے نے کیا کرم نقاب اُٹھا ڈالی
والفجر کے مطلعِ انور سے کالی رات میں فجر بنا ڈالی

سرکوہِ صفا چڑھ کر جو کہا پڑھو لا اِلٰہ الا اللہ
گرے منہ کے بل سب لات وہبل ساری عرب زمین ہلا ڈالی

شیطان کے چیلے بھانپ گئے سب روم و کلیسا کانپ گئے
ایران کے آتش خانے کی اک پل میں آگ بجھا ڈالی

کسی طور نہ آئے دل کو سکوں جب تک نہ محمدﷺ دیکھ سکوں
میری آنکھوں کے سامنے پھرتی ہے تیرے گنبدِ خضرا کی جالی

یہ سوزِ دروں یہ جوشِ جنوں تیرے مجنوں کا حال ہوا ہے زبوں
آسینے لگا تیرے ہجر نے تو میرے سینے میں آگ لگا ڈالی

اے مخزنِ جودوکرم جب تک تیرا ساتھ رہے مجھے کیا غم ہے
تیرے ادنی گداگر مستغنی نے شاہی تخت پہ کب ہے نگاہ ڈالی

دیکھو چیر نصیؔر کا سینہ گر نظر آئے مدینے کا سرور
سرفخر سے اُونچا ہے میرا تیرے در پہ جبین جھکا ڈالی

..................☆☆☆..................

نعت شریف

معراج کی شب سج دھج سے جب افلاک بھئے محبوب ہری
جبرائیل نے چرنن چھو کے کہا من وَجھِکَ نورٌ بالبَدَری

ملکوت کے جھرمٹ میں جب تھا شری اوم احد کہلاتا تھا
جب دھرت سنگھاسن کرپا کی تب دھوم پئی تھی انا بشری

جب شانِ احد میں تھا جلوہ نما نہ تھے فکر و نظر نہ تھے ذکر و ثنا
ہر سمت ہوا تب شور بپا جب میم کی بندیا ماتھے دھری

مہاراج نے سیس پہ تاج دھرا ہر سمت محمد ﷺ ناد بجا
پی پی کی پپیہا رٹ لاوت کو کو کاگیان کرے قمری

مازاغ نظر یٰسین ادا مکھ چندن چندن بدر لقا
احسنتَ حبیبِ رَبِّ عُلیٰ اے امّی لقب شق القمری

سُدھ بُدھ نہ نصیر کو اپنی رہے کشکول براگن ہاتھ لیے
جوگنیا بنے اور کہتا پھرے اس خواجۂ بطحا کی ٹھمری

..................☆☆☆..................

نعت شریف

آج کی شب کرم کرو پردہ اٹھا کے دیکھ لو
جل گیا مثلِ کباب میں سینے لگا کے دیکھ لو

تیری مثال ہی نہیں عالمِ شش جہات میں
اوروں کی بات اور ہے شیشے میں آ کے دیکھ لو

حیرت زدہ ہوں میں کہ میں خود بھی تو میں نہیں رہا
مجھ پہ یقین اگر نہیں سامنے آ کے دیکھ لو

آنکھوں پہ منکشف ہے تو سینے پہ مُرتسم ہے تو
سینہ مدینہ ہو گیا سینے میں آ کے دیکھو لو

خونِ دلِ نصیؔر کے قطرے گرے زمین پر
اسمِ عزیز لِکھ گئے آنکھوں سے آ کے دیکھ لو

..................☆☆☆..................

نعت شریف

اُٹھا پردہ دِکھا جلوہ اے نورِ جلوۂ مولا
تیرے جلوے نے دنیا میں کئے شمس و قمر پیدا

تیرے صدقے ذکر جاری تیرے صدقے عقل بالا
تیرے صدقے فکر کامل تیرے صدقے بپا سودا

تیری آنکھوں کو مازاغ البصر کہ دوں تو کیا شک ہے
تیری مستی بھری آنکھیں فرشتے ورد صلی اللہ

رہائی پائی آدم نے محمد ﷺ نام لے لے کر
کہ طوفاں سے بچا ہے نوح محمد ﷺ نام کا صدقہ

نہ عیسیٰ کو وہ دم ملتا نہ موسیٰ کو یدِ بیضا
نہ یوسف کو حسن ملتا نہ کعبہ بنتا بیت اللہ

نصیرالدیںؔ کے سینے میں ہوئے جلوہ فِگن احمدؐ
مدثر اور مزمل وہ سلطانِ بدر طٰحٰا

..................☆☆☆..................

نعت شریف

تباہ حالاں دا کارساز آ گیا اے
غریباں دا بندہ نواز آ گیا اے

او غمگیناں دا غمگسار آ گیا اے
پریشاناں دا چارہ ساز آ گیا اے

تے محمود سارے پئے قربان ہوون
ایازاں دا سرور ایاز آ گیا اے

گداگر وی دنیا دے شاہ ہوگئے نیں
کریم آ گیا اے فیاض آ گیا اے

محمد ﷺ سب اجڑے وسان آ گیا اے
تے مسکیناں دا شاہباز آ گیا اے

میں ترِ بھک کے اٹھیا تے آواز آء
مبارک ہو میرِ حجاز آ گیا اے

نصیرؔ آ گیا سارے نبیاں دا راہبر
تے سُر وِچ زمانے دا ساز آ گیا اے

..................☆☆☆..................

نعت شریف

سیاہ شب کو بلا کہ کہہ دو کہ وقت تیرا ختم ہوا ہے
مزاج بدلا ہے آسماں کا حضور ﷺ تشریف لا رہے ہیں

ہٹا بھی لے اب سیاہ چہرہ کہ رحمتوں کا زمانہ آیا
زمین پہ نقشہ ہے آسماں کا حضور ﷺ تشریف لا رہے ہیں

چمن میں غنچے چٹک چٹک کر گلاب بن کر ہیں کھلتے جاتے
کہ چہرہ چمکا ہے باغبان کا حضور ﷺ تشریف لا رہے ہیں

اتھاہ سیاہی سیاہ شب کی کافور بن کر ہے اڑتی جاتی
ہے پلّہ بھاری بے خانماں کا حضور ﷺ تشریف لا رہے ہیں

حریمِ قدسی جھکا ہوا ہے وہ دیکھو بیت الحرم کی جانب
عروج کتنا ہے آمنہ کا حضور ﷺ تشریف لا رہے ہیں

یہ دل کی دھڑکن بتا رہی ہے طلوعِ شمس الضحیٰ ہوا ہے
حبیب آتا ہے دوجہاں کا حضور ﷺ تشریف لا رہے ہیں

ہیں درد و غم سب نصیؔر بھاگے غریب اٹھے فقیر جاگے
خدا محافظ ہے آشیاں کا حضور ﷺ تشریف لا رہے ہیں

..................☆☆☆..................

نعت شریف

والشّمس کے چہرۂ انور پر واللیل کی زلف کے خم دیکھو
کیسا نور برستا ہے چہرے پر میرے جاناں کا نازو نعم دیکھو

جاگو جاگو ہے رات کا پچھلا پہر محبوب کی آمد آمد ہے
انا بشری کا برقع پہن آیا دیکھو دیکھو خدا کی قسم دیکھو

دیکھو آمنہ طاہرہ کے در پر جبریل بھی سجدوں پہ سجدے کرے
لب چومیں میم محمد ﷺ کے محمود کا شرفِ قدم دیکھو

کونین کا والی شاہِ عرب ملکوت کا خواجہ ماہِ عجم
ارے بیتِ حرم تو دیکھا ہی تھا اب والیٔ بیتِ حرم دیکھو

پھرے قریہ بہ قریہ نگر نگر ارے زاہدا رب نہ آیا نظر
جسے دیکھنا ہو کونین کا رب میرا سوہنا عربی صنم دیکھو

چندپھول عقیدت کے شاہا میلاد کی شب ہیں پیشِ کرم
اس صدقے میں شاید رہ جائے میرا ننگِ بھرم کا بھرم دیکھو

اک قطرہ محبت کا دے دے میری ساری کثافت دُھل جائے
ملے دھوون تیرے قدموں کا پھر میرا بھی جاہ و حشم دیکھو

میں سمجھتا ہوں سب سے بڑھ کر میں گناہ گار ہوں تیری امت میں
جو حقیر کو پل میں نصیؔر کرے شاہِ بطحا کی نظر کرم دیکھو

نعت شریف

حریمِ دل میں آ جاؤ حبیبی یارسول اللہ ﷺ
بھری محفل میں آ جاؤ حبیبی یارسول اللہ ﷺ

دہائی یارسول اللہ ﷺ دہائی یارسول اللہ ﷺ
مٹا جاؤ یہ میری کم نصیبی یارسول اللہ ﷺ

سرِ راہ دیکھتا ہوں میں دریچے کھول کر دل کے
کہ ہر مومن کے دل کے ہو قریبی یارسول اللہ ﷺ

قیامت کو غریبوں کے گروہ میں مصطفےٰ ﷺ ہوں گے
بحمداللہ کہ کام آئی غریبی یارسول اللہ ﷺ

سہارے ٹوٹے اب سارے ہے کشتی بیچ منجدھارے
مریضِ غم کے تم ہی ہو طبیبی یارسول اللہ ﷺ

پری پیکر نگارے سروِ قدِ لالہ رُخسارے
اے قرشی ہاشمی شاہِ عجیبی یارسول اللہ ﷺ

قیامت تک نہ کیوں چمکے سیاہ رنگ کا وہ حبشی بھی
بنظرِ کرم جس کی طرف دیدی یارسول اللہ ﷺ

عمل کچھ بھی نہیں نسبت کا صدقہ ہی عطا کردو
نصیرؔ ہوں عزیزی ہوں فریدی یارسول اللہ ﷺ

ہو بے حدوقت نازک تو نصیرؔ اُن کو پکارا کر
فَقُم قُم یا حبیبی یا حبیبی یارسول اللہ ﷺ

نعت شریف

لاکھوں سلام خواجہ بدر و حُنین والے
لاکھوں درود احمدؐ حسنؓ و حسینؓ والے

خیرالنساء کے بابا شیرِ خدا کے جاناں
بدرو اُحد کے فاتح اے ذوالنورین والے

گئے حرمِ کبریا میں او ادنیٰ سے بھی آگے
لاکھوں سلام احمدؐ قابَ قوسین والے

تیرے بورئے پہ شاہا تختِ شہی نثاریں
قربان تیرے خَد پر سارے کونین والے

حامد محمود ﷺ احمد شاہد شہود احمد
ہر جا موجود احمدؐ عرفان عین والے

تم پر سلام اربوں تم پر درود لاکھوں
گر تو قبول کرلے میرے نورِ عین والے

پھیلا نصیؔر دامن دینے پہ آ گئے ہیں
جھولی ہی تیری تنگ ہے وہ سخی ہیں دین والے

..................☆☆☆..................

نعت شریف

ساری کونین سے ذیشان محمد عربی ﷺ
عینِ حق صورتِ انسان محمد عربی ﷺ

کوئے بطحا کے گداگر پہ نچھاور کردوں
سو سو تختِ سلیمان محمد ﷺ عربی

تیرے کوچے میں گدا مانگتے پھرتے دیکھے
کئی کئی یوسفِ کِنعان محمد عربی ﷺ

اے باعثِ تسکینِ پریشانئ عُشاق
قرۃ العین میری جان محمد عربی ﷺ

جبریل رُوح القدس تیرے در کا ہے خادم
رضوان بھی ہے ترا دربان محمد عربی ﷺ

کونین کی ہر چیز خدا خود یہ پکارے
تیرے نعلین پہ قربان محمد عربی ﷺ

گر کشتی کو طوفان نے گھیرا ہے تو کیا ہے
ہیں مِرے آپ نگہبان محمد عربی ﷺ

رہے وقتِ نزع تا حشر تو سامنے
ہو قبر میں بھی ترا عرفان محمد عربی ﷺ

تیرے کوچے کے غلاموں کا غلام ایک نصؔیر ہے
تیرے سگ ہیں میرے سلطان محمد عربی ﷺ

نعت شریف

میرا اے کاش بطحا میں جو ہو جائے گزر خواجہ
تیرا گنبد ہو نظروں میں تو میں جاؤں گزر خواجہ

بلالیں گر مجھے در پر میرے شَقُّ القمر خواجہ
محمدؐ مصطفٰے خاتم نبی خیرُ البشر خواجہ

تیرا مجنوں پکارے یوں کبھی آجا میرے خواجہ
میں مانگوں بھیک بطحا میں مدینے در بدر خواجہ

پھٹے کپڑے کھلے گیسو گریباں چاک رقصیدہ
طلسماتِ جہاں توڑوں میں رکھ کر در پہ سر خواجہ

تیری نسبت محمدؐ مصطفٰے قربِ الٰہی ہے
خدا کا بندہ ہے وہ ہی جو ہے تیرا بشر خواجہ

تو ہے خاتم رسل ہادی سُبل سلطانِ کل احمدؐ
تو ہے رُدَّت الیہِ الشّمسُ والشَّقُ القمر خواجہ

نصیؔر اپنی حقیقت میں غلامِ کوئے چاچڑ ہے
اسی رستے مِلا اس کو تیرے در پر گزر خواجہ

..................☆☆☆..................

نعت شریف

مقدس رات کرماں دی عنایت خوش نصیباں نوں
محمد مصطفٰے ﷺ آئے مبارک ہو حبیباں نوں

شکستِ فاش کھا کے طاقتاں دے بُرج الٹے نیں
مبارک ہو اسیراں نوں فقیراں تے غریباں نوں

اے ہادی کل زمانے دا تے راہبر سارے نبیاں دا
لقب اُمّی تے ہے پر درس دیندا اے طبیباں نوں

گُلاں نوں گلشن آرائی دے سارے طرز سمجھائے
تے دسیا عشقِ بیکل دا طریقہ عندلیباں نوں

تے گھر وچ آمنہؓ دے شمسِ نورانی اُتر آیا
سوہنا صاحب قرآن آیا وخت پے گئے ادیباں نوں

اندھیری رات دے وچ روشنی ہی روشنی ہو گئی
حبیباں قربِ شاہی پایا اگ لگ گئی رقیباں نوں

غلامی وچ محمدؐ دی بڑا مینوں سواد آیا
نصیؔر از خود مبارک دیواں میں اپنے نصیباں نوں

..................☆☆☆..................

نعت شریف

زَہے قسمت کہ بطحا سے ہوا فضل وکرم جاری
بڑی مدت کے بعد آخر آئی مسکین کی باری

سیاہ رنگ تھا سیاہ رو تھا تھی سیاہ دل میں سیاہ کاری
زہے شمس الضحیٰ آئے تو چمکا دی میری ڈھاری

سمجھ میں کچھ نہیں آیا کہ تُو آیا کہ ہُو آیا
فقیروں نے بھی رقص اندر منائی عیدِ دلداری

وہ طیبہ کا مہاراجہ وہ سب نبیوں کا شاہ خواجہ
الم نشرح کے دِل والا ہے رف رف جس کی اسواری

جدھر جائے کرم کر دے فضل بخشے رحم لائے
ہزاروں عیدیں ہیں قربان ایسا کیف ہے طاری

محمد رحمۃ للعلمین کا صدقہ ہے سارا
شفیع المذنبین کی بخششیں ہیں جاری و ساری

گداگر بن کر پھرتا ہے نصیرالدیں مدینے میں
مبارک عیدِ اضحیٰ ہو ملی بندے کو سرداری

..................☆☆☆..................

نعت شریف

تصوّر کا جو ہو جائے نزول اجلال سینے میں
مدینہ مجھ میں آجائے میں جاپہنچوں مدینے میں

تیری نظروں کا میخانہ میرا کم ظرف پیمانہ
پلانے میں تو کامل ہے کمی ہے میرے پینے میں

کہاں ہیں مُشک و عنبر عود کی مستانہ مہکاریں
جو ہے مستانہ خوشبو میرے جاناں کے پسینے میں

گداگر لاکھوں پلتے ہیں میرے محبوب کے در پر
کمی کیا ہے شہنشاہوں کے بے پرواہ خزینے میں

جنہیں بچنا ہو بچ جاتے ہیں وہ نمرودی چِتا میں
جنہیں ہو ڈوبنا وہ ڈوب جاتے ہیں سفینے میں

جہاں پل بھر میں جا پہنچے تیری زلفین کا عاشق
پہنچ سکتا نہیں زاہد وہاں ہرگز مہینے میں

تیرا سگ ہوں اسی خاطر جہاں سارا سلامی ہے
نہیں ایسا ہنر ورنہ نصیؔر ایسے کمینے میں

..................☆☆☆..................

نعت شریف

کیسی ہے یہ شب کیسا سماں ہے کیسے سجے ہیں عرش منارے
نور کی بارش جلووں کا دریا مثلِ سمندر نور کے دھارے

اب تک عرش سے آتے رہے ہیں وحی جبرئیل اور نوری فرشتے
آج زمین سے عرش پہ جائیں فخرِ نبیّاں پیر ہمارے

سارے فرشتے آنکھیں بچھا دو شمس و قمر سیّار سجا دو
ہر شے لٹا دو مولا پکارے آتے ہیں اب محبوب ہمارے

میرے نَبِیّا میرے صَفِیّا میرے حبیبا نور جَلِیّا
ملنے کا کر کوئی جلدی ذریعہ دو جگ تیرے قدم پہ وارے

اقصیٰ سے بالا سدرہ سے برتر قابَ قوسین سے تھوڑا سا بڑھ کر
آ جا دَنیٰ پر مل جائیں یکسر ہم ہیں آپ کے آپ ہمارے

اپنے نصیؔر پہ کرم کما دے اپنی نظر کا جام پلا دے
اپنے سگوں کا غلام بنا دے گور میں بھی تیرا نام پکارے

..................☆☆☆..................

نعت شریف

گدائے کمتر فقیرِ کہتر ہوا ہے حاضر حضورِ انور
اٹھا دو پردہ دکھادو جلوہ بحقِ حسنؓ و حسینؓ و حیدرؓ

نہ تم بلاتے تو کیسے آتا دیدارِ عالی حضور پاتا!
یہ سب ہے تیرا کرم اے داتا گدائے کمتر ہے تیرے در پر

عجب ہے شانِ کریم تیری زمین عرشِ عظیم تیری
تمام پیر و فقیر و سلطاں پہ غالب آئے سگانِ کمتر

تو برتریں ہے میں کمتریں ہوں میں بدتریں ہوں تو بہتریں ہے
تو نازنینوں کا نازنیں ہے یہ بندہ ادنیٰ غلام کمتر!

کرم کو دیکھوں عمل کو دیکھوں میں اپنی کالی شکل کو دیکھوں
میں شاھا تیرے فضل کو دیکھوں بُرے کو بخشا ہے جھولی بھر کر

کہ اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا ہجوم اتنا تجلّیوں کا
نصیؔر ہم کو بھی غم نہیں ہے ہوجائے بے شک تو خاک جل کر

..................☆☆☆..................

نعت شریف

آج کی رات نورِ کرم ہر جگہ
ہے بفیضانِ احمدؐ برستا رہا
رب نور ہوا شنکر ہر سیاہ
ہر ذرّہ ذرّہ بھی گویا کوہِ طور رہا

ہوئی برگشتہ قسمت کی قسمت میری
اب میری بار کیوں دیر اتنی کری

مہر و ماہ و حجر جھک گئے آج رات
جن و انس و شجر جھک گئے آج رات
شمس و ماہ و قمر جھک گئے آج رات
عرش و کرسی فلک جھک گئے آج رات

تو نے اچھے برے کی ہے جھولی بھری
اب میری بار کیوں دیر اتنی کری
آج جبرئیل شہپر پھیلائے ہوئے
بزم نورانی لے کر ہیں آئے ہوئے
نورِ مِن ازلی میم کے ادب میں
مصطفےٰ بن کے محفل میں آئے ہوئے

تاجدارِ حرم کی ہے جلوہ گری
اب میری بار کیوں اتنی دیر کری

دید ہوتی رہے سیّدُ الامین
ورد کرتا رہوں مصطفٰے مصطفٰے
شب قدر کی قدر ہے اس بات میں
سامنے دیکھ لوں احمدِ مجتبٰے

آج ہر شخص کی ہوگی قسمت کھری
اب میری بار کیوں اتنی دیر کری

اہل کب ہے نصیؔر آپ کی دید کے
کاش میرے بھی آ جائیں دن عید کے
شاہِ عجم و عرب طٰہٰ یٰسین سب
سارے القاب ہیں حق کی توحید کے

مظہرِ نور نے کتنی رحمت کری
اب میری بار کیوں اتنی دیر کری

..................☆☆☆..................

نعت شریف

زمینِ مِنیٰ بھی عجب سرزمیں ہے
یہاں نقشِ پائے محمدؐ امیں ہے

خلیل و ذبیح کی وہ روادار الفت
فلک کو ابھی تک وہ بھولی نہیں ہے

وہ سلطانِ عالم پناہ دیکھتے ہیں
جھکی ساری ملت کی اس جا جبیں ہے

اے خاکِ مکہ مجھ کو اتنا بتا دے
کہ کس جا پہ آقا نے رکھی جبیں ہے

میرے اُمّ اور اَب تیرے در پہ قربان
زمینِ مِنیٰ مثلِ عرش بریں ہے

کیا بات ہے رحمتِ دو جہاں کی
نصیرؔ اور اس جا یہ ممکن نہیں ہے

..................☆☆☆..................

منقبت

یہ دیکھو فرشتو میں اوجِ فلک پر وہ سدرہ کا ایوان چڑھنے لگا ہوں
ہوں نازاں بہ شکرِ خداوندِ عالم میں چہرے کا قرآن پڑھنے لگا ہوں

فلک دیکھتا ہوں مَلَک دیکھتا ہوں میں عرشِ علیٰ کی جھلک دیکھتا ہوں
زمین کا بھی نچلا طبق دیکھتا ہوں میں رحمٰن رحمٰن پڑھنے لگا ہوں

یہ ساعت مبارک ہے اے مے پرستو ذرا تھام کر بیٹھو دل اپنا مستو
وہ محمل کا پردہ اٹھا دیں گے امشب کہ ایسا میں وردان پڑھنے لگا ہوں

ہے ساقی کی چشمِ عنایت کا صدقہ ہے محبوب تیری سخاوت کا صدقہ
کہ پتھر کا بت ہوں مگر بولتا ہوں میں آنکھوں کا عنوان پڑھنے لگا ہوں

اگر آہ بھردوں تو جل جائے دنیا ہو محشر ہو برپا پگھل جائے دنیا
دکھا دوں گا تصویرِ عشقِ حبیباں میں خسرو کا ایوان چڑھنے لگا ہوں

محبت کی دنیا کا سلطان خسرو وہ عشاق کے دل کا ایمان خسرو
وہ محبوب الٰہی کا ذیشان خسرو حسینوں کا جانان پڑھنے لگا ہوں

یہ قلبِ نصیرؔ اب مچلنے لگا ہے یہ پتھر کا دل بھی پگھلنے لگا ہے
جو اک قطرہ عشقِ نظامی کا پاؤں میں خسرو کا فیضان پڑھنے لگا ہوں

..................☆☆☆..................

نعت شریف

خدا جانے کیسا مقام آ گیا ہے
کہ محبوبِ ربِ اَنام آ گیا ہے

یہ دل جھک گیا اور پُرنم ہیں آنکھوں
محمدؐ کا بیت السلام آ گیا ہے

کلامِ الٰہی تو پڑھتے رہے ہیں
بحمداللہ صاحب کلام آ گیا ہے

ہو بابِ جبریل یا ہو بابِ رحمت
نزول درود و سلام آ گیا ہے

کرم ہو اے بطحا کے والی کرم ہو
غلامِ غلاماں غلام آ گیا ہے

یہ ہاتف مبارک کہے اے نصیؔرا
کہ اس بار تیرا بھی نام آ گیا ہے

..................☆☆☆..................

نعت شریف

گو میں ہوں گنہگار اُمیدوں میں کھڑا ہوں
اپنی ہمت پہ نہیں ان کی نویدوں میں کھڑا ہوں

مجھے امید ہے رحمت کی بالآخر اُن سے
کہ خدا اور محمدؐ دو سعیدوں میں کھڑا ہوں

میرے جیسا نہیں دنیا میں کوئی شخص بھی ہرگز
مجھے دیکھو میں گنہگار حبیبوں میں کھڑا ہوں

میرے دائیں میرے بائیں دیکھو بارانِ کرم ہے
دو نین سعیدین دو عیدوں میں کھڑا ہوں

دو رستے ہیں قسمت سے فقیروں کے نرالے
یا غازیٔ ملت یا شہیدوں میں کھڑا ہوں

ہر وقت میری نظروں میں رہتا ہے مدینہ
کہ میں چھپ کر سگِ بطحا کے مریدوں میں کھڑا ہوں

اپنی تو پناہ گاہ ہے نصیرؔ ان کی نگاہ میں
خوش بخت ہوں محبوب کے دیدوں گِھرا ہوں

..................☆☆☆..................

نعت شریف

معراج میں شمس الضحیٰ ارفع سے ارفع جائیں گے
اسریٰ کی شب شاہِ عرب بالا سے بالا جائیں گے

پہلے وحدہٗ پھر عبدہٗ پھر عبدہٗ پھر وحدہٗ
اے زاہدا تیری سمجھ میں وہ کس طرح آ جائیں گے

پاپوش بھی پوشاک بھی اور ان کا جسم پاک بھی
نورِ علیٰ ہو جائیں گے شرفِ لقا پا جائیں گے

سدرہ سے آگے جب چلے تو عشق حاضر ہوگیا
اب میں چلوں گا یا حضور یہ ملک کیا جائیں گے

میرا منہ نہیں میں بتا سکوں شہہِ دوسرا کی شان کو
تلوے شہہِ لولاک کے جبریل منہ سے لگائیں گے

شہسوارِ عرش کو بے حد پیارے ہیں غلام
گھبرا نہیں وہ تیرے گھر بھی ایک دن آجائیں گے

غیر اللہ کیسے جا سکے دربارِ وحدت میں نصیرؔ
یا خود خدا ہوجائے گا یا مصطفیٰؐ ہو جائیں گے

..................☆☆☆..................

نعت شریف

شبِ بارات بدل اپنی بھی بارات مہاراج
کر صدقے میں حسنین کے برسات مہاراج

چودھار گئیں گھیر یہ آفات کریما
کب بدلے گی میری بھی یہ سیاہ رات مہاراج

کشتی تو گئی ڈوب ہے گردابِ بلا میں
بچ جائے تو ہے غیبی کرامات مہاراج

یہ بند قفل سینے کے کب جا کے کھلیں گے
کر کرم بدل میرے بھی حالات مہاراج

دیدار مجھے خاص حضوری کے وقت ہو
کمتر کی ہے کب اتنی یہ اوقات مہاراج

یہ تیرا کرم ہے کہ ابھی در پہ پڑا ہوں
ہوں غلامی میں گناہ گار کی مافات مہاراج

یہ در جو غلامی کا نصیؔر ان سے ملا ہے
ہے خاکِ نجف شرفِ کمالات مہاراج

..................☆☆☆..................

نعت شریف

نبیؐ دوجہاں احمدؐ تو شاہینی نگاہ کر دے
حسنِ عالی کو امشب جلوہ آرائی عطا کر دے

میں دیکھوں اپنی نظروں سے نزولِ رحمتِ ربی
کرم کر دے خدایا مجھ کو بینائی عطا کر دے

سنا ہے آج سینے میں مدینے کا لقا ہو گا
تو لِلّٰہ آج کی شب میرا بند سینہ بھی وا کر دے

رہائی مل جائے عقل وخرد سے فی سبیل اللہ
مجھے امشب شاہِ بطحا کا سودائی خدا کر دے

مٹا کر میری ہستی کو اُٹھا دے عارضی پردے
ڈبو کر عشق کے خُم میں مجھے ساغر نما کر دے

مجھے اپنی نگاہ میں رکھ ہے باقی سب رضا تیری
مجھے دعویٰ نہیں مجھ کو کیا کر دے یا کیا کر دے

بڑی مدت ہوئی اس جا پہ رہتا تھا نصیرالدیںؔ
تو اس جا کو تجلیات کا مرکز بنا کر دے

..................☆☆☆..................

نعت شریف

جوگی بنوں اور ٹُھمری گاؤں
وادیِٔ بطحا کے بل بل جاؤں
بپتا پڑی ہے کس کو سناؤں
گنبدِ خضرا کے سلطانا

پیر تجھے جبرئیل نے مانا
باقی تو سب کچھ ہے افسانہ
گنبدِ خضرا کے سلطانا

دید تمہاری عید ہماری
حشر تلک رہے سلسلہ جاری
نین مقدس نینن بھیتر
مشعل نور کی آ کے جلانا

سید و سرور جانِ جہاناں
گنبدِ خضرا کے سلطانا

بن کے کرم اس بن میں آؤ
شاہِ زمن کُٹین میں آؤ
کیسے بسر ہو آج کی رینا
وِرد ہو طَلَعُ البدرُ علینا

آج ہوں آمنے سامنے جاناں
ہم نے ماہی ویکھ کے جانا
گنبدِ خضرا کے سلطانا

آج تو پردے اٹھا کے آ جا
آج تو وقفے مٹا کے آ جا

جل بُھن خاک ہوا ہے سینہ
کس منہ دیکھوں تیرا مدینہ

نس نس گائے تیرا ترانہ
آج کی شب دیدار کرانا
گنبدِ خضرا کے سلطانا

آنکھ فقیر نصؔیر کی ترسے
کاش ہو تیرا گزر ادھر سے
صدقے میں سو سو بار ہوں جاناں
دیکھ کے تیرا روپ سہانا
اجڑی بسانا بگڑی بنانا
گنبدِ خضرا کے سلطانا

..................☆☆☆..................

نعت شریف

میرے شیخِ معظم ہو نظرِ کرم بحضورِ محمدؐ حضوری ملے
جہاں جبریل جھک جھک سجدے کرے میرے جیسے کو شرفِ صدوری ملے

جب درِ مصطفےٰ پر گنہگار کو آج کی رات شرفِ گدائی ملا
کوئے جاناں میں الحمدللہ مجھے کئی حمیری بوصیری ظہوری ملے

وہ خدا کا رؤفُ الرحیم آ گیا وہ تسکینِ قلبِ سلیم آ گیا
وہ یتیموں کا دُرِ یتیم آ گیا اس کے قدموں سے مجھ کو نہ دوری ملے

اور میں محوِ خیالِ محمدؐ رہوں اور میں وقفِ جمالِ محمدؐ رہوں
اور میں غرقِ وصالِ محمدؐ رہوں زندگی کا وَقت جو عبوری ملے

اے نصیرؔ ہم کو مل جائے قطمیر تیرا اور بنے باعثِ ظلِ توقیر میرا
کہاں میں اور کہاں وہ مدینے کا باسی جسے رزق بطحا سے نوری ملے

..................☆☆☆..................

نعت شریف

دنیا میں جو گزرے ہیں نبیانِ الٰہی
سلطانیٔ احمدؐ کی وہ دیتے ہیں گواہی

کونین میں لولاک لما تیرا لقب ہے
کہ مسلَّم ہے تیری ذات پہ سب دنیا کی شاہی

سرکارِ دو عالم کے کرم پہ ہے بھروسہ
عیبوں نے میرے ورنہ بپا کی ہے تباہی

رحمت سے محمدؐ کی میں مایوس نہیں ہوں
کہ قمر خواجہ کے در کی مجھے حاصل ہے پناہی

محبوبِ محمدؐ ہیں میرے قمرِ منور
دھوئیں گے نصیؔر آ کے تیرے دل کی سیاہی

..................☆☆☆..................

نعت شریف

کرتا رہا محبوب کو خوش وہ
شب قدر منا کر پردے اُٹھا کر
کرم کما کر حُسن دِکھا کر
سینے لگا کر بُرقعہ اُٹھا کر

عشق کا ظالم مرض ہے کیسا
یار منانے کا طرز ہے کیسا
جشن سجا کر روحیں بلا کر
فلک بلا کر جلوہ دکھا کر

آپ کی نسبت شرف کمالی
تریسٹھ سال کی رات بنا دی
دید کرا کر عید منا کر
عرش سجا کر بگڑی بنا کر

تیرے طفیل حبیب پیارے
عرش بھی سارے تجھ پر وارے
سب یہ کائنات ہے تیری
اقصیٰ بھی طور بھی سدرہ بنا کر

قدر معراج کا پیار سہانا
مسلم ناداں آ جا آ جا
مانگ لے ناداں جھولی پھیلا کر
دیتا ہے خود وہ آپ بلا کر

کتنا کرم ہے نصیرؔ سیاہ پر
پیر قلندر پاک نظر کر
کالے سیاہ کو نوری بنا کر
تاج پہنا کر شاہ بنا کر

..................☆☆☆..................

نعت شریف

قدردان ہوتا شب قدر آتی وہ شب بھر نہ سوتا حضوری میں ہوتا
مبارک وقت تھا خبردار ہوتا وہ رو رو کے اپنے گناہوں کو دھوتا

مگر یہ نصیرؔ ایسا نادان نکلا
بشر تھا مگر سفلۂ حیوان نکلا

وہ چھم چھم برستا رہا نورِ باری
وہ سلطان بطحا کی اتری سواری

خدا نے یوں رحمت کی آواز ماری
کہ امشب تو نادان سویا نہ ہوتا

مگر یہ نصیرؔ ایسا نادان نکلا
بشر تھا مگر سفلۂ حیوان نکلا

آج پتوں پہ ایمان دیکھا گیا آج قطروں پہ سبحان دیکھا گیا
آج ذروں پہ رحمٰن دیکھا گیا تیرے سوتے میں قرآن دیکھا گیا

مگر یہ نصیرؔ ایسا نادان نکلا
بشر تھا مگر سفلۂ حیوان نکلا

یہ اس وقت امشب مبارک مہینے
تو کھول آنکھ آ دیکھ چلئے مدینے
برستے ہیں برسات بن کر مدینے

کہ ہر سینے سینے میں اترے مدینے

مگر یہ نصیؔر ایسا نادان نکلا
بشر تھا مگر سفلۂ حیوان نکلا

قسمت کا مارا جو سویا ہوا ہے یہ رحمت سے محروم ہویا ہوا ہے
تو رحمان ہے پھر بھی رحمان ہے تو یہ غفلت میں ہے ظل سبحان ہے تو

ہے بے عمل پھر بھی یہ ذیشان نکلا
قلندر کا سگ پر رحمان نکلا

..................☆☆☆..................

نعت شریف

چمک اتری تو ہے شاید یہی شب شب قدر ہووے
بشر ہووے خدا ہووے خدا ہووے بشر ہووے

صفاتی نور سے آگے وہ ذاتی نور دکھلائے
اتھاہ تاریکیٔ شب میں بھی شاید اب سحر ہووے

سراپا نور بن جائے یہ میرا جُثہ خاکی بھی
یہ سب کچھ عین ممکن ہے اگر تیری نظر ہووے

وہ سب سربسجود ہوویں حجر ہوویں شجر ہوویں
میرے اس کوچہ ویراں میں جب تیرا گزر ہووے
مبارک رات کا صدقہ عطا کر عشقِ سیمابی
تیرے جلوؤں کے جمگھٹ میں سدا میری قبر ہووے

یہ لیلۃ القدر ہے خیرٌ مِن الفِ شَہر ہوئے
کہ دلبر راضی کرنے میں ہر عاشق بے صبر ہووے

یہ ہے وقت قبولیت نصیرؔ اب مانگ لے ناداں
کہیں جو وہ گزر جائے تجھ کو ناں خبر ہوئے

..................☆☆☆..................

نعت شریف

جب نظر سے نظر مل گئی یار کی راز کھلنے لگے ظاہری باطنی
میں بھی جانکلا ایسی جگہ پر جہاں جس جگہ پر تھی نورانی چادر تنی

ذرہ ذرہ جہاں پر کوہِ طور تھا اور بشر کی شکل میں سبھی نور تھا
بزم ایسی تھی دربان مشکور تھا ایسا جلووں کا جمگھٹ کہ اللہ غنی

ایک سرو قد رنگین لب نازنیں تخت شاہی پہ جلوہ فگن ماہ جبیں
کہ مثل جس کی عالم میں ملتی نہیں ایسی تصویر مولا سے پھر نہ بنی

ایسے محوِ تکلم ہوا نازور دیکھو بت بن گیا بزم میں ہر بشر
وہ بڑا بے نیاز شاہِ جود و قدر مجھ پہ سکتہ ہوا جاں پہ میرے بنی

ایسی محفل کہ عرشِ علیٰ بن گئی صدرِ محفل تھی ذاتِ خدا بن گئی
میمِ احمدؐ سے شمس الضحیٰ بن گئی موسیٰ کہتا پھرے اَرِنی اَرِنی

آنکھ کھولی تو دیکھا کہ میں خود نہ تھا بس تصرف تھا دلبر کا جلوہ نما
کوئے جاناں نصیؔر آیا کمتر گدا بھردے کشکول میرا کرم کے دھنی

..................☆☆☆..................

نعت شریف

گناہاں دی پاداش وچ جھلے تے کملے توں کھولیں جے اکھیاں خدا ویکھدا ای
توں احکامِ شاہی دی سرتابی کرنیں ذرا ہوش کر مصطفیٰ ویکھدا ای

توں کردا گناہاں نوں ہرگز نہ سنگیں تے رو رو کے معافی تے معافی وی منگیں
نئیں ویکھدا اوہ گناہ تیرے ناداں اوہ لج پال اپنی عطا ویکھدا ای

جے پکڑے تے بندے نوں جا کوئی نہ لبھے پھرے مارا مارا پناہ کوئی نہ لبھے
اوہدی پردہ پوشی تو قربان جاواں میں عاصی نوں سینے لگا ویکھدا ای

اوہ ذکر و فکر تے عمل تاں ہی تکدا سیاہ کاراں دی اوہ شکل ناں ہی تکدا
اوہنوں شوق ہے میں گناہ بخش دیواں اوہ ہر ویلے تیرے گناہ ویکھدا ای

توں ہر ویلے کردا ایں اللے تللے توں لہندا جانا ایں تھلے توں تھلے
اوہ جاندا تینوں ویکھے اُتے توں اُتے تیرے بھاگ سُتے جگا ویکھدا ای

اوہ چنگے نے لکھ واری ماہی دے کتے انہاں نوں جے مارے اوہ سو سو بھی جتے
اوہ ڈٹ کے کھڑے رہندے درپاک اُتے اوہ سگ جتنی میں وچ وفا ویکھدا ای

اوہ سینے دے وچ بیٹھا تنبو لگا کے گناہاں دے مٹ وچ میں ڈگیا ہاں جا کے
نصیرؔ اپنے کرتوت اپنی جگہ نیں تینوں بخشوا کے او ہسدا پیا ای

☆☆☆

نعت شریف

کئی صدیاں صدیاں گزر گئیں میں تو میم سے نہ نکل سکا
مجھے اور سے نہیں واسطہ میں کریم سے نہ نکل سکا

تیری چشمِ نور کی روشنی ایسی جگمگائے ہے تا حشر
چڑھ چڑھ کے آئیں تاریکیاں میں حریم سے نہ نکل سکا

تو جِدتوں کا پجاری ہے تجھے عشق دور جدید کا
میں تو دیکھتا ہوں وہی سماں میں قدیم سے نہ نکل سکا

میرے سینے پر ہے لکھا ہوا صلی علیٰ صلی علیٰ
ہے یہ صدقہ شانِ رؤف کا میں رحیم سے نہ نکل سکا

سرِ عرش جانے کا راستہ درِ مصطفیٰؐ در مصطفیٰؐ
تو طواف میں ہی گھرا رہا میں حطیم سے نہ نکل سکا

گم کر گئے یوں اویس کو نقش و نگارِ احمدیؐ
زلفِ حبیبِ دو جہاں کی شمیم سے نہ نکل سکا

میرے سر سے اونچے گناہ نصیؔر سب دھل گئے بحرِ نور میں
میں تو چشمِ کرم کے دائرۂ نعیم سے نہ نکل سکا

..................☆☆☆..................

نعت شریف

معراج کی شب ہے رنگ عجب میری بزم کا میرے سینے کا
ہر چیز پہ عکس نمایاں ہے شہہِ بطحا کے نوری مدینے کا

ملاقات تو عرشِ عظیم پہ تھی وہ کریم کی اپنے کریم سے تھی
یہ زمین کا رنگ بدل ڈالا دھوکا لگتا ہے نوری مدینے کا

ملکوت اترتے آتے ہیں وہ صل علیٰ گن گاتے ہیں
ہر چیز بشر کی زد میں ہے کیا شان ہے شاہِ مدینے کا

یہ صعود محمدؐ اطہر کا یا شہود ہے ربِّ اکبر کا
آج وصل کی حد بھی ٹوٹ گئی فرق اٹھ گیا بحر سفینے کا

قوسین سے آگے کون گیا وہ کون تھا کس سے جاکے ملا
وہاں ایک کی ذات مسلّم ہے بنا جلوہ اس کے نگینے کا

او ادنیٰ سے ظاہرھے ابتک یہ وصل کا سلسلہ جاری ہے
صیغہ جاری سے ظاہر ہے کہ عرش سارا نقشہ ہے شہر مدینے کا

معراجِ محمدؐ بالا تر وہاں پہنچے ناں ملکوت بشر
معراجِ نصیؔر کی ہووے مگر سگ چوموں جو شہر مدینے کا

..................☆☆☆..................

نعت شریف

آپ آرام فرما ہیں اے جبرائیل جن کے دادا ہیں حضرت جناب خلیل
جن کے آبا جنابِ ذبیح اسماعیل جن پہ قربان سارے حسین وجمیل
یہ ہیں سلطانِ محبوبِ ربِ جلیل
آپ آرام فرما ہیں اے جبرائیل
ہولے ہولے چلو ہولے ہولے چلو

آپ شاہِ شہاں خاتمِ مرسلاں سرورِ دو جہاں نازشِ بیکراں
شاہِ شق القمر سیدِ خوش نظر صاحبِ ذی الحشم سیدِ بحر و بر
جن کی کوئی مثال اور نہ کوئی مثیل
آپ آرام فرما ہیں اے جبرائیل
ہولے ہولے چلو ہولے ہولے چلو

چوم لو پاؤں کے تلوؤں کو باادب رکھ دو رکھ دو محمدؐ کے تلوؤں پر لب
تا کہ بیدار ہو جائیں محبوبِ رب وہ ہیں فخرِ عرب وہ ہیں عالی لقب
سید ولدِ آدم ہیں پسرِ خلیل
آپ آرام فرما ہیں اے جبرائیل
ہولے ہولے چلو ہولے ہولے چلو

وہ حرم سے اٹھا اقصیٰ میں آ گیا تفرقہ وقت اور فاصلے مٹا
وہ امام انبیاء کا نبی مصطفیٰؐ کیسا منظر سجا آج کی رات کا
منتظر جس کے ہیں کوثر و سلسبیل
آپ آرام فرما ہیں اے جبرائیل
ہولے ہولے چلو ہولے ہولے چلو

آج سارے کھلے راز افلاک کے عرش ہے زیرِ پاشاہِ لولاک کے
کتنے رنگین جلوے ہیں پوشاک کے دیکھو نعلین بھی سیّدِ پاک کے
سدرۃُ المنتہیٰ بھی ہے جن کا کفیل
آپ آرام فرما ہیں اے جبرائیل
ہولے ہولے چلو ہولے ہولے چلو

حرمِ وحدت کے پردے میں کیا ہو گیا، برملا وصلِ ربُّ العلا ہو گیا
مصطفیٰ میں خدا رُونما ہو گیا، ہر طرف مصطفیٰ مصطفیٰ ہو گیا
اے نصیر اس پہ کوئی نہیں ہے دلیل
آپ آرام فرما ہیں اے جبرائیل
ہولے ہولے چلو ہولے ہولے چلو

..................☆☆☆..................

نعت شریف

زمین والو سلام تم پر خدا کی رحمت بلا رہی ہے
وہ نوری محمل اتر رہا ہے سواری احمد کی آرہی ہے

وہ نورِ ربِ عُلیٰ نے دیکھو بشر کا برقعہ پہن لیا ہے
یہ بات ساری تو میم کی ہے کہ ذات جلوے دکھا رہی ہے

خدا بھی تھا اور خدائی بھی تھی فرشتے بھی تھے یہ شاہی بھی تھی
سلامِ رَبیّ علیٰ نبیؐ خدا کی ذات سنا رہی ہے

ادب سے بیٹھو وَقت ہے پیارا وہ آرہا ہے خدا کا پیارا
شمس کا شمسِ عرش کا تارا کہ ذات پردے اٹھا رہی ہے

وہ برکتوں کا خزانہ آیا وہ رحمتوں کا بہانہ آیا
قرآن ایسے عجب سنایا فضا بھی وجد میں آرہی ہے

اے کاش ہم قطمیر ہوتے سگانِ بطحا نصیرؔ ہوتے
کہ پھرتے جاگتے اٹھتے سوتے ہوا مدینے کی آرہی ہے

..................☆☆☆..................

نعت شریف

میرا مرشد میرے سامنے ایں اَج پاک محمدؐ آ رہے نیں
اَج رات بارات مبارک ہو نوری چہرہ پاک دکھا رہے نیں

گھر آمنہ طاہرہ سیّدہ دا کوہِ طور وی ریس کریندا اے
مسجودِ ملائک احمد نوں جبریل بھی سیس جھکا رہے نیں

میں عینک لاکے مرشد دی محبوب دا چہرہ تکنا ہاں
جھلے لوگ بھُلیکھا کھا کے تے ایویں بشر دا رولا پارہے نیں

اج منظر ویکھ توں مکّے دا ادھی رات نوں وی دُھپ چڑھ گئی اے
بارات محمدؐ عربی دی اج نوری فرشتے لارہے نیں

پتھر بھی کلمہ پڑھ دے نیں اشجار بھی سجدے کر دے نیں
کِھتے سورج لوٹ کے اوندا اے کِھتے چَن ٹکڑے فرما رہے نیں

پوری فوج ملائکہ آئی اے مل کے میم دی شکل بنائی اے
کیسی نعت پیاری گائی اے سوہنے پاک محمدؐ آ رہے نیں

سرِ عرش نصیؔر منادی اے محبوبِ خدا دی شادی اے
اج میم دا برقعہ چک کے تے جانی احمدؐ دید کرا رہے نیں

..................☆☆☆..................

نعت شریف

ان سورج چاند ستاروں میں اس نور کی ہے سب تابانی
وہ نور جو مشعل کی مانند دلِ عاشق میں ہے نورانی

لولاک لما کا تاج پہن وہ نور جو بطحا میں اترا
جبریل غلامی کرتا ہے رضوان کرے ہے دربانی

اس نور کے صدقے میں آدم مسجودِ ملائک ہو بیٹھا
اس نور نے حبشی قرشی کو ہمہ گیر عطا کی یکسانی

ہوئی معاف خطائے آدم بھی اس نورِ منوّر کے صدقے
ہر ایک نبیؑ کے نور میں ہے قندیل کے نور کی تابانی

قندیل میں بھی جبرئیل میں کبھی آدم میں کبھی سدرہ میں
صدیقؓ میں بھی فاروقؓ میں بھی کبھی حیدریؓ ہے کبھی عثمانیؓ

وہ بلالؓ اویسِ قرنیؓ ہو سلمان ، ابوذر غفاریؓ
اس نور کے صدقے کربل میں شبیرؓ نے دی ہے قربانی

اس نور کی جگمگ جگمگ سے سب عرب و عجم میں روشنی ہے
مسکین گداگر کمتر کو اس نور نے بخشی سلطانی

یہ نورِ چراغاں کرتا ہے ہر ایک ولی کے مسکن میں
ہو ہند ولی یا غوثِ جلی یا قمر سیال سلیمانی

کبھی میم کے پردے میں آ کر یہ روپ قلندر دھارتا ہے
یہی نور نصیؔر پہ چمکے ہے کبھی بن کر نورِ رحمانی

نعت شریف

وہ ہستی کیسی ہے جس کی آمد زمین کو ارفع بنا گئی ہے
نگاہِ چشم کریم اٹھی کمیں کو مولا بنا گئی ہے

حریم قدسی جھکا ہوا ہے وہ دیکھو بیتُ الحرم کی جانب
یہ میم احمدؐ کی روشنی ہے جبیں ثریا بنا گئی ہے

وہ ادنیٰ سارے عظیم ہوگئے گدا تھے پہلے کریم ہو گئے
ہے ان کی نسبت کا شرفِ کامل ہمیں کو خواجہ بنا گئی ہے

فضا کرم کی اٹھی ہے ایسی کہ سارے سینے حسین ہو گئے
یہ سارا فیضِ محمدیؐ ہے زمین مصلےٰ بنا گئی ہے

خدا کی ہستی سے بے خبر تھے بشر کی صورت میں جانور تھے
نگاہِ نازِ محمدیؐ ہے جو شانِ اللہ بتا گئی ہے

سگِ محمدؐ کے پاؤں چومے تو شیر بن کر نصیؔر گھومے
ہے صدقہ شانِ قلندری کا بُرے کو اچھا بنا گئی ہے

..................☆☆☆..................

نعت شریف

جس کا وجود تھا روزِ ازل سے آج وہ شانِ شہود میں آیا
جلوہ نما ہوا ہاشمی بن کر زلزلہ مُلکِ یہود میں آیا

آمنہ کا گھر دونوں جہاں میں افضل و اشرف و اطہر ٹھہرا
چمک اٹھے ہیں شاہی محل بھی احمدؐ جبکہ بود میں آیا

لرز گیا ابلیس کا شر بھی کانپ گئے کسریٰ کے قصر بھی
اتنی بڑھی ہے شان بشر کی سرِ جبریل سجود میں آیا

بول اٹھا تھا یہود کا عالم طَلَعَ النجم احمدؐ کامل
ختمِ نبوت کا ہوا حامل نجمِ محمدیؐ صعود میں آیا

بہنے لگا اِک بحر کرم کا آ گیا والی بیتِ حرم کا
شاہِ معظم عرب و عجم کا نورِ احد محمود میں آیا

عشق کا غلبہ جلوہ فگن ہے نادِ علیؑ ہے صحن چمن ہے
خاک کو بھی تعظیم سکھائی فلک بھی رنگ بود میں آیا

فضل و کرم کا مہینہ اترا رحمت کا یہ خزینہ اُترا
سینے نصیرؔ مدینہ اترا سیدِ کل جب بود میں آیا

..................☆☆☆..................

نعت شریف

ویکھو سَیّو نی ماہی میرا کیسا یار نرالا اے
الف دی الفی میم دا برقعہ بانکیاں نیناں والا اے

اگے پچھے دین سلامی حوراں تے غِلماں تمامی
کردا جبریل غلامی سر یٰسین دو شالہ اے

نبیاں ولیاں جنج چڑھائی سدرہ تے چلیا عرش دا راہی
مکی مدنی رب دا ماہی نور ای نور اجالا اے

پاک محمدؐ عرش تے جانا الف نے میم نوں سینے لاونا
آپے مالک آپ پروہنا میم دا محض وکھالا اے

دلی بغداد اجمیر نوں آیا بابا فرید دا روپ وٹایا
مُندراں پا ہُن جوگی آیا رانجھن مجھیاں والا اے

نورمحمدؐ تونسے آیا شمسِ منور سیالی چڑھیا
پیر قلندر چاچڑیں کھڑیا عشق دا ایہو چالا اے

اکھیاں نصیؔر وچھا کے رکھنا دل دی کٹیا سجا کے رکھنا
ماہی دی آس لگا کے رکھنا قبر تے آون والا اے

.................☆☆☆.................

نعت شریف

شبِ بارات بدل اپنی بھی بارات مہاراج
ہو صدقے میں حسنین کے برسات مہاراج

چودھار گئیں گھیر آفات کریماں!
کب بدلے گی میری بھی سیاہ رات مہاراج

کشتی تو گئی ڈوب ہے گردابِ بلا میں
بچ جائے تو ہے غیبی کرامات مہاراج

یہ بند قفل سینے کے کب جا کے کھلیں گے
کر کرم بدل میرے یہ حالات مہاراج

دیدار مجھے خاص حضوری کے وَقت ہو
کمتر کی ہے کب اتنی اوقات مہاراج

یہ تیرا کرم ہے کہ ابھی در پہ پڑا ہوں
ہو تلافی میں گناہ گار کی بھی ذات مہاراج

یہ درجہ غلامی کا نصیرؔ ان سے ملا ہے
ہے خاکِ نجف شرفِ کمالات مہاراج

..................☆☆☆..................

نعت شریف

کدی آویں ہا سینے لانویں ہا تتڑی کوں نہ ترسانویں ہا
والیل زلفاں ہٹانویں ہا والشّمس مکھڑا ڈکھانویں ہا
تینڈی آس رکھوں میں تا حشر
مینکوں کافی اے ٹینڈی ہک نظر
یا سیّدِ خیرالبشر یا سیّدِ خیرالبشر

مینڈھے چھیک سینے تھی گیا تینڈا ہجر سانس کوں پی گیا
سوہنا ول ڈسا کر کی گیا مینڈا ہاں گیا مینڈا جی گیا
تیکوں دیکھساں سوہنڑا وچ قبر
ختم الرسل شق القمر
یا سیّدِ خیرالبشر یا سیّدِ خیرالبشر

سوہنڑا آنویں ہا سر ڈیواں ہا گھر ڈیواں ہا زر ڈیواں ہا
بھانویں ڈھاری مینڈی غریب تھی سوہنڑا راضی تیں کر ڈیواں ہا
ڈیواں ہا پُتر قرباں کر
تیڈے شاہ اِک نعلین پر
یا سیّدِ خیرالبشر یا سیّدِ خیرالبشر

تیکوں بنڑا یار بنا رکھاں تینڈی زلفاں یار سجا رکھاں
تیکوں حبشی وانگ لُکا رکھاں کیوں غیراں سوہنا ڈکھا رکھاں
ول ڈیکھدی تینکوں جاواں مر
تینکوں ڈیکھدی اُٹھسم حشر
یا سیّدِ خیرالبشر یا سیّدِ خیرالبشر

سوہنڑا چن مدینے دے سانولا میں وَل مُہاراں چاولا
تیکوں ہاڑا پیر شبیر دا مندڑے کوں سینے چا لگا
جند جان کر ڈیواں نظر
ول پھر وی آوے ناں صبر
یا سیّدِ خیرالبشر یا سیّدِ خیرالبشر

اِیہہ نصیؔر مندڑا لکھ سہی ڈاہڈا ماڑا گلیاں دا ککھ سہی
نا اہل نالائق سہی تینڈی پیار دی جدوں اکھ پئی
گندی مٹی وی تھی جا سی زر
آباد کر آ کے میڈا گھر
یا سیّدِ خیرالبشر یا سیّدِ خیرالبشر

..................☆☆☆..................

نعت شریف

کتنا پایا محمدؐ نے بالا مقام
بھیجے احمدؐ پہ خود ربِّ اعلیٰ سلام

بھیجو بھیجو محمدؐ پہ سارے سلام
از ازل تا ابد بارے بارے سلام

جن و انس پری عرش تارے سلام
وارے میمِ محمدؐ پہ سارے سلام

سیّدِ وُلدِ آدم پہ صدہا سلام
ماہِ اُمّی لقب شاہِ والا سلام

جتنے قطرے ہیں اور قطروں کا ہے وجود
جتنے ذرے ہیں اور ذروں کا ہے وجود
جتنے جھونکے ہیں اور جھونکوں کا ہے عود
جتنی نہریں ہیں اور لہروں کا ہے شہود

بے شمار ان گنت حد سے بالا سلام
ہدیتہً تحفتہً پیشِ آقا سلام

وہ خالق کرے پیدا مخلوق کو
حکم فرمائے مالک کو مملوک کو

سارے بھیجو درود میرے محبوب کو
انبیاء اولیا میرو مفلوک کو

ہے محمدؐ کی خاطر یہ سب اہتمام
ہے سلامُ عَلیک عَلیک اُلسلام

سارے حجر و شجر سب کے سب بحروبر
کونپلیں پتے پھل پھول سارے ثمر
سارے سیارگان اور شمس و قمر
سانس دنیا میں جتنے بھی لیں جانور

ان سے اربوں گُنا عربی آقا سلام
جدِّ حسنینؑ محبوبِ مولا سلام

رات دن ہجرِ احمدؐ میں روتا رہوں
تیرے جلووں کو من میں سموتا رہوں
موتی اشکوں کی لڑیاں پروتا رہوں
عطر عنبر سے منہ کو میں دھوتا رہوں

پھر بھی ڈرتا ہوں کیسے کہوں میں سلام
میں گنہگار و عاصی تو خیرُالانام

میں ہوں عصیاں میں ڈوبا ہوا اس لیے
ہوں گناہ در گناہ پُر خطا اس لیے
میں دانستہ بھٹکا ہوا اس لیے
ہوں میں سر تا پا کالا سیاہ اس لیے

ڈھونڈتی پھرتی ہیں یہ تری رحمتیں
ہو گنہگار کر دیویں ماہِ تمام

میری ہمت نہیں صدقے جاں کر سکوں
وہ زباں ہی نہیں کہ بیاں کر سکوں
جلے دل کے چھالے عیاں کر سکوں
تیری الفت کا شاہا گماں کر سکوں

سگِ کمتر سگانِ محمدؐ نصیؔر
ہے غلامِ قلندر غلام و غلام

..................☆☆☆..................

نعت شریف

گناہ گارم سیاہ کارم کرم کُن یارسولؐ اللہ
ز اعمالم شرم سارم کرم کُن یارسولؐ اللہ

ایں کارے من خطا کردن گناہ کردن گناہ کردن
عطائے تو طلب گارم کرم کُن یارسولؐ اللہ

منِ گُم کردہ راہے را دلیل راہ تو باشی
بذاتِ خود گرانبارم کرم کُن یارسولؐ اللہ

بیک جَو قیمتے ارزد نہ اعمالِ سیاہِ من
اُمیدِ لطف تو دارم کرم کُن یارسولؐ اللہ

بیا جاناں بسوئے من کہ چشانم برقص اندر
کر آید سوئے من یارم کرم کُن یارسولؐ اللہ

زہجر تو چناں سوزم کہ دودے نہ بروں آید
بلائے سوزے پنہانم کرم کُن یارسولؐ اللہ

منم در کُلبۂ محزوں ز آتش ہجرِ چوں مجنوں
نگاہِ محملت دارم کرم کُن یارسولؐ اللہ

تہی داماں نصیرؔ بے نوائے دل شکستہ ام
زنعلینت شرف دارم کرم کُن یارسولؐ اللہ

نعت شریف

میرے نور نظر آ جا تیرا دیدار مانگت ہوں
پیا شقُ القمر خواجہ تیرا دیدار مانگت ہوں

شاہا سینہ ہوا چھلنی صبر چھینا گیا میرا
اے سلطانِ شبِ اسریٰ تیرا دیدار مانگت ہوں

سفینہ ڈوبنے کو ہے مدد یا سیّدِ اعظم
بحقِ گنبدِ خضرا تیرا دیدار تیرا دیدار مانگت ہوں

تیری کالی کملیا دیکھنے کو جی ترستا ہے
گدا ہوں تیرے حبشی کا تیرا دیدار مانگت ہوں

تیرے دیدار اطہر کے میری آنکھیں نہیں قابل
سہارا تیری رحمت کا تیرا دیدار مانگت ہوں

محمدؐ نام پیارا مجھ کو کتنا پیارا لگتا ہے
محمدؐ پاک صلی اللہ تیرا دیدار تیرا دیدار مانگت ہوں

تیرے در پر میرا سر ہو نظر ہو تیرے گنبد پر
ہو وقتِ آخری میرا ، تیرا دیدار مانگت ہوں

غلامی کا پٹہ میرے نصیرؔ عالیجاہ ہے
ہوں سگ خواجہ قلندر کا تیرا دیدار مانگت ہوں

نعت شریف

جبریل ہیں رُوح القدس رُوح الکرم رُوح الامیں
ملکوت کے سردار ہیں اور سیر ہے عرشِ بریں
معراج کی شب چوم کر کفِ پائے احمدؐ مجتبےٰ
با صد ادب جھک کر کہا یا رحمۃ العٰلمین

دیکھو بشر ہے ملکوت سے حد درجہ آگے بڑھ گیا
ہے عقل پیچھے رہ گئی اور عشق آگے بڑھ گیا

عرش بریں چومے قدم نعلین چومے برملا
فخر سرِ عرش بریں کیا درجہ ہے نعلین کا
پوشاک دیکھی آپ کی ملکوت کو وجد آ گیا
کہنے لگے صد مرحبا صلِ علیٰ صلِ علیٰ

جبریل سدرہ پر کھڑا تھا دست بستہ باادب
اَہلاً و سہلاً مرحبا یا سیدِ عجم و عرب

اول فلک دوئم فلک سوئم فلک ہفتم فلک
ملکوت تھے بیتاب سب محبوب کی دیکھیں جھلک
ربِ علیٰ بھی خود کہے تجھ پر گئے قربان سب
تابہ سمک ساری خلق سارے فلک سارے ملک

جبریل کی حد سدرہ ہے تیری نہیں محبوبِ احد
کوئی دوسرا کیوں ہو وہاں جس جا پہ ہوں احمدؐ احد

یہ اس طرح کا مقام ہے نہ کوئی آقا ہے نہ غلام ہے
کوئی ساقی ہے نہ ہی جام ہے نہ ہی صبح ہے نہ ہی شام ہے
یہاں نور سارا محمدؐ کا ہے اور نقشہ سارا عید کا ہے
جیسے بحر حباب میں ہوتا ہے جیسے رنگ گلِ گلفام میں

وہ ادنیٰ سے آگے بڑھے ہی تھے کہ سوالِ بشر وخدا اٹھا
بن بن کے شکل محمدیؐ ہر طرف نور خدا اٹھا

محبوبیت ہوئی رونما واحدنیت قائم رہی
نورِ خدا احمد تھا احمد تھا نور خدا
جیسے لاکھ شیشے ہوں جڑے نظر آئے ایک پر ایک میں
نظر آئیں احمد مصطفیٰ نور ذات واحد ایک میں

وہ حریمِ قدس کریم میں ہر جا پہ لکھا تھا مصطفیٰ
منظر خدا کے حریم کا ہُوبہو تھا نقشہ مصطفیٰ

یہ کرم کی رات عطا ہوئی ہر چیز ماہ لقا ہوئی
ساری بزم نورِ فزا ہوئی معروف صلِ علیٰ ہوئی
یزدان ہو انسان ہو رحمٰن ہو سبحان ہو
نوری جلووں میں ہے گھیرا ہوا ہر چیز نورِ خدا ہوئی

اے نصیؔر تیرے گناہ بھی شبِ اسریٰ میں تارے بنے
تیری بزم بھی تیرے یار بھی نورِ احمدیؐ سارے بنے

نعت شریف

یہ تختۂ زمین سے وہ عرشِ عظیم تک
ہے سلسلہ پیار کا کریم سے کریم تک

خدائے ذوالجلال کے انوارِ لازوال سب
طواف در طواف ہیں حلیمہ کے یتیم تک

لِنُرِیَہٗ مِن آیاتِناَ الف سے میم مل گیا
کلام کا تھا سلسلہ فقط نبی کلیم تک

عروج اور چیز ہے معراج اور چیز ہے
عروج کی تھی انتہا بس سدرۃُ النعیم تک

معراج نہ سمجھ سکی بشر کی فکرِ ناتواں
گم ہوکے رہ گیا بشر حرم سے لے حطیم تک

معراج ہے نصیرؔ کی دیدارِ مصطفےٰ ملے
ہو رابطہ مدینے کا میرے دلِ سلیم تک

..................☆☆☆..................

نعت شریف

اے فخرِ رسولاں المددے در حالِ پریشاں المددے
طوفان ز کشتی کشمکشے شدہ دست و گریباں المددے

در بادیہ ویراں سرگرداں اے ہادئ برحق مدد رساں
اے رہبرِ کامل راہ نما اے ختمِ رسولاں المدد ے

ازسر بالا گرداب شدہ ایں کشتئ من غرقاب شدہ
مسدود ہمہ اسباب شدہ اے رحمتِ دوراں المددے

از ہجرِ تو سینہ شعلہ زناں از فرقتِ تو سن نعرہ زناں
ہر صبح ومسا گریہ کناں بادیدۂ حیراں المددے

ہر مُوئے بگوید نبیؐ نبی از اسمِ محمدؐ دل جمعی
اے ہاشمی قرشی و مطلبی تسکینِ غریباں المددے

من بیکس و عاجز حالِ تباہ در وقتِ نزع امداد شہا
اے پاک محمد صلِ علیٰ اے نیرِ عرفاں المددے

ایں نصیرؔ فقیر خراب شدہ از ہجرِ تو مثلِ کباب شدہ
جوئے خوں اشکش سیلاب شدہ اے جانِ جہاناں المددے

..................☆☆☆..................

منقبت

کوئی تیرا فقر تکدا کوئی تکدا تیری شاہی
میرے شہزادہ چوراہی میں تینوں تکدا رہنا ہاں

تو ٹرجاناں تے اکھیاں میٹ کے تکدا ہاں سلطاناں
میرے جاناں جے آجاناں میں تینوں تکدا رہنا ہاں

جس مجلس دے وچ ذکرِ علیؑ ہووے نبیؐ ہووے
اوہ معراج النبیؐ ہووے یا میلادالنبیؐ ہووے
لوکی تکدے مجلس نوں میں تینوں تکدا رہنا ہاں

تیرے چہرے تجلیاں دے بڑے مدد و جذر تکناں
نظر تکناں خبر تکناں فقر تکناں قدر تکناں
سریٰ توں لے ثریا تک میں تینوں تکناں رہنا ہاں

اساں جوگی منش بندے جے دل دیئے تے دے دیئے
میں اکھ کھولاں یا اکھ میٹاں تو دِسدا جانویں کی کہیے
میرے سینے دے بند کھل گئے میں تینوں تکدا رہنا ہاں

اوہ ہویا جو کچھ ہوناں سی میرے دل وچ توں آوسیا
توں کیسا نقشبند ایں جے چپ کرکے ایہہ دل کھسیا
تکلف برطرف سارے میں تینوں تکدا رہنا ہاں

ہزاراں ہیں شہزادے فقیر ہووے تے میں جاناں
تیری زلفاں دے پیچاں وچ اسیر ہووے تو میں جاناں
نصیؔر ایسا کوئی دلدادہ شاہ کبیر ہووے تے میں جاناں
ایہہ عادت چشتیاں دی اے میں تینوں تکدا رہنا ہاں

..................☆☆☆..................

نعت شریف

تو گھڑی کی گھڑی آج کی رات کو میری کٹیں کو رنگیں ادا کرتا جا
ہووے تیری نظر میرے وقفِ نظر میری تاریکیوں میں ِ جلا کرتا جا

رکھ لے پردے میں عاجز گنہگار کے آج سجدے عطا ہوں درِیار کے
گنجِ رحمت لُٹیں ربِ غفار کے آج بندے کو بندہ خدا کرتا جا

آج ساقی تیرا جام چلتا رہے مست گرتا رہے اور سنبھلتا رہے
برق گرتی رہے دل مچلتا رہے اور تجلی میں مجھ کو فنا کرتا جا

آج ہستی میں دوئی کی بُو تک نہ ہو اور فراق و وصل جستجو تک نہ ہو
خوبرو کو خبر خوبرو تک نہ ہو آج یوں مجھ کو وقفِ نگاہ کرتا جا
آج کچھ بھی نہیں چاہیے دِلرُبا تیری نورانی برقِ نظر کے سوا
آج رحمت کی اٹھی ہے کالی گھٹا میری میت پہ بھی اِک نگاہ کرتا جا

میرے دل کو یہ غیبی خبر آگئی تیری صورت پیاری نظر آگئی
تو نظر آیا تو شب قدر آگئی میرا سینہ درِ مصطفٰیؐ کرتا جا

وقت کی کشمکش سے چھڑا آج تو سرِ مخفی سے پردہ اٹھا آج تو
اپنا نورانی چہرہ دکھا آج تو میرے سینے کے بندھن کُشا کرتا جا

تیری ہستی نصیؔر اب کدھر کھو گئی تیری سیاہی نصیؔر اب کدھر کھو گئی
یہ مشیت سے آواز ہے آرہی یہ کرم کی گھڑی ہے لقا کرتا جا

..................☆☆☆..................

نعت شریف

مِن کُلِّ فخر فاخرٌ مِن کُلِّ وَصفٌ قادرٌ
مِنْ کُلِّ شبہٗ طاہرٌ مِن ربٌ عن مّن وَآلہٖ
بلَغ العلٰے بکمالہٖ کشف الدجےٰ بجمالہٖ
حسنت جمیع خصالہٖ صلّو علیہ وآلہٖ

جہاں تک نہ وہم وخیال ہے وہاں تک تمہارا وصال ہے
یہ عروج تیرا کمال ہے کہ ہوا بھی کُھل کے نہ جا سکی
بلَغ العلٰے بکمالہ کشف الدجےٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہٖ صلّو علیہ وآلہٖ

کیا بات تیرے حُسین کی پُرکارِ کُل بکمالہٖ
کیا بات اویس وبلال کی اظہارِ ربِ جلالہٖ
بلَغ العلٰے بکمالہٖ کشف الدجےٰ بجمالہٖ
حسنت جمیع خصالہٖ صلّو علیہ وآلہٖ

وہ حریم ربّ جلیل کے جہاں پر جلیں جبریل کے
وہاں پہنچے پسر خلیل کے وہ مکی مدنی ابطحیٰ
بَلَغ العلٰے بکمالہٖ کشف الدجےٰ بجمالہٖ
حسنت جمیع خصالہٖ صلّو علیہ وآلہٖ

اٹھ اٹھ دیکھے خدا کھڑا آجلدی دیر نہ کر ذرا
پاپوش بھی نہ کر جدا میرے سینے آگ لگی ہوئی
بلَغ العلےٰ بکمالہٖ کشف الدجےٰ بجمالہٖ
حسنت جمیع خصالہٖ صلّو علیہ وآلہٖ

میں خدا بھی ہوں خود گر ہوں افضل بھی ہوں اکبر بھی ہوں
میں تو خود بنا کے ہی لٹ گیا میں نثارِ حسنِ جمالہ
بلَغ العلےٰ بکمالہٖ کشف الدجےٰ بجمالہٖ
حسنت جمیع خصالہٖ صلّو علیہ وآلہٖ

رہ نصیؔر اپنے خیال تک تجھے کیا سکت ہے جمال تک
کون پہنچا اس کے کمال تک شاہکارِ ربِ جلالہٖ
بلَغ العلےٰ بکمالہٖ کشف الدجےٰ بجمالہٖ
حسنت جمیع خصالہٖ صلّو علیہ وآلہٖ

..................☆☆☆..................

نعت شریف

وہ اِسمِ اللہ کی روشنی میں جانان ہمارا خوب رہا
دلدار توجہ خوب رہی یزدان نظارہ خوب رہا

وہ عرش و فرش سب گونج اٹھے ورَفعنا لکَ ذِکرَک سے
وہ طَلَعَ البدرُ عَلینا کا وردان پیارا خوب رہا

میری ڈھونڈتے ڈھونڈتے عمر گئی محبوب نظارہ نہ ہوسکا
اس پردہ نشیں کا پردے میں عرفان پیارا خوب رہا

ہُو ہُو کے سوا کچھ بھی تو نہ تھا اس وادیِ حیرت سے آگے
یہ مر مٹنا بھی عجیب رہا پیمان ہمارا خوب رہا
اک یاد رہی بس تیری شکل کائنات کی ہر شے بھول گئی
یادداشت ہماری خوب رہی نسیان ہمارا خوب رہا

اک جست میں سب طے کر ڈالیں وہ منازلِ سدرہ او اَدنی
تیرا زلف ہُلارا خوب رہا چشمان اشارہ خوب رہا

یوں نصیؔر نے تیرا نام لیا ملکوت پکارے پھر یہ سُنا
انداز نرالا ہے تیرا یہ بیان تمہارا خوب رہا

..................☆☆☆..................

نعت شریف

اے جذبۂ جوشِ کرم محمدؐ کا نام لے
مٹ جائے سب کا سب ستم محمدؐ کا نام لے

ہیں محترم سے محترم اُمّی نبی کریم
ہر ذِی وقارِ محترم محمدؐ کا نام لے

میں کیوں نہ جاؤں سیّدِ بطحا تیرے حضور
خود کعبۂ حرم محمدؐ کا نام لے

ساری فضا ہے زیرِ لب صلِ علیٰ کا ورد
بادِ صبا کا زیر و بم محمدؐ کا نام لے

ہجرِ نبی نے پھونک دیا قلب و جگر میرا
ہر سانس ہر نفس کا رَم محمدؐ کا نام لے

داعی ہوئے جو ختم نبوت کے مصطفیٰؐ
کعبے کا ہر صنم محمدؐ کا نام لے

ہجر نبی میں ضبط کا یارا نہیں نصیؔر
رو رو کے چشمِ نم محمد ﷺ کا نام لے

..................☆☆☆..................

نعت شریف

تاریک اندھیرے دور ہوئے نورانی فجر کی آمد ہے
والّیل کا جھرمٹ چہرے پر سلطانِ بدر کی آمد ہے

یہ گھر ہے آمنہ طاہرہ کا ملکوت کا جُھرمٹ جُھرمٹ ہے
جس خاطر سب کونین نبی اس نوری بشر کی آمد ہے

کسریٰ کے قصر بھی کانپ گئے ایران کی آتش سرد ہوئی
تھی خلیل نے جس کی دُعا مانگی اُس عیسیٰؑ کی خبر کی آمد ہے

سب نوری ملک لاہوت اترے جبرائیل بمعہ ملکوت اترے
سارا عالم بقعۂ نور ہوا اُس شمس و قمر کی آمد ہے

مسکین یتیم فقیروں کو لاچار غریب اسیروں کو
جو شاہوں کے تخت عطا کر دے اس عالی قدر کی آمد ہے

کائنات کی ساری رونق ہیں دو میم محمدؐ عربی کے
سو ناز ہے جس پر آبا کو لاثانی پسر کی آمد ہے

چھپ جا تو گداؤں کے جھرمٹ میں دامن کو نصیؔر تو پھیلا دے
آئے ہیں محمدؐ بانٹنے کو رحمت کے ابر کی آمد ہے

..................☆☆☆..................

نعت شریف

وہ سماں یاد ہے جبریل کو سرکار کا اب تک
ہو سکا فیصلہ نہ عشق کی رفتار کا اب تک

جھومتا پھرتا ہے وحدت کا عرش آج کے دن تک
کہ سرور آتا ہے نعلین کی جھنکار کا اب تک

نہیں بھولے ہیں عرش والے وہ اسریٰ کے مناظر
کرتے رہتے ہیں ذکر احمدؐ مختار کا اب تک

مافوق بشر ہو گیا ملکوتِ عُلیٰ سے
احسان ہے یہ سیّدِ ابرار کا اب تک

کہکشاں چاند ستارے یہ فلک شمسِ منور
مظہر ہیں یہ اللہ کے شاہکار کا اب تک

یا محمدؐ کی صدا گونج رہی ہے اب تک
ورد کرتا ہے خدا عرب کے سردار کا اب تک

سیاہ کار نصیؔر اب بھی چمکتا ہے اسی رنگ
جاری ہے کرم نبیوں کے سالار کا اب تک

..................☆☆☆..................

نعت شریف

وہ حد سے نظریں گزر گئیں جو حضورِ دل میں وریٰ سے آگے
صدا یہ آئی نہ آگے آنا نہیں ہے کوئی خدا سے آگے

ٹھٹک کے دیکھا اِدھر اُدھر کو میں کس مقامِ عُلےٰ پہ آیا
صدا یہ آئی مبارک ہووے کہ تو درِ مصطفےٰ پہ آیا

مبارک ہووے معراج تم کو درِ محمدؐ پہ آنکھیں ملنا
اور آگے آگے ہوا کیا ہے یہ اس سے آگے نہ تم نکلنا

یہی جگہ ہے جہاں سے واقع ہوئیں تھی اسریٰ کی ابتدائیں
جناب روح القدس بھی ڈھونڈے یہ کتنی ارفع ہیں انتہائیں

کمال وصلِ حبیب میں تھا حبیب وصلِ کمال میں تھا
مقامِ قاب قوسین و ادنیٰ نہ خواب میں نہ خیال میں تھا

ہے کتنا اونچا عروج اپنا ہیں اُن کے تلوے ہمارا ماتھا
یہی ہیں تلوے نصیؔر ان کے کہ جن کو جبریل چومتا تھا

..................☆☆☆..................

نعت شریف

یہ کس کے نام کی خوشبو ہے اُٹھی قلب و جگر سے ابھی ابھی
کہ جس خوشبو سے بزم سبھی ہے ورد بہ لب یا نبیؐ نبیؐ
یا نبیؐ نبیؐ یا نبیؐ نبیؐ

تیری بانکی ادا اے میرے شہا سو جان فدا محبوبِ خدا
ہر بال سے نکلے یہ ہی صدا کیا پیاری سُریلی دبی دبی
یا نبیؐ نبیؐ یا نبیؐ نبیؐ

جبریل بھی یاں گھبراتا ہے ہر بار یہی دُھراتا ہے
قربان تیرے نعلین پہ ہیں سب عرش و فرش کونین سبھی
یا نبیؐ نبیؐ یا نبیؐ نبیؐ

جو سینے میں نہ ہو عشقِ نبی تو دین بھی ہوتا ہے بولہبی
ھیں دیتے لقا وہ ماہ لقا اٹھے جب دل سے آہِ نیم شبی
یا نبیؐ نبیؐ یا نبیؐ نبیؐ

تیری شمع پہ جل کر راکھ ہوا پروانہ تیرا یا سیّدنا
اس راکھ کو بطحا کی خاک بنا تیرے عاشق پاؤں میں روندیں سبھی
یا نبیؐ نبیؐ یا نبیؐ نبیؐ

کشکول براگن ہاتھ لیے آیا جوگی نصؔیر گداگر ہے
خیرات خدا کے محبوبا اے قرشی ہاشمی مطلبی
یا نبیؐ نبیؐ یا نبیؐ نبیؐ

نعت شریف

سب خان جھکے خانان جھکے سلطان جھکے خاقان جھکے
اس درِ یتیم کی آمد پر سب جن و ملک انسان جھکے

کوہِ طور بھی جس پر رشک کرے وہ گھر ہے آمنہ طاہرہ کا
دونوں عالم بقعۂ نور ہوئے سب شمس و قمر اسمان جھکے

اَحسنت جبیں احسنت عُلیٰ صلوٰتُ علیکم صلی اللہ
وہ شانِ محمد عربی ہے خود جس کی طرف رحمٰن جھکے

اے یتیموں فقیروں کے مولا مسکینوں اسیروں کے داتا
کیا بات ہے تمہارے فقر کی جہاں عالی قدر سلطان جھکے

مجھے تختِ سکندر سے بہتر ہیں نعلین حضورِ انور کے
میری آنکھیں جھکیں میرا قلب جھکا میرا جسم جھکے میری جان جھکے

..................☆☆☆..................

نعت شریف

کرم کر یارسولؐ اللہ کرم کر
بحالِ خستہ دم لِلّٰہ کرم کر

نگاہے یارسولؐ اللہ نگاہے
نتابت عرش من بارے گناہے
یہ سمِ پائے اسپِ شاہ سوارے
رساند در حضورِ عالی جا ہے
کرم کر یارسولؐ اللہ کرم کر

کرم سے پار کر میرا سفینہ
میں سگ بن کر پھروں کوئے مدینہ
میں واپس لوٹ کر آؤں کبھی نہ
وہیں پہ قصہ میرا تو ختم کر
کرم کر یارسولؐ اللہ کرم کر

میری ہستی کے ہر پہلو پہ چھا جا
میرے پیکر میں جاں بن کر سما جا
اے کُل دنیا کے خواجہ دل میں آجا
مجھے اپنی تجلی میں تو ضم کر
کرم کر یارسولؐ اللہ کرم کر

میں ایسے رقص میں در تیرا چوموں
میں سگ بن کر تیری گلیوں میں گھوموں
ہو وقتِ نزع گنبد کی طرف منہ
پکاروں یارسول اللہ کرم کر
کرم کر یارسولؐ اللہ کرم کر

نصیرِ عصیاں کارے گناہ گارے
فقیرے بے نوائے حالِ زارے
ہے اک اک بال میرا یہ پکارے
ہمارے یارسولؐ اللہ کرم کر
کرم کر یارسولؐ اللہ کرم کر

..................☆☆☆..................

نعت شریف

بدرگاہِ محمد ﷺ صد سلامے
بصد آداب از طرفے غلامے

حضورِ سیدِ عالی مقامے
بہ پیش آں رمزِ عشقِ نا تمامے

صبا آہستہ در کوئے محمد ﷺ
کہ ایں جا از عرش نازک مقامے

نگاہے یا محمد ﷺ یک نگاہے
عطا کن فی سبیل اللہ جامے

ہزاراں جاں نثاراں کفن بردوش
زہے سوئے غریباں یک خرامے

نمیرد آنکہ گوید یا محمد ﷺ
حیاتِ جاوداں یابد مُدامے

یکے قطرہ زِ بحرِ عشق و مستی
خدارا ساقیا کاس الکرامے

منِ پیچم مثالِ مار پیچاں
صبا کوئے محمدؐ دہ پیامے

عطا کن از طفیلِ فیضِ کامل
نصیرؔے گنگ را زورِ کلامے

نعت شریف

میں تتڑی دا ویہڑا وسا یا محمدؐ
سوہنا نوری چہرہ وِکھا یا محمدؐ

میں سینے دے پَٹ کھول کے بیٹھی راہ وچ
میں اُجڑی دے گھر وچ بھی آ یا محمدؐ

میں گلیاں دے ککھ رولدی تیری خاطر
میں سَڑ گئی نوں سینے لگا یا محمدؐ

میرے سینے وچ گونج گھمکار وجدی
تو آیا محمدؐ تو آ یا محمدؐ

میں مرجاواں کہندی محمدؐ محمدؐ
تو اِنج کرکے سینے تے چھا یا محمدؐ

میں تر بھک کے راتیں کئی واری اٹھدی
ہے لگدا جیویں آ گیا یا محمدؐ

نصیرؔ کمیں نوں بلالے مدینے
یا سینہ مدینہ بنا یا محمدؐ

..................☆☆☆..................

نعت شریف

کوئے جاناں میں مجھے دیدِ شہِ بطحا ملے
گنبدِ خضرا کا صدقہ گنبدِ خضرا ملے

تیرے در پہ پہنچ کر سمجھوں مدینے آگیا
تیری کملی میں مجھے وہ کملی والا شاہ ملے

چشتیوں کا مخزنِ انوار در رحمٰن کا
شاہ بنا دیتے ہیں پل میں جو کوئی منگتا ملے

میری ذات ہی پردہ بن کر آڑے آئی ہے درمیان
اٹھ جائے پردہ خودی کا یار بے پردہ ملے

پردے پردے میں عجب یہ بات سمجھائی مجھے
مل جائیں جاناں جسے اس کو رسول اللہ ملے

پھر صدا دیتے ہیں ناداں مانگ لے کچھ اور بھی
تیرے دامانِ طلب سے بھی سوا اس جا ملے

فخر کافی ہے یہی ہے تیرا جھاڑو کش نصیؔر
پاؤں سے ٹھکرا دوں میں گر شاہئ دارا ملے

..................☆☆☆..................

نعت شریف

محمدؐ کے روئے منور کی مانند نہ چندا نہ سورج کی ہے چاندنی
یوں اندھیرے میں اِک دم اجالا ہوا پھیلی غارِ حرا سے عجب روشنی

کیسی سج دھج سے اُٹھا حبیبِ خدا باادب انبیاء کا امام آ گیا
ساتھ شمس و قمر سر پہ سایہ ابر آگے آگے چلے چاند کی چاندنی

ان کے گیسو سیاہ ان کی کملی سیاہ انکا حبشی سیاہ حجرِ اسود سیاہ
اس سیاہی میں حکمت یہی تھی چھپی جل نہ جائیں سبھی دیکھ کر روشنی

ان کی ترچھی نظر ان کی بانکی ادا ان کے خمدار گیسو خدا کی پناہ
گوشہ گوشہ منور ہوا سربسر آج ایسی کری میرے گھر روشنی

مدینے سے اٹھے تو سینے میں آئے جو سینے سے اٹھے مدینے میں جائے
کوئی اور رستے میں حائل نہیں ہے ادھر روشنی ہے ادھر روشنی

میں گنہگار پر بھی کرم کردیا میرے بے جان بت کو صنم کردیا
اس طرح نورِ احمد میں ضم کردیا میری تاریکی کو کھا گئی روشنی

اے نصیؔرا سیاہ پیکرا یہ بتا تیرا تاریک پنجرا ہے کس کام کا
تجھ پہ قربان پروانے مثلِ شمع تیرے پنجرے میں احمدؐ نے کی روشنی

..................☆☆☆..................

نعت شریف

میں تو آیا ہوں سائل بڑی دور سے تیری نظرِ کرم کی عطا چاہیے
نہ ہی جنت نہ کوثر نہ باغِ ارم مجھ کو دیدار ماہِ لقا چاہیے

نہ ثواب و جزا کی ہے خواہش مجھے اور ذرہ بھر نہیں خوفِ آتش مجھے
بس خدا سے مجھے اور کیا چاہیے تیرے کوچے میں تھوڑی سی جا چاہیے

بخش اوروں کو تخت سلیمان دو اور زاہد کو حوران و غلمان دو
ہم فقیروں کی شاہا اگر مان لو وقتِ آخر کو تیرا لقا چاہیے

اے صبا کوئے جاناں گزر ہو تیرا تو ادب سے یہ کہنا شہہ دوسرا
یہ جبیں ہو میری سنگِ در ہو تیرا حشر میں اس طرح سے اٹھا چاہیے

نہ میں طالب ہوں زر کا نہ زردار کا میں تو عاشق ہوں دلبر کے رخسار کا
بس کرم ہوجائے عالی سرکار کا میری گردن میں تیرا پٹہ چاہیے

المدد سیدی شاہِ بیت الحرم ماہِ امی لقب شاہِ عرب و عجم
کچھ نہیں چاہیے مجھ کو تیری قسم چاہیے تیرے در پہ قضا چاہیے

جیتے جی دیکھ لوں میں مدینہ تیرا یہ نصیرؔ ایک سگ ہے کمینہ تیرا
ہے غلامِ قلندر سگِ مصطفےٰ میری لوحِ قبر یہ پتہ چاہیے

..................☆☆☆..................

نعت شریف

ہے کعبے کا کعبہ لقائے محمدؐ
ہے فرقانِ اطہر صدائے محمدؐ

میں بھی دیکھتا ہوں تو بھی دیکھتا رہ
قدِ دلکشِ دلرُبائے محمدؐ

نبی اور بھی ہیں صفی اور بھی ہیں
خدا کو پسند ہے ادائے محمدؐ

مجھے سروری دو جہاں کی ملے گی
جو مل جائیں نعلین پائے محمدؐ

تیرا زاہدا سجدہ بیت الحرم ہے
میرا سجدہ ہے نقشِ پائے محمدؐ

میرے مرنے کے بعد بھی دیکھ لینا
اٹھے گی قبر سے صدائے محمدؐ

یہ مدت سے آنکھیں کھلیں ہیں ہماری
کہ نظروں میں اے کاش آئے محمدؐ

میرے دل پہ واللہ غالب ہوئی ہے
وہ مازاغ نظریں نگاھے محمدؐ

سگِ کمترینِ سگانِ مدینہ
نصیؔر اک گدا ہے گدائے محمدؐ

نعت شریف

شاہ عرب و عجم ظلِ ناز و نعم
فخرِ جود و سخا شرفِ جاہ و حشم
مجھ پہ کر دو کرم میرا رکھ لو بھرم

صدرِ عرفان تم نورِ ایمان تم
علم و ایقان تم عشقِ یزدان تم
مجھ پہ کر دو کرم میرا رکھ لو بھرم

وحیِ قرآن تم پیرِ سلمان تم
میزباں ہے خدا اور مہمان تم
مجھ پہ کر دو کرم میرا رکھ لو بھرم

کشتی گرداب میں حالِ گرداب میں
ہووے نظرِ کرم اک میرے باب میں
مجھ پہ کر دو کرم میرا رکھ لو بھرم

میرے جینے کا مولا قرینہ گیا
اے مدینے کے والی سفینہ گیا
کون ہے نا خدا میرا تیرے سوا
المدد سیدی شاہ بیت الحرم
مجھ پہ کر دو کرم میرا رکھ لو بھرم

ہے یہ تابِ سخن مری جرأت کہاں
تیری رحمت کہاں میری ذلت کہاں
کہ یہ نعت نبی میری ہمت کہاں
میں زمیں بوس ہوں میری رکھ لے شرم
مجھ پہ کر دو کرم میرا رکھ لو بھرم

مجھ پہ کر دو کرم میرا رکھ لو بھرم

نعت شریف

شب بارات عاصی نوں گناہاں توں بری کر دے
کرم کرکے گناہگاراں دی قسمت بھی کھری کر دے

میرے سینے دے وچ تیرے سوا نہ کوئی ہور آوے
کرم کرکے میرے سینے نوں وقفِ دلبری کر دے

میں ترلے منتاں کردی نوں تے مدتاں ہوگیاں بڑیاں
میں ہُن بھی زندہ ہوجاواں نگاہِ سرسری کر دے

تیرے درتے رہاں بیٹھی تے روزِ حشر ہو جاوے
میں تیری ہوکے رہ جاواں تو اِنج کاریگری کر دے

چھپالے اپنی کملی وچہ نہ کوئی پاسکے مینوں
کہ توں ای توں نظر آویں بس ایسی ساحری کر دے

میری ویران دنیا نوں وسا دیویں تے کیہہ ہویا
امیداں دی میری ٹہنی اے سُک گئی اے ہری کر دے

نصیرؔ اپنی فقیری اے فقط ماہی دے قدماں تک
مقامات و لطائف تو فکر میری بری کر دے

..................☆☆☆..................

نعت شریف

حجابات دوئی مٹاتا چلا آ
تو پردے کا پردہ ہٹاتا چلا آ

میں قربان کردوں ہزار آشیانے
تو بجلی پہ بجلی گراتا چلا آ

کفن چیر کر میں قدم چوم لوں گا
تو مرقد کو ٹھوکر لگاتا چلا آ

تو آئے تو یکسر بدل جائے موسم
خزاں میں بہاراں بناتا چلا آ

نگاہِ کرم بار سے جام دے دے
دو عالم کو بے خود بناتا چلا آ

چلا آ میرے دل کے ہر تار میں یوں
تو پیکر میں میرے سماتا چلا آ

نصیؔر ایک دن تو لگائے گا سینے
مسلسل تو خود کو بھلاتا چلا آ

..................☆☆☆..................

نعت شریف

کوئی جا کے عرض کر دے صاحبِ لولاک کو
بخش دو اپنا لقا اس سینۂ صد چاک کو

وقت کی رفتار رُک جا تھوڑا سا آج تو
دیکھ لینے دے صنم اس دیدۂ غمناک کو

کیوں نہ دیکھوں قدر کی نظروں سے پیاری شب قدر
شرف بخشا آج کی شب میری کمتر خاک کو

میری ہستی غرق کر دے آج بحرِ نور میں
عشق سے رنگین کر اس کُہنہ اِدراک کو

رہنے دے زاہد یہ قصہ جنتُ الفردوس کا
مجھ کو سُلجھا لینے دے اس گیسوئے پیچاک کو

غمکدے میں آج کی شب بندہ پرور کرم کر
پھر دکھا دے یار پیارا دیدۂ غمناک کو

چاند امشب چمکے ایسا تیرے سینے سے نصیؔر
چاندنی میں غرق کر دے سب کی سب آفاق کو

..................☆☆☆..................

نعت شریف

بنا ایسا میرا بنرا کہ بنائے نہ بنے
کالی کملی میں سجا ایسا سجائے نہ بنے

خود خدا ہو گیا قربان بنا کر خود ہی
کشمکشِ عشق عجب ہے کہ دکھائے نہ بنے

آتشِ عشقِ محمدؐ نے جگر پھونک دیا ہے
کہ لگائے نہ لگے اور بجھائے نہ بنے

فخرِ لولاک لما رحمتِ عالم احمدؐ
لاکھ پردوں میں چھپے لیکن چھپائے نہ بنے

عشقِ احمدؐ سے چمکدار ہوا قلبِ نصیؔر
لاکھ سورج بھی اتر آئیں بنائے نہ بنے

..................☆☆☆..................

نعت شریف

خم دیکھے زلفِ حبیب کے
کھلے بھاگ میرے نصیب کے
نظر آئے دور و قریب کے
میرا آئینۂ بجمالہٖ

بلغ العلیٰ بکمالہ کشف الدجیٰ بجمالہٖ
حسنتُ جمیع خصالہٖ صلّو علیہ والہٖ

لَے عرب کی ہے خم عجم کے ہیں
مازاغ نین صنم کے ہیں
یہ سارے جلوے کرم کے ہیں
آداب چشمِ کمالہٖ

بلغ العلیٰ بکمالہ کشف الدجیٰ بجمالہٖ
حسنتُ جمیع خصالہٖ صلو علیہ والہٖ

وہ حرم میں محوِ خواب ہیں
ملکوت حبشی جنات ہیں
لبِ رنگین مثلِ گلاب ہیں
ہے کتابِ حق بجمالہٖ

بلغ العلےٰ بکمالہ کشف الدجےٰ بجمالہٖ
حسنتُ جمیع خصالہٖ صلو علیہ والہٖ

تجھے ہُو کہوں ہو بہو کہوں
یا کہ آئینۂ روبرو کہوں
قدِ پاک تیرا سرو کہوں
حسنتُ جمیعُ خصالہٖ

بلغ العلیٰ بکمالہ کشف الدجےٰ بجمالہٖ
حسنتُ جمیع خصالہٖ صلو علیہ والہٖ

کیا بات ہے تیرے جمال کی
تیری چال ڈھال کمال کی
کیا شان ہے تیری آل کی
صلّو علیہ واٰلہٖ

بلغ العلیٰ بکمالہ کشف الدجےٰ بجمالہٖ
حسنت جمیع خصالہٖ صلو علیہ والہٖ

..................☆☆☆..................

نعت شریف

نہ کوئی ایسا حسین دیکھا
نہ کوئی ایسا جمیل دیکھا
نہ کوئی تیری مثال دیکھا
نہ کوئی تیرا مثیل دیکھا

یہ تیری ظلِ اللہ نگاہ
کہ نور ایسے بکھیرتی ہے
کہ تیرے در کا ہر ایک ذرہ
چمکتا مثلِ قندیل دیکھا

نگاہ قلندر کی ہے سمندر
یوں برکھا نور کی برسے پیہم
زمانے بھر کا ذلیل آیا
تو مثلِ مردِ جلیل دیکھا

یہ تیرے دامن سے لگ کے ادنیٰ
حقیر سگ بھی ہے شیر ببر
کہ تیرا دشمن خدا کا دشمن
زمانے بھر میں ذلیل دیکھا

حجر شجر بھی ہیں پڑھتے پھرتے
ہے کلمہ اسمِ محمدیؐ کا
اور مثلِ بسمل تڑپتا ہم نے
ہر آں کثیر و قلیل دیکھا

جدھر تو ٹھہرا ادھر چراغاں
شب چراغاں بنی ہوئی ہے
ہے ابرِ نور فلک سے پیہم
برستا مثلِ سبیل دیکھا

عزیزِ ہر دل عزیز کامل
عجب یہ شانِ قلندری ہے
کہ در پہ تیرے عزیزِ مصری
ہے منگتا لے کے زنبیل دیکھا

ہے راکھا تیرا نصؔیر کم تر
حصار چشمِ قلندری کا
ہو فکر کیسا کمین تم کو
کہ تیرا حافظ خلیل دیکھا

..................☆☆☆..................

نعت شریف

ایک ہی شب میں طے کر گئے مصطفیؐ
دیکھو اسریٰ بھی معراج اعراج بھی
مقتدی ہو گئے آ کے سب انبیاء
عیسیٰ موسیٰ خلیل اور خضر خواج بھی

لے کے پوشاک و پاپوش درِ یتیم
پہنچا عرش علیٰ پر جو میرا کریم
فخر کرتا ہے سدرۃُ المنتہیٰ
وجد کرتا ہے عرشِ علیٰ آج بھی

قابَ قوسینُ او ادنیٰ درجہ ملا
صیغہ جاری ملاقات کا ہوگیا
جیسے اس شب ملے مصطفےٰ اور خدا
ملتا رہتا ہے ایسے خدا آج بھی

شکر کرتے ہیں سارے فلک آج تک
ذکر کرتے ہیں سارے ملک آج تک
ورد صلِ علیٰ سیدی مرشدی
کرتا رہتا ہے ربِّ عُلیٰ آج بھی

وحدہٗ عبدہٗ قاب قوسین میں
سربسر مل گئے آج کی رین میں
وہ ہے سلطان و ذیشانِ عرب و عجم
اور ہند کے باسیوں کا مہاراج بھی

جو تجھے غیر سمجھیں وہ خود غیر ہیں
تیرے نعلین شاہا فلک سیر ہیں
سر پہ نعلین رکھ کر کہے جبرائیل
تجھ پہ قربان سب شاہی و تاج بھی

فکر اپنی مجھے ہو تو کیوں ہو نصیؔر
میرے ضامن محمدؐ سراجِ منیر
میں تو پہلے بھی لجپال کی لاج تھا
اور لجپال کی لاج ہوں آج بھی

..................☆☆☆..................

نعت شریف

وہ سبحان الذی اسریٰ کرے ہے صاف غمازی
کہ محبوبِ خدا کی کتنی اللہ سے ہے ہمرازی

سرِ سدرہ پہ لرزے اور کرے اظہارِ معذوری
بس امشب ہو گئی ظاہر تیری جبریل شہبازی

خدا کا عرش سیمابی تیرے آنے کی بے تابی
سماواتِ علیٰ پر ایسا لمحہ نایابی

تیری خاطر خدا نے قبلہ بدلا فترضاہا
نبی راضی خدا راضی خدا راضی نبی راضی

وہاں پر غیر کا ہرگز گزر ممکن نہیں ہوتا
خدا و مصطفےٰ آنجا بیک آواز و سازی

یہ عقدہ کھل نہیں سکتا قیامت تک کسی سے بھی
دنیٰ کا صیغہ جاری ہے ابھی تک وصلِ مہنازی

یہی قطع ہے بالمقطع یہ معراج نصیریؔ کا
کفِ پائے محمدؐ پر میں ہاروں جان کی بازی

..................☆☆☆..................

نعت شریف

ہے کتنا اُونچا مقام تیرا حبیبِ ربِّ کبیر احمدؐ
ہے جبرائیل غلام تیرا تو عرشیوں کا ہے پیر احمدؐ

پاپوش تیرے فلک پہ پہنچے کہ اس میں کوئی شک نہیں ہے
ہے جسم نوری پوشاک نوری ہے نور کی تنویر احمدؐ

یہ چاند سورج یہ کہکشاں بھی یہ سیارے بھی یہ آسماں بھی
یہ سارے نورِ حضور سے ہیں ایسا شمسِ منیر احمدؐ

یہ درس ہم کو سکھانا چاہا کہ اقصیٰ فلک مقام سدرہ
یہ زیرِ پائے محمدیؐ ہیں ہے سب کا خواجہ امیر احمدؐ

وہ عرش وحدت پہ کیا ہوا تھا وہاں تو کوئی نہ دوسرا تھا
ہے بحرِ نور خدائے واحد ہے ہو بہو تصویر احمدؐ

وہ سارا نور سمٹ کے یکجا وہ شکل احمدؐ میں ڈھل گیا تھا
جدا خدا سے نہ مصطفیٰ تھا ہے نور ربِ قدیر احمدؐ

یہ عقل نیچے ہی رہ گئی ہے کہ سوچ سے سب یہ بالا تر ہے
الف ح م د سب کچھ ہے اسمِ اعظم نصیؔر احمدؐ

..................☆☆☆..................

نعت شریف

میں ہوں ٹوٹا ہوا انسان کرم مانگ رہا ہوں
تیری سرکار سے جینے کا بھرم مانگ رہا ہوں

نہ میں جنت نہ میں کوثر نہ ارم مانگ رہا ہوں
میں تو سجدے کو تیرا نقشِ قدم مانگ رہا ہوں

ساقی کی نگاہ میں مجھے تسکین بہت ہے
یہی قبلہ یہی کعبہ یہی حرم مانگ رہا ہوں

دم نکلے جو دم ساز کے قدموں میں ہمارا
میں خداوندِ دو عالم سے وہ دم مانگ رہا ہوں

وہ زر مانگ رہے ہیں میں نظر مانگ رہا ہوں
خمِ ابرو یا تیری زلف کا خم مانگ رہا ہوں

زخمی ہے نصیؔر اور تڑپتا ہے ہجر میں
تو ستم اور بھی کر تیرا کرم مانگ رہا ہوں

..................☆☆☆..................

نعت شریف

محمدؐ محمدؐ پکیندے گزر گئی
تے سلطانِ بطحا بلیندے گزر گئی

فراقِ محمدؐ کلیجے نوں ڈنگیا
پھڑکدے تے تارے گنیندے گزر گئی

اوہ واللیل زلفاں تے والشّمس چہرہ
تصور ماہی دا پکیندے گزر گئی

مدینے دی گلیاں دے سگ پیارے پیارے
گلے نال لاوندے چومیندے گزر گئی

ھے اکھیاں دی ٹھنڈک تیرا سبز گنبد
اے جانِ بہاراں لٹیندے گزر گئی

حیاتی دا اسطرح بنیا قرینہ
محمدؐ پیارا سُریندے گزر گئی

میں نازک مزاجاں توں قربان جاواں
ہے ترلے تے منتاں کریندے گزر گئی

نصیؔر عارضی زندگی چار دن دی
حبیباں دے مجرے کریندے گزر گئی

نعت شریف

کمتر کہتر حاضر آقا حاصل ہووے شرفِ وصالی
آپ کی چشمِ مست نے کھینچا سینے لگا لو ظلِ تعالی

ہجر نے جل بھن خاک کیا ہے سوز دوروں نے پاک کیا ہے
جل گئے سارے گناہ ہمارے اپنا بنالو بدر کمالی

نور کی رِم جِھم جسم میں میرے شکلِ عزیز بناتی چلی ہے
نس نس میں بَل کھاتی چلی ہے پردہ اٹھا لو نورِ جمالی

مہر پہ تو نے کرم کمایا حیدر شاہ کو سینے لگایا
پیر قلندر چاچڑ آیا فیض عجب ہے پیر سیالی

شاہ پری ہو اوم ہری ہو وَجہِکَ نورٌ بالبدریٰ ہو
بیشک اِشرح لی صدری ہو شانِ قلندر ذات ہے عالی

تم سے رہے سرو کار ہمیشہ آتا رہے گنہگار ہمیشہ
دیتے رہو دیدار ہمیشہ اپنے کمیں کو سیّد عالی

ایسے رچ گیا نورِ کریماں جسدِ نصیؔر کا ہو گیا قیمہ
بدل کے میرا ناقص ملبہ اپنے غلام کی شکل بنالی

..................☆☆☆..................

نعت شریف

پھر رات کرم والی اللہ کرے آئی
پھر سیر ہوا چاہے ہر چشمِ تمنائی

پردے کو ہٹا کر وہ محمل سے نکل آئے
پھر نور کی بارش ہے تاریخ نے دہرائی

جبریل بھی امشب تو کچھ اور سا لگتا ہے
ایسے لگے جیسے کہ ہے محمدؐ کا وہ سودائی

نازل ہے تسلسل سے ملکوت کی باراتیں
ملی شان محمدؐ کو اس درجہ پذیرائی

پتھر بھی کریں مجرے اشجار کریں سجدے
گم ہوگے جلووں میں اندازِ من ومائی

کریں ورد محمدؐ کا افلاک کے تارے بھی
ہر ذرہ زمیں کا بھی ہے وقفِ تماشائی

جا سینے کو وا کر دے اے نصیؔر بے نوا تو بھی
اب کرم پہ آیا ہے وہ دستِ یدالٰہی

………………☆☆☆………………

نعت شریف

کیڈا پیارا منظر ہووے گا جدوں شاہد تے مشہود ملے
جدوں پردے ہٹا کے ان حد دے عابد تے معبود ملے

جدوں د و قوساں مل جاندیاں نے دو قالب وی اک جان ہوون
کی جاپے کون سی اُس ویلے جدوں حامد تے محمود ملے

حد ہو گئی عروج دی اج راتیں نعلین بھی سدرہ تے جاپہنچے
جبریل بھی تکدا رہ گیا اے کیویں ساجد تے مسجود ملے

دھن عشقا تیرے کارنامے کتھے پہنچا آمنہ دا جایا
جتھے پر جبریل دے جلدے نے اوتھے ساجد تھے مسجود ملے

جیویں بحر تے قطرہ مل جاوے جیویں لہرتے دریا مل جاوے
جیویں جھونکا فضا وچ مل جاوے اینویں مقصد تے مقصود ملے

کیہ راز ونیاز دی گل ہوئی کی وصل وصال دی گل ہوئی
کیویں عبد صمد دا ملاپ ہویا کیویں واجد تے موجود ملے

پہلے اقصیٰ تے سدرہ تے عرشِ علیٰ او مقام دنیٰ تے او ادنی
چھڈ زاہدا سمجھے تیری بلا کیویں سعد تے مسعود ملے

نعلین حضور دے مل جاون مینوں ایہو معراج بتیری اے
اے نصیؔر او مر کے وی نئیں مردا جہڑا بود دے سنگ نابود ملے

نعت شریف

تیرے تک جو نہیں پہنچے خدا تک بھی نہیں پہنچے
یہاں جبریل بھی تیری قبا تک بھی نہیں پہنچے

تیری پرواز او ادنیٰ سے آگے تک ہے جا پہنچی
کہ باقی سب تو سدرہ منتہیٰ تک بھی نہیں پہنچے

خدا فرمان کرتا ہے کہ سبحٰن الذی اسریٰ
اے محبوبا کوئی تیری ہوا تک بھی نہیں پہنچے

بشکلِ مصطفیٰ ہے جلوہ گر ربِ علیٰ امشب
جو وحدت سے جدا سمجھے لقا تک بھی نہیں پہنچے

پرِ شہباز پر بیٹھا مگس بھی عرش ہو آئے
کہ شاہانِ جہاں تیرے گدا تک بھی نہیں پہنچے

اسے کیسے سمجھ آئے کہ شانِ مصطفیٰؐ کیا ہے
جو ناداں اس کے حبشیؓ کی نگاہ تک بھی نہیں پہنچے

علیؓ شیرِ خدا سے جس کی نسبت نہ نصؔیر ہووے
سگانِ مصطفیٰ کی خاکِ پا تک بھی نہیں پہنچے

..................☆☆☆..................

نعت شریف

کیا یہ مشکل ہے بدل دیں میری بارات بھی امشب
وہ ہٹا دیں میرے سینے سے حجابات بھی امشب

گیسوے واللیل ہٹا کر رخِ والشمّس دکھا کر
عین ممکن ہے کہ ہو شرف ملاقات بھی امشب

زہے قسمت کہ ہوا کافور یہ کٹین کا اندھیرا
ہو کرم تیرا ملے عشق کی سوغات بھی امشب

اک قطرہ عطا کر رومی و جامی کا تصدق
اور بدل دے میں گنہگار کی اوقات بھی امشب

کیا کر دیا تم نے جاناں آکر میرے گھر میں
کہ درخشاں ہوئی واللہ یہ سیاہ رات بھی امشب

لاج رکھ لینا گدا کی شبِ بارات کا صدقہ
ہووے دیدار عطا سیدِ سادات کا امشب

اے نصؔیر اپنی فقیری ہے قدم چومنا ان کے
وہ جو آئیں تو بدل جائیں گے حالات بھی امشب

..................☆☆☆..................

نعت شریف

سخی دروازہ ماہی دا کدے کھُلدا نصیباں نال
گھڑی ہے برکتاں والی جیہڑی گذرے حبیباں نال

حجر جھکدے شجر جھکدے ملک جھکدے فلک جھکدے
بڑی ہے شب قدر والی ماہی ملدا غریباں نال

بمعہ جبریل ملکوتاں دے جھرمٹ وچ ماہی آیا
مینوں تلوے تے چم لین دے نبڑ لیساں رقیباں نال

مینوں تے شب قدر اوندی نظر ماہی دی نظراں وچ
تے زاہد مشورے کردا پھرے جاکے طبیباں نال

میں چھپ چھپ کے کئی واری ہے تکیا در کریماں دا
اوہ جھرمٹ وچ سگانِ کوئے بطحا دے نجیباں نال

نہیں دسدی نہیں دسدی ایہہ لکھ پڑھیے نہیں دسدی
ایہہ دسدی شب قدر دسدی قلندراں دے قریباں نال

غلامی وچ محمدؐ دی بڑا مینوں سواد آیا
نصیؔر از خود رقص کردا ہاں میں اپنے نصیباں نوں

..................☆☆☆..................

نعت شریف

عجب وصلِ خدا تعالیٰ عجب وصلِ رسول اللہ
نبی پڑھتے ہیں یا اللہ خدا پڑھتا ہے صلی اللہ

اِدھر وحدت میں شور اٹھا کہ سبحن الذی اسریٰ
ادھر مکے میں گونج اٹھی کہ الا اللہ الا اللہ

نہ آنا ہے نہ جانا ہے یہ معراج اک بہانہ ہے
وہ ہر دو طرف جاناں ہے منور نور نُور اللہ

اُٹھا کر فاصلے سارے ملے محبوب دو پیارے
احد احمد دنیٰ پر ہیں کہاں ہے تیرا غیراللہ

سمجھ کچھ بھی نہیں آتا کہ کتنا قرب کامل ہے
یہ مخفی راز جانے یا رسول اللہ یا اللہ

وہاں تو ایک ہے مظہر حریم وحدتِ حق میں
تجلی نورِ وحدت کی مجلّٰی یارسول اللہ

میں گُم سُم عشقِ احمد میں نصیؔر ایسے ہوا چاہوں
کہ میری خاک کے ذرے پکاریں یارسول اللہ

..................☆☆☆..................

نعت شریف

کیسی آب و تابِ کمال سے دیکھو شاہِ عرب و عجم چلا
پیچھے پیچھے روح الامیں چلے آگے آگے فضل و کرم چلا

وہ تو سویا بیتِ حرم میں تھا جو اٹھا تو اقصیٰ میں آ گیا
یا کہ اقصیٰ ہی با صد ادب تھا بسوئے بیتِ حرم چلا

لا منتہیٰ سے نکل گیا اور ادنیٰ کہہ کے میرا صنم
سارے عرش ہوگئے زیرِ پا کملی والا جب دو قدم چلا

وہ الف کی شانِ وحید میں کوئی غیر کیسے سما سکا
در پردہ وحدتِ خاص میں دمِ میم کیسے باھم چلا

وہ ہے ذاتِ وحدہ لاشریک کوئی اور اسکا نہیں شریک
وہ دنیٰ میں او ادنیٰ تلک کیسے میم کا وہ قدم چلا

وہ ملے تھے یا کہ رہے جدا وہ خدا تھا یا کہ تھا مصطفٰے
وہ خدا کے نور میں کون تھا جو تجلی بن کے پیہم چلا

تو حقیر سے بھی حقیر ہے اک قطرے سے بھی صغیر ہے
کہاں تو غلامِ نصیؔر ہے کہاں وہ تھا بحرِ کرم چلا

..................☆☆☆..................

نعت شریف

یہ رحمتوں والی رات عجب
یہ سلسلۂ ملاقات عجب
یہ راز و نیاز کی بات عجب
مِن وجھِکَ نورٌ بالبدری

سب پردوں کے پردے ہٹتے گئے
سب فاصلے آج سمٹتے گئے
اِک پل میں اقصیٰ پہنچ گئے
وہ سیّدی ہاشمی مطلبی

پرواز سرِ افلاک ہوئی
قربان ساری لولاک ہوئی
کرے ورد حبیبا جلدی آ
محبوب کا عاشق ربِ جلی

نعلین کے نیچے فلک رہے
پوشاک سے چمٹے ملک رہے
جبریل بھی سدرہ پر یہ کہے
شاہ آگے تو ہمری ناں بسری

میری سمجھ سے بالا تر یہ رہا
سرِ وحدت کون تھا جلوہ نما
وہاں دوسرے کا تو نام نہ تھا
کیسے عشق نے کی یہ کاریگری

وہ نور تھا سارا نورِ خدا
تھا جو شکلِ محمدؐ جلوہ نما
کسی بت خانے میں بیان کروں
تو بت یہ پکاریں ہری ہری

..................☆☆☆..................

نعت شریف

نور آج کی شب معراج کی شب تزئینِ شبِ اسریٰ کے سبب
صد شکر محمدؐ امی لقب سو بار نوازش فخر عرب

دیکھو نور ہی نور کا ہے دریا کعبے کا فرش مولا کا عرش
اسریٰ کا سفر اقصیٰ کی زمین سدرہ سے دنیٰ تک نور کی چھب

ھیں سارے نبی اقصیٰ میں کھڑے میرے آقا محمدؐ کے پیچھے
صلوٰۃ علیہم صلی اللہ ہیں ورد بلب معراج کی شب

ملکوت بھی سدرہ پر تھے کھڑے جبریل بھی خواجہ کے پاؤں پڑے
شاہا خادم آگے کیسے بڑھے جل جاتے ہیں پر جاں ہووے سلب

فی النفس گئے فی الروح گئے بالجسم گئے بالذات گئے
پوشاک گئی نعلین گئے محبوب کا کتنا ہے عالی قرب

محمود و احد کا فرق مٹا گونج اٹھی دنیٰ پر یہ ہی صدا
میں تیری رضا تو میری رضا تو میری طلب میں تیری طلب

اے نصیؔر ادب کی ہے یہ جگہ اب آگے سے آگے بڑھتا نہ جا
خاموش زبان کو روک بھی لے اونچی سانس نہ لے ہے مقام ادب

..................☆☆☆..................

نعت شریف

جب ملے وہ قدر والا شب قدر ہو جاتی ہے
کام بن جاتا ہے جب تیری نظر ہو جاتی ہے

میری قسمت میں خدایا کاش آئے وہ گھڑی
ہستیٔ موہوم جب حسنِ نظر ہو جاتی ہے

آج کی شب ہے پذیرائی بشر کی ذات تک
ذات بھی اس رات کو مثلِ بشر ہو جاتی ہے

میں بھی اُمید کرم پر منتظر ہوں یار کا
آہ نکلے دل سے جب ان کو خبر ہو جاتی ہے

آج پردے سب اٹھا کر سامنے آ جاؤ تم
تم جو آجاؤ سیاہ شب میں سحر ہو جاتی ہے

تیرے وعدے پر جیئے اور رات بھر تڑپا کئے
عشق میں روح پختہ ہو کر پُراثر ہو جاتی ہے

ڈوب جا بحرِ محبت میں سراسر اے نصیؔر
زندگی ہے وہ کہ جو ان کی نذر ہو جاتی ہے

..................☆☆☆..................

نعت شریف

وہ دیکھو گنبدِ خضرا محمد مصطفیٰؐ والا
حرم والا کرم والا حبیبِ کبریا والا

بڑے ناز و نعم سے بیٹھے بارش نور برسائیں
گدا کو شاہ کر دینا یہ عادت ہے شہہِ والا

کرم تیرا فضل تیرا دکھایا گنبدِ خضرا
سگِ کمتر کہاں تھا اتنے درجاتِ عُلیٰ والا

میں حیراں ہوں کہاں ہوں یہ مدینہ کیسی بستی ہے
گدا بن کر پھرے جبریل سدرہ منتہیٰ والا

گناہوں کے پہاڑ اپنے میں لے کر در پہ پہنچا ہوں
فقط اِک آسرا مجھ کو محمدؐ مصطفیٰ والا

ان آنکھوں سے میں دیکھوں اور دیکھوں روضے کی جالی
کہاں مدنی شہنشاہ اور کہاں بندہ سیاہ کالا

نصیرؔ اب ان کی رحمت نے تو حد کر دی سخاوت کی
عطا کر دے خدا تجھ کو بھی دامن وہ گدا والا

..................☆☆☆..................

نعت شریف

امشب وہ بڑا مجھ کو مرغوب نظر آیا
بڑا خوب نظر آیا
جس طرف نگاہ اٹھی مطلوب نظر آیا
محبوب نظر آیا
ہر طرف جھکے دیکھے اشجار تر و تازہ
جیسے کہ لگا غازہ
ہر حجر کا سنگریزہ وہ نور کی لہروں سے
منسوب نظر آیا
پردے بھی اٹھے دیکھے افلاک جھکے دیکھے
شہباز رُکے دیکھے
گہرائی دل میں بھی وہ نورِ شمس آرا
مجذوب نظر آیا
لو دیکھ لو امشب تم انوار کریمانہ
انعام رحیمانہ
صدقہ ہے یہ نسبت کا تیرا نام بھی محفل میں
مکتوب نظر آیا
محبوب کی نظروں میں جو شخص بھی آ جائے
پل بھر میں بدل جائے
سلطان نظر آیا شہباز نظر آیا
محبوب نظر آیا

یہ رات صبر والی یہ رات قدر والی
ہے فخر بشر والی
اجمیر سے نسبت ہو یہ رات نظر آئے
محبوب نظر آیا
کمتر یہ فقیر آیا تیرے کوچے نصیؔر آیا
بے حال زہیر آیا
دامن کو پھیلا اپنے چاچڑ سے گدا لایا
بڑا خوب نظر آیا

..................☆☆☆..................

نعت شریف

فرقانِ حکیم کی آیت ہے تعریف محمدؐ عربی کی
صد باعثِ عزت حُرمت ہے تشریف محمدؐ عربی کی

ہے مرکز نور تجلّیوں کا اشراق محمد عربیؐ کا
ہے بہتر حج اکبر سے تقریب محمد عربیؐ کی

سلطانِ جلال و جمال ہوا وہ بلال محمد عربی کا
وہ عشقِ اویس سے مظہر ہے تہذیب محمد عربی کی

دیدار خداوند باری ہے دیدار محمدؐ عربی کا
جبریل بھی جس کا قاری ہے توصیف محمدؐ عربی کی

میری روح کے گوشے گوشے میں میرے جسم کے ریشے ریشے میں
ہر سانس محمدؐ عربی کا ترغیب محمدؐ عربی کی

ہر طرف محمدؐ عربی ہیں ہر جا پہ محمدؐ عربی ہیں
جس وقت پکاریں آ جائے تشریف محمدؐ عربی کی

اڑی خاک سگِ کوئے اطہر کی بنی ہستی نصیرؔ احقر کی
کمتر پہ کرم سے وارد ہے ترکیب محمدؐ عربی کی

..................☆☆☆..................

نعت شریف

تیرے ہونڈیاں مینوں کی ڈر ماہی
بھاویں دُشمن ہووے گھر گھر ماہی

ایہہ سُنیا جھولیاں بھرنا ایں
میں کنگال دی جھولی وی بھر ماہی

اَنا بشری دا بُرقعہ پہن آیوں
لوکی بھل کے تے کہن بشر ماہی

بانکی چال تے چہرہ وَجہُ اللہ
لگ جاوی نہ کدرے نظر ماہی

تیرے پاک قدم توں واری میں
ہک وار تے سینے تے دھر ماہی

سارے جگ نوں ویکھنا چھوڑ دتا
جد دیکھی اے تیری نظر ماہی

جیہڑا توں اے نصیرؔ تے کرم کیتا
دُعاواں دیندی روے گی قبر ماہی

..................☆☆☆..................

نعت شریف

اب عمر تو ساری گزر گئی اب وقت آیا ہے جان بلبی
لاچار ہوا تو عرض کیا ہو معاف مجھے یہ بے ادبی
آقا اب تو کرم کی نظر کرو یا سیّدِ ہاشمی مطلبی

گو لاکھ جتن تو میں نے کیے پر گئی نہ میری سیاہ قلبی
جب دیکھا حرص و ہوس میں تھا جب دیکھا دیکھی جاہ طلبی
آقا اب تو کرم کی نظر کرو یا سیّدِ ہاشمی مطلبی

بَر دعوت حق لبیک نہیں میرے نفس کا کافر نیک نہیں
میرا ظاہر باطن ایک نہیں یہ مذہب ہے یا لامذہبی
آقا اب تو کرم کی نظر کرو یا سیّدِ ہاشمی مطلبی

شریک تو ہے لا شریک نہیں تحقیق تو ہے تصدیق نہیں
ایمان کی حالت ٹھیک نہیں تبدیل کرو حال قلبی
آقا اب تو کرم کی نظر کرو یا سیّدِ ہاشمی مطلبی

کوئی قرشی ہو یا حبشی ہو کوئی زنگی ہو یا حلبی ہو
ہر ایک پہ تیرا کرم ہوا کر میری بھی تقدیر بھلی
آقا اب تو کرم کی نظر کرو یا سیّدِ ہاشمی مطلبی

سلمانؓ کے خواجہ کرم کرو عثمانؓ کے مولا کرم کرو
اے زہراؓ کے بابا کرم کرو تجھے واسطہ حسنؓ حسینؓ علیؓ
آقا اب تو کرم کی نظر کرو یا سیّدِ ہاشمی مطلبی

یہ نصیؔر کی اب تکمیل کرو تقدیر کا رخ تبدیل کرو
سیاہ قلب کو اب قندیل کرو میرے دل میں رہے تیری جوت جلی
آقا اب تو کرم کی نظر کرو یا سیّدِ ہاشمی مطلبی

..................☆☆☆..................

نعت شریف

یاد آتی ہے بہت زُلفِ پریشاں امشب
آ بھی جاؤ اے شہنشاہِ حسیناں اِمشب

ایسے لگتا ہے کہ انوار کی بارش ہو گی
آج ہوں گے شہہِ خوباں میرے مہماں اِمشب

ہو جائیں گے وارد قلب و جگر پر سارے
شرفِ دیدار کرائیں گے حبیباں امشب

آج کی رات بھری بزم میں آئیں گے وہ
صاف دیکھیں گے انہیں عالی نصیباں امشب

دھوپ کا ہوگا سماں آج اندھیری شب میں
اُتر آئے یہاں شمس درخشاں امشب

میرا ہر بال کُھلی آنکھ تجھے دیکھ رہا ہے
کر دیا زلف نے دل میرا مسلماں امشب

ڈوب جائے گا محبت کے سمندر میں نصیؔر
پورے ہو جائیں گے سب عشق کے ارماں امشب

..................☆☆☆..................

نعت شریف

تاریک اندھیرے دور ہوئے نورانی فجر کی آمد ہے
والیل کا جھرمٹ چہرے پر سلطانِ بدر کی آمد ہے

یہ گھر ہے آمنہ طاہرہ کا ملکوت کا جُھرمٹ جُھرمٹ ہے
جس خاطر سب کونین بنی اس نوری بشر کی آمد ہے

کسریٰ کے قصر بھی کانپ گئے ایران کی آتش سرد ہوئی
تھی خلیل نے جس کی دُعا مانگی اُس عیسیٰ کی خبر کی آمد ہے

سب نوری ملک لاہوت اترے جبریل بمعہ ملکوت اترے
سارا عالم بقعۂ نور ہوا اس شمس و قمر کی آمد ہے

مسکین یتیم فقیروں کو لاچار غریب اسیروں کو
جو شاہوں کے تخت عطا کر دے اس عالی قدر کی آمد ہے

کائنات کی ساری رونق ہیں دو میم محمدؐ عربی کے
سو ناز ہے جس پر آباء کو لاثانی پسر کی آمد ہے

چھپ جا تو گداؤں کے جُھرمٹ میں دامن کو نصیرؔ تو پھیلا دے
آئے ہیں محمدؐ بانٹنے کو رحمت کے ابر کی آمد ہے

..................☆☆☆..................

نعت شریف

مکی مدنی قرشی عربی

ہادی مہدی ہاشمی ابطحی

اے ردائے احدیت اے لقائے محمدیت

اے لوائے تو رقیت حسبی نسبی

رُدَّت شمسی کہ تو شق القمری

حسبنا کلمی کہ توشی عجبی

تو مخدومِ نبیاں ای تو مخدوم صفیاں ای

تو مشہود فصیحاں ای باوجودیکہ امی

تو بشیراً و نذیرا علیم و خبیرا

دانائے غیابی و تو سماع تو سمیع

آں جبریلے غلام تو دآں قرآن کلامے تو

کہ قربانے بنام تَو امّی و اَبیّ

در سینۂ من عشقے حبیب شہہِ یزدانے

غلامے بہ غلامانے بلال حبشیؓ

نصیرؔ است گدائے یک از گدایان محمدؐ

نسبت بہ سگِ کوئے تو عالی شرقی

..................☆☆☆..................

نعت شریف

ندارم یارسول اللہ بجز تو ہیچ سامانے
مدد کن یارسول اللہ بایں حال پریشانے

چہ باکم زورِ طوفانے ز آفاتے و شیطانے
چہ پرواہ یارسول اللہ چوں تو دارم نگہبانے

بیاجاناں تماشا کن کہ من درحالِ بیتابی
محمدؐ مصطفٰے گویم بہر قریہ بیابانے

بظلمت خانۂ مسکیں قدم رنجہ چوں فرمائی
کنم در دیدۂ خود یارسول اللہ مہمانے

بمشک و عطر و عنبر گر بشوئم ایں دہانے را
کُجا من پُر خطا عاجز کجا سلطانِ دورانے

کُجا سدرٰی و او ادنٰی و آن محبوبِ یزدانے
کُجا بندہ پراگندہ ز عصیانے و نسیانے

بحقِ فاطمہؓ حسنؓ و حسینؓ و مرتضٰے للہ
مَرا محفوظ کرداں یارسول اللہ زِ طوفانے

فقیرِ بینوائے حال زارے ایں نصیرےؔ را
کرم کن یارسول اللہ بحقِ پنجتن شانے

نعت شریف

مہاراج نے کرم کمال کیا محبوب کی چھب سبحان اللہ
اسریٰ سے دنیٰ تک نور کی رو معراج کی شب سبحان اللہ

کیا راز و نیاز کی بات کری مہاراج کرشنن اور ہری
اسے جانتا ہے کونین کا رب یا فخرِ عرب سبحان اللہ

جبریل کی سمجھ میں آ نہ سکا وہ سدرہ سے آگے جا نہ سکا
سرِ مخفی سے پردہ اٹھا نہ سکا ہے کتنا قرب سبحان اللہ

جبریل براق اقصیٰ سدرہ ہوا آگے جو سب ہوا در پردہ
یہاں میم کا پردہ اٹھایا گیا ہے کتنی طلب سبحان اللہ

تیری ذات ہے باعثِ ارض سما سب شمس و قمر لولاک لما
ہر شے کا مسبّب پاک خدا احمدؐ ہیں سبب سبحان اللہ

میں کیسے کہوں کیا فرق رہا قوسین سے بڑھ کر وصل ملا
او ادنیٰ پہ جا یک ٹھہرے طالب مطلوب طلب سبحان اللہ

ہے نصیؔر اپنی معراج یہی عرفان محمد عربیؐ کا
کبھی میں نے کی امداد طلب سبحان اللہ

..................☆☆☆..................

نعت شریف

یا محمدؐ ہزاروں سلام آپ پر آپ کی آل پر آپ کی ذات پر
یا محمدؐ ہزاروں سلام آپ پر آپ کی آل پر آپ کی ذات پر

آپ شمس الضحیٰ آپ بدرالدجیٰ آپ خیرالوریٰ ساری لولاک پر
یا محمد ہزاروں سلام آپ پر آپ کی آل پر آپ کی ذات پر

آپ صلِ علیٰ آپ نورِ خدا آپ ماہِ لقا ساری آفاق پر
یا محمد ہزاروں سلام آپ پر آپ کی آل پر آپ کی ذات پر

چاند ٹکڑے کیا شمس لوٹا دیا کرم کتنا کیا عرب کی خاک پر
یا محمدؐ ہزاروں سلام آپ پر آپ کی آل پر آپ کی ذات پر

شاہِ عرب وعجم دست بستہ ہیں ہم ہووے نظرِ کرم حالِ غمناک پر
یا محمدؐ ہزاروں سلام آپ پر آپ کی آل پر آپ کی ذات پر

جدِ حسنین للہ کرم کیجئے اس نصیؔر بے مایہ کم اوقات پر
یا محمد ہزاروں سلام آپ پر آپ کی آل پر آپ کی ذات پر

یا محمد ہزاروں سلام آپ پر آپ کی آل پر آپ کی ذات پر
یا محمد ہزاروں سلام آپ پر آپ کی آل پر آپ کی ذات پر

..................☆☆☆..................

نعت شریف

آج کی شب جو محفل لگی تو سارا جہاں سجایا گیا
اور مظہرِ نورِ ربِ علیٰ کے چہرے سے پردہ ہٹایا گیا

آج عرش کے رہنے والوں کو آدابِ زمین بتلائے گئے
احترام محمدؐ عربی کا جبریل کو آج بتایا گیا

محبوب کی آمد کے صدقے ایران کی آگ بجھائی گئی
سب لات وہبل گرے منہ کے بل کسریٰ کا قصر بھی گرایا گیا

جو تھا عشق خدا کو محمدؐ سے اس عشقِ کریم کے صدقے
سلمانؓ اویسؓ ابی ذرؓ کو اور حبشیؓ کو عشق لگایا گیا

دیکھو آمنہ کا گھر جیت گیا بازی عرش عظیم سے بھی اس امشب
دہلیز پر آمنہ طاہرہ کے آج عرشِ عظیم جھکایا گیا

کونین تیرے نعلین پہ ہے قربان محمدؐ صلی اللہ
سب دنیا کے کونے کونے میں توحید کا ناد بجایا گیا

وہ خاک کہ جس پر بیٹھے رہے سگ پاک محمدؐ عربی کے
زہے قسمت ایسی خاک ہی سے تھا نصیؔر کا جسم بنایا گیا

..................☆☆☆..................

نعت شریف

اِسمِ احمد کا یہ دنیا میں یونہی شور نہیں
میرے احمدؐ کے سوا دنیا میں کچھ اور نہیں

میں نے مانا کہ میں کمزور بہت ہوں لیکن
تیری محبوب وفاداری میں کمزور نہیں

تیرے نعلین کی خاطر میرا چمڑا حاضر
سب کچھ ہے تمہارا میرا کچھ اور نہیں

دل کی دھڑکن بھی پکارے میری احمدؐ احمدؐ
دل کی آواز پہ واللہ میرا کچھ زور نہیں

دلِ بیتاب نے تڑپایا ہے سیماب کی مانند
مجھے احمدؐ کے سوا چین کسی طور نہیں

یہ میری جان تڑپتی ہے ہجر میں جاناں
آ بھی جا تیرے سوا دل میں کوئی اور نہیں

بحرِ انوار میں احمدؐ کے ہوا غرق نصیؔر
بے نیازوں کے حضور اب بھی کوئی غور نہیں

..................☆☆☆..................

نعت شریف

جو بھی گرتا ہے حضورؐ اس کو اٹھا لیتے ہیں
جو گناہ گار ہو کملی میں چھپا لیتے ہیں

غیر کو اپنا بنانا تیری عادت ہے کریم
دشمنِ جاں کو بھی سینے سے لگا لیتے ہیں

ان غلامان محمدؐ کی بھلی پوچھی ہے زاہد
یہ جری لوگ تو افلاک اٹھا لیتے ہیں

شب گزرتی ہے فقیروں کی تو کروٹ کروٹ
پہلو جب بدلیں مدینے کی صدا دیتے ہیں

زخم اتنے لگے ہجر نبیؐ میں کہ تڑپنا مشکل
لبِ ہر زخم سے عشاق دعا دیتے ہیں

ہم تو جو مانگیں گے مانگیں گے حضورؐ آپ سے ہی
ربِ اکبر بھی تیرے صدقے گدا دیتے ہیں

ہے یہ دربارِ محمدؐ ذرا خاموش نصیرؔ
ارے کم ظرف نہ بن خود وہ عطا دیتے ہیں

..................☆☆☆..................

نعت شریف

اب زمین پر بھی مجھے دھوکا ہوا افلاک کا
آج شب میلاد ہے یہ سیدِ لولاک کا

پا برہنہ جھاڑو دیتا پھرتا ہے جبریل آج
کیا موازنہ کرسکے گا عرش مکے کی خاک کا

ہے خالقِ کونین کی ساری توجہ اس طرف
آرہا ہے مرحبا سلطان سب آفاق کا

سیّد و سرور محمدؐ تیرے جلوے بے پناہ
کیا بنے گا عاشقوں کے سینۂ صد چاک کا

لو غریبوں کو فقیروں کو بھی ڈھارس مل گئی
آ گیا غم خوار خواجہ بے کس و غم ناک کا

اُمِ احمدؐ تیرے در پہ عرش حاضر ہو گیا
عشق کی سرکار میں کیا کام ہے اوراک کا

یہ دُعا ہے آپ کی گلیوں میں گم ہوجاؤں میں
نام تک باقی نہ ہو اے نصیؔر اپنی خاک کا

..................☆☆☆..................

نعت شریف

آپ آئے ظلم و ستم کا دورہ ختم ہوا
طاغوتی طاقتوں کا وہ شہرہ ختم ہوا

آپ آئے رحمتوں کے خزانے لٹا دیئے
مظلوم جو تھے وقت کے سلطاں بنا دیئے

سرخ و سفید کا فرق یکسر مٹا دیا
جتنے تھے راہزن انہیں رہبر بنا دیا

بکھرے ہوئے تھے اک لڑی میں پرو دیئے
ادنیٰ سیاہ کار بھی آقا نے دھو دیئے

اک اک کو دنیا ساری کا آقا بنا دیا
منگتوں کو نظرِ کرم سے مولا بنا دیا

خیرات عشقِ مصطفیٰ للہ عطا کرو
بگڑی سنور جائے میری آقا نگاہ کرو

یا سیدِ مدینہ جو تیرا کرم رہے
دائم نصیؔر کا بھی پھر قائم بھرم رہے

..................☆☆☆..................

نعت شریف

لگا تار وہ بانٹتے پھرتے ہیں سلطانِ مدینہ شاہِ حرم
جمجاہِ امیری ظلِ فقیری فیضِ رحیمی شانِ کرم

یوں بحرِ سخاوت بہتا رہے سلطانِ مدینہ کی چوکھٹ پر
کوئی مانگے نہ مانگے بھرتے جائیں دامانِ گدا با نازو نعم

سب عزت فخر خود آرائی سب خسروی شاہی دارائی
قربان تیرے نعلین پہ ہے اے شمسِ نیرِ عرب و عجم

جب والیٔ بیتِ حرم آئے وہ رحمت عالم سیدنا
الٹائے گئے کسریٰ کے قصر ٹھکرائے گئے کعبے کے صنم

فیضان محمد عربیؐ نے کیسے کیسے مرد کئے پیدا
صدیقؓ عمرؓ عثمانؓ علیؓ کس کس کی تعریف کروں میں رقم

وہ خلافت میں یہ شجاعت میں وہ نورِ حیا سلطان فقر
وہ صدقے میں گنبدِ خضرا کے ساری دنیا پہ برسے ابرِ کرم

ہے نصیرؔ تجھے کس شے کی کمی رحمت کی بھرن برسے ہی چلے
تو ڈوب جا عشق محمدؐ میں سب چھوڑ کے دنیا کے رنج و الم

..................☆☆☆..................

نعت شریف

عشقِ نبیؐ نہ ہو تو بے کار ہے حیاتی
خیرات مصطفیٰؐ کی دنیا پھرے ہے کھاتی

کیوں رات ساری سوئے دیوانہ مصطفیٰؐ کا
ہجرِ نبیؐ کی آتش ہر لحظہ ہے جلاتی

اٹھ اٹھ کے دیکھتا ہوں وہ آ رہے ہیں جاناں
بیتیں ہجر کی گھڑیاں دل کی گھڑی بتاتی

اس طرح جگمگایا شمس الضحیٰ کا چہرہ
سورج کی دھوپ بھی ہے ہو کے سامنے لجاتی

دھڑکن ہے دل کی کہتی محمل قریب آیا
تشریف لا رہے ہیں سلطانِ کائناتی

مسکینوں بے کسوں کو سو سو مبارکیں ہوں
سب سر کشوں کی طاقت پھرتی ہے منہ چھپاتی

دنیا بنی ہے ساری صدقے میں مصطفیٰ کے
جاناں اگر نہ آتے کائنات بھی نہ آتی

میرے لیے تو کافی ہے ذکر مصطفیٰ کا
اور یاد مصطفیٰ کی ذاتی ہو یا صفاتی

قرباں نصیرؔ جیسی کردوں ہزار جانیں
اٹھے حضورؐ کی گر اک چشمِ التفاتی

نعت شریف

میں کیا بتاؤں ماجرا یا سیدِ کل انبیاء
پہنچو میری امداد کو سر عام میں مارا گیا

طوفان بہا کر لے گیا بحرِ بلا کشتی میری
چھن گیا سب کچھ میرا بے چارے کا چارا گیا

آتا نہیں کچھ بھی نظر خیرالبشرؐ مجھے دور دور
میں ہاتھ ملتا رہ گیا گھر لٹ مرا سارا گیا

یہ دکھ بھری میری داستاں پتھر بھی سن سکتے نہیں
اب ہاتھ پاؤں مارنے کا بھی میرا چارہ گیا

المدد یاسیدی ختم الرسل مولائے کل
نازک گھڑی سر پر کھڑی سب کچھ میرا ہارا گیا

خود کو جب خود دیکھنا چاہا خداوندِ قدیر
روپ کیسا دِلرُبا محبوب کا دھارا گیا

میں مدینے جاؤں گا تو جان دے دوں گا نصیؔر
یاور ہوئی قسمت اگر بطحا میں دوبارہ گیا

..................☆☆☆..................

نعت شریف

اللہ نے اظہار کی اپنے جو تیاری کری
احمدؐ بنائے آپ ہی اور آپ ہی یاری کری

میم تھا اک آئینہ بس اپنے سامنے کر لیا
اسمِ احمدؐ کی منادی دنیا میں جاری کری

میم کے گھونگھٹ میں دیکھو پردہ پوشی کی عجب
تھا احد لگتا تھا احمدؐ کیسی شاہکاری کری

طالب و مطلوب کے مابین اک آتش اٹھی
نام رکھا عشق اس کا دنیا میں جاری کری

مکے کی گلیاں بھی پوچھیں اے فرشتو کیا ہوا
جبریل جیسوں نے بھی کیوں مُڑ مُڑ کے بُہاری کری

جبریل کہتا پھرتا ہے یہ معجزہ ہے عشق کا
خاکیوں کی نوریوں پر حق نے سرداری کری

تیرے جیسے کمتریں سے نعت لکھوائیں نصیؔر
خواجہ بطحا نے ہے یہ کیسی دلداری کری

..................☆☆☆..................

نعت شریف

سارے نبیوں کی واضح دلیل آپ ہیں
حسبنا اللہ نعم الوکیل آپ ہیں

نور سے تیرے شمس و قمر مشتری
رب اکبر کا حُسنِ جمیل آپ ہیں

آپ سے نور بانٹا گیا ہر طرف
حسنِ یوسف مسیحا خلیل آپ ہیں

صدقۂ مصطفیٰ روزی بخشے خدا
سب کی روزی کے جاناں کفیل آپ ہیں

جامِ للہ کرم کا عطا کیجئے
ساقیٔ کوثر و سبیل آپ ہیں

سیدِ دو جہاں فخرِ کل کائنات
شاہِ رُوح الامیں جبرائیل آپ ہیں

اک کرم کی نظر مانگتا ہے نصیرؔ
ربِ اکبر کی نوری قندیل آپ ہیں

..................☆☆☆..................

نعت شریف

ہم لوگ تو زندہ ہیں محمدؐ کے سہارے
ہم تو ہیں فقط احمدِ مختار تمہارے

آئیں جو محمدؐ تو وہ کونین سجا دیں
نہ آئیں محمدؐ تو ہیں بے کار چوبارے

میرے سینے میں محمدؐ کی صدا گونج رہی ہے
دیکھو آئے ہیں محمدؐ میرا دل کہتا ہے بارے

ہم آنکھوں کے بل کوہ و جبل چیر کے آئیں
ہمیں سلطانِ مدینہ تو جو اک بار پکارے

تیرا قامت تیرے گیسو تیرے عارض تیرا چہرہ
کوئی ہے یہ تصور میرے سینے میں اتارے

مجھ قسمت برباد کے گھر بھی کبھی آؤ
سب چشم براہ ہیں تیرے ہم سارے کے سارے

برباد نصیؔر اب ہے اسی آس پہ جیتا
سلطانِ مدینہ میری قسمت کو سنوارے

..................☆☆☆..................

نعت شریف

کر دو مجھے خدارا آباد یا محمدؐ
امداد یا محمدؐ امداد یا محمدؐ

بربادیوں نے گھیرا ہے ہر طرف اندھیرا
اک آسرا ہے تیرا فریاد یا محمدؐ

مجھ تنگِ دوجہاں کو میرے نفس نے مارا
قیدی نفس کا کردو آزاد یا محمدؐ

میری خاک بھی اڑاکر طیبہ کے کر حوالے
مٹی نہ میری ہووے برباد یا محمدؐ

گزرے میری حیاتی وردِ محمدیؐ میں
ہو نزع میں بھی یہ ہی اوراد یا محمدؐ

تو نے نصیرؔ پر یہ اتنا کرم کیا ہے
دے گی دعائیں میری اولاد یا محمدؐ

..................☆☆☆..................

نعت شریف

اول کریم آخر کریم ہیں میری عزت کے امیں
اول الٰہ العالمیں یا رحمتہ اللعالمیں

خالق ہے وہ عاصم ہے یہ رزاق ہے وہ قاسم ہے یہ
وہ مالکِ یومِ حشر یہ شافعِ روزِ مبیں

وہ ہے احد احمدؐ ہے یہ حامد ہے وہ محمود یہ
مولا ہے رحمٰن الرحیم احمد شفیع المذنبیں

کائنات کا خالق خدا کائنات کے باعث حضورؐ
جتنی خدا کی ہے کائنات ہے آپ کے زیرِ نگیں

باطن ہے وہ ظاہر ہے یہ قائم ہے وہ دائم ہے یہ
تیری رضا میری رضا قربان رب العالمیں

واحد خدا ہے بے مثل مالک بھی ہے خالق بھی ہے
فخر النبی ختم الرسل کا بھی کوئی ثانی نہیں

خاموش ہو جا اے نصیرؔ راز کو ظاہر نہ کر
اسریٰ و قوسین سے آگے کوئی کہانی نہیں

..................☆☆☆..................

نعت شریف

میں بھکاری تو شہنشاہ میں پجاری تو صنم
میں گدا ہوں تو عطا ہے میں تمنا تو کرم

چونک کر اٹھتا ہوں میں وہ آ گئے میرے حضورؐ
کام آیا میرا گریہ میری آہیں چشمِ نم

میں تو شب کو بند دروازے کبھی کرتا نہیں
آ نہ جائیں میری بے خبری میں شاہِ ذی سلمؐ

ہو عطا گر اک نفس بھی شاہِ بطحا کے حضورؐ
پاؤں سے ٹھکرا دوں اپنے تاجِ خسرو جامِ جم

سنتا ہوں کانوں سے اپنے دل سے اٹھتی ہے صدا
احمدؐ محمدؐ مجتبیٰؐ تیرا کرم تیرا کرم

یا محمدؐ کہتی ہے میرے دل کی دھڑکن بار بار
میں تصدق مصطفیٰؐ پر لحظہ لحظہ دم بہ دم

کتنا اونچا درجہ پایا عشق میں تو نے نصیرؔ
چومتا ہے تو سگانِ شاہ کے نقشِ قدم

..................☆☆☆..................

نعت شریف

منہ مدینے کی طرف کر کے میں فریادی ہوا
یارسول اللہ مدد میں وقفِ بیدادی ہوا

ظالموں نے ٹھوکریں اتنی لگائیں بار بار
کھنڈر بنا ہے یہ چمن اور غیر آبادی ہوا

جب بھی دشمن چڑھ کے آیا میں نے پکارا آپ کو
یا محمدؐ المدد کہنے کا میں عادی ہوا

آپ فرما دیں کرم تو بچ جائے کشتی میری
سیدا دے دو پناہ سامانِ بربادی ہوا

ہرگز ٹھکانہ نہ ملا مجھے کائناتِ دہر میں
میرا مداوا جب ہوا وہ بطحا کی وادی ہوا

میرے سینے میں عجب گلشن کھلا تیری یاد کا
صدقہ شہِ لولاک کا احساسِ آزادی ہوا

دیکھ کر شاہِ عرب کو وجد میں آیا نصیرؔ
وقت میری موت کا بھی باعث شادی ہوا

..................☆☆☆..................

نعت شریف

کچھ تو نتیجہ نکلا ہے میرے نالۂ شب گیر کا
کھینچنے لگا نقشہ میرے دل پر تیری تصویر کا

دیکھ لیتا تیرا در غالب کبھی لکھتا نہ یہ
صبح کرنا شام کا لانا ہے جوئے شِیر کا

وارد ہوئی ہے دل پہ حالت کہ میں مدینے بیٹھا ہوں
اور دیکھتا جاتا ہوں جلوہ آئینۂ تطہیر کا

کتنا خوش قسمت ہوں میں وہ اپنا سگ سمجھیں مجھے
ورنہ کیا ہوسکتا ہے درجہ سگِ قطمیر کا

جب کبھی وہ بیٹھنے دیں پائے اقدس میں مجھے
میں سمجھتا ہوں کہ مالک ہو گیا جاگیر کا

جن و انس و ملک سارے جھک جائیں صد مرحبا
آتا ہے محبوب پیارا خالقِ تقدیر کا

آج وہ تشریف لائیں میرے گھر میں اے نصؔیر
معجزہ ہے معجزہ مولا علیؑ کے پیر کا

..................☆☆☆..................

نعت شریف

بھانویں چنگیاں تے بھاویں منداں میں تیری باندی تے ہاں سلطان عرب
کر کرم تے کج لے عیب میرے رل جائے نہ گلیاں وچ میری چھب

شاہ توں جے نہ آیوں تے جاساں کدھر تیرے باجھ میں شاہا جاساں اجڑ
آ قدم رنجہ فرما میرے گھر سب دور ہوون میرے درد و کرب

ڈاہڈی جگر تے ہن پئی سوڑ آیا مینوں وقت بھی کھاون دوڑ آیا
ساری زندگی شاہا کر چوڑ آیا منگاں سجناں دے تسکینِ قلب

چودھار طوفان نے گھیرا اے تیرے باجھ ماہی میرا کیہڑا اے
مُڑ مُڑ کے مینڈا تیتھے جھیڑا اے کراں نازک وقت امداد طلب

چڑھ آئی میرے سر کانگ شاہا مینوں کھاون دوڑے نانگ شاہا
پھراں گلیاں وچ جھلی وانگ شاہا کراں ترلے تے منتاں جان بلب

مکی مدنی سید سرورِ کُل کرو معاف میں راہ گئی اپنا بُھل
جے توں معاف نہ کیتا میں جاساں رُل لٹ جاسی جوانی دا سارا ڈھب

ہن واگ نصیؔر دی تیرے ہتھ میں تے روہڑ بیٹھاں سب گل تے کتھ
میری ڈھاری تے آجا سوہنیا وَت توں ہیں آبِ حیات میں تشنہ بلب

..................☆☆☆..................

نعت شریف

عشق نہ ہو تو آدمی سگ سے بھی کمترین ہے
عشقِ حضورؐ گر ملے فرشتوں سے بہترین ہے

پوچھو نہ مجھ سے مصطفیٰؐ کے حسن کی جلوہ ریزیاں
حق بھی ہے جس پہ فریفتہ ایسا عظیم حسین ہے

ہم کو یہ ناز ہے بڑا آقا لباسِ بشر میں ہے
بندے کو شان بخشدی نورِ خدا کا امین ہے

دل میں تمنا ہے کہ میں در پہ تیرے پڑا رہوں
جھک نہ سکے جو کہ تیرے در وہ کوئی جبین ہے

آیا جو عشقِ مصطفیٰ ﷺ سینے کے طاق کھل گئے
دیکھو تو سینے میں میرے لکھا قرآنِ مبین ہے

کافی ہے فخر یہ مجھے تیرے سگوں کا غلام ہوں
نسبتِ خاص پہ ناز ہے دل میں بڑی تسکین ہے

عشقِ محمدیؐ میں تو ڈوبا رہے خدا کرے
یہ ہی نصیؔر کا ہے فقر یہ ہی تو دینِ مبین ہے

..................☆☆☆..................

نعت شریف

سرورِ دو جہاں خاتمِ مرسلاں تجھ پر قربان سب عرشیاں فرشیاں
شاہِ خیرالبشر ماہِ شق القمر سب جھکے تیرے در نوریاں قدسیاں

سیدی مرشدی آقائی مولائی یا نبی یا نبی یا نبی یا نبی
آیتِ رحمتی ہاشمی ابطحی رحمتِ دو جہاں ہے تیرا آستاں

عشق والے نبیؐ حسن والے نبی سب سے اعلیٰ نبیؐ میرے بانکے نبیؐ
ماہِ امی لقب شاہِ عجم و عرب تجھ پہ قربان جاں اے میرے جانِ جاں

تیری آمد نے دل کو ضیاء بخش دی تیری آمد نے رُوح کو جِلا بخش دی
تو نے آ کے ہر اک کی خطا بخش دی تیری تعریف مجھ سے ہو کیسے بیاں

وہ عرب میں ہویدا ہوا عینِ رب وہ حلیمہ پہ رحمت ہوئی بے سبب
با ادب با ادب با ادب با ادب آ رہے ہیں محمد ﷺ شہِ کارواں

اے گنہگارو سینے کے در کھول دو اپنے دل کھول دو اور جگر کھول دو
مرحبا مرحبا اپنے گھر کھول دو خوش نصیبو مٹی آج تاریکیاں

اے نصیرؔ آج حبشی بھی قرشی ہوئے اے نصیرؔ آج فرشی بھی عرشی ہوئے
آج دنیا میں شمسِ منیر آ گیا جگمگا اٹھا دنیا کا یہ خاکداں

..................☆☆☆..................

نعت شریف

نعتِ احمدؐ سے بڑا کوئی بھی اعزاز نہیں
عشقِ احمدؐ سے بڑا کوئی بھی اعجاز نہیں

صدقہ حسنینؑ کا کشتی کو مری پار کرو
ورنہ بچنے کا میرے کوئی بھی انداز نہیں

فرمانِ خدا ہے میں نے سب کچھ ہے سکھایا
میرے محبوب سے در پردہ کوئی راز نہیں

مجھے ہرگام پہ ہر روپ میں دھوکا ہی ملا ہے
میرا جاناں کے سوا کوئی بھی دمساز نہیں

جو سگ بن کے نہ پھرتا ہو مدینے کی گلی میں
فقیری میں تو ایسا کوئی شاہباز نہیں

یوسفؑ ہو عیسیٰؑ ہو یا موسیٰؑ یا سلیمانؑ
میرے آقا کے برابر کوئی مہناز نہیں

میں کس کو سناؤں اے نصیرؔ عشقِ محمدؐ
بھری دنیا میں میرا کوئی بھی ہمراز نہیں

..................☆☆☆..................

نعت شریف

کھا گیا مجھ کو تیرا سوزِ نہانی احمدؐ
ہو گیا خشک میری آنکھوں کا پانی احمدؐ

روز و شب تکتا ہوں آؤ گے کبھی میرے گھر
لٹ جائے نہ کہیں میری جوانی احمدؐ

ہے خداوند دو عالم بے مثال و بے مثل
کوئی دنیا میں نہیں تیرا بھی ثانی احمدؐ

ہیں میرے جسم کے ہر بال کے دروازے کھلے
کاش آ جائے کبھی میرا وہ جانی احمدؐ

مثلِ سودائی ہوں صحرا میں بھٹکتا پھرتا
کہیں مل جائے مجھے تیری نشانی احمدؐ

ایک ہی رات میں آئے گئے تا عرشۂ وحدت
بیٹھی دیتی رہیں دعائیں اُمِ ہانی احمدؐ

نصیؔر آ کے نکیرین بھی منہ چوم لیں میرا
نام تیرا جو سنیں میری زبانی احمدؐ

..................☆☆☆..................

نعت شریف

میں بھی سقیم ہوں میرا خانہ بھی سقیم
آباد ہے یہ تیرے تصدق نبی کریمؐ

اجڑے بسا دیئے تو نے مردے جگا دیئے
زلفِ رسول پاک سے لائی ہوا شمیم

میرے جگر پہ اسمِ محمدؐ کو دیکھ کر
بولے فرشتے ہے یہ غلامِ نبی کریم

سو سو سلام بھیجے خدا بھی حضورؐ پر
دنیا میں منفرد رہے سید دُرِ یتیم

درِ مصطفٰے کو چومیں تو مل جائیں خودبخود
کوثر بھی سبیل اور جنٰتِ **فی النعیم**

ظلِ خدا ہیں مصطفٰی ہر ہر صفات میں
ہر بات کے خبیر ہیں ہر ذات کے علیم

مانا کہ تو نصیرؔ گناہوں میں غرق ہے
احمدؐ گناہ بخشنے میں ہیں بڑے کریم

.................☆☆☆.................

نعت شریف

اے وحدت کے داعی اے ظلِ الٰہی تیرا حکم نافذ ہے تا مہر و ماہی
فرش سے عرش تک محمدؐ کی شاہی تا اکنافِ عالم تیری عالی جاہی

کہ جس کو زوال آئے گا نہ کبھی بھی
محمدؐ نبیؐ جی محمدؐ نبیؐ جی

عطا کر دو آقا محبت کا جینا اور حاصل ہو جینے کا ایسا قرینہ
تیرے عشق سے ہو درخشاں یہ سینہ نظر آئے سینے میں تیرا مدینہ

اور اترے نہ دل سے یہ نقشہ کبھی بھی
محمدؐ نبیؐ جی محمدؐ نبیؐ جی

میں ہوں دست بستہ تیرے در سوالی نگاہِ کرم ہو مدینے کے والی
گدا کو عطا کر دے عشقِ بلالؓ تیرا عشق ایسا ملے لازوالی

قبر سے بھی گونج اٹھے پیارے حبیبی
محمدؐ نبیؐ جی محمدؐ نبیؐ جی

فخر سے سرِ بینوا پر میں رکھ کر مدینے کے سلطاں کے نعلینِ اطہر
زمانے کو آگاہ کر دوں برابر شہنشاہِ یثرب کا دیکھو گداگر

مقابل نہ ہو جس کے شاہی کبھی بھی
محمدؐ نبیؐ جی محمدؐ نبیؐ جی

درِ مصطفٰے پر سلامٌ علیکم شہ دلربا پر سلامٌ علیکم
ہے نورِ خدا پر سلامٌ علیکم ہے شمس الضحیٰ پر سلامٌ علیکم

تسلسل نہ ٹوٹے حشر تک کبھی بھی
محمدؐ نبیؐ جی محمدؐ نبیؐ جی

تیرے در پہ آقا پناہ مانگتا ہوں کریما کرم کی نگاہ مانگتا ہوں
ہوں بندہ میں گندہ بھی شرمندہ بھی ہوں میں تا وقتِ آخر نباہ مانگتا ہوں

قلب کی سیاہی کا تو ہے طبیبؐ
محمدؐ نبیؐ جی محمدؐ نبیؐ جی

دمِ سحری دیکھو وہ آئی سواری محمدؐ پہ قربان سب تاجداری
خدا نے نبھا دی محمدؐ سے یاری نصیرؔ کمیں کی بھی قسمت سنواری

تیرا کرم جاری ابھی بھی جبھی بھی
محمدؐ نبیؐ جی محمدؐ نبیؐ جی

..................☆☆☆..................

نعت شریف

سو سلام آپ پر شافعِ مذنبیں سو سلام آپ پر رحمتِ عالمیں
سو سلام آپ پر سیّد المرسلین صلوٰۃُ علیہ محمدؐ امیں

اے سلطانِ بطحا سلامٌ علیک اے محبوبِ مولا سلامٌ علیک
اے درگاہِ احمدؐ سلامٌ علیک حضورِؐ محمدؐ سلامٌ علیک

سو سلام آپ پر خاتم الانبیاء
سو سلام آپ پر شاہِ بلد الامیںؐ
سو سلام آپ پر سید المرسلین صلوٰۃُ علیہ محمدؐ امینؐ

شاہ شمس الضحیٰ ماہ بدر الدجیٰ آقا خیرالوریٰ سیدِ لافتیٰ
شاہِ کونین تو جدِ حسنین تو قابَ قوسین تو مقامِ دنیٰ

حرمِ وحدت سے اٹھی صدا برملا
ہو سلام آپ پر میرے ماہ مبیں
سو سلام آپ پر سید المرسلین صلوٰۃ علیہ محمدؐ امیں

جتنے انساں ہیں دنیا میں اتنے سلام
جتنے حیوان ہیں دنیا میں اتنے سلام
جتنے ذرے ہیں دنیا میں اتنے سلام
جتنے پتے ہیں دنیا میں اتنے سلام

خود خدا بھیجے پیہم سلام آپ پر
قرۃُ العین شاہکارِ دنیا و دیں
سو سلام آپ پر سید المرسلین صلوٰۃٌ علیہ محمدؐ امیں

وہ صدیقؓ فاروقؓ عثمانؓ علیؓ سیدہ فاطمہؓ تیرے دل کی کلی
صدقہ حسنینِ اطہر وہ شیرِ جلی شاہِ غوث الوریٰ خواجہ ہندالولی

ہو قبول عاجزانہ سلامِ نصیؔر
بحضورِ حبیبِؐ خدا اجمعیں
سو سلام آپ پر شافعِ مذنبیں سو سلام آپ پر رحمتِ عالمیں
سو سلام آپ پر سیّد المرسلیں صلوٰۃٌ علیہ محمدؐ امیں

..................☆☆☆..................

نعت شریف

صبا جا کے کہنا نبی الوریٰ سے
وہ شمس الضحیٰ سے وہ بدرالدجیٰ سے

عجز سے ادب سے تواضع سے کہنا
تو آہستہ رُو ہو کے دھیمی ادا سے

کبھی تو نوازو کبھی تو نوازو
میری کٹُیا کو اپنی بانکی ادا سے

ہجر نے میرے سینے کو چیر ڈالا
ہے ہر سانس وابستہ تیری نوا سے

نگاہِ گنہگار قابل نہیں ہے
ہے بندہ نوازی جو دیکھوں نگاہ سے

گناہوں کو دیکھوں کہ رحمت کو دیکھوں
ہیں نظریں ملی جا میری عالی جاہ سے

ہے جبریل بھی جن کا ادنیٰ سا خادم
میرا واسطہ ہے اس عالم پناہ سے

گنہگار کے سر پہ ظلِ محمدؐ
عطا مجھ کو ہے دین و دنیا کے شاہ سے

نصیؔر اب تو کشتی ڈبو کے ہے بیٹھا
اس امید پر ڈوبی تاریں نگاہ سے

نعت شریف

صد شکر کہ نسبت ہوئی مکی مدنی سے
سلطانِ مدینہ شہِ بطحا کے دھنی سے

جا آنکھ لڑی کتنی بڑی جا پہ ہماری
عربی سے قرشی سے گلِ نازک بدنی سے

شق القمری سے ماہِ اُمی لقبی سے
اُس ختمِ رسل سید و سروِ چمنی سے

سبحان الذی اسریٰ میرے محبوب کا درجہ
اور موسیٰ نہیں نکلے ابھی ربِ ارنی سے

کیا شانِ محمد ﷺ ہے خدا سے کوئی پوچھے
یا بلالِ حبشی سے یا اویسِ قرنی سے

صدیقؓ سے پوچھے کوئی فاروقؓ سے پوچھے
حیدرؓ سے کوئی پوچھے کوئی عثمانِؓ غنی سے پوچھے

آہستہ سے صلوٰت علیکَ تو کہے جا
بہتر ہے کہیں تیری یہ شیریں سخنی سے

کہاں ہندی نصیرؔ اور کہاں شانِ محمد ﷺ
بے ادب نہ ہو جانا دریدہ دہنی سے

نعت شریف

حد ہوئی ہے ساری بلندیوں کی معراج کی تو کوئی حد ہی نہیں
ابھی قرب کا سلسلہ جاری ہے اس وصل کی تو کوئی حد ہی نہیں

وہ دنیٰ پر عرشۂ وحدت میں ہر طرف ہے گونج محمدؐ کی
سب نور ہے نورِ ذاتِ خدا کوئی شکل بجز احمدؐ کے نہیں

وہ جو طور پہ شعلے کی شکل میں تھا بشکل محمدؐ جلوہ نما
او ادنیٰ سے آگے جو گزر گیا وہ صَمَد جو نہیں تو عَبَد بھی نہیں

ارے زاہد تیری فراست کے سب عقل کے پھیرے مات ہوئے
یہ بشر خدا سے دنیٰ پہ ملا اس بات کا تو کوئی رد ہی نہیں

جب ابنِ یعقوب کو کہتی رہیں وہ زنانِ مِصر ما ھذا بَشَر
جو نور کے گھر میں گیا ایسے دلبر کی کوئی حد ہی نہیں

اے کاش نصیؔر کو مل جائیں کفِ پائے محمدؐ چومنے کو
میرے جیسے کی یہ معراج رہی میری عزت کی کوئی حد ہی نہیں

..................☆☆☆..................

نعت شریف

با خدا ساقیا نا خدا ساقیا
لا پلا ساقیا جامِ لا ساقیا

آتشِ بے پناہ میرے سینے میں ہو
جینا مرنے میں ہو مرنا جینے میں ہو
مے صراحی میں آبگینے میں ہو
مے کدہ تم میں ہو تم مدینے میں ہو

میری ہستی کو کر دے فنا ساقیا
اب تو چہرے سے پردہ اٹھا ساقیا
لا پلا ساقیا جامِ لا ساقیا

تیری راہوں میں اپنے قدم توڑ دوں
تیرے قدموں میں سر رکھ کے دم توڑ دوں
تجھ کو پا کر میں سارے صنم توڑ دوں
میں طلسماتِ دیر و حرم توڑ دوں

تیرے حسنِ ملیحِ مکمل پہ ہوں

میں فدا ساقیا میں فدا ساقیا
لا پلا ساقیا جامِ لا ساقیا

تجھ پہ قربان دین اور ایمان بھی
تجھ پہ صدقے میرا دل بھی اور جان بھی
روئے انور تیرا مثلِ قرآن بھی
تجھ پہ صلِ علیٰ بھیجے یزدان بھی

مجھ کو ضو میں تو کر دے فنا ساقیا
میری نظروں سے نظریں ملا ساقیا

لا پلا ساقیا جامِ لا ساقیا
تیرے شہپر کے زیرِ تصرف رہوں
تیرے قدموں کے بوسے کا مصرف رہوں
میں نصیرؔ اب بنوں خاکِ کوئے صنم
وردِ اسمِ محمدؐ کا عارف رہوں

ایسا جامِ محبت پلا ساقیا
ہر طرف دیکھوں تیرا لقا ساقیا
لا پلا ساقیا جامِ لا ساقیا

..................☆☆☆..................

تذکرہ خواجۂ خواجگان اعلیٰ حضرت قلندرِ دوراں، شمع عرفان، حضور عالی مرتبت، قطبِ زمان

خواجہ **محمد عبدالعزیز** چاچڑوی رحمۃ اللہ علیہ

مرقع قلندر

تالیف لطیف

غلام نصیر الدین چشتی، نظامی، سیالوی، قلندری

غلام غلامان چاچڑ شریف دربار رحمٰن شریف

نشاط آباد فیصل آباد (پاکستان)

حسبِ ارشاد

حضور کے چشم و چراغ، عالی مقام

صاحبزادہ جناب **ریاض الدین** صاحب چاچڑوی ادام اللہ برکاتہٗ

ملنے کا پتہ:۔ **عزیز پبلشرز** دربار رحمٰن شریف نشاط آباد فیصل آباد

انتساب

''مرقع قلندر'' حضور شیخ الاسلام، منبع فیوض، فخرِ سالکین، قبلۂ عارفین،

حضرت خواجہ **محمد قمرالدین سیالوی** رحمۃ اللہ علیہ

آستانہ عالیہ سیال شریف

کے نامِ نامی سے منسوب کرنے میں از حد فخر وانبساط محسوس کرتا ہوں۔

در اثنائے نماز اے جاں نظر برقامتت دارم
مگر از قامتِ خوبت قبول افتد نمازِ من

غلام نصیرالدین

جہاں تا قیامت بکام تو باد ☆ فلک بامہ و خُر غلامِ تو باد
بکامِ دل و جاں عشاقِ تو ☆ شراب محبت ز جامِ تو باد

حق نصیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شجرہ شریف

شدہ از: حضور خواجۂ خواجگان سلطان العشاق سلطان الکاملین، سراج السالکین، شمع عرفان، قلندرِ دوراں حضور خواجہ محمد غلام نصیر الدین غریب النواز مدّ ظلہ العالیٰ

یا نصیر

کرم کر دے خدایا ذاتِ عالی شان کے صدقے
محمدؐ مصطفٰےؐ کونین کے سلطان کے صدقے

علیؓ شیرِ خدا مشکل کشا کی ذات کی خاطر
حسن بصریؒ شہنشاہِ فقر ذیشان کے صدقے

اور عبدالواحدؒ محبوب احمد مجتبےٰ خاطر
طفیل ابن عیاضؒ عالی قدر سلطان کے صدقے

تجھے ہے واسطہ سلطان ابراہیم بلخیؒ کا
حضورِ محترم خواجہ حذیفہؒ جان کے صدقے

ہبیر البصریؒ جانانِ عالم اولیاء اللہ
وہ شاہ ممشادؒ علو دینوری جانِ جاں کے صدقے

جناب خواجہ بواسحاقؒ شامی پیشوائے ما
حضور ابدالؒ احمد کے کمالِ عرفان کے صدقے

طفیل بو محمدؒ عشقِ احمدؐ کر عطا مجھ کو
جناب حضرت یوسفؒ شہہِ تاباں کے صدقے

غلامی بخش دے مودودؒ چشتی پیر کی مجھ کو
شریف حاجیؒ و ہارونی خواجہ عثمانؒ کے صدقے

دلِ بیتاب نگہہِ پارسا سوزِ نہاں دے دے
معین الدین حسنؒ اجمیر کے سلطان کے صدقے

اور قطب الدین کاکی بختیار عالی قدر خاطر
وہ زہد الانبیاء گنج شکرؒ فیضان کے صدقے

نظام الدینؒ محبوبِ الٰہی کے تصدّق میں
نصیرالدین چراغ دہلویؒ جانان کے صدقے

وسیلہ پیش کرتا ہوں کمال الدین چشتی کا
کرم کر دے سراج الدینؒ کے ایمان کے صدقے

شہہ قطبِ ولایت شاہ علم الحق و دیں تیرا
وہ راجن خواجہ جی محمودؒ حق سبحان کے صدقے

محابے میں جمال الدینؒ جمن کے رحم کر دے تو
کرم کر دے حَسنؒ اور شیخ محمدؐ شان کے صدقے

میں دامن تھامتا ہوں حضرتِ یحییٰؒ مدنی کا
ولی کامل کلیمؒ اللہ ظلِ یزداں کے صدقے

وہ مقبول خدا خواجہ نظام الدینؒ ولی اللہ
وہ فخرالدینؒ فخرِ چشتیا کی آن کے صدقے

خدایا کر دے نورانی مرے قلب سیاہ کو بھی
سخی نورِ محمدؐ فخرِ کل ادیان کے صدقے

خدایا حاضر خدمت ہے مورِ ناتواں احقر
سلیمان تونسۂ اقدسؒ شہہ شاہان کے صدقے

وہ شہبازِ طریقت وہ منور شمسِ نورانی
وہ شمس الدینؒ سیالی نیّر عرفان کے صدقے

مرے سینے میں عشقِ جاوداں کا بحر جاری کر
محمدؐ دین خواجہؒ سیالوی ذیشان کے صدقے

ضیاء الدینؒ ضیاء الحق ضیاءِ ملتِ احمدؐ
جناب حضرتِ ثالثؒ شہِ خوبان کے صدقے

وہ شیخ الدین و الاسلام حضرت خواجہ قمرالدینؒ
شہیدِ عشقِ تونسہ نور شاہ سلیمانؒ کے صدقے

مجھے بدرالدّجےٰؒ کے عشق کی تلچھٹ عطا کر دے
قلندر سیالوی حضرت بدر دیوانؒ کے صدقے

فضل کا بحر جاری کر کمی سب دُور کر میری
محمد خواجہ فضل الدینؒ شہِ ایقان کے صدقے

رہے قائم غلامی میری نَس نَس میں مرے مولا
وہ چاچڑوی نصیرالدینؒ مرے دل جان کے صدقے

مرے سید مرے مرشد مرے ہادی مرے مولا
حضور عبدالعزیزؒ اقدس ظلِ سبحان کے صدقے

خدا آباد رکھے آستانے کو قیامت تک
جناب حضرتِ یعقوبؒ عزیزی جان کے صدقے

میں منگتا ہوں گداگر ہوں درِ رحمٰن خواجہؒ کا
عطا کر بھیک مجھ کو خواجہ جی رحمٰنؒ کے صدقے

تمنا ہے تیرا در ہو نصیرالدین کا ماتھا ہو
نہ ٹوٹے سلسلہ مولا علیؓ کی شان کے صدقے

مٹا دے غیر کی محبت دل سے دنیا سے غنی کر دے
خواجہ جی محمد علی جوہر ظل سبحان کے صدقے

درِ رحمٰن کی خوشبو میں تسلسل سے اضافہ ہو
حضور خواجہ جی محمد ناصر نصیر جانان کے صدقے

میری فریاد کو مولا قبولیت عطا کر دے
تو عالی چشتیوں کے شجرۂ پیرانؒ کے صدقے

لافِ نسب زنسبتِ آدم نمی زنم
نازم بریں شرف کہ غلام محسبتم

پیش گفت

حضُور پُر نور خواجہ محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ قلندرِ عالی مقام کے حالاتِ زندگی اور ملفوضات پرانوار کو حیطۂ تحریر میں لانے کیلئے ناچیز کی ہمت کسی طرح بھی بروئے کار نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ خاکسار جیسا ناقص، کم علم اور ہیچمدان انسان اس گوہر بے بہا اور قلندرِ یکتا کے دُرمعانی کو سمجھنا تو درکنار ایک لڑی میں پرونے کے قابل بھی نہیں جس شیرِ یکتا کو دیکھ کر بڑے بڑے علماء وفضلاء کو اپنے علم کافور ہوتے نظر آتے تھے اور جس کے روئے پرانوار پر تجلیاتِ الٰہی کی تابانیاں بڑے بڑے جلیل القدر لوگوں کو صمٌ بکمٌ کر دیتی تھیں اور جس کی حیاتِ طیّبہ کے متعلق صرف مریدین اور معتقدین ہی نہیں بلکہ وقت کی عالی قدر اور صاحبِ بصیرت ہستیاں بھی رطب اللسان نظر آتی ہیں۔ جس کی شخصیت اپنے وقت کی بے نظیر و بے مثال تو کیا مکمل جلال و جمال کا مرقع نظر آتی ہے اور جس طرف آنکھ اٹھا کر نظرِ کریم ڈال دی آج تک اس سرزمین کے ہر ذرّہ میں صدائے ''ہُو'' جاری وساری ہے۔

سچ ہے دلدار کمنداں والے دا لگ سینے تیر نسنگ جاندا!
ٹٹ جاندے مان حسیناں دے جیہڑے راہ توں سوہنا لنگھ جاندا

یہاں تک ہی محدود نہیں بلکہ کوئی خوش قسمت صاحبِ وقت ایسا ہوگا جس کو اپنے قبلۂ طریقت مرشد کریم کے دِراقدس پر مقامِ محبوبیت کا شرف نصیب ہو مگر میں یہ کہنے کی جسارت کروں گا کہ حضور قلندر کریم وہ ہستی ہیں جن کو اپنے قبلہ وکعبہ خانوادۂ شیخ حضور سیال شریف میں وہ پیار کا مقام حاصل ہے کہ حضور شمس العارفینؒ کی آنکھ کے تارے حضرت صاحبزادہ حافظ محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضُور پُر نور صاحبزادہ خواجہ محمد بدرالدینؒ اس میں پیش پیش نظر آتے ہیں اور خاکسار نے کئی باران حضراتِ عالی مقام کی زبان مبارک سے اس طرح ارشاد فرماتے سنا کہ جیسے کوئی عظیم کاریگر اپنے کسی بے بدل اور بے مثال شاہکار کا ذکر کرتا ہے۔

ایسی عظیم المرتبت ہستی کا ذکر ایک من بندہ ناقص العقل کیلئے مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکنات میں سے تھا اور اس کی تدوین کا خیال کر کے ہی دل وجگر کانپ جاتا تھا کہ حضور کے چشم و چراغ عالی مقام صاحبزادہ ریاض الدین صاحب چاچڑوی کے حکم سے تکمیل پایا۔

غلام نصیر الدین
رحمٰن شریف فیصل آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد:۔

متواتر حمد اور پے در پے شکر خاص اللہ تعالیٰ کی ذات کو جس نے دنیا میں اپنے اولیاء اللہ کو زہد سے معزز و مکرم نے فرمایا تا کہ اس کی آرائش کی طرف متوجہ ہوں اور انہیں برگزیدہ بنایا تا کہ اس کی بارگاہ کے سوا اور کہیں رخ نہ کریں۔

الحمدُ لِلّٰہ منشی الخلقِ من عدم
ثُمَّ الصّلٰوۃ علی المختار فی القدمٖ
مولایَ صلِّ و سلّم دائمً ابداً
علی حبیبك خیر الخلقِ کلھمٖ

نعت:۔

اور بے انتہا درود اور لا انتہا تحیات اس کے نبی اور حبیب محمد الرسول اللہؐ پر جو محبوں کے سردار، مرسلوں کے پیشوا اور خاتم النبیّن ہیں۔ لاکھوں اور کروڑوں دُرود سیّد الانبیاؐ کی ذاتِ بابرکات پر اور انبیا علیہم الصلوٰۃ پر ہوں۔

مَا اَن مَدَ حتَ محمَّداً بِمقَالتی. لکن مدحت مقالتی مُحمَّدٍ

ترجمہ:۔ میں محمدؐ کی تعریف اپنے کلام سے نہیں کرتا بلکہ میرے کلام کی تعریف محمد کی مدح سے ہوجاتی ہے۔

فہم رازش چہ کنم او عربی من عجمی لافِ مہرش چہ زنم اوقرشی من حبشی

ترجمہ:۔ اس کے راز کو میں کیا سمجھوں وہ عربی ہے میں عجمی ہوں۔اس کی محبت کا میں کیا دم بھروں کہ وہ قریشی ہے میں حبشی ہوں

حضور غریب النواز قلندر کریم رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ روحانی تبوسط خواجہ غوث زمان سیال شریف، تونسہ شریف، مہاراں شریف، دہلی شریف، پاکپتن شریف، دہلی شریف اور اجمیر شریف سے بصرہ تک اور پھر سیّدنا حیدر کرار مولا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ تک پہنچتا ہے اس لئے مناسب ہوگا کہ سلسلہ عالیہ چشتیا پر تا حضور قلندر کریم غریب النوازؒ مختصر سا خاکہ اپنی کم مایہ بساط کے مطابق پیش کرنے کے بعد آپ کے ملفوضات کی طرف اپنی کمترین کوشش صرف کروں۔ معلوم رہے کہ

حضور خواجۂ خواجگان مخدومی و آقائی خواجہ محمد فضل الدین مخدومؒ کی بیعت اور خرقۂ خلافت
حضور غوثِ زمان خواجۂ خواجگاں خواجہ محمد شمس الدین رحمۃ اللہ سیال شریف سے
خواجۂ خواجگان غوث زماں خواجہ شمس الدینؒ سیال شریف کی بیعت اور خرقۂ خلافت
حضور غوثِ زماں خواجۂ خواجگان خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسویؒ سے
خواجۂ خواجگان غوثِ زماں خواجہ محمد سلیمان تونسویؒ کی بیعت اور خرقۂ خلافت
حضور غوثِ زماں خواجۂ خواجگاں غریب النواز خواجہ نور محمد مہارویؒ سے
خواجۂ خواجگاں غوثِ زماں غریب النواز خواجہ نور محمد مہارویؒ کی بیعت اور خرقۂ خلافت
حضور غوثِ زماں خواجۂ خواجگاں خواجہ مولانا فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے
خواجۂ خواجگاں غوثِ زماں خواجہ مولانا فخر الدین دہلویؒ کی بیعت اور خرقۂ خلافت

حضورغوثِ زماں خواجۂ خواجگاں حضرت شاہ نظام الدین اورنگ آبادیؒ سے
خواجۂ خواجگاں غوثِ زماں خواجہ نظام الدین اورنگ آبادیؒ کی بیعت اور خرقۂ خلافت
حضورغوثِ زماں خواجۂ خواجگاں حضرت شاہ کلیم اللہ جہاں آبادی رحمۃ اللہ علیہ سے
خواجۂ خواجگاں غوثِ زماں حضرت شاہ کلیم اللہ جہاں آبادیؒ کی بیعت اور خرقۂ خلافت
حضورغوثِ زماں خواجۂ خواجگاں امام الاتقیا خواجہ بو یوسف مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے
خواجۂ خواجگاں غوثِ زماں حضرت خواجہ بو یوسف مدنیؒ بیعت اور خرقۂ خلافت
حضورغوثِ زماں خواجۂ خواجگاں قدوۃ الاولیا خواجہ شمس الدین محمد رحمۃ اللہ علیہ سے
خواجۂ خواجگاں غوثِ زماں حضرت خواجہ شمس الدین محمدؒ کی بیعت اور خرقۂ خلافت
حضورغوثِ زماں خواجۂ خواجگاں خواجہ ابوصالح حسن محمد رحمۃ اللہ علیہ سے
خواجۂ خواجگاں غوثِ زماں حضرت خواجہ ابوصالح حسن محمدؒ کی بیعت اور خرقۂ خلافت
حضورغوثِ زماں خواجۂ خواجگاں قدوۃ الاولیا خواجہ جمال الدین عرف جمنؒ سے
خواجۂ خواجگاں غوثِ زماں حضرت خواجہ جمال الدین عرف جمنؒ کی بیعت اور خرقۂ خلافت
حضورغوثِ زماں خواجۂ خواجگاں خواجہ محمود عرف راجن رحمۃ اللہ علیہ سے
خواجۂ خواجگاں غوثِ زماں حضرت خواجہ محمود عرف راجنؒ کی بیعت اور خرقۂ خلافت
حضورغوثِ زماں خواجۂ خواجگاں خواجہ علم الحق والدین رحمۃ اللہ علیہ سے
خواجۂ خواجگاں غوثِ زماں حضرت خواجہ علم الدین علم الحقؒ کی بیعت اور خرقۂ خلافت
حضورغوثِ زماں خواجۂ خواجگاں سراج السالکین خواجہ سراج الدینؒ سے
اوراسی طرح خواجہ کمال الدینؒ کوخواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے
خواجہ نصیر الدینؒ کوسلطان المشائخ ذری زر بنت اولیا خواجہ نظام الدین اولیا محبوبِ الٰہی سے
اورخواجہ نظام الدین محبوبِ الٰہیؒ کوز ہدالانبیاء حضرت خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکرؒ اجودھنی ثم پاکپتنیؒ سے
اورحضورخواجہ فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کوقطب الاقطاب فخر العاشقین خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ سے
اورحضورخواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کوخواجۂ خواجگاں سلطان الہند غریب النواز خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ سے ملا
اورحضورغریب النوازؒ سے چودہ پشتوں کیساتھ یہ سلسلہ خواجہ عثمان ہارونیؒ ،خواجہ حاجی شریف زندنیؒ ،خواجہ قطب الدین مودود چشتیؒ ،خواجہ ابو محمد چشتیؒ ،خواجہ ابواحمد ابدال چشتیؒ ،خواجہ ابواسحاق شامی چشتیؒ ،خواجہ ممشا دعلوالدینوریؒ ،خواجہ امین الدین ہبیرۃ البصریؒ ،خواجہ سدید الدین حذیفہ مرعشیؒ ،خواجہ ابراہیم ادھم بلخیؒ ،خواجہ فضیل ابن عیاضؒ ،خواجہ عبدالواحد بن زیدؒ ،خواجہ ابومحمد حسن بصریؒ تا امیر المومنین امام الاولیاء حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے۔
قارئین کرام کی معلومات کیلئے یہاں پر مشائخ عظام کی جائے وفات اور تاریخ وفات بھی سپردِ قلم کرتا ہوں۔

(۲۔ب)

اسمائے گرامی	تاریخ وصال	مدفن
سیّد المرسلین خاتم النّبیین احمد مجتبےٰ، محمد مصطفےٰ ﷺ	۱۲؍ربیع الاوّل ۱۱ھ	مدینہ طیّبہ
سیّدنا و مولانا امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالبؑ	۲۱؍رمضان ۴۰ھ	نجف شریف عراق
حضرت خواجہ حسن بصریؒ	۴؍محرم ۱۱۰ھ	بصرہ
حضرت خواجہ عبد الواحد بن زیدؒ	۲۷؍صفر ۱۷۶ھ	بصرہ
حضرت خواجہ جمال الدین فضیل ابن عیاضؒ	۳؍ربیع الاوّل ۱۸۷ھ	مکہ معظّمہ
حضرت سلطان ابراہیم بن ادھم بلخیؒ	یکم شوال ۲۶۲ھ	اقلیم شام
حضرت خواجہ سدید الدین حذیفہ مرعشیؒ	۱۴؍شوال ۲۰۷ھ	بصرہ
حضرت خواجہ ہبیرۃ البصریؒ	۷؍شوال ۲۸۲ھ	بصرہ
حضرت خواجہ ممشاد علوی دینوریؒ	۴؍محرم ۲۹۹ھ	دینور
حضرت خواجہ ابو اسحاق شامیؒ	۱۴؍ربیع الثانی ۳۲۹ھ	ملک شام
حضرت خواجہ ابو احمد چشتیؒ	۳؍جمادی الثانی ۳۵۵ھ	چشت
حضرت خواجہ ابو محمد محترم چشتیؒ	۱۴؍ربیع الاوّل ۴۱۱ھ	چشت
حضرت خواجہ ابو یوسف چشتیؒ	۳؍رجب ۴۵۹ھ	چشت
حضرت خواجہ قطب الدین مودودؒ	یکم رجب ۵۲۷ھ	چشت
حضرت خواجہ حاجی شریف زندنیؒ	۱۰؍رجب ۶۱۲ھ	زندنہ (بخارا)
حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ	۵؍شوال ۶۱۷ھ	مکہ معظّمہ
خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیریؒ	۶؍رجب ۶۳۳ھ	اجمیر شریف
حضرت خواجۂ قطب الدین بختیار کاکی روشیؒ	۱۴؍ربیع الاوّل ۶۳۵ھ	دہلی
حضرت شیخ الشیوخ خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکرؒ	۵؍محرم ۶۶۸ھ	اجودھن (پاکپتن)
حضرت سُلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاءؒ	۱۷؍ربیع الآخر ۷۳۵ھ	دہلی
حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلویؒ	۱۳/۱۷؍رمضان ۷۵۷ھ	دہلی
حضرت خواجہ کمال الدین علامہؒ	۲۷؍شوال ۷۵۷ھ	دہلی
حضرت شیخ سراج الدینؒ	یکم جمادی الاوّل ۷۶۴ھ	پٹن
حضرت خواجہ علم الدینؒ	۲۶؍صفر ۸۰۹ھ	پٹن
حضرت خواجہ شیخ محمود عرف شیخ راجنؒ	۲۲؍صفر ۹۰۰ھ	پٹن
حضرت شیخ جمال الدین عرف شیخ جمنؒ	یوم شہادت ۲۰؍ذوالحجہ یا ۲۹؍ربیع الاوّل	دہلی
حضرت خواجہ حسن محمدؒ	۲۸؍ذیقعدہ ۹۸۲ھ	دہلی

اسمائے گرامی	تاریخ وصال	مدفن
حضرت شیخ محمدؒ	۱۹ربیع الاوّل ۱۰۴۰ھ	دہلی
حضرت خواجہ یحییٰ مدنیؒ	۲۸صفر ۱۱۲۲ھ	مدینہ منورہ
حضرت شیخ کلیم اللہ جہاں آبادیؒ	۲۴ربیع الاوّل ۱۱۴۲ھ	دہلی
حضرت خواجہ نظام الدین اورنگ آبادیؒ	۲۴ذیقعدہ ۱۱۶۲ھ	دہلی
حضرت مولانا فخر الدین دہلویؒ	۷جمادی الثانی ۱۱۹۹ھ	دہلی
حضرت قبلہ عالم خواجہ نور محمد مہارویؒ	۳ذوالحجہ ۱۲۰۵ھ	چشتیاں شریف
حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسویؒ	۷صفر المظفر ۱۲۶۷ھ	تونسہ شریف
حضرت خواجہ محمد شمس الدین سیالویؒ	۲۴صفر المظفر ۱۳۰۰ھ	سیال شریف
حضرت خواجہ محمد دین صاحب سیالویؒ	یکم رجب المرجب ۱۳۲۷ھ	سیال شریف
حضرت خواجہ محمد ضیاء الدین سیالویؒ	۱۲۔۱۳محرم	سیال شریف
حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالویؒ	۱۷رمضان ۱۴۰۱ھ	سیال شریف
حضرت خواجہ مخدومی محمد فضل الدین چاچڑویؒ	۷رجب	چاچڑ شریف
حضرت خواجہ مخدومی محمد نصیر الدین چاچڑویؒ	یکم رجب	چاچڑ شریف
حضرت خواجہ مخدومی قلندر کریم خواجہ محمد عبد العزیزؒ	۷جمادی الثانی ۱۳۵۸ھ	چاچڑ شریف
حضرت خواجہ مخدومی صاحبزادہ محمد ضیاء الدینؒ	۷صفر	چاچڑ شریف
حضرت خواجہ محمد عبد الرحمٰن چشتی نظامی قلندریؒ	۲۵جمادی الثانی ۱۳۹۱ھ	رحمٰن شریف فیصل آباد

اِن شاء اللہ حضُور کے ملفوضات شروع ہونے سے پہلے خواجگان کا مختصر سا تعارف پیش کرنے کی کوشش کروں گا۔ مشائخاں عالی مقام کی امداد سے یہ حقیر انسان اس عظیم کام میں کامیاب ہو۔ آمین۔

سیدنا امیر المؤمنین، شہنشاہِ اقلیم فقر تاجدار ولایت عظمٰی مولائے مشکل کشا سیّدنا علی المرتضٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ

آپ آنحضرتؐ کے چچازاد بھائی، اولیا کے مقتداء اصفیا کے پیشوا تھے۔ سخاوت، عطا، جنگ، جہاد اور فقر کے اوصاف میں حد درجہ ممتاز تھے اسی لیے جناب باری نے آپ کو اسد اللہ الغالب کے لقب سے نوازا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ''میں علم کا شہر ہوں اور علی کرم اللہ اس کا دروازہ ہیں'' آنحضرتؐ کو جو خرقۂ فقر معراج کی رات عطا ہوا۔ وہ حضرت علیؓ کو عنایت کر دیا گیا۔ اس لیے قیامت تک جتنے خرقہ پوش اولیاء ہوں گے وہ سب حضرت علیؓ کی وساطت سے ہوں گے۔

علی شاہ عالم امامٌ کبیرا   کہ بعداز نبیٌ شد بشیراً نذیرا
علی اولیاء را دلیل است برحق   علی انبیاء را ولی النصیرا

آپ کا سنِ رشید جب تریسٹھ سال پر پہنچا تو عبدالرحمٰن ملجم نے نماز ادا کرتے ہوئے زہر آلود خنجر سے وار کر کے زخمی کر دیا۔ تین دن کے بعد بروز جمعۃ المبارک ۲۱ رماہ رمضان المکرّم ۴۰ ھ کو جنت الفردوس کو شرف صدور بخشا۔ اِنا للّٰہِ و انا الیہ راجعون o

شاہِ مرداں شیرِ یزداں قوتِ پروردگار
لافَتٰی الاعلیٰؑ لا سیف الا ذوالفقار

(۲) نائب المرتضٰی حضرت خواجہ ابو محمد حسن بصری رضی اللہ تعالٰی عنہٗ

نبوت کے محبوب، متقیوں کے امام، وقت کے ابدال تمام اولیاؤں کے اتفاق سے صاحبِ صدر خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالٰی نے خرقۂ ارادت حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے پہنا۔ آپ کی والدہ ماجدہ جناب رسول کریم ﷺ کے حرم محترم اُم سلمٰی رضی اللہ تعالٰی عنہا کی غلامہ تھیں۔ وہ کام میں مصروف رہتی تھیں۔ تو جب آپ شیر خواری کے دوران روتے تو مائی صاحبہ دودھ پلا دیتی تھیں۔ اسی شیر اطہر کی برکت ہے کہ زمانے میں نائبِ مرتضٰی اور علیؓ کی ولایت کے امانتدار ہوئے۔ خواجہ حسن بصریؒ خوفِ خُدا سے بہت رویا کرتے تھے۔ حضرت سلطان المشائخؒ فرماتے ہیں کہ جس رات خواجہ حسن بصریؒ فوت ہوئے اس رات آواز آئی۔ (اِنَّ اللّٰہَ اصطفٰے آدَمَ وَ نُوحاً وَّ اٰلَ اِبرَاھِیمَ و اٰلَ الحَسَنَ)

(۳) شیخ الشیوخ قطب العالم خواجہ خواجگان خواجہ عبدالواحد زیدؒ

آپ نے خرقۂ ارادت خواجہ حسن بصریؒ سے پہنا۔ آپ آخری عمر میں فالج میں مبتلا ہو گئے ایک روز نماز کا وقت ہو گیا اور پاس کوئی وضو کرانے والا نہ تھا آپ نے دعا مانگی کہ اے مولا مجھے اتنی صحت دے کہ میں اُٹھ کر وضو کر لوں۔ آپ نے ٹھیک حالت میں وضو کیا جب بستر پر آئے تو پھر اسی طرح بیمار تھے۔

ایک دفعہ آپ کی مجلس میں چند افراد بیٹھے تھے جو آپ کے حلقۂ خاص میں سے تھے۔ ان کو شدید بھوک لگی تھی۔ انہوں نے درخواست کی کہ دعا فرمائیں اللہ تعالٰی حلوہ بھیجے۔ ان کے لگاتار اصرار پر آسمان کی طرف مُنہ کر کے آپ نے دعا مانگی تو آسمان سے سونے کے دینار برسنے لگے۔ آپ نے فرمایا اتنے دینا اٹھا لو جن سے مطلوبہ حلوا آ جائے۔ حلوا لایا گیا مگر آپ نے اس حلوے کو بالکل نہ کھایا۔

(۴) نیّر برج معرفت شہبازِ طریقت واصل باللہ، فنافی الرّسول خواجہ ابوالفضیل ابن عیاضؒ

آپ درگاہِ وصلت کے سلطان، ولائیت کے آسمان، درایت کے سورج، کثیر الفضائل عالمِ استغراق کے غوطہ زن، رقیق القلب تھے۔ آپ نے خرقۂ ارادت خواجہ عبدالواحد زیدؒ سے پہنا۔ آپ کا قول ہے(اِذَا اَحَبَّ اللّٰهُ عَبْدًا اَكْثَرَ غَمُّهُ فَاِذا بَغُضَ عَبْدًا وَسِعَ عَلَيه الدُّنَياهُ)

ترجمہ:۔ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اس کے غم کو بڑھا دیتا ہے اور جب ناراض ہوتا ہے تو اس کی دنیا کو زیادہ کر دیتا ہے۔

آپ ابتداء میں راہزنی کیا کرتے تھے۔ ایک دن ایک قافلہ پر حملہ آور ہوئے تو اس وقت قافلہ میں ایک قاری قرآنِ حکیم پڑھ رہا تھا اور یہ آیت اس کے وردِ زبان تھی جس کا ترجمہ یہ ہے ''آیا ایمان والوں کے لیے وہ وقت نہیں آیا کہ وہ خدا سے ڈریں اور ذکرِ خدا میں مشغول ہوں۔'' آپ پر سنتے ہی رقت طاری ہوگئی اور فرمایا اے پروردگار وہ وقت آ گیا ہے۔ اس پر ہی توبہ کر لی اور قطب ولایت کے مقام پر فائض ہوئے۔

ہارون الرشید کے وزیر فضیل ربیع سے مروی ہے۔ بادشاہ ہارون الرشید آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور نصیحت کے لیے عرض کیا تو خواجہ صاحب نے فرمایا دنیاوی امارت قیامت کے دن سراسر موجبِ ندامت و شرمساری ہوگی۔ مزید نصیحت کے لیے عرض کیا تو فرمایا ''میں ڈرتا ہوں کہ آپ کا یہ خوبصورت چہرہ کہیں دوزخ کی آگ میں نہ جھلس جائے۔ بعدازاں خلیفہ نے پوچھا کہ آپ کے ذمے کسی کا قرض تو نہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں ہے سو اللہ کا اور اس کی ادائیگی میں مشغول ہوں۔ پھر خلیفہ نے ہزار دینار کی تھیلی پیش کی تو آپ نے فرمایا امیر المومنین آپ پر میری نصیحتوں کا خاک بھی اثر نہیں ہوا۔ میں تمہیں مصائب سے چھٹکارا دلا رہا ہوں اور تم مجھے مصیبت میں پھنسانے کی کوشش کر رہے ہو۔

(۵) سُلطان السالکین، شہنشاہِ کاملین حجۃ الواصلین ظلّ اللہ حضرت ابراہیم ادھم قدس سرہٗ

بارگاہِ الٰہی کے مقرب، دنیاوی سلطنت کے تارک، عاقبت کے شہنشاہ، سالکوں کے سلطان، ظلّ اللہ خواجہ ابراہیم ادھم قدس اللہ سرہٗ العزیز نے ارادت کا خرقہ حضرت فضیل ابن عیاضؒ سے پہنا۔ آپ امام ابوحنیفہؒ کے ہمنشیں تھے امام صاحب آپ کو سیدنا ابراہیم کہہ کر پکارتے تھے۔ حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں (مفتاح العلوم ابراہیم ادھم) خواجہ ابراہیمؒ نے کسی آدمی کو جنگل میں اسمِ اعظم سکھایا۔ جس کے پڑھنے کی برکت سے اسے مہتر خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی آپ نے فرمایا کہ میرے بھائی حضرت الیاسؑ نے تجھے اسمِ اعظم سکھایا ہے۔

خواجہ ابراہیم ادھمؒ سے خلیفہ جعفر منصور نے پوچھا کہ آپ کے کام کی کیا کیفیت ہے؟ تو آپ نے فرمایا۔

تَرُفَعُ دِيُنَا نَا بِتَمُذِيقِ دِيُنِنَا   فَلَا دِيُنُنَا بَقِىَ وَلَا مَا نَرُفَع

ترجمہ:۔ آپ دین کو نقصان پہنچا کر ہم نے اپنا دہن بلند کیا   پس ہمارا دین بھی نہ رہا اور جسے ہم نے بلند کیا تھا وہ بھی نہ رہا۔

ایک روز آپ کوہ قبیس پر بیٹھے تھے اور اپنے یاروں کو فرماتے تھے کہ اگر کوئی ولی اللہ پہاڑ کو کہہ دے کہ چل تو وہ بحکمِ خدا چلنے لگتا ہے۔ ابھی یہ الفاظ فرما ہی رہے تھے کہ پہاڑ آگے کو سرکا۔ آپ نے فرمایا تمہیں تو نہیں کہا میں تو اپنے یاروں کو مثال بتا رہا ہوں۔

آپ آخری عمر میں مفقود الخبر ہوگئے۔ چنانچہ کوئی نہیں جانتا کہ آپ کا مزار کہاں ہے بعض بغداد اور بعض شام بتاتے ہیں۔ ایک رات غیب سے یہ آواز گونجی (واضح رہے زمین کی پشت و پناہ آج مرگئی) اور یہ غالباً آپ کی وفات کا وقت تھا۔ اِنا للہ و اِنا الیہ راجعون

(۶) بدرِ متقیاں، امامِ اصفیاء، فخرالاولیا حضرت خواجہ حذیفہ المرعشی رحمۃُ اللہ علیہ

اولیاء کے بادشاہ، فقراء کے امام، زمانے کے شیخ جامِ بے غشی سے سرمست، خواجہ حذیفہ المرعشیؒ نے خرقۂ ارادت حضرت خواجہ ابراہیم ادھمؒ سے پہنا۔ آپ نے اپنی زندگی اپنے شیخ کے ساتھ سفر و حضر میں گزار دی۔ آپ فرماتے تھے کہ اپنے آپ کو بدکاروں اور بے عقلوں سے دور رکھو کیونکہ جب تم ان کا رُخ کرو گے تو وہ یہی خیال کریں گے کہ تم ان کے افعال سے خوش ہو۔

(۷) خواجۂ خواجگان، مقتدائے اُمت حضرت ہبیرۃ البصری رحمۃُ اللہ علیہ

اماموں کے امام، امت کے مقتدا، طریقت کے استاد عارفوں کے تاج حضرت خواجہ ہبیرۃ البصریؒ نے خرقۂ ارادت خواجہ حذیفہ المرعشیؒ سے پہنا۔ اپنے زمانے کے اولیاء اور علماء کے مقتدا تھے۔ آپ کی شان اور پایہ بہت بلند تھا۔

(۸) صاحبِ کشف و کرامات، اصفائے وقت آئمہ الہدیٰ حضرت خواجہ ممشاد علو دینوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے پیدائش سے لے کر وفات تک دن کو کبھی کچھ نہ کھایا رات کو صرف دودھ پیا کرتے تھے۔ مجاہدہ اور مشاہدہ میں آپ کا مقام اور مرتبہ از بس رفیع تھا۔ آپ نے خرقۂ ارادت حضرت خواہ ہبیرۃ البصریؒ سے پہنا۔

(۹) پادشاہِ عالمِ نیاز، دنائے سربستہ راز اولیاؤں کے تاج حضرت خواجہ ابی اسحاق چشتی رحمۃ اللہ علیہ

مشائخ کے بادشاہ، مقتدائے وقت، اصفیاء کے چراغ حضرت خواجہ ابو اسحاق شامیؒ نے خرقۂ ارادت حضرت خواجہ ممشاد علو دینوری رحمۃ اللہ علیہ سے پہنا۔ اہلِ چشت کے تمام مشائخ آپ کے مقتدی ہیں۔ خاندان عالی قدر چشت بہشت کا نام آپ کے جائے مالوف کی وجہ سے مشہور ہوا۔

(۱۰۔۱۱) اسی خاندان میں خواجہ ابو احمد چشتیؒ نے خرقۂ خلافت آپ سے پہنا اور خواجہ محمد چشتی طیب اللہ مرقدہٗ جو طرح طرح کی کرامتوں کی وجہ سے مشہور ہیں نے خرقۂ خلافت جناب خواجہ ابو احمد چشتیؒ سے پہنا۔

(۱۲) خواجۂ خواجگان پیشوائے متقیاں صاحب کرامات عالیہ خواجہ ابو یوسف چشتی رحمۃ اللہ علیہ

علماء کے سردار، اولیا کے تاجدار، صوفیا کے پیشوا خواجہ ابو یوسف چشتی نور اللہ مرقدہٗ نے خرقۂ ارادت خواجہ ابو محمد چشتی قدس سرہٗ سے پہنا۔ شروع شروع میں آپ کو قرآن مجید حفظ نہ تھا۔ اپنے شیخ کریم کی دعا سے خود بخود یاد ہو گیا اور کرامتِ عالی یہ تھی کہ ہر روز پانچ مرتبہ قرآنِ حکیم ختم کرتے۔ ایک دفعہ آپ کہیں جا رہے تھے راستے میں ایک مسجد تعمیر ہو رہی تھی۔ مگر اس کا شہتیر چھوٹا تھا۔ لوگ متفکر تھے کہ کیا

کریں۔ آپ نے دیوار پر چڑھ کر بسم اللہ پڑھ کر شہتیر کو کھینچا تو وہ چھت سے بھی ایک گز زیادہ لمبا ہوگیا۔ اور اب چشت اور ہریو کے درمیان میں ایک قصبہ میں نظر آتا ہے۔

(۱۳) قطب الحق وَالدین، ملک اولیاء سُلطان الاولیاء حضرت خواجہ مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے خرقۂ خلافت حضرت خواجہ ابو یوسف چشتیؒ سے پہنا۔ آپ کامل اکمل مشائخ کبار میں سے ہوئے ہیں اپنے وقت کے تمام شیخ آپ کے زیرِ سایہ تھے۔ بڑے صاحبِ کرامات تھے۔ منقول ہے کہ جب خواجہ مودود چشتیؒ کو خانہ کعبہ کی زیارت کا شوق ہوتا۔ تو فرشتوں کو حکم ہوتا وہ خانہ کعبہ لا کر آپ کے سامنے رکھ دیتے خواجہ صاحب طواف کرتے اور نماز ادا کرتے۔ پھر خانہ کعبہ کو اصلی مقام پر لا کر رکھ دیا جاتا۔

آپ چند روز ہی بیمار رہے اچانک ایک بارعب آدمی آیا اور اس نے ریشم کے کپڑے پر کچھ لکھا ہوا آپ کو دیا۔ آپ نے اسے چوما اور جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی۔ اچانک آپ کی چارپائی آسمان پر اُڑنے لگی اور مخلوقات کے دیکھتے ہوئے ہزاروں آسمانی مخلوق نے آپ کا جنازہ پڑھا۔ پھر چارپائی وہاں پہنچ گئی جہاں آپ کو دفن کرنا تھا۔ یہ دیکھ کر کئی ہزار کافر مسلمان ہو گئے۔

(۱۴) اولیاء اللہ کے پیشوا، پیرانِ کامل کے مقتدیٰ خواجہ حاجی شریف زندنی رحمۃُ اللہ علیہ

آپ نے خرقۂ خلافت خواجہ قطب الملتہ والدین خواجہ مودود چشتی رحمۃُ اللہ علیہ سے پہنا۔ آپ چالیس سال تک گوشہ نشین رہے۔ دنیا کی کسی قسم کی بات آپ کے سامنے کرنا منع تھی۔ آپ کو بہت ملال گزرتا تھا۔ کہتے ہیں سلطان سنجر کو کسی نے خوب میں دیکھا۔ اور حال دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ جب میرے گناہوں کے بدلے میں مجھے سزا سنائی گئی اور فرشتگان مجھے پکڑ کر لے جانے لگے تو حکم ہوا کہ اسے رہا کر دو اس نے ایک نماز حاجی شریف زندنی کی مسجد میں گزاری ہے اور ان کے احترام میں اسے معاف کیا جاتا ہے۔

(۱۵) شہنشاہِ مشاہدات، سلطان طریقت صاحبِ شریعت حضرت قبلہ خواجہ عثمان ہارونی رحمۃُ اللہ علیہ

آپ نے خرقۂ ارادت حضرت خواجہ حاجی شریف زندنیؒ سے پہنا۔ آپ سلطان الہند خواجہ غریب النواز خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃُ اللہ علیہ کے شیخ طریقت ہیں۔ حضور والی ہند فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں آپ کے ساتھ سفر کر رہا تھا۔ جب دجلہ کے کنارے پہنچے تو کشتی موجود نہ تھی آپ نے فرمایا آنکھیں بند کر۔ آنکھیں بن کیں تو ہم دونوں پار تھے۔ آپ نے فرمایا میں نے پانچ دفعہ سورۂ فاتحہ پڑھی تھی اس کی برکت سے ہم پار ہو گئے۔

حضور شیخ الاسلام غریب النوازؒ فرماتے ہیں حضور کا ایک مرید فوت ہوگیا۔ جنازہ پڑھنے کے بعد میں اس کی قبر پر تھوڑی دیر کے لیے بیٹھ گیا۔ عذاب دینے والے فرشتے آئے تو حکم ہوا کہ خبردار اسے عذاب نہ دینا خواجہ عثمان ہارون رحمۃُ اللہ علیہ کا مرید ہے۔ اسی اثناء میں حضور بھی تشریف لے آئے۔ فرشتوں نے کہا جناب یہ تو مُدت سے آپ کی مخالفت کرتا رہا ہے۔ آپ نے فرمایا بے شک یہ میرے خلاف تھا مگر میرا دامن پکڑے ہوئے تھا۔ حکم الٰہی ہوا فرشتو! خواجہ عثمان کے مرید کو چھوڑ دو۔ ہم ان کی برکت سے اسے بخشتے ہیں۔

صاحبِ اسرارِ الٰہی، وارث الانبیاء والمرسلین، ہند میں نائبِ رسول اللہ حضرت خواجہ معین الحق والدین غریب النواز رحمۃ اللہ علیہ

حضُور نے خرقۂ خلافت حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃُ اللہ علیہ سے پہنا۔ آپ کے والد ماجد کا اسمِ گرامی غیاث الدین تھا۔ آپ ۵۳۷ھ میں علاقہ سیتان میں پیدا ہوئے۔ آپ حسینی سید تھے بچپن میں ہی والد ماجد کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔ وراثت میں ایک چھوٹا سا باغ پایا۔ ایک دن ایک مجذوب فقیر بنام ابراہیم قندوزی کا وہاں سے گزر ہوا۔ آپ نے خوشۂ انگور پیش کیا۔ فقیر نے منہ میں چبا کر حضور کو کھانے کے لیے دیا۔ بس اس کا تناول کرنا تھا کہ ذہنی وروحانی کیفیت تبدیل ہوگئی۔ دنیا سے دل اچاٹ ہوگیا۔ ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃُ اللہ علیہ کے دستِ حق پرست پر بیعت کی اور عرصہ بیس سال تک نہایت جانفشانی کے ساتھ اپنے شیخ کی خدمت کرتے رہے۔ شیخ کامل کو بھی آپ سے بے حد محبت تھی۔ مدینۃ العظمیٰ میں حضور کیلئے دعا مانگی تو حضور ﷺ نے فرمان جاری کیا کہ آپ کو معین الدین کا لقب عطا کیا جاتا ہے اور ہندوستان کے کفرستان میں دینِ اسلام کی روشنی پھیلانے پر مامور کیا جاتا ہے۔ پیرطریقت بغداد تک ساتھ آئے اور وہاں سے اپنے اس عظیم المرتبت جگر گوشہ کو ہندوستان کے بتکدہ میں الا اللہ کی آواز برپا کرنے کے لیے روانہ کیا۔

حضُور تن تنہا نہ کوئی واقفیت نہ علاقہ کی زبان سے شناسائی نہ باشندگانِ برصغیر کی عادات واطوار کا مطالعہ نہ کسی خاص مرکزی جگہ کا علم کہ کہاں سے اس عظیم مشن کو جاری کیا جائے۔ یہ اسد اللہ الغالب کا لال اکیلا پورے ہند کو فتح کرنے کے لیے آگے بڑھا۔ برصغیر کی سرزمین کا ذرّہ ذرّہ اہلاً وسہلاً مرحبا سے یوں گونج اٹھا کہ

ع کسی بتکدے میں بیاں کروں تو صنم پکاریں ہری ہری

بتدریج مسافت طے کر کے حضور غریب النوازؒ پنجاب میں بمقام لاہور پہنچے اور حضور داتا گنج بخش رحمۃُ اللہ علیہ کے مزارِ اقدس پر ۴۰ دن چلہ کشی کی۔ چالیسویں دن حضور کی زیارت ہوئی اور فرمایا کہ آپ کو عالی لقب معین الدین سے نوازا جاتا ہے۔ جاؤ کفار کے سینے پر کلمۂ تمجید کی مہریں لگاتے جاؤ۔ آپ بے ساختہ پکار اُٹھے۔

گنج بخشِ فیضِ عالم مظہرِ نورِ خدا ناقصاں را پیرِ کامل کاملاں را راہنما

وہاں سے دہلی اور راجپوتانہ کا ریگستان طے کر کے آپ خوش قسمت نگری اجمیر شریف میں جلوہ فگن ہوئے۔ کیا بھاگ ہیں اس نگری کے جس کو نائب مرتضیٰ معین الدین نے منتخب فرمایا۔ پہلے رائے پتھورا جیسے شقی القلب کافر کی راجدھانی تھی پھر معین الدین جیسے محبوبِ دوجہاں کا دولتکدہ بن گئی۔

آپ کی چشمِ پُراثر نے ہند میں ایک زلزلہ برپا کر دیا۔ جس کی طرف بھی حضور چشم کرم اٹھا کر دیکھتے وہی پکار اُٹھتا محمد الرسول اللہ، پُشتوں کی کفر کی سیاہی پل بھر میں دھو کر رکھ دیتے اور یہ کام اتنی سرعت اور اتنے قلیل عرصے میں سرانجام دیا کہ ساٹھ سال کے عرصہ میں تقریباً ایک کروڑ کافر حلقہ بگوش اسلام کر دیئے۔ یہ مرحلہ کسی عالی قدر مسلمان بادشاہ سے بھی سرانجام نہ ہوسکا بلکہ یہ تسخیری قوت حضور سرورِ کونین فخرِ رسالت ﷺ کے بعد کسی اولیاء اور اصفیاء کو بھی حاصل نہ ہوئی کہ اتنی لاتعداد غیر مذہب مخلوق بغیر تلوار کے اور نہایت بے سروسامانی کے عالم میں ایک تن تنہا بے وطن انسان نے دائرہ اسلام میں شامل کر دی ہو اور صرف یہ ہی نہیں بلکہ سرزمین ہند میں ایک مستقل تبلیغ کی بنیاد رکھ دی اور حضور غریب النوازؒ کے مشن کو آپ کے عالی قدر جانشینان حضور خواجہ خواجگان خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ، زہد الانبیا خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکرؒ اور زری زر بخش خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الٰہیؒ اور سُلطان الاولیا خواجہ شاہ نصیر الدین چراغ دہلویؒ نے عوام سے لے کر خواص تک اور خواص سے لے کر بادشاہانِ وقت تک سب کو عشقِ محمدی کی معرفت کے وہ بھر بھر کر جام پلائے کہ عشقِ الٰہی کی وجدانی کیفیت سے برصغیر کے بت بھی رقص میں آ گئے۔

آپ کا فرمان ہے کہ جس شخص میں یہ تین خصلتیں پائی جاتی ہوں وہ اللہ کا دوست ہوتا ہے۔ ۱۔ دریا کی سی سخاوت ۲۔ آفتاب کی سی

شفقت۳۔ زمین کی سی تواضع ۔آپ کی وفات ۶ /رجب ۶۳۳ھ بمقام اجمیر مقدس ہوئی۔ یہ سلطان شمس الدین التمش کا دور تھا۔ اور اسلام ظاہری باطنی ہر دو طریق سے برصغیر ہند میں پورے جاہ وجلال کے ساتھ جلوہ فگن تھا۔ کہ یہ جگر گوشۂ شمس الضحےٰ غروب ہوا۔ آپ کی پیشانی اقدس پر لکھا دکھائی دیا (حبیبُ اللہ مات فی حُب اللہ) اللہ کا حبیب حبِ الٰہی میں فوت ہوا۔ اکثر بزرگان نے خواب میں دیکھا۔ حضور علیہ السلام بمعہ صحابۂ کرام خواجہ معین الدینؒ کا استقبال فرما رہے ہیں اور فرماتے ہیں۔

خوش آمدید اللہ کے حبیب معین الدین

(۱۷) زبدۃ السالکین، سلطان الکاملین، خواجۂ خواجگان خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ

قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ ۵۸۲ھ میں ایک قصبہ اوش میں پیدا ہوئے۔ بچپن ہی میں والد ماجد کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔ پانچ سال کے تھے کہ والدہ ماجدہ نے تعلیم کے لئے کسی استاد کے پاس بٹھانا چاہا تو راستے میں حضرت خضر علیہ السلام کی زیارت ہوئی اور وہ خود آپ کو ابوحفص اوشی کی خدمت میں تعلیم کیلئے چھوڑ گئے اور تاکید کی کہ خاص توجہ سے تعلیم دیں کیونکہ مستقبل میں اس مایۂ ناز ہستی کو پورے ہندوستان کا بوجھ اپنے کندھوں پر اٹھانا ہے۔

ظاہری علوم کے حصول کے بعد حضور خواجۂ خواجگان خواجہ غریب النواز خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ پرانوار پر بیعت کی۔ حضور غریب النوازؒ کو آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ اس نوخیز بچے کو خرقۂ خلافت عطا کر دو اور ولائیت دہلی کی تبلیغ پر مامور فرما دو۔ سترہ سال کی عمر میں حضُور اپنے شیخ کریم سے خرقۂ خلافت حاصل کرنے کے بعد دہلی میں وارد ہوئے اور ایک نہایت گمنام مسجد میں ڈیرا لگایا۔ مگر

کہیں چھپتا ہے اکبر پھول پتوں میں نہاں ہو کر نگاہیں کاملوں پر پڑ ہی جاتی ہیں زمانے کی

حضور کے ورود نے دہلی میں ایک تہلکہ مچا دیا۔ شمس الدین التمش کا دور تھا۔ بڑے بڑے مشاہیر اسلام اور باعظمت شیخ الاسلام آپ کے سامنے اپنی عظمت بحال نہ رکھ سکے۔ دنیا اپنی تمام عظمتیں اور وجاہتیں لے کر خواجہ قطب الدین بختیارؒ کے قدموں پر جھکی جا رہی تھی۔

اسی دوران حضور غریب النوازؒ اجمیر شریف سے دہلی آتے تو آپ کے دوست شیخ نجم الدین صغرا شیخ الاسلام دہلی نے آپ سے عرض کیا کہ آپ کے بیٹے نے تو سب چراغ ماند کر دیئے ہیں۔ اس پر حضور نے فرمایا میں قطب الدین کو ساتھ اجمیر لے جاتا ہوں۔ لہٰذا حضور کو شیخ کا حکم ہوا کہ آپ دہلی چھوڑ کر اجمیر میرے ساتھ چلیں۔ جب آپ شہر دہلی سے باہر نکلے تو شہر دہلی کا ہر انسان بمعہ بادشاہ وقت شہر سے باہر نکل آئے اور آپ کے قدموں پر گر کر آہ وزاری کرتے تھے۔ حضور غریب النوازؒ نے فرمایا قطب الدین میں اتنی مخلوقِ خدا کا دل نہیں دکھانا چاہتا اور شہر دہلی تمہاری پناہ میں دیتا ہوں۔

آپ کی معاشی گزران ابتدائی ایام میں نہایت نازک رہی اور کئی کئی دن کے فاقے آجاتے تھے۔ آپ کا ہمسایہ شرف الدین نامی تھا اس کی بیوی آپ کے حرم مبارک کے پاس آتی تھی اور کبھی اس سے اناج اُدھار لے لیتے تھے۔ ایک دن اس عورت نے طعنہ مارا کہ اگر ہم اناج نہ دیں تو آپ بھوکوں مر جائیں۔ اس کے بعد آپ نے اُدھار لینے سے بھی انکار کیا۔ خدا کے حکم سے ایک طاق میں سے جتنے کاک آپ کو مطلوب ہوتے مل جاتے۔ جس سے مہمانوں اور حاجت مندوں کی ضرورت بھی پوری ہو جاتی۔ اسی لیے آپ کو کاکی کا لقب ملا۔

شیخ علی سکتریؒ کی خانقاہ میں سماع ہو رہا تھا۔ قوال نے یہ شعر پڑھا۔

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را ہر زماں از غیب جانے دیگر است

آپ پر مدہوشی کی حالت طاری ہوئی۔ پانچ دن اسی حالت میں رہنے کے بعد بوقتِ شب ملکِ بقا کو شرفِ کمال بخشا۔ اِنا للہ واِنا الیہ راجعون۔

چشتیا خاندان کے شمس عالم تاب، زہد الانبیا خواجہ فریدالدین مسعود گنج شکرؒ حضور کے ہی مریدانِ باصفا میں سے ہیں۔

(۱۸) سلطان العارفین، برہان العاشقین، قطب الاقطاب، زہدالانبیا خواجہ فریدالدین مسعود بن سُلیمان رحمۃُ اللہ علیہ

اصحابِ دین کے پیشوا، اقلیم اعظم کے سردار، اربابِ یقین کے راہبر، عشق و محبت میں اپنے زمانے کے بے نظیر اپنے عہد کے لاثانی، میدانِ کرامت کے سردار خواجہ فریدالدین مسعود گنج شکرؒ نے خرقۂ خلافت شیخ قطب الدین بختیار اوشی کاکیؒ سے حاصل کیا۔ آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی شیخ جمال الدین سلیمانؒ تھا ۵۸۴ھ میں بمقام کھیت وال نواحِ ملتان میں پیدا ہوئے۔ آپ کابل کے بادشاہ فرخ شاہ کی اولاد میں سے ہیں۔ زمانے کے حالات تبدیل ہونے کے ساتھ آپ کے جدِ بزرگوار قاضی شعیب بمعہ اہل وعیال قصور تشریف لائے۔ یہاں کے علماء نے ہر چند عزت وتکریم کی۔ بادشاہ نے بہت بڑا عہدہ دینے کی پیشکش کی لیکن آپ نے انکار کر دیا اور فرمایا جو کچھ ہم سے جا چکا ہے ہم اس کا پیچھا نہیں کرنا چاہتے۔ بالآخر آپ کو ملتان کے پاس موضع کھت وال کا عہدہ قضا دیا گیا۔ حق تعالےٰ نے اسی خاندان سے دین ودنیا کے بادشاہ سلطان فریدالدین مسعود گنج شکرؒ کو پیدا فرمایا۔

آپ ابتدائی تعلیم ملتان میں حاصل کر رہے تھے کہ قسمت کا ستارا جاگا اور شیخ الاسلام قطب الدین اوشیؒ کا اس طرف گزر ہوا آپ نے ایسی نظرِ کرم ڈالی کہ شیخ فریدؒ آپ کے ساتھ ہو لئے اور دہلی آکر شرفِ بیعت سے مشرف ہوئے۔ آپ ہر وقت اپنے شیخ کی خدمت میں لگے رہتے تھے۔ دنیا و ما فیہا کے کسی معاملہ کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھتے تھے حتیٰ کہ لباس اور خوراک تک کی احتیاط نہ رہی۔ خیالِ شیخ میں اس حد تک گم ہوئے کہ شیخ کے دربار میں ہی آپ کی شہرت ہونے لگی۔ آپ کے چہرے پر اس حد تک جلالِ الٰہی نمایاں تھا کہ بڑے بڑے جلیل القدر لوگ آپ کے سامنے بات تک نہ کر سکتے تھے۔ آپ مجاہدے میں اپنی مثال آپ تھے۔ آپ نے اس حد تک مجاہدہ کیا کہ صوفیا نے آپ کو زہدالانبیاء کا لقب دیا۔ آپ نے ایک بار تین دن کا روزہ رکھا۔ اس کے بعد ایک آدمی کھانا لایا افطار کرتے ہی قے ہوگئی اور وہ سب کھانا معدہ سے نکل گیا۔ حضور نے شیخ کریم سے عرض کی تو آپ نے فرمایا وہ ایک شرابی کے گھر کا کھانا تھا اچھا ہوا پیٹ میں نہیں ٹھہرا۔ آپ بدستور روزے سے رہیں۔ غیب سے نعمت عطا ہوگی۔ لگا تار چھ دن گزر گئے کوئی چیز نہ آئی۔ غشی کی حالت طاری ہونے لگی تو آپ نے بیقراری سے زمین پر ہاتھ مارا۔ کچھ کنکریاں ہاتھ لگیں وہ مُنہ میں ڈالیں تو شکر ہوگئیں آپ نے تھوک دیا کہ کہیں شیطانی وسوسہ نہ ہو۔ نصف شب گئے پھر اسی طرح واقعہ پیش آیا پھر آپ نے تھوک دیا۔ سحری کے وقت پھر اسی صورت بے قراری میں کنکریاں مُنہ میں ڈالیں اور وہ شکر ہوگئیں۔

آپ نے ہانسی کے قریب اُچہ کے مقام پر ایک مسجد میں جسے حاج کہتے تھے اکیالیس دن کنوئیں میں درخت کے ساتھ الٹا لٹک کر چلہ معکوس کاٹا۔ اس مسجد میں خواجہ رشیدالدین مینائی مؤذن تھا۔ اس کو آپ نے اعتماد میں لیا اور اس سے کہا کہ یہ راز کسی سے بیان نہ کرنا۔ رسی کا ایک سرا پاؤں میں باندھا اور دوسرا درخت کی ٹہنی سے بعد ازاں سرنگوں اس کنوئیں میں لٹک گئے اور یادِ الٰہی میں مشغول ہو گئے اور اس مؤذن کو حکم دیا کہ سورج نکلنے سے پہلے مجھے نکال لینا۔ اسی طرح چالیس راتیں بسر کیں۔ سُلطان المشائخ فرماتے ہیں حضور شیخ سعیدؒ فرمایا کرتے تھے کہ جو کچھ مجھے آنحضرت ﷺ سے پہنچا میں نے سب کیا۔ یہاں تک کہ جب مجھے ایک دفعہ معلوم ہوا کہ حضرت نے معکوس نماز ادا کی ہے تو میں نے بھی پاؤں میں رسی باندھ الٹے لٹک کر نماز ادا کی۔

کرامات:۔ حضور شیخ شیوخ العالم کی ہزار ہا کرامات ہیں۔ بلکہ آپ کی ساری زندگی کرامات اور رحمتِ الٰہی کا منبع رہی اور پردہ فرمانے کے بعد تا روزِ حشر آپ کی کرامات جاری وساری رہیں گی۔ منقول ہے کہ غلامانِ طریقت ایک جنگلی درخت جسے وَن کہتے ہیں اس کے نیچے بیٹھے تھے کہ انہوں نے مولی کی خواہش کی۔ حضور کے کرم سے وہ وَن ہی مولی بن گئے اور آج بھی ان درختوں کے پتے تازہ مولی کی خاصیت مکمل رکھتے ہیں۔ کمزور عقیدہ لوگ جا کر ملاحظہ کر لیں۔

ع صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کے لیے

بہشتی دروازہ جسے حضور فخرِ کائنات ﷺ نے فرمایا کہ مَنْ دَخَلَ ھٰذَا الْبَابَ فَقَدْ اٰمِنَ ہ آج بھی اس بات کی گواہی دے رہا ہے کہ اس محبوبِ دوجہاں کا عالی مقام نہ زبان سے بیان کیا جاسکتا ہے نہ قلم تحریر کرسکتی ہے۔ اس طرح کی مسلسل کرامات حضور کے کرم سے عقیدتمندان کے لیے مشعل راہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔

منقول ہے کہ سلطان المشائخ ؒ کی مجلس میں کسی یار نے کہا کہ بہاؤالدین خالدؒ کہتے تھے کہ میں اجودھن میں شیخ ؒ شیوخ العالم کی خدمت میں گیا اور جامع مسجد میں محراب کے آگے بیٹھ گیا۔ لیکن لوگوں نے مجھے خواجہ صاحب کی خدمت میں نہ جانے دیا۔ محراب میں شگاف تھا وہاں ایک کاغذ کا ٹکڑا دیکھا جس پر لکھا تھا کہ خالد کو فرید کا سلام پہنچے۔ حیران ہوگیا پھر خواجہ صاحب کی خدمت میں گیا اور یہ ماجرا بیان کیا آپ نے فرمایا ملہم ایک فرشتہ ہے وہ آواز بھی دیتا ہے۔ تحریریں بھی لکھ کر بھیجتا ہے اور دل میں خیال بھی پیدا کرتا ہے اولیاء صرف یہ نقش ہی دیکھ سکتے ہیں مگر انبیاء نقاش کو بھی دیکھتے ہیں جس وقت نقش ظاہر ہو دل میں تاریکی پیدا ہو تو شیطانی ہے اگر دل میں نور پیدا ہو تو رحمانی ہے۔

واضح رہے کہ حضرت شیخ شیوخ العالم فریدالحق والدین مسعود گنج شکرؒ ۵۶۹ھ میں پیدا ہوئے اور ۵ محرم ۶۶۴ھ بوقت سحری آپ کا وصال ہوا۔ آپ کی عمر پچانوے سال تھی۔ واللہ اعلم۔ آپ ۵۸۴ء میں خواجہ قطب الدین قدس سرہٗ کے مرید ہوئے۔ مرید ہونے کے بعد اسی سال زندہ رہے۔ سلطان المشائخ سے پوچھا گیا شیخ کبیر کی عمر کتنی تھی تو فرمایا پچانوے سال۔ یاحیّی یاقیوم۔

(۱۹) سلطان المشائخ، وارثِ انبیاء والمرسلین، سید سلطان اولیاء نظام الدین زری زر بخش محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ

علوم ربانی کے عالم، اسرار رحمانی کے کاشف، کرامت کی کان، لطافت کی صورت گریہ محبت میں اولیاء میں مشہور، اصفیا میں موصوف سید سلطان الاولیاء نظام الحق والحقیقۃ والشرع والدین نے خرقۂ خلافت حضور زبدالانبیاء شیخ شیوخ العالم خواجہ فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ سے پہنا۔ آپ ۶۳۶ھ میں بدایوں میں پیدا ہوئے آپ کے والد ماجد کا نام خواجہ احمد بن علی تھا۔ آپ کے آباؤاجداد بخارا سے ہندوستان آئے اور بدایون میں مقیم ہوئے۔ آپ سادات حسینی سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ صرف پانچ سال کے تھے کہ آپ کے والد ماجد کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔ والدہ ماجدہ نے بڑی محبت اور احتیاط سے پرورش کی اور قرآنِ کریم حفظ کرنے کے بعد آپ کو اسلامی تعلیم حاصل کرائی۔ ابتدائی تعلیم حاصل کرلینے کے بعد دہلی بھیج دیا گیا تاکہ تعلیم کی تکمیل کرسکیں۔ آپ نہایت ذہین اور لائق طالب علم تھے آپ نے جلد از جلد اپنی تمام تعلیم مکمل کرلی اور اپنے ساتھیوں سے سبقت لے گئے۔ آپ دقیق مسائل کو نہایت فصاحت سے بیان فرماتے۔ علمِ مناظرہ میں آپ کو کمال حاصل تھا۔ لہٰذا آپ کو نظام الدین بحاث کے نام سے پکارا جانے لگا۔

آپ فرماتے ہیں کہ میری عمر بارہ سال تھی کہ ایک شخص ابوبکر قوال آیا اور اس نے حضرت شیخ بہاؤالدین ذکریاؒ کے ذوق وشوق اور روحانی کمالات ومجاہدات بیان کرنے شروع کردیئے۔ بعدازاں اس نے حضور شیخ شیوخ العالم فریدالدین قدس سرہٗ کا اسمِ گرامی لیا اور انکے کمالات عالی درجات بیان کرنے شروع کئے۔ ابھی حضور کا اسمِ گرامی اس نے لیا ہی تھا کہ مجھے ایسا معلوم ہوا کہ یہ نام میرے سینے سے آر پار گزر گیا ہے اور جلی حروف میں دل پر نقش ہوگیا ہے۔ عرصہ پانچ سال تک مسلسل بدونِ ملاقات میں ہر رات دس بار شیخ فرید اور دس بار مولانا فرید پڑھ کر سوتا تھا۔ اس کے بعد دہلی میں آنا ہوا۔ فرماتے ہیں دہلی میں تین، چار سال گزرے تھے یعنی میرا کے قریب تھا کہ میں اجودھن میں بروز بدھ حاضر ہوا شیخ شیوخ العالم فریدالدین نوراللہ مرقدہٗ کی قدم بوسی کا شرف نصیب ہوا۔ آپ اس یہ شعر پڑھ رہے تھے۔

اے آتشِ فراقت دولہا کباب کردہ سیلاب اشتیاقت جانہا خراب کردہ

فرماتے ہیں۔ میرے اوپر ایک دہشت سی طاری ہوگئی۔ تھوڑی دیر کے بعد بیعت سے مشرف ہوا۔ سر منڈانے کی سنت ادا کی۔ میں

نے مزید تعلیم کے لیے عرض کیا تو فرمانے لگے۔ میں منع نہیں کرتا۔ پھر جو بھی حالت غالب آ جائے اس پر عمل پیرا ہو جانا۔

حضور سلطان المشائخ ؒ نے ساری زندگی اپنا مکان نہیں بنایا۔ ابتداء میں آپ دہلی کے کبھی کسی کونے میں کبھی کسی کونے میں مقیم ہو جاتے۔ آپ جہاں بھی ٹھہرتے وہاں ہی مخلوقات کا انبوہ کثیر ہو جاتا۔ پھر آپ وہاں سے دوسری جگہ چلے جاتے۔ حتیٰ کہ ایک دن آپ کو غیاث پور جانے کیلئے بشارت ہوئی۔ وہاں تشریف لے گئے بالکل غیر آباد جگہ تھی مگر وہاں بھی لوگوں کی بھیڑ لگ گئی۔ آپ نے وہاں سے بھی جانے کا ارادہ کیا تو ایک دبلا پتلا نوجوان غیب سے نمودار ہوا اور کہنے لگا۔

آں روز کہ مہ شدی نمی دانستی کانگشت نمائے عالمے خواہی شد

بعد ازاں کہنے لگا کہ پہلے تو مشہور نہیں ہونا چاہیے اور جب مشہور ہو جائے تو ایسا مشہور ہو کہ قیامت کے دن آنحضرت ﷺ سے شرمندہ نہ ہو۔ کہا قوت اور حوصلہ اس کا نام ہے کہ باوجود خلقت کی بھیڑ بھاڑ کے یادِ الٰہی میں مشغول ہو۔

آپ فرماتے ہیں ۱۳ رمضان المبارک ۶۶۹ھ کو حضور شیخ شیوخ العالم ؒ نے بلا کر پاس بٹھا لیا اور فرمایا کاغذ لاؤ۔ آپ نے خلافت نامہ لکھا اور فرمایا کہ یہ مولانا جمال الدین کو ہانسی میں اور قاضی منتخب کو دہلی میں دکھاؤ اور دعا فرمائی۔ اَسۡعَدَکَ اللّٰہُ فِی الدَّارَیۡنِ وَ رَزَقَکَ عِلۡمًا نَافِعًا و عَمَلاً مَقۡبُوۡلاً ۝

فرمایا محبوب تو ایک پرسکوں درخت ہوگا۔ جس کے سائے تلے خلقت آرام کرے گی نیز فرمایا مجاہدہ کرنا چاہیے تا کہ استعداد ہو جائے۔

آپ کا روضہ مبارک سلطان تغلق نے بنوایا تھا یہ نورِ معرفت کا نیّر اعظم ۱۸ ربیع الثانی بمطابق ۷۲۵ھ بروزِ چہار شنبہ خدائے ذوالجلال کے نور سے واصل باللہ ہوا اور اس جہان فانی سے کوچ فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

(۲۰) نصیر الملت والدین خواجہ خواجگان سلطان کاملین خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی رحمۃُ اللہ علیہ

آپ ۶۷۵ھ بمقام اودھ پیدا ہوئے آپ نسبی لحاظ سے سیّدنا فاروق اعظم ؓ کی اولاد تھے۔ آپ کے والد ماجد شیخ یحیٰ آپ کو نو برس کے سن میں چھوڑ کر وفات پا گئے۔ مولانا عبدالکریم شیروانی سے ابتدائی کتابیں پڑھنے کے بعد مولانا افتخار الدین گیلانی سے تکمیل علم کی۔

آپ کا سن رشید چالیس سال کا تھا۔ حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ اقدس پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔ آپ کو آپ کے شیخ کے حضور سے چراغ دہلی کا لقب عطا ہوا۔ اور حقیقتاً آپ چراغ دہلی تو کیا پورے خاندانِ چشتیہ کے چراغ ثابت ہوئے۔ ایک دن ایک آدمی کیلوکھری کے تالاب پر نہا رہا تھا۔ اس کے کپڑے چور لے گئے۔ آپ نے ازراہِ کرم اپنا لباس اس کو عطا کر دیا۔ حضورِ شیخ میں یہ بات پہنچی تو آپ نے اِس پر خوش ہو کر خلعت، خرقہ اور کلاہِ چشتیہ عنایت فرما کر صاحب فیوض و برکات بنا دیا۔

سلطان فیروز شاہ کے عہد میں بروز جمعۃ المبارک ۱۸ رمضان المبارک ۷۵۷ ہجری کو یہ چراغِ چشتیہ چراغ فردوس بریں بن گیا اور اس دار فانی سے رحلت فرمائی۔

نمیرد آنکہ زندہ شد بنام عشق ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

(۲۱) سراج الکاملین حضرت خواجہ کمال الدین رحمۃُ اللہ علیہ

حضور خواجہ نصیر الدین محمود رحمۃ اللہ علیہ کے بھانجے تھے اور حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی ؒ کے دستِ پُر انوار پر بیعت ہوئے۔ آپ علم فقہ، تفسیر حدیث کے عالم تھے اور آپ نے علم کے فیض کے دریا بہا دیئے اور ہزاروں شاگرد آپ سے فیض یاب ہوئے۔ جو کہ آگے

چل کرا کنافِ عالم میں بے مثال ہوئے۔ آپ کو خرقہ خلافت حضور خواجہ نصیرالدین چراغ دہلویؒ سے نصیب ہوا اور احمد آباد گجرات میں جا کر سلسلۂ تبلیغ سے جہاں عالم کو روشن فرمایا۔ آپ کا وصال ۲۷؍ذیقعد ۷۶۲ھ ہجری کو ہوا۔ آپ کا مزار مبارک خواجہ نصیرالدین کے پاس ہے۔

(۲۲) سراجِ دنیا و دیں، غوثِ زماں حضرت خواجہ سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ

آپ خواجۂ خواجگان حضرت شاہ نصیرالدین چراغ دہلویؒ کے مرید تھے اور حضور خواجہ کمال الدینؒ کے چھوٹے صاحبزادے آپ کو خرقہ خلافت آپ کے شیخ پاک حضور خواجہ نصرالدین چراغؒ سے ملا۔ آپ اپنے والد گرامی کے خلیفہ اعظم بھی تھے۔ آپ ظاہری و باطنی علوم کے عالم اور صاحبِ دیوان شاعر تھے۔ آپ کا وصال ۲۱؍جمادی الاوّل ۸۱۷ھ ہجری بوقت عشاء ہوا۔

(۲۳) خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ علم الحق و علم الدین رحمۃ اللہ علیہ

آپ کو خرقہ خلافت اپنے والد گرامی حضرت خواجہ سراج الدینؒ سے عطا ہوا۔ آپ سماع کے دلدادہ اور زبان سیف رکھتے تھے۔ آپ کو حضرت خواجہ سیّد محمد گیسو دراز بندہ نوازؒ سے بھی خرقہ خلافت عطا ہوا۔ آپ نے ۶؍صفر ۹۰۱ھ ہجری کو خلدِ بریں کوچ کیا۔

(۲۴) محمودِ اولیاء حضرت خواجہ محمود راجن رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت خواجہ علم الحق و علم الدینؒ کے مرید اور صاحبزادے تھے۔ آپ کو خرقہ بیعت اپنے والد گرامی سے عطا ہوا۔ سلسلہ سہروردیہ کا خرقہ شیخ قادنؒ سے پہنا۔ آپ صاحبِ دسترس اور صاحبِ کرامت بزرگ ہوئے ہیں۔ حضرت خواجہ سید محمد گیسو دراز بندہ نوازؒ کے خلیفہ شیخ ابوالفتحؒ سے بھی خرقہ خلافت عطا ہوا۔

(۲۵) جمال الابرار حضرت خواجہ جمال الدین جمن رحمۃ اللہ علیہ

آپ اپنے والد گرامی حضور خواجہ محمود راجنؒ کے دستِ پرانوار پر بیعت ہوئے اور انہی سے خرقۂ خلافت عطا ہوا۔ آپ کو خاندانِ مغربیہ کے شیخ حضرت احمد کھٹور سے بھی خلافت عطا ہوئی۔ آپ کی شہادت جانپانیر میں کفار کے ہاتھوں ہوئی۔ آپ کا مزار مبارک اسی جگہ مرقعِ انوار ہے۔

(۲۶) خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ ابو صالح حسن محمد رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت خواجہ جمال الدین جمنؒ کے بھتیجے تھے اور ۱۲ سال کی عمر میں انہی کے دستِ پُرانوار پر بیعت ہوئے۔ حضرت خواجہ جمال الدین جمن نے خرقۂ خلافت عطا کیا۔ آپ کو اپنے والد گرامی حضرت خواجہ شیخ احمدؒ سے بھی خلافت حاصل تھی جن کا سلسلۂ نسب چار پُشتوں

سے خواجۂ خواجگان شیخ کمال الدینؒ سے جاملتا ہے۔آپ کو سلسلۂ قادریہ کے ایک بزرگ حضرت شیخ محمد غیاث نوربخشؒ سے بھی خرقہ خلافت عطا ہوا۔آپ ولی کامل ہوگزرے ہیں۔آپ نے ۲۸؍ذیقعد ۹۸۲ھ ہجری کو وصال فرمایا آپ کی بے شمار تصانیف تصوف کا قیمتی سرمایہ ہیں۔

(۲۷) شمس ولایت حضرت خواجہ شمس الدین محمد رحمۃ اللہ علیہ

آپ اپنے والد گرامی حضرت خواجہ حسن محمدؒ کے دستِ پرانوار پر بیعت ہوئے ان سے خرقہ خلافت عطا ہوا۔آپ علوم ظاہری و باطنی سے فیض یاب تھے۔منقول ہے کہ ایک بار آپ دہلی میں خواجہ خواجگان حضرت خواجہ شاہ نصیرالدینؒ کے مزارِ پُر انوار پر زیارت کیلئے گئے۔ قبر مبارک درمیان سے شق ہوگئی۔حضرت خواجہ حسن محمدؒ اندر تشریف لے گئے۔کافی دیر کے بعد جب قبر مبارک سے باہر تشریف لائے تو وہ تمام تبرکات آپ کے پاس تھے جو حضرت خواجہ شاہ نصیر دہلویؒ اپنے ساتھ لے گئے تھے وہ تمام تبرکات آپ کو حضرت خواجہ شاہ نصیرالدینؒ نے عنایت فرمائے اور فرمایا تو قطب ہے۔اس دن کے بعد آپ شیخ محمد قطبؒ کے نام سے مشہور ہوگئے۔آپ سماع کے دلدادہ اور صاحب وجد ولی تھے۔آپ ۲۹؍ ربیع الاوّل ۱۰۴۰ھ ہجری کو بسوئے خلد بریں روانہ ہوگئے۔

(۲۸) خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ یوسف محیی الدین یحییٰ مدنی رحمۃ اللہ علیہ

آپ شیخ محمودؒ کے بیٹے اور حضرت خواجہ شمس الدین محمد حامدؒ کے پوتے تھے۔خرقۂ خلافت اپنے دادا حضرت شمس الدین محمد حامدؒ سے پہنا۔ آپ سماع کے بہت شوقین تھے۔آپ آخری عمر میں حضور آقائے دوعالمؐ کے اشارہ پر مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور ۱۴ سال بعد مدینہ طیبہ میں ہی وصال فرمایا۔اس لیے آپ کو مدنی کہا جاتا ہے۔ آپ کی قبر مبارک جنت البقیع میں حضرت عثمان غنیؓ کی قبر مقدس کے قریب ہے۔

(۲۹) خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ کلیم اللہ جہاں آبادی رحمۃ اللہ علیہ

آپ ایک مجذوب کے اشارہ پر غوثِ زماں حضرت خواجہ یحییٰ مدنیؒ کے پاس مدینہ منورہ میں حاضر خدمت ہوئے اور آپ دستِ پُرانوار پر بیعت حاصل کی۔آپ نے ظاہری و باطنی دولت سے مالا مال فرمایا،خرقہ خلافت عطا کیا اور دہلی میں رشد و ہدایت کا کام سرانجام دینے پر مامور فرمایا۔آپ دہلی میں آکر جلوہ افروز ہوئے سماع کا بہت شوق تھا۔کسی غیر سلسلہ شخص کو مجلس سماع میں بیٹھنے کی اجازت نہ تھی۔
آپ نے ایک تفسیر ''القرآن'' نام سے لکھی جو حنفی مسلک کے مطابق ہے۔اس کے علاوہ آپ کی بہت سی تصانیف ہیں۔چند ایک کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔
مرقع کلیمی،قرآن القرآن،سوأالسبیل،عشرۂ کاملہ،تسنیم،کشکول،شرح القانون،رقعات کلیمی،الہامات کلیمی۔آپ ۲۴؍ربیع الاوّل بسوئے خلد روانہ ہوئے۔

(۳۰) خواجۂ خواجگان مقبول الٰہی حضرت خواجہ نظام دین اورنگ زیب رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت خواجہ کلیم اللہؒ کے دستِ حق پرست پر بیعت ہوئے۔حضور نے خرقۂ خلافت سے نوازا اور ملکِ دکن کی ولایت پر مامور

فرمایا۔ آپ صاحبِ وجد و سماع بزرگ ہوگزرے ہیں۔ آپ کی ایک تصانیف رسالہ نظام القلوب بہت مشہور ہے۔اس میں ذکر واذکار پر خاص روشنی ڈالی گئی ہے۔ آپ نے ۱۲/ذیقعد ۱۱۴۲ھ کو جام ابدیت نوش فرمایا۔

(۳۱) حضور فخرِ جہاں خواجہ خواجگان مولانا فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت خواجہ نظام الدین اورنگ آبادیؒ کے صاحبزادے مرید وخلیفہ ہیں۔ آپ کی ولادتِ باسعادت پر حضرت خواجہ کلیم اللہؒ نے آپ کے لیے اپنا لباس بھیجا اور لکھا یہ میرا بیٹا ہے اس کا نام فخر الدین رکھا جائے۔ آپ کو حضرت خواجۂ خواجگان غریب النواز خواجہ معین الدین چشتیؒ اور حضرت خواجہ شاہ نصیر الدین چراغؒ سے محبّ النبی کا لقب عطا ہوا تھا۔ ۱۶ سال کی عمر میں آپ کے والد گرامی حضرت خواجہ نظام الدینؒ عالم بقا کو کوچ کر گئے اور تمام نعمت ہائے باطنی آپ کو منتقل کر گئے۔ آپ مادر زاد ولی تھے۔ اخفائے حال سے گھبرائے ہوئے ملازمت بھی اختیار کی۔ مگر آہستہ آہستہ آپ کے کمالات ظاہر ہونے لگے اور آپ نے ملازمت چھوڑ کر سادگی اختیار کر لی آپ نے غیب سے اشارہ پا کر دہلی کا رُخ کیا۔ آپ بہت عالی مرتبت اور کامل واکمل ولی ہوگزرے ہیں۔ حضور قبلۂ عالم خواجہ نور محمد مہارویؒ جیسی عالی قدر ہستی آپ ہی کے نظر کرم کا شاہکار ہے۔ آپ ۲۸/جمادی الثانی ۱۱۹۹ھ عالم بقا کی طرف کوچ کر گئے۔ (اِنَّ لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن)

(۳۲) خواجہ خواجگان قبلہ عالم نور کون ومکاں حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ

حضور نے خرقۂ خلافت حضرت خواجہ فخر جہاں محبّ النبیؒ سے پہنا آپ ۱۴/ رمضان المبارک ۱۱۴۲ھ کو مہار شریف کے قریب موضع چوٹالہ میں پیدا ہوئے آپ کا اسم پاک بہبل تھا جسے حضور خواجہ فخر جہاںؒ نے بدل کر نور محمد کر دیا تھا۔ آپ کے والد گرامی کا اسم مبارک ہندال اور والدہ ماجدہ کا عاقل بی بی تھا۔ آپ کی والدہ ماجدہ کو آپ کی پیدائس سے قبل ہی خواب میں بشارت ہوگئی تھی کہ تمہارے گھر میں ایسا چراغ روشن ہوگا جس کے نور سے تمام عالم منور ہوگا اور جس کے فیض سے تمام جہاں سیراب ہوگا۔ منقول ہے کہ آپ کے گاؤں میں سلسلۂ قادریہ کے ایک بزرگ آیا کرتے تھے۔ جب قبلۂ عالم کی والدہ ماجدہ آپ کی زیارت کیلئے تشریف لے جاتیں تو آپ تعظیماً کھڑے ہو جاتے ایک بار فرمانے لگے میں اس غوثِ زماں کی تعظیم کرتا ہوں جس کا نور تمہاری پیشانی میں چمکتا ہے۔ آپ حصول علم کرتے کرتے حضور خواجہ فخرِ جہاںؒ سے دہلی میں ملے اور تین ماہ بعد بیعت سے سرفراز ہوئے۔ حضور خواجہ فخرِ جہاںؒ نے آپ کو حضرت خواجہ قطب الاقطاب قطب الدین بختیار کاکیؒ کے مزارِ اقدس پر لے جا کر بیعت کیا اور پھر آپ خواجہ فخر الدینؒ کی نگاہِ خاص کا مرکز بن گئے۔

حضور قبلۂ عالمؒ کی پیدائش رمضان المبارک کے مہینہ میں ہوئی آپ نے پیدائش سے لے کر اختتام رمضان المبارک تک صبح کے وقت دودھ نہیں پیا۔ احترام رمضان المبارک کی خاطر آپ دودھ نہ پیتے تھے۔ روزہ رکھتے تھے۔ یہ بات حضور قبلہ کے مادر زاد ولی ہونے کی واضح دلیل ہے۔

حضور خواجہ قبلۂ عالمؒ نے اپنے شیخ کریم خواجہ فخر جہاںؒ کے ساتھ خواجگانِ چشت کے مزاراتِ عالیہ پر پاکپتن شریف، دہلی شریف اور اجمیر شریف میں حاضری دی۔ حضرت سلطان الاولیاء خواجہ گنج شکرؒ سے آپ کو بے پناہ محبت تھی۔ خواجہ صاحب باطنی علوم کی تکمیل کر چکے تو خواجہ فخر جہاںؒ نے فرمایا ''اے نور محمد خلق را با تو کار خواہد بود'' یعنی مخلوق کو آپ سے کام پڑے گا۔ آپ نے عرض کیا میں ایک کمترین پنجابی ہوں کس طرح اِس اعلیٰ درجہ کے لائق سمجھا گیا ہوں۔ اس سے چند روز بعد حضور خواجہ فخرِ جہاںؒ نے خلافت سے نوازا اور مہار شریف قیام کا حکم فرمایا اور یہ نصیحتیں فرمائیں۔

میری وفات کی خبر تمہیں پہنچے تو واپس دہلی نہ آنا۔ اس مُلک میں ہندوستانی لباس نہ پہننا کوئی شخص تمہیں تکلیف پہنچائے تو درگزر کرنا۔ علماء سادات اور باواصاحب کی اولاد کی تعظیم وتکریم کرنا۔ ایک امیر تمہارے دامنِ لطف سے وابستہ ہوگا اس کی نگہداشت کرنا۔

حضور قبلۂ عالمؒ مہار شریف میں جلوہ افروز ہوئے اور پنجاب بھر میں فیضان کے دریا بہادیئے آپ کے دستِ حق پرست پر جو بیعت ہوتا اس کی دنیا ہی بدل جاتی فکر ونظر میں انقلاب آجاتا۔ اس کا دل عشقِ مصطفیٰ سے سرشار اور ذکر خدا میں مصروف ہوجاتا۔ تونسہ شریف، سیال شریف، چاچڑ شریف، جلال پور شریف، گولڑہ شریف، کوٹ مٹھن شریف، ملتان شریف اور احمد پور شریف کے چراغ آپ ہی کی نظر کرم کے شاہکار ہیں۔

حضور خواجہ فخر جہاںؒ کے عالم بقا کو سدھارنے کے بعد آپ پر بے حد اثر ہوا۔ یہ زخم ہرا تھا کہ آپ کے عزیز مرید وخلیفہ حضرت نور محمد نارووالہؒ نے وصال فرمایا اس صدمہ سے آپ سنبھل نہ سکے حالت نازک ہوگئی اور ۶۳ برس کی عمر میں ۳ ر ذوالحج ۱۲۰۵ھ کو وصال فرمایا۔ اِنَّـا لِلّٰـهِ وَاِنَّـا اِلَیْهِ رَاجِعُوْن ۔نواب غازی الدین نے تاریخ وفات کی حیف داویلا جہاں بے نور گشت ۱۲۰۵ھ۔ آپ کا مزارِ مقدس چشتیاں شریف میں منبعِ فیوض وبرکات بنا ہوا ہے۔

(۳۳) حبیب السبحان، سلیمان دوراں، غوث زماں، شہباز طریقت حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ سلیمانؒ کی ولادت باسعادت ۱۱۸۴ھ ہجری میں بمقام گڑگوجی ہوئی آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی زکریا بن عبدالوہاب بن عمر خان بن خان محمد تھا اور آپ کی والدہ محترمہ کا نام زلیخا تھا۔ آپ کے والد گرامی آپ کی ولادت کے کچھ ہی عرصہ بعد وفات پاگئے اور آپ یتیم ہوگئے۔ آپ کی والدہ نے آپ کی تعلیم وتربیت کا اہتمام کیا۔ آپ مادرزاد ولی تھے اور آپ کی والدہ ماجدہ کو آپ کی اقبال مندی کا یقین تھا آپ نے خواب میں دیکھا تھا کہ آفتاب آسمان سے اتر کران کی گود میں آ گیا ہے اور تمام گھر منور ہوگیا ہے اور سینکڑوں لوگ مبارک باد دے رہے ہیں۔ منقول ہے کہ آپ کی والدہ ماجدہ ایک چشمہ سے مشکیزہ میں پانی بھر کر اپنے گھر کی طرف آرہی تھیں کہ ایک درویش جس کا لباس ہندوستانی تھا اور زبان بھی ہندوستانی تھی ایک عجیب عالم میں راستہ میں کھڑا تھا۔ جونہی اس درویش کی نظر آپ کی والدہ محترمہ پر پڑی کہنے لگا سبحان اللہ اس شکم میں بادشاہِ دوجہاں ہے جو اپنے دور کا سلیمان بنے گا۔ ہزارہا مخلوق کو فیض پہنچائے گا اور تمام جن و انس اِسے سجدہ کریں گے۔ یہ کہنے کے بعد وہ درویش لوگوں کی نظروں سے غائب ہوگیا پھر اسے کسی نے نہیں دیکھا۔

جب آپ کی عمر چار سال کی ہوئی تو آپ کی والدہ نے مُلا یوسف جعفرؒ کے پاس قرآن پاک پڑھنے کے لیے بھیجا۔ ان سے پندرہ سیپارے پڑھنے کے بعد آپ نے ایک ولی کامل اور صاحب نسبت بزرگ حاجی صاحبؒ سے پڑھنا شروع کیا آپ نے جب وہاں قرآن پاک ختم کرلیا اور ایک دو فارسی کی کتابیں بھی پڑھ لیں تو استاد گرامی نے آپ کو رخصت کی اجازت دے دی۔ حاجی صاحبؒ کے ارشاد کے مطابق آپ تونسہ شریف آ گئے اور میاں حسن علی صاحبؒ کے مدرسہ میں ان سے پڑھنا شروع کردیا۔ میاں حسن علی صاحبؒ جو حضرت نارووالہؒ کے مرید تھے آپ پر بہت شفقت فرماتے تھے اور بہت محبت کرتے تھے اسی جگہ آپ نے فارسی کی چند ایک کتابیں بھی پڑھیں۔

میاں حسن علی صاحبؒ کے پاس کچھ عرصہ تعلیم حاصل کرنے کے بعد مزید تعلیم کے لیے آپ موضع لانگھ میں میاں ولی محمد صاحبؒ باغبان کے پاس چلے گئے۔ میاں ولی محمد صاحبؒ سے آپ نے فارسی درسیات کی تکمیل کی۔ کچھ عرصہ بعد آپ کوٹ مٹھن شریف تشریف لے گئے۔ یہاں پہنچ کر آپ نے حضرت قاضی عاقل محمد صاحبؒ کے صاحبزادے قاضی علی احمد صاحبؒ سے ان کے مدرسہ میں عربی علوم کی تعلیم حاصل کی۔ منطق کی مشہور کتاب قطبی پڑھی اور فقہ میں مکمل عبور حاصل کیا۔ آپ کو پتہ چلا کہ حضور خواجہ نور محمد قبلہ عالمؒ سماع بہت سنتے ہیں۔ آپ حضورِ خواجہ قبلہ عالمؒ سے سماع پر بحث کرنے کے لیے روانہ ہوئے لیکن ان کی خدمتِ عالیہ میں پہنچ کر حالت ہی بدل گئی اور بجائے اس کے کہ حضور سلیمان تونسویؒ ان پر کوئی وار کرتے وہ خود حضور قبلۂ عالم خواجہ نور محمدؒ کی نگاہ کا شکار ہوگئے۔ قدموں میں گر پڑے فوراً

ان کے دست حق پرست پر بیعت کر لی۔حضور قبلۂ عالمؒ نے آپ کو بیعت کرنے کے بعد شاہ فخر جہانؒ کی خدمتِ بابرکت میں حاضری کا حکم دیا۔آپ نے تعمیلِ حکم میں دہلی کا ارادہ کیا۔اس وقت اپ کی عمر مبارک پندرہ برس تھی۔آپ سفر کی مشکلات ذوق وشوق سے طے کرتے ہوئے دہلی پہنچے تو معلوم ہوا کہ حضور خواجہ فخر جہاںؒ وصال فرما چکے ہیں۔ ع

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

آپ حضور فخر جہاںؒ کے مزارِ اقدس پر جو حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کی خانقاہ میں مسجد کے قریب ہے۔چہلم تک معتکف رہے۔یہاں خاص عنایت الٰہی سے آپ کو حضرت خواجہ فخرِ جہاںؒ کی ظاہری زیارت بھی نصیب ہوئی۔حضرت خواجہ فخرِ جہاںؒ کے چہلم سے فارغ ہو کر حضور شاہ سلیمانؒ واپس مہار شریف حضور خواجہ قبلۂ عالم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔آپ نے شیخ محترم کی صحبت کا فیض چھ سال تک اٹھایا۔۲۱،۲۲ سال کی عمر میں آپ کو خلافت عطا ہوئی۔حضرت قبلۂ عالمؒ کے حکم پر آپ اپنی والدہ سے ملاقات کیلئے کوہ درگ میں اپنے وطن آئے۔اس کے بعد بحکم حضرت خواجہ قبلۂ عالمؒ آپ کا یہ معمول ہو گیا تھا کہ ایک مہینہ مہار شریف قیام کرتے تھے پھر کچھ دنوں کے لیے گھر آ جاتے تھے۔حضور قبلۂ عالمؒ کے وصال کے بعد اپ چند ماہ ان کے مزار پر معتکف رہے پھر واپس تونسہ مقدسہ تشریف لے آئے اور وہاں مشتمل اقامت اختیار کی۔سنتِ نبویؐ کے مطابق خان جعفر کی دختر نیک اختر سے نکاح کیا۔پھر وہاں مکانات،سرائے،مسجد درویشوں کے لیے رہائش گاہیں تعمیر کیں۔لنگر جاری فرمایا۔لوگ چاروں طرف سے جوق در جوق وہاں آ کر رشد و ہدایت حاصل کرنے لگے وہیں آپ اپنے پیرانِ عظام کے عروس بھی کرواتے اور وہیں سے ہر سال حضور قبلۂ عالم خواجہ نور محمدؒ کے عرس مبارک میں شرکت کے لیے تشریف لے جاتے۔

حق تعالیٰ نے حضرت غوثِ زماں خواجہ سلیمانؒ کو اس قدر وسیع ظرف عطا فرمایا تھا کہ معرفت کے دریا کے دریا نوش کر لیے مگر اسرار میں سے ذرہ بھر بھی فاش نہ کیا۔چونسٹھ برس تک مسندِ سجادگی پر جلوہ افروز رہے۔آپ نے کبھی بھی اپنی کرامت کا اظہار نہ فرمایا۔اگر کبھی بے اختیار کوئی بات ظاہر ہو گئی تو افسوس فرمایا کہ مجھ سے یہ کام کیوں ہوا۔جب بھی کبھی اپنی کرامت ظاہر کی تو کسی دوسرے کے نام سے ظاہر کی۔آپ مقامات قطبی سے آگے گزر کر مقامات محبوبی پر سرفراز ہو چکے تھے مگر پھر بھی آخر دم تک مجاہدہ و ریاضت کو ترک نہ کیا۔پنجاب میں چشتیہ نظامیہ سلسلہ کی تکمیل آپ کے ذریعے ہوئی۔آپ کے ارشاد و تلقین سے پنجاب اور افغانستان کے ہزاروں گم کردہ راہ نے ہدایت پائی۔

حق تعالیٰ نے آپ کو غوث الثقلین کا رتبہ عطا کیا تھا۔آپ کا تصرف تمام جن وانس پر تھا۔ہر ملک سے ہر طرح کے جن وانس آ کر حلقۂ غلامی میں شامل ہوئے۔حضرت غوثِ زماں چاروں سلسلوں میں مخلوق کو بیعت کرتے تھے اور اپنے خلفاء کو چاروں سلاسل کی اجازت فرماتے تھے۔مولوی شرف الدینؒ نے جو حضور خواجہ سلیمانِ دوراںؒ کے خلفاء میں سے تھے۔ایک دن عرض کیا کہ حضرت محبوبِ سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے فرمایا کہ ''واعلامی علی اس الجبال''یعنی میرا جھنڈا پہاڑوں کی چوٹیوں پر ہے تو حضور شاہ سلیمانؒ نے فرمایا ہاں حق تعالیٰ نے مجھے بھی یہ رتبہ عطا فرمایا ہے۔میں بھی کہتا ہوں ''اعلامی علی راس الجبال۔''

ماہِ صفر ۱۲۶۷ھ کا چاند دیکھ کر خواجہ شاہ سلیمان تونسوی کریمؒ نے فرمایا۔''ہمارے سفر کا مہینہ ہے خدا خیر کرے'' کچھ دن بعد زکام کی شکایت ہوئی اور ۷ رصفر کو عالم بقا کو روانہ ہو گئے۔

آپ کی نماز جنازہ پر اس قدر مخلوق تھی کہ شمار میں نہیں آ سکتی تھی۔مولوی دیدار بخشؒ پاکپتنی کا بیان ہے کہ جب حضرت غوثِ زماں سلیمان دوراںؒ کا جنازہ اٹھا کر صحرا کی طرف لے جا رہے تھے تو انبیاء کرام،صحابہ کرام اور مشائخ کی ارواح کو میں نے دیکھا کہ جنازہ کے ہمراہ تھیں۔ان میں حضرت محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اور حضرت محبوب الٰہی ذری زربفت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ دونوں نے ایک دوسرے کے ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اور جنازہ کے ساتھ بصد ارمان جا رہے تھے۔حضرت محبوب الٰہی کریمؒ فرما رہے تھے آج ہمارے خاندانِ چشتیہ کی رونق چلی گئی۔حضرت محبوب سبحانیؒ فرما رہے تھے کہ اِن کے جانے سے خاندانِ قادریہ کی رونق چلی گئی۔آپ کو جمعہ کی شب ۸ رصفر کی رات آپ کی عبادت گاہ میں دفن کر دیا گیا۔آپ نے کم وبیش ۷۰ بزرگوں کو خرقہ خلافت عطا فرمایا تھا۔ان خلفاء میں مولانا

شمس الدین سیالویؒ، حاجی نجم الدین صاحبؒ اور حافظ محمد علی خیر آبادیؒ نے سلسلہ کی ترویج و تبلیغ میں نمایاں حصہ لیا۔ ان کی خانقاہیں آج تک عقیدت وارادت کا مرکز ہیں۔

(۳۴) شانِ ولایت حضرت صاحبزادہ گُل محمد رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت غوثِ زماں خواجہ شاہ سلیمانؒ کے بڑے فرزند تھے اور آپ کے مرید و خلیفہ تھے۔ شب و روز ذکر و اشغال اور یادِ خدا میں مشغول رہتے تھے۔ آپ نہایت منکسر المزاج تھے۔ اپنی صاحبزادگی یا بزرگی کا قطعاً احساس نہ تھا۔ حضور شاہ سلیمان کے درویشوں کی خود خدمت کیا کرتے تھے۔ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میں بھی حضرت کے فقیروں میں سے ہوں آپ کو سماع سے بڑی رغبت تھی اور آپ کو حال و وجد بھی حضرت غوثِ زماں کی طرح ہوتا تھا۔ پچاس برس کی عمر میں ۱۱ر رمضان المبارک ۱۲۶۰ھ (۲۴ ستمبر ۱۸۴۴ء) کو آپ نے وصال فرمایا۔ وفات کے وقت شجرہ شریف آپ کے سینے پر تھا اور زبان پر کلمہ طیبہ کا ذکر جاری تھا۔ آپ کا مزار مبارک قبرستان میں حضرت خواجہ درویش محمد برادر خوردؒ کے مزار کے برابر ہے جو آپ سے پہلے فوت ہو چکے تھے۔

(۳۵) حضرت صاحبزادہ درویش محمد رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضور شاہ سلیمان تونسوی کریمؒ کے چھوٹے بیٹے اور مادرزاد ولی تھے۔ آپ کے رتبۂ ولایت کی گواہی پیدائش سے قبل ہی دے دی گئی تھی۔ آپ ۱۴ برس کی عمر میں بمطابق ۱۲۳۰ھ (ستمبر ۱۸۱۵ء) اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے تھے۔

(۳۶) حضور غوثِ زماں، قطب الاقطاب، نورِ ہدایت، جانشینِ سلیمان دوراں، خواجہ اللہ بخش تونسوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت خواجہ گل محمدؒ کے بڑے بیٹے تھے آپ کی ولادت ۱۲۴۱ھ بمطابق ۱۸۲۵ء کو ہوئی۔ آپ علوم ظاہری و باطنی کے عالم تھے اور اپنے دادا جان حضور غوثِ زماں شاہ سلیمان کریمؒ کے وارثِ نعمت اور صاحبِ سجادہ تھے۔ آپ ایک دفعہ بچپن میں اتنے شدید بیمار ہوئے کہ زندگی کی کوئی امید نہ رہی۔ آپ کے والد گرامی نے حضور شاہ سلیمان کریمؒ کے خادم خاص سید جمال شاہ سے کہا کہ استخارہ کریں۔ سیّد صاحب مذکور نے خواب میں دیکھا۔ حضور غریب النواز والیٔ ہند خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ، قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، زبدالانبیاء حضور خواجہ فریدالدین مسعود گنج شکرؒ، زری زربفت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہیؒ، حضور خواجہ فخر جہاں دہلویؒ اور خواجہ نور محمد مہاروی قبلۂ عالمؒ موجود ہیں اور صاحبزادہ اللہ بخش تونسویؒ کا ہاتھ پکڑ کر حضور شاہ سلیمان کریمؒ کے مصلے پر بٹھا رہے ہیں۔ جب صبح ہوئی تو سیّد صاحب نے خواجہ گل محمدؒ کو خواب سنایا۔ آپ خوش ہوئے کہ میرے بیٹے کو مرض سے شفا مل گئی مگر ساتھ ہی حیران بھی ہوئے کہ میری زندگی میں مصلے پر کیسے بیٹھ سکتا ہے۔ آخر وہی ہوا۔ خواجہ گل محمدؒ حضور شاہ سلیمان کریمؒ کی زندگی میں ہی پردہ فرما گئے اور حضرت غوثِ زماں شاہ اللہ بخش تونسویؒ اپنے دادا محترم کی مسندِ سجادگی پر رونق افروز ہوئے۔ آپ تمام عمر اپنے دادا کی طرح روحانی اصلاح و تربیت کے کام میں سرگرم رہے۔ انیسویں صدی میں چشتیہ سلسلہ کی رونق آپ ہی کے دم سے تھی۔

آپ علم و عمل، لطف و کرم، زاہد و اتقا کا مجسمہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دل و دماغ کی عظیم خوبیوں سے نوازا تھا اور آپ نے یہ صلاحیتیں دم واپسیں تک سلسلہ کی ترقی و ترویج اور نشر و اشاعت میں استعمال کیں۔ کسی نے آپ کے متعلق سچ کہا ہے۔

روشن از مہر جمالش برج دیں آفتاب آسمان فخر زمین

آپ ۲۹ جمادی الاوّل ۱۳۱۹ھ بمطابق ۱۳ ستمبر ۱۹۰۱ء بروز ہفتہ عالم بقا کو کوچ کر گئے کسی نے آپ کی تاریخ وفات کہی ہے۔
''چراغ جہاں بجھ گیا ہے۔'' ۱۳۱۹ھ

(۳۷) حضرت صاحبزادہ خیر محمد رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت خواجہ گُل محمدؒ کے چھوٹے بیٹے تھے اوصافِ حمیدہ کے مالک تھے آپ کا جود وسخا بے شمار تھا۔

(۳۸) شہنشاہِ ولائت، فخر ولایت حضرت خواجہ حافظ محمد موسیٰ تونسوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت خواجہ اللہ بخش تونسویؒ کے بڑے صاحبزادے تھے اور آپ کے خلفائے عظام میں سے تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۹ ربیع الاوّل ۱۲۶۹ھ (یکم جنوری ۱۸۵۳ء) کو ہوئی۔ آپ علوم باطنی کی خاطر ۴۰ سال تک اپنے والدومرشد کی خدمت میں ہمہ تن مشغول رہے اور روحانیت کے بلند ترین مقامات پر جلوہ افروز ہوئے۔ آپ نہایت کم گو اور شیریں زبان تھے۔ شریعت کی پابندی سختی سے کرتے تھے۔ اپنے آپ کو ہمیشہ عباداتِ الٰہی اور خدمت خلق میں مصروف رکھتے۔ ہر نماز کیلئے تازہ غسل فرماتے تھے اور ماہِ رمضان المبارک میں خود قرآن پاک سناتے۔ ہر رات ایک قرآن پاک ختم کرتے۔ آپ کے پاس علماء ودرویش اور امراؤ مساکین سب حاضر ہوتے اور اپنے اپنے ظرف کے مطابق فیض یاب ہوتے۔ ۱۵ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ (۱۰ فروری ۱۹۰۶ء) کو ہفتہ کی رات آپ نے وصال فرمایا۔ آپ کو روضۂ مبارک کے اندر جنوب مغربی کونہ میں خواجہ خیر محمدؒ کے پہلو میں دفن کر دیا گیا۔

(۳۹) حضرت صاحبزادہ حافظ احمد رحمۃ اللہ علیہ

آپ بھی حضرت خواجہ اللہ بخش تونسویؒ کے فرزند تھے۔ حافظ قرآن اور بہت سخی تھے۔ شکل وصورت میں یوسف ثانی تھے۔ عین شباب میں وصال فرما گئے۔ حضور خواجہ اللہ بخشؒ پر اس قدر صدمہ ہوا کہ اکثر فرمایا کرتے ''احمد نے مجھے جینے کا نہیں چھوڑا۔''

(۴۰) حضرت صاحبزادہ حافظ محمود رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضور خواجہ اللہ بخش تونسویؒ کے تیسرے فرزند تھے اور ان کے خلفائے عظام میں سے تھے۔ آپ حافظِ قرآن اور عالم فاضل بزرگ تھے۔ عربی، فارسی، اردو، پشتو، بلوچی وغیرہ زبانوں پر مہارت رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ حج کے موقع پر عربی میں گفتگو فرمائی کہ سننے والے حیران رہ گئے۔ مثنوی شریف کا درس اس انداز سے دیتے تھے کہ حاضرین مسحور ہو جاتے تھے۔ آپ نے ۱۳ ربیع الثانی ۱۳۴۸ھ (۱۸ ستمبر ۱۹۳۹ء) کو جانِ جاں آفرین کے سپرد کر دی۔

(۴۱) شمعِ ولایت، نورِ طریقت حضرت خواجہ محمد حامد تونسوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت خواجہ حافظ محمد موسیٰ تونسویؒ کے بڑے صاحبزادے تھے۔ آپ کی ولادتِ باسعادت ۲۵ ذیقعد ۱۲۹۲ھ کو ہوئی۔ حضرت ثانی حضور شاہ اللہ بخشؒ نے آپ کا نام محمد حامد رکھا۔

آپ اپنے دادا حضور اللہ بخش تونسویؒ کے محبوب اور اپنے والد کے خواجہ حافظ محمد موسیٰؒ کے مطلوب تھے۔ ذی قعد ۱۳۲۳ھ (دسمبر ۱۹۰۵ء) کو آپ کے والد محترم نے آپ کو خلافت واجازت عطا فرمائی۔ آپ تقریباً ۲۷ برس تختِ سلیمانی پر جلوہ افروز رہے اور ایک عالم کو فیض یاب فرماتے رہے۔ ہزاروں افراد کو سلسلہ عالیہ چشتیہ میں داخل فرما کر تقویٰ اور پرہیزگاری کی راہ پر گامزن کیا۔ آپ نے اپنے آباؤ اجداد کی طرح رشد و ہدایت کا فریضہ بخوبی سرانجام دیا۔ ۲۳ ذوالحجہ ۱۳۵۰ھ بمطابق ۳۰ اپریل ۱۹۳۲ء کو آپ عالمِ بقا کو کوچ کر گئے۔ آپ کو روضۂ مبارک میں حضرت خواجہ حافظ محمد موسیٰؒ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

(۴۲) حضرت خواجہ حافظ سدید الدّین تونسوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی ولادت باسعادت ۸ رمضان المبارک ۱۳۲۷ھ بمطابق ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء کو ہوئی۔ اپنے والد بزرگوار حضرت خواجہ محمد حامد تونسویؒ کے زیرِ سایہ تربیت پائی اور خلافت حاصل کی۔ اپنے والد محترم کے وصال کے تیسرے دن حسبِ دستورِ خاندان آپ سجادہ سلیمانی پر رونق افروز ہوئے۔ آپ نے تقریباً تیس برس مسندِ سجادگی کو رونق بخشی اور اپنے آباؤ اجداد کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے ایک عالم کو فیض پہنچایا ۱۳ شوال ۱۳۷۹ھ بمطابق ۱۱/اپریل ۱۹۶۰ء آپ کا وصال ہوا روضہ مبارک کے اندر حضرت شاہ اللہ بخش تونسویؒ کے پہلو میں مدفون ہوئے۔

(۴۳) نورِ معرفت، فخرِ طریقت حضرت خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت خواجہ سدید الدین تونسویؒ کے حقیقی برادر خورد تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت ۲۱/ربیع الثانی ۱۳۳۴ھ (۲۶ فروری ۱۹۱۶ء) کو ہوئی۔ آپ نے اپنے والد بزرگوار قطبِ زماں خواجہ محمد حامد تونسویؒ سے علوم ظاہری و باطنی کی تکمیل کے بعد شرف خلافت حاصل کیا۔ ۱۵/شوال ۱۳۷۹ھ کو آپ مسند سلیمانی پر جلوہ افروز ہوئے آپ کی شکل وصورت عادات واطوار اور سیرت وکردار میں اعلیٰ حضرت حضور شاہ سلیمان کریمؒ کا مکمل نمونہ تھے۔ اپنے جدِ امجد کی طرح آپ کا فیضان عام جاری تھا۔ آپ سے لاکھوں افراد نے سلسلہ چشتیہ بہشتیہ میں شامل ہو کر رشد وہدایت حاصل کی۔

(۴۴) شمس العارفین، غوثِ زماں، خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ

اقلیمِ معرفت کے تاجدار، میدانِ جود وعطا کے شہسوار کاروانِ عشق ومستی کے قافلہ سالار، تاج الاولیاء فخر الاتقیا خواجۂ خواجگان حضور

خواجہ شمس الدین سیالویؒ کی ولادت باسعادت ۱۲۱۴ھ (۱۷۹۹ء) کو سیال شریف میں ہوئی۔ حضور کے والد ماجد کا اسم گرامی میاں محمد یارؒ ہے۔ حضور کے آباؤ اجداد پُشت ہاپُشت سے دنیاوی وجاہت اور علم دونوں میں بڑے ممتاز تھے۔ آپ کا سلسلۂ نسب پچاس واسطوں سے حضرت عباسؓ شہیدِ کربلا سے جاملتا ہے۔ حضور خواجہ شمس العارفین جمال ظاہری میں بھی بے مثال تھے۔ دل کو دیکھے بغیر قرار نہ تھا اور آنکھ کو تابِ دید نہ تھی۔ آپ کے والد ماجد نے آپ کی تعلیم وتربیت پر خاص توجہ دی۔ ساڑھے چار سال کی عمر میں تعلیم قرآنِ کے لئے مکتب میں بٹھائے گئے۔ سات سال کی عمر میں قرآنِ حکیم حفظ کرلیا۔ کچھ عرصہ بعد مزید علم کے حصول کیلئے دور دراز کا سفر اختیار کیا۔ حصول علم کی تڑپ آپ کو تونسہ شریف میں شہباز طریقت حضور شاہ سلیمان تونسوی کریمؒ کے دِراقدس پر لے آئی۔ اس وقت آپ کی عمر ۱۸ برس کی تھی۔ آپ حضور شاہ سلیمان کریمؒ کو دیکھتے ہی دل وجان سے فریفتہ ہوگئے۔ موقع ملتے ہی بارگاہِ عالیہ میں بیعت کیلئے گزارش کی۔ حضور خواجہ شاہ سلیمانؒ نے شرفِ بیعت سے سرفراز فرمایا اور نمازِ مغرب کے بعد نفل اوابین اور حفظ الایمان اور ہر نماز کے بعد دس، دس مرتبہ درود پاک پڑھنے کا حکم فرمایا۔ اس کے بعد آپ اپنے استادِ محترم اور پیر بھائی مولانا محمد علیؒ صاحب کے ساتھ مکھڈ واپس آگئے۔

حضور شمس العارفینؒ نے مولوی علی محمدؒ صاحب سے ظاہری تعلیم کا سلسلہ جاری رکھا۔ کافی عرصہ بعد آپ کو حضور خواجہ شاہ سلیمان کریمؒ نے حکم نامہ تحریر فرمایا کہ اپنے والد کے پاس جائیں اور سنت نکاح ادا کریں۔ حسبِ فرمان آپ گھر تشریف لائے اور ۳۴ برس کی عمر میں آپ کا نکاح آپ کے چچا میاں احمد یار کی دختر کے ساتھ ہوا۔ آپ حسبِ ہدایت وردو وظائف پوری پابندی سے سرانجام دیتے رہے۔ فرصت کے وقت تدریس کا سلسلہ بھی جاری رہتا۔ سال میں کئی بار پاپیادہ تونسہ شریف حاضر ہوتے اور کم از کم ۴۰ روز قیام فرماتے۔ جب بوجہ ضعیفی چلنا محال ہوا تو مجبوراً سوار ہوکر تونسہ شریف حاضر ہوتے۔ حضور خواجہ شمس العارفین کریمؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے مرشد پاک کی خدمت میں چودہ سال کا طویل عرصہ اس انتظار میں گزارا کہ کوئی رحمت کی گھڑی آئے اور لطفِ خسروانہ ابرکرم بن کر برسے اس سلسلہ میں آپ دو واقعات بیان فرمایا کرتے تھے جو کہ آپ کیلئے بے حد حساب رحمت کا باعث بنے ایک واقعہ یوں ہے کہ تونسہ مقدسہ سے مہار شریف ایک سو پچاس میل کی مسافت ہے۔ اس زمانہ میں تقریباً سارا علاقہ بے آباد اور ویران تھا ایک دفعہ حضور پیر پٹھان کریمؒ دیارِ حبیب کی طرف روانہ ہوئے۔ گرمی کا موسم تھا مستقبل کے شمس العارفین بڑے ذوق شوق سے وجد کناں اپنے مرشد کی گھوڑی کے آگے آگے برہنہ پا دوڑتے جارہے تھے۔ ریشم سے نرم ونازک پاؤں کے تلوؤں میں کانٹے چبھتے اور آبلے بنتے رہے۔ زمین تپ رہی تھی لیکن اس بلند اقبال نوجوان کے ذوق وشوق میں ذرا فرق نہیں آرہا تھا اچانک مرشدِ کامل نے آپ کو اس حالت میں دیکھا تو کھڑا ہونے کا حکم دیا۔ اپنی پاپوش مبارک اتار کر آپ کو پہننے کے لیے دی تاکہ گرم ریت، سنگریزوں اور کانٹوں سے پاؤں محفوظ رہیں آپ نے اس تحفہ مبارک کو چوما اور پاؤں میں پہننے کی بجائے اپنے سر کا تاج بنالیا کچھ وقت گزرنے کے بعد پھر حضور خواجہ شاہ سلیمان کریم نے آپ کو ننگے پاؤں دیکھا تو پوچھا جوتے کہاں ہیں؟ عرض کیا جوان کا صحیح مقام تھا میں نے انہیں وہاں سجالیا ہے۔ حضرت اس جذبۂ نیازمندی پر از حد مسرور ہوئے۔ اپنی گھوڑی سے نیچے اترے اور اپنے مرید کو سینے سے لگالیا۔ خدا تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ اسرار ومعارف کے کتنے خزینے بخش دیئے۔

دوسرا واقعہ یوں ہے کہ حضور خواجہ سلیمان تونسویؒ غریب نواز تشریف فرما تھے۔ مشتاقان دید کا ہجوم تھا۔ اس اثنا میں ایک نورانی صورت بزرگ حاضر ہوئے اور کچھ دیر محوِ گفتگو ہوکر رخصت ہوگئے۔ جب وہ تھوڑا سا دور گئے تو حضور نے حاضرین کو کہا کہ جس شخص کے دل میں خضر کی زیارت کا شوق ہو وہ جائے اور زیارت کرے یہی خضر تھے جو ابھی یہاں سے اٹھ کر گئے ہیں۔ لوگ دیوانہ وار خضر کی زیارت کے لیے دوڑ پڑے لیکن حضور شمس العارفینؒ وہیں بیٹھے رہے حضور خواجہ سلیمان کریمؒ نے فرمایا۔

مولوی صاحب کیا تمہیں خضر کی زیارت کرنے کا شوق نہیں۔ عرض کی میں اس کی زیارت کررہا ہوں جس کی زیارت کے لئے خضر آتے ہیں۔ خواجہ پیر پٹھان آپ کی اس سعادت مندی اور خلوص پر بڑے خوش ہوئے اور دعا فرمائی۔

''اللہ سائیں میرے سیال نوں رنگ لائیں۔''

اس دعا کا یہ اثر ہوا کہ شرق وغرب سے لوگ کسب فیض کیلئے پروانہ وار سیال شریف آنے لگے اور آج تک یہ سلسلہ جاری وساری ہے۔

آپ اپنے مرشد کریمؒ کی خدمت اور غلامی کو سرچشمۂ سعادت و برکات یقین کرتے تھے۔ سچ تو یہ ہے کہ جب تک اپنے مرشد کے ساتھ اتنی والہانہ عقیدت نہ ہو افادہ اور استفادہ حاصل نہیں ہوتا۔ طالب کو گوہرِ مقصود ہاتھ نہیں آتا۔ ایک دفعہ آپ سیال شریف سے تونسہ مقدسہ زیارت شیخ کیلئے جا رہے تھے۔ راستہ میں ایک جنگل سے گزر ہوا وہاں ایک نورانی صورت بزرگ سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے فرمایا کہ درود کبریت احمر پڑھا کرو۔ آپ نے جواب دیا کہ میرے لیے میرے پیر کا فرمان کافی ہے۔ تونسہ مقدسہ حاضر ہوئے تو شیخ کریمؒ نے فرمایا کہ راستہ میں تمہیں ایک آدمی نے جو وظیفہ فرمایا ہے پڑھا کرو وہ حضرت پیرانِ پیر غوث الاعظمؒ تھے۔

جب حضور شمس العارفینؒ کی عمر مبارک ۳۶ برس ہوگئی تو حضور شاہ سلیمان کریمؒ نے خرقۂ خلافت عطا فرمایا۔ ظاہری و باطنی انعامات سے سرفراز فرما کر گھر رخصت کیا اور روانگی کے وقت سخت تاکید کی کہ جس فیض کا تمہیں امین اور جس خزینہ کا تمہیں قاسم مقرر کیا گیا ہے اس سے کوئی محروم واپس نہ جائے جو بیعت کا خواہش مند ہو کر آئے اس کی دستگیری ضرور کی جائے جب دوبارہ اپنے مرشد کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دریافت فرمایا کیا کسی کو بیعت کیا ہے۔ عرض کی صرف میرے والدین نے میری بیعت کی ہے۔ اس کے علاوہ کوئی بیعت نہیں ہوا۔ حضرت پیر پٹھان کریمؒ نے جلال میں آ کر فرمایا کہ میں نے تو تجھے شاہباز بنایا ہے۔ سارا عالم مسخر ہوگا۔ اپنی ہمت خداداد کو مخلوقِ خدا کی رشد و ہدایت میں صرف کرو۔

حضرت خواجہ شمس العارفین کریمؒ کی خدمت میں فقیر، امیر گدا، نواب، سالک، قلندر، عالم اور ان پڑھ غرضیکہ ہر قسم کے لوگ آیا کرتے تھے اور اپنے اپنے ظرف و ہمت کے مطابق سب ہی فیض یاب ہوتے۔ ہر شخص کی اصلاح و تربیت کے لیے ایسا انداز اختیار فرماتے جو اس کی نفسیات کے عین مطابق ہوتا۔ آپ اپنے روحانی تصرفات اور باطنی توجہ سے بندگانِ خدا کا ٹوٹا ہوا تعلق رب سے جوڑتے رہے۔ آپ کے دستِ پرانوار پر جس نے بھی بیعت کی اس کا دل عشق مصطفیٰؐ سے بھرپور ہوگیا۔ پچاس سال تک یہ شمسِ منیر معرفت کی دنیا میں نور برساتا رہا جس کا بھی حضور شمس العارفینؒ سے قلبی ربط ہوا اس کی دنیا ہی بدل گئی۔ اس کا بخت جاگ اٹھا۔ آپ کا وجود مسعود سراپا کرامت تھا۔ آپ کی نشست و برخاست، گفتار و کردار میں دل موہ لینے والا بانکپن تھا اس کے باوجود آپ انتہائی ضبط سے کام لیتے تھے اور کرامات کے اظہار کو پسند نہ فرماتے تھے۔ آپ حضورؒ کی کرامات بے حد و حساب ہیں۔ ایک روز آپ ظہر کی نماز کے لیے وضو فرما رہے تھے ایک خادم وضو کرا رہا تھا۔ اچانک حضور شمس العارفینؒ نے اس کے ہاتھ سے کوزہ جھپٹ کر کسی غیر مرئی چیز پر دے مارا خادم کو اِس کوزہ کی چند ٹھیکریاں ہی ملیں جو کہ اِس نے سنبھال کر رکھ لیں۔ چند ماہ بعد بخارا کے علاقہ کا ایک آدمی سیال شریف پہنچا۔ جو فارسی زبان بولتا تھا۔ اس نے جب حضور شمس العارفینؒ کی زیارت کی تو زور سے بولا ''ہمیں بود! ہمیں بود'' یعنی یہی وہ شخص ہے۔ یہی وہ شخص ہے۔ جب اِس سے ماجرہ پوچھا گیا تو اِس نے بتایا کہ میں بارگاہِ الٰہی میں دعا مانگا کرتا تھا۔ کہ الٰہی مجھے غوثِ زماں کی زیارت نصیب فرما۔ مجھے حضور خواجہ شمس العارفینؒ کی زیارت کرائی گئی اور سیالاں کا نام بھی بتایا گیا۔ میں اپنے علاقہ سے ہندوستان کی طرف روانہ ہوا۔ راستہ میں ایک شیر گرجتا ہوا مجھ پر حملہ آور ہوا۔ میں نے پکارا۔

''اے سیالاں دے غوث میری مدد کر'' اسی وقت شیر کے ماتھے پر ایک کوزہ آ کر لگا اور وہ وہیں ڈھیر ہوگیا۔ میں نے اس کوزے کی ٹھیکریاں اپنے پاس حفاظت سے رکھ لیں۔ ان ٹھیکریوں کو جب جوڑا گیا تو ہو بہو حضور کا کوزہ تھا۔ صرف چند ایک جگہ سے ٹھیکریاں غائب تھیں۔ خدام کے پاس جو ٹھیکریاں تھیں انہیں وہاں جوڑا گیا تو مکمل کوزہ بن گیا۔

حضور شمس العارفینؒ فقر و درویشی کے تاجدار ہی نہ تھے بلکہ ظاہری علوم و فنون میں بھی آپ کو کمال حاصل تھا۔ تفسیر آیاتِ قرآنی اور تشریحِ احادیث نبویؐ جب آپ اپنی زبان فیض ترجمان سے کرتے تو بڑے بڑے علماء دنگ رہ جاتے۔

جب ۱۳۰۰ھ کا آغاز ہوا۔ محرم الحرام کی پندرہ تاریخ تھی۔ اعلیٰ حضرت نے اپنے فرزند ارجمند حضور خواجہ محمد دینؒ کو اپنے خاص حجرہ میں بلا کر ارشاد فرمایا کہ کیونکہ میں نے اپنے پروردگار سے التجا کی ہے کہ میری عمر میرے شیخ کریم خواجہ تونسویؒ کی عمر کے موافق ہو۔ معلوم ہوتا ہے کہ ہماری عمر کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے۔ ماہِ صفر میں حضور شاہ سلیمان تونسویؒ نے رحلت فرمائی۔ شاید ہماری رحلت بھی اسی ماہِ صفر میں

ہووے ۲۴ رصفر ۱۳۰۰ھ کو بعد نماز فجر آپ نے حاضرین کی طرف محبت بھری اور الوداعی نظروں سے دیکھا اور قبلہ رو ہو گئے اور علاماتِ وصال آپ پر ظاہر ہوئیں اس طرح یہ شمسِ معرفت وہدایت نصف صدی تک سوز وعشق کی دولت لٹانے کے بعد محبوب حقیقی سے جاملا۔(انّ لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن)

(۴۵) نورِ معرفت، شمع ولایت، فخرِ دیں حضور خواجہ محمد دین سیالوی رحمۃُ اللہ علیہ

آپ حضور شمس العارفینؒ کے سب سے بڑے فرزند تھے۔آپ کی ولادت مبارک ۱۲۵۳ھ کو سیال شریف میں ہوئی۔ابتدائی تعلیم گھر پر ہی حاصل کی۔پھر ضلع جھنگ میں ہی تکمیل علم کی۔واپس تشریف لائے تو حضور خواجہ شمس العارفینؒ کی زیرِ تربیت مقامات سلوک طے کئے۔آپ کی خصوصی توجہ کے باعث عشق ومحبت اور ذوق وشوق کے اس اعلیٰ وارفع مقام پر پہنچے جہاں کسی کی نگاہ اٹھا کر دیکھنے کی ہمت بھی نہیں ہوتی۔آپ کی بیعت حضور خواجہ شمس العارفینؒ سے تھی اور آپ ہی سے خلافت عطا ہوئی۔آپ نے اپنی زندگی میں ہی حضور خواجہ محمد دینؒ کو سجادگی کیلئے منتخب فرما دیا تھا۔حضرت اعلیٰ کے دارالبقا کوچ کر جانے کے بعد حسبِ ارشاد سجادہ نشین ہوئے جب آپ تونسہ مقدسہ حاضر ہوئے تو حضرت خواجہ تونسوی کریمؒ نے خلعتِ خلافت اور دستارِ فخر ودرویشی سے سرفراز فرمایا۔

آپ کے عہد میں سلسلہ چشتیہ کو بڑی ترقی ہوئی۔ملک کے دور دراز گوشوں سے بندگانِ خدا آستانہ عالیہ کی جانب کھنچے چلے آتے تھے۔قافلوں کے قافلے حاضرِ خدمت ہوتے اور عشق کی مے سے مخمور وسرشار ہو کر لوٹتے۔تواضع اور انکساری کی کوئی حد نہ تھی۔تصوف کے رموز واسرار بیان کرنے میں جو مہارت کاملہ آپ کو تھی اِس کی نظیر مشکل سے ملے گی۔اس دل نشیں انداز میں ملفوظات فرماتے کہ سننے والوں پر وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی۔حضرت کا لنگر بڑا وسیع تھا۔سینکڑوں درویش جو ذکرِ الٰہی سیکھنے کے لیے یہاں فروکش ہوتے۔ان کی خاطر مدارت میں پوری کوشش کی جاتی آپ کا معمول تھا کہ رات کا کھانا نمازِ عشاء ادا کرنے کے بعد تناول فرماتے اور اس میں حکمت یہ تھی کہ اگر کوئی مہمان تاخیر سے آئے اور لنگر میں کھانا صرف ہو چکا ہو تو حضرت اپنا کھانا اس کو پیش کر دیتے۔

اپنے پیر خانہ سے آپ کی عقیدت بے انتہا تھی۔حسبِ معمول ہر عرس پر حاضری دیتے اور جملہ صاحبزادگان کی خدمت میں اظہارِ عقیدت کیلئے حاضری دیتے۔

آپ کی کرامات وکمالات بے شمار ہیں۔آپ اخلاق حسنہ میں حضور پُرنورؐ کی ذاتِ اطہر کا نمونہ تھے۔آپ ۲ رجب المرجب ۱۳۲۷ھ کو خلدِ بریں کو چل دیئے اور اپنے والد گرامی حضور شمس العارفین خواجہ محمد شمس الدینؒ کے پہلو میں دفن ہوئے۔

(۴۶) ضیائے حق ودین، شمعِ عرفان، نورِ ہدایت حضرت خواجہ محمد ضیاء الدین رحمۃُ اللہ علیہ

آپ کی ولادتِ باسعادت ۱۷ ررمضان المبارک ۱۳۰۴ھ بروز جمعہ قبل طلوعِ آفتاب یومِ بدر کو ہوئی۔آپ حضور خواجہ محمد دین کریمؒ کے فرزندِ ارجمند تھے۔آپ نے سب سے پہلے قرآنِ مجید حفظ کیا۔پھر بعد میں عربی وفارسی کتب پڑھیں اور درسِ نظامی کی تکمیل کی۔اس دوران حضرت ثانی علیہ الرحمۃ نے اپنے جگر گوشے کو تونسہ شریف میں حضرت خواجہ حافظ محمد موسیٰؒ کی خدمت میں پیش کر کے بیعت سے سرفراز کرایا۔آپ اپنے شیخ کریمؒ کے وصال کے بعد ان کے جانشین حضور خواجہ حافظ محمد حامدؒ کی خدمت میں بدستور حاضر ہوتے رہے اور تونسہ مقدسہ کے خادم کی حیثیت سے آستانہ پیر پٹھان کریمؒ سے فیوض وبرکات حاصل کرتے رہے۔

ایک دفعہ آپ حضرت خواجہ محمد حامد تونسویؒ کی معیت میں تین ماہ سے زائد عرصہ تک سفر میں رہے۔مہار شریف، پاک پتن شریف،

اجمیر شریف، احمد آباد شریف، اورنگ آباد شریف غرضیکہ تمام کاملین کے آستانوں سے حضور خواجہ محمد حامد کریمؒ کی شفقت کی بدولت فیوض و برکات کے وہ خزانے حاصل ہوئے جو بڑے بڑے خدارسیدہ بزرگوں کو برس ہا برس میں حاصل ہوتے ہیں۔

آپ نے تحریکِ خلافت میں صوبہ پنجاب کے صدر کی حیثیت سے مرکزی کردار کیا۔ نہایت بے باکی اور بے مثال جرأت سے تحریکِ خلافت کی قیادت کی۔ آپ نے اعلائے کلمۃ الحق اور جہاد فی سبیل اللہ کیلئے اپنا ایک ایک سانس وقف کر رکھا تھا انگریزوں نے آپ کو ناکام کرنے اور تحریک کو دبانے کے لیے کئی حربے استعمال کئے مگر ناکام رہے تا آنکہ ترکوں نے خود خلافت سے دست برداری دے دی اور تحریک دب گئی۔

حضرت ثالث کریمؒ نے صرف میدانِ سیاست میں ہی عیسائیت کا مقابلہ نہیں کیا۔ بلکہ آپ نے عیسائیت کے مذہبی طوفانِ مخالفت کا بھی جم کر مقابلہ کیا۔ آپ کو بائبل کے صفحوں کے صفحے ازبر تھے۔ مناظرہ میں پادریوں کے چھکے چھڑا دیئے۔ عظمتِ چشتیہ اور اسلام کی سربلندی کی خاطر کام کرتے کرتے آپ خالقِ حقیقی سے جاملے اور روضۂ اقدس میں حضرتِ اعلیٰؒ کے دائیں پہلو میں مدفن ہوئے۔

(۴۷) غوثِ زماں، قطبِ دوراں، فخرِ سالکین، شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی ولادتِ باسعادت ۱۳۲۴ھ بمطابق ۱۹۰۶ء میں سیال شریف کی ارضِ مقدس واطہر میں ہوئی۔ حضرت ثانی لاثانی کا زمانہ تھا۔ آپ نے اِس فرزندِ رشید کو اپنی گود میں لیا اور آپ کی جبینِ سعادت پر بچپن کی نشانیاں دیکھ کر آپ کا نام ''محمد قمر الدین'' تجویز کیا۔ بچپن ہی سے ایسے آثار و نما ہونے لگے جو آپ کی عظیم شخصیت کی غمازی کرتے آپ کی عمر مبارک بمشکل سے تین چار سال کے قریب تھی کہ حضرت ثانی خواجہ محمد دین کریمؒ کا وصال ہو گیا۔ اب اِس شہباز کی تربیت کی ذمہ داری حضرت خواجہ محمد ضیاء الدین کریمؒ نے سنبھالی۔ جنہیں طریقِ شہبازی سکھلانے کا خداداد ملکہ بخشا گیا تھا۔ چار برس کی عمر میں آپ کو قرآنِ مجید حفظ کرنے کے لیے بٹھایا گیا۔ آپ نے مختصر عرصہ میں حفظ قرآنِ پاک کا مرحلہ بڑی آسانی سے طے کر لیا۔ اللہ تعالیٰ نے ذہن ایسا رسا عطا فرمایا تھا کہ مشکل سے مشکل مقام معمولی توجہ سے حل ہو جاتا۔ حافظہ اتنا قوی تھا کہ جو بات ایک مرتبہ یاد کی وہ نقش برسنگ بن کر رہ جاتی۔ ظاہری علوم کی تکمیل آپ نے فقید المثال علماء سے کی۔ حضرت ثالث کریمؒ نے آپ کو صرف علم کتابی کا ہی ماہر نہیں بنایا تھا۔ بلکہ ایک مجاہد کی زندگی کے انداز بھی سکھلائے۔

حضرت خواجہ محمد قمر الدین غریب نوازؒ کی عمر مبارک ابھی صرف چوبیس سال کی تھی کہ ۱۹۲۹ء میں آپ کے والد ماجد حضور خواجہ محمد ضیاء الدینؒ داغِ مفارقت دے گئے اور آستانۂ عالیہ سیال شریف کے سجادہ نشین کی گوناگوں اور گراں قدر ذمہ داریاں آپ کے مبارک کندھوں پر آ گئیں۔

آپ کی سجادہ نشینی کے بعد آپ کو گورنر کی طرف سے مبارک باد موصول ہوئی کہ بادشاہِ انگلستان نے آپ کو ہز ہائی نس (تقدس مآب) کا معزز خطاب مرحمت کیا ہے جب یہ خط آپ حضور کی خدمت عالی جناب میں پیش کیا گیا تو آپ نے اسے ملاحظہ فرمانے کے بعد آتش دان میں پھینک دیا۔ جسے بھڑکتے ہوئے شعلوں نے راکھ کر ڈالا۔ یہ جرأتِ قلندرانہ صرف آپ ہی کا حصہ ہے۔

ڈاکٹر تسخیر احمد صاحب پی ایچ ڈی اس واقعہ کو یوں رقمطراز ہیں کہ ۱۹۳۱ء کا واقعہ ہے۔ سردی کا موسم تھا۔ شیخ الاسلام قمر تاباں ضیاء محفل ارباب صفا تھے۔ آتش دان دہک رہے تھے انگیٹھیاں سلگ رہی تھیں کہ گورنر پنجاب کی چٹھی آئی ایک شریک محفل نے پڑھ کر سنائی کہ حکومت پنجاب کی سفارش پر ملک معظم نے آپ کو ہز ہولینیس (His Hollines) کے اعلیٰ خطاب سے نوازا ہے۔ آپ نے چٹھی واپس لے کر چاک کر ڈالی اور دہکتی ہوئی انگیٹھی کے شعلوں میں ڈال دیا۔ اللہ کے محبوب نے اس طرح حضرت کعب بن مالکؓ کی اس یاد کو دوبارہ تازہ کر دیا کہ جب شہنشاہان غسان نے آپ کو خط تحریر کیا تو حضرت کعبؓ نے اُس کے خط کو چاک کر کے نذرِ آتش کر دیا۔

تخت سکندری پر وہ تھوکتے نہیں بستر لگا ہوا ہے جن کا تیری گلی میں

حضور شیخ الاسلامؒ کی حیات طیبہ گونا گوں نوادر پُر انوار کا مخزن ہے اور آپ کی ذات بابرکات تمام محاسنِ جمیلہ کو اس طرح گھیرے میں لئے ہوئے نظر آتی ہے کہ آپ کی ذات بابرکات کی طرف متوجہ ہوتے ہی ایک ایسا غیبی فیضان کھل جاتا ہے کہ دل بے ساختہ پکار اٹھتا ہے۔

آئی نسیم کوئے محمد ﷺ کھنچنے لگا دل سوئے محمد ﷺ

اس بحرِ بے کنار کی حیاتِ طیبہ پر ایک دم لکھنا بڑے بڑے جلیل القدر علماء کے لئے نہایت مشکل ہے اور میرے جیسے کم ہمت، بے علم کے لیے ناممکن۔ اس لیے آپ سے فضل کرم کی گدا مانگ کر ان کی چند خاص صفات کاملہ کے متعلق تحریر کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔

ع گر قبول افتد زہے عزو شرف

شیخ الاسلامؒ کے والد گرامی قدر کا عالی مقام جو آپ کو ورثہ میں ایک لائق سپوت کی حیثیت سے تفویض ہوا۔

آپ اس ضیائے دوجہاں کے خلف الرشید ہیں جن کی ساری زندگی جہاد فی سبیل اللہ میں صَرف ہوئے۔ مرزائیت کا طوفان اٹھا تو حضرت ثالث علیہ الرحمۃ مجاہد اعظم کی مانند پیش پیش نظر آئے۔ فرنگی یعنی انگریز سے تو آپ کو انتہائی نفرت تھی۔ اس کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ آپ کی ایک پسندیدہ گھوڑی کی پیٹھ پر ایک فوجی ملازم نے ہاتھ پھیرا تو آپ نے فرمایا یہ گھوڑی اب میرے قابل نہیں رہی کیونکہ اس پر انگریز کے ملازم نے ہاتھ پھیرا ہے۔

ایسے جلیل القدر باپ کا عظیم المرتبت بیٹا تھا چوبیس (۲۴) سال کی عمر میں جب اسلام کی ظاہری و باطنی ذمہ داریاں خواجگانِ چشت نے آپ کے سپرد کیں تو آپ نے اس ہمت مردانہ اور جرأت کاملانہ سے انہیں نبھایا کہ رہتی دنیا میں یادگار رہیں گی اور جو سنگ بنیاد آپ کے آباء نے رکھا تھا اس کو مقامِ عروج پر پہنچا کر چار چاند لگا دیئے شروع میں ہی ہز ہولی نس کا خطاب ملا تو اسے آتش کدہ میں پھونک کر اقبال کے اس شعر کر درست تشریح فرمائی۔

آئینِ جواں مرداں حق گوئی و بے باکی اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

مسلم لیگ کی حمایت میں خضر وزارت سے ٹکر ہوئی۔ اس وقت انگریز کی قوت کا دوسرا نام پنجاب میں خضری حکومت تھی خضر نے ہر چند آپ کو زمین و دولت کا لالچ دینے کی کوشش کی مگر شمس ولایت کے قمر الہدیٰ نے اسے پائے استحقار سے ٹھکرا دیا پھر وہ بربریت پر اُتر آیا تو آپ نے ذرّہ بھر بھی اپنے نصب العین میں جنبش نہیں دکھائی کیسا طلاطم خیز دن تھا جس دن چشتیوں کا سُلطان سرزمینِ ہند کے ہر مسلمان کا محبوب سرگودھا کی جیل میں جلوہ فگن ہوا۔ پھر کیا تھا حشر بپا ہو گیا۔ پنجاب کے ایک ایک ذرّہ میں وہ آگ لگ اٹھی کہ چوبیس گھنٹہ کے اندر خضر حکومت کا تختہ الٹ گیا۔ اس دورِ حاضرہ میں ایسی بلند نظر ہستی کا ملنا کارے دارد

حضور کا تواضع وانکسار

تواضع وانکسار جو کہ خاص محبت محمد رسولؐ اللہ کا مظہر ہے۔ یہ جذبہ اس درجہ آپ میں نمایاں تھا کہ اگر کوئی شخص اس کو بیان بھی کرنا چاہے یا اس کی مثال بھی دے تو وہ نقشہ نہیں کھینچ سکتا جو آپ کی شخصیت میں پایا جاتا تھا۔ اولیائے کامل کے چشم و چراغ جمہورِ اسلام کے مقبول محبوب علماء کے سالار لشکر، پھر تواضع وانکسار کی انتہا یہ کہ چھوٹے سے لے کر بڑے تک کو اس طرح نوازتے ہیں کہ ملنے والا اپنے اوپر خود رشک کرنے لگتا۔ کسی عالم نے جوڑا سیدھا کیا تو اِس کے ہاتھ چوم لئے۔ سادات کا نام سن کر اس طرح تعظیم سے پیش آتے کہ دیکھنے والے حیران رہ جاتے۔ اتنے بڑے شہباز کی گفتگو اس طرح محبت بھری نرم اور حلیم ہوتی کہ مردے میں بھی جان آ جاتی۔ ایک دفعہ دارالعلوم کے سالانہ جلسہ میں آپ نے خطبہ کے دوران از راہِ عجز وانکساری فرمایا کہ اپنے آپ کو نہ علماء میں شمار کرسکتا ہوں اور نہ اہلِ فضل میں۔ میں تو اپنے آپ کو طالب علموں میں شمار کرنا بھی جسارت سمجھتا ہوں۔

نہ گلم نہ برگِ سبزم نہ درخت سایہ دارم ہمہ حیرتم کہ دہقاں بچہ کارکشت مارا

عشقِ رسُولؐ آپ کی طبیعت میں اس حد تک موجزن تھا کہ کوئی عرب آ جاتا تو اس کے ہاتھ چوم لیتے۔ کوئی سیّد معلوم ہو جاتا تو اُٹھ کر کھڑے ہو جاتے۔ بعض اوقات تو اس کے پاؤں پر سَر رکھنے سے گریز نہ فرماتے۔ حدیث کی کتاب نظر آتی تو فوراً جوتے اتار لیتے۔ یہاں

تک کئی بار سبزے پر پاؤں رکھنے سے گریز کرتے فرماتے روضہ اطہر ﷺ کا رنگ سبز ہے۔ سفید رنگ کے چمڑے کی جوتی نہیں پہنتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے ادب محمد الرسول اللہ ﷺ جتنا زیادہ ہو اتنی ہی وہ ایمان کی دلیل ہے۔ علم فضیلت ہے مگر ایمان بجز ادب نہیں ہوتا۔

اپنے شیخ پرانوار کے در اقدس تونسہ مقدسہ سے آپ کو والہانہ عشق تھا اور اتنا قلبی تعلق۔ اتنا عجز و انکسار اتنی تواضع اور ادب میں نے اپنی زندگی میں کسی شخص کا نہیں دیکھا۔ جتنا آپ کی ذات بابرکات میں اپنے پیرخانہ کے ساتھ تھا۔ اگر کوئی خاندان کا فرد بیمار ہو جاتا تو بجائے علاج معالجہ کے تونسہ مقدسہ تشریف لے جاتے اور عرض کرتے اور فرماتے ہم نے اپنے معالج کامل کو عرض کر دیا ہے۔ ایک دفعہ آپ اسلام آباد جا رہے تھے کہ کار کی پشت تونسہ شریف کی طرف ہوتی تھی آپ نے غلام حیدر کو کہا کہ تونسہ شریف چلو میں اسلام آباد کیسے جاؤں کہ میری پشت تونسہ مقدسہ ہوتی ہے۔

آپ کی زبان پاک سے ہمیشہ تونسہ مقدسہ ہی نکلتا تھا۔ خواجگان کا کوئی ادنیٰ غلام بھی آ جاتا تو سر آنکھوں پر بٹھا لیتے اور بے انتہا تواضع سے پیش آتے۔ اپنے آخری وقت میں اپنے صاحبزادگان کو جو وصیت فرمائی وہ آپ کے عشقِ بلالی کی مظہر ہے کہ:

''عسر و یسر میں تونسہ شریف کی حاضری ضروری ہے۔''

بہر حال اتنے اوصافِ کمال۔ اتنی غریب پروری۔ عدل گستری۔ کمالِ علم اور کششِ فقر جو اس مردِ کریم میں دیکھی میں اس کے متعلق تحریر کرنے کی بجائے آپ کے پائے اطہر پر سر رکھ کر اتنا ہی عرض کروں گا۔

چندا فکر نظر کر دم شبہا بکتاب اندر   در فلسفۂ و حکمت جز عشق تفہیدم

آخرکار پندرہ رمضان المکرّم صبح سات بجے مورخہ ۱۸ جولائی بمطابق ۱۴۰۱ھ چک نمبر ۱۱ کے پل کے قریب ایک ٹرک سے ڈرائیور یا تو سو رہا تھا یا نشے سے دھت تھا، آپ کی کار سے ٹکرا گیا اور آناً فاناً اس شمس منیر عالم تاب کو ہم بے بسوں کے ہاتھوں سے چھین لیا کہ جس کا خلا قیامت تک پُر ہونا محال ہے۔ آپ کے ساتھی غلام حیدر ڈرائیور اور اللہ بخشؒ موقعہ پر جامِ شہادت نوش کر کے حقِ رفاقت ادا کر گئے۔

بنا کر دند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن   خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طنیت را

حاجی محمد نواز اور محمد اسلم شدید زخمی ہوئے۔ تیسرے دن بمقام لاہور حضور نے داعی اجل کو لبیک کہا اور آپ کا جسد نورانی سیال شریف لایا گیا۔ اٹھارہ رمضان المکرّم کو حضور شمس العارفینؒ کے روضۂ پاک میں آپ کے پہلو میں تا ابد استراحت کے لیے متمکن ہوئے۔

(انّا لِلّٰہِ وَانّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن)

بمثل قمر ہم ندیم کے   بہر سو دویدم بسے
کیوں نہ جینا میرا محال ہو   کیوں نہ زندگی یہ وبال ہو
جو قمر کی مثل و مثال ہو   نظر آتا ایسا جواں نہیں

(۴۸) سلطان العشاق خواجہ خواجگان صاحبزادہ محمد بدر الدّین رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضور شیخ الاسلامؒ کے چھوٹے بھائی تھے۔ ہم چاچڑ شریف کے غلامان کے لیے یہ ضروری ہو جاتا کہ جب ذکرِ حبیب ہو وہاں خواجہ محمد بدر الدین سیالوی علیہ الرحمۃ کا بھی ذکرِ خیر ضرور ہو۔ لہٰذا لازمی سمجھا کہ یہاں پر مختصراً حضور کا ذکرِ کریم بھی کروں۔

کہ نطق نے بوسے میری زباں کے لیے   خدایا یہ میری زباں پہ کس کا نام آیا

حضور صاحبزادہ محمد بدر الدینؒ نہایت چھوٹی عمر میں تھے جب کہ بندہ کے شیخ کریم خواجہ قلندر محمد عبد العزیز چاچڑویؒ بڑی عمر میں تھے اور سیال شریف کا شرف غلامی فخر کے طور پر آپ کا طرۂ امتیاز تھا۔ سیال شریف کا سگ بھی آ جاتا تو آپ آنکھوں پر بٹھا لیتے اور عالم وجد میں فرماتے ۔

سسی کعبہ جان پُنوں نوں کر دی تسلیما تاں　　　پڑھ دی ذات بلوچاں اُتے صلوٰتاں مناجاتاں

صاحبزادگان عالی مقام سیال شریف سے تو آپ کو جو ادب اور تعلق قلبی تھا اس دورِ حاضرہ میں اس کی مثال ناممکن ہے۔ اسی ضمن میں خواجہ محمد بدرالدین سیالویؒ کو آپ اپنے سینے پر بٹھا لیتے اور قربان قربان جاتے۔ آپ بھی از راہِ کرم حدودِ غلامی و آقائی کی پرواہ نہ کرتے ہوئے چچا جی کے لقب سے نوازتے۔ حضور صاحبزادہ کریمؒ کی زبان سے میں نے خود سُنا ہے آپ فرماتے ہیں۔ ایک دن میں نے کہا چاچا جی آپ کے پردہ کر جانے کے بعد ہمیں آپ کی کیسے ملاقات ہوگی۔ آپ کا رنگ اُسی وقت سفید ہو گیا اور فرمایا حضورؒ آپ اکیلے روضہ پاک میں آنا ضرور ملیں گے۔ حضور خواجہ بدرالدینؒ فرماتے ہیں میں زندگی میں ایک بار اکیلا روضہ پاک میں گیا۔ تو فوراً مزار قلندر صاحبؒ میں حرکت ہوں مزار میں چیرآ گیا میں دوڑ کر باہر آ گیا۔ پھر آپ ساری زندگی اکیلے روضہ پاک چاچڑ شریف اندر نہیں گئے۔ حضور قلندر کریم چاچڑ شریف نے آخری زندگی میں جوگی لباس پہنا۔ حضور خواجہ محمد بدرالدین کریمؒ کو بھی جوگی کُرتا پہنتے ہوئے دیکھا۔ فقیر کے والد ماجد جن کو قدرت نے حضور قلندر کریمؒ کی غلامی کا شرف نصیب کیا فنافی الشیخ کے رنگ میں حضور کا تشابہ نصیب ہوا اور ایسے معلوم ہوتا تھا کہ حضور قلندر کریمؒ کی ذات بابرکات کا عکس پڑتا ہے۔ حضور خواجہ محمد بدرالدینؒ نے حکم دے کر گڈری کے ساتھ والدم کا فوٹو کھنچوانے کے لیے حکم فرمایا ہے۔ جس کا علم حضور صاحبزادہ معین الدین صاحب ادام اللہ برکاتہٗ سیالوی کو بھی ہے۔ آپ چاچڑ شریف کے غلامان کو حکم فرماتے تھے کہ سیال شریف میں وہ میرے مہمان ہیں اور اکثر چاچڑوی غلامان کو اُس درِ اقدس سے ٹکڑا عطا ہوتا ہے۔ بندہ کمترین کی زندگی اس وجہ سے عطائے بدرِ عزیز سے بھرپور ہے۔ ورنہ بندے کی اپنی حقیقت تو خواجگان کے سگ کمتر سے کم ہے ؎

لاف نسب ز نیست آدم نمی زنم!　　　نازم بریں شرف غلام محبتم

میرے والد ماجد کی وفات کے تین ماہ بعد والدم کے مزار پر حضور صاحبزادہ صاحب کی تشریف آوری ہوئی۔ محلّہ عبداللہ پور فیصل آباد سے آپ تانگہ پر سوار ہوئے تا کہ والدم کے مزار پر جائیں۔ غلام بھی آپکے قدموں میں بیٹھا تھا۔ آپ آہستہ آہستہ راستے میں بار بار یہ شعر پڑھتے تھے۔

کششے کہ عشق دارد نگذاردت بدہناں　　　بجنازہ گرنیائی ہمزار خواہی آمد

والدم کی وفات کے بعد حضور پانچ سال حیات رہے اور ہر سال غریب خانہ پر سالانہ عرس مبارک کے موقع پر جلوہ افروز ہوتے رہے اور چاچڑوی طریق سے جو وجد کا سلسلہ والدم کو عطا ہوا تھا اُس میں کوئی بھی گرانی محسوس نہیں فرماتے تھے اور ساری ساری رات سماع کی مجلس کو شرف صدور بخشتے تھے۔

سلطان اولیاء خواجہ خواجگان الحاج الحافظ حضور خواجہ محمد حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ

حضور شیخ الاسلام کریمؒ کے جامِ شہادت نوش کرنے کے بعد آپ ۱۹۸۱ء میں سیال شریف میں سجادۂ فقر و کمال پر شمس و قمر کی ضیائے عالمتاب لے کر جلوہ افروز ہوئے۔ آپ کی سجادہ نشینی کے وقت ایک عام خیال ہر ایک کے ذہن میں ابھر رہا تھا کہ اتنے بڑے بے مثل و بے مثال صاحبِ جلال و کمال قمرِ منور پیر سیالؒ کے بعد اب دیکھیں گے کیا ہوتا ہے مگر خواجگانِ چشتیہ کی اس سنت کے مصداق کہ نانا فحتافیہ من رّوحی کا مکمل نمونہ دنیا کے سامنے نظر آیا۔ وہ جلالِ حمیدی جب حضور پیر سیالؒ کے لباس میں جلوہ فگن ہوا تو اتنا بندہ پرور اور حلیم الطبع اور غریب النواز بن کر سب غلامانِ پیر سیال کے سر پر دستِ شفقت رکھا اور لب و لہجہ چال ڈھال بلکہ صورت و رفتار میں بھی ہو بہو حضور شیخ الاسلام کریم رحمۃ اللہ علیہ کا مرقع نظر آیا خدا کی قسم بندہ فقیر تو کئی بار ورطۂ حیرت میں گم ہو کر یہ کہنے پر مجبور ہوا۔ ؎

پابند ہمیں ہیں وہ تو پابند نہیں ہیں؟　　　جبہ بدلا ہے فقط محبوب کی صورت نہیں بدلی

علاوہ ازاں اتنی بڑی قلمرو کو جس میں غربا، امرا، علما، فقہا، اور زمانے بھر کے اولیا پیر سیال لجپال کی تسبیح پڑھتے نظر آتے ہوں۔ ایسے اپنی

طرف متوجہ کیا کہ سبحان اللہ۔حضور خواجہ کریم میں منتظم ہونے کا مادہ جو بدرجۂ اتم موجود ہے اس نے اور بھی رنگ و رونق بخشا اور تمام امورِ ضروریہ دیگر تقریبات سے لے کر مجالس ومحافل اور کانفرنسوں تک اس خوبی اور باقاعدگی سے ترتیب پائے کہ یوں معلوم ہوا کہ جیسے اپنی وراثت کے مدارجِ عالیہ لے کر یہ قمرِ حمیدی اسی رفتار سے رفعتوں کی طرف رواں دواں ہے۔

چشمِ اقوام یہ نظارہ ابد تک دیکھے رفعتِ شانِ ورفعنا لک ذکرک دیکھے

یہاں تک ہی محدود نہیں بلکہ عشقِ محمد مصطفےٰ ﷺ کا وہ جذبہ جو آپ نے اپنے جدِ امجد سے حاصل کیا تھا۔اس مردِ قلندر نے اس کو منظم اور مکمل طریقہ سے ایک قلیل عرصہ میں نمایاں کرنے کیلئے قدم بڑھایا اور دنیائے عالم کے کلمہ گویانِ محمد ﷺ کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کرنے کیلئے اپنی ساری مساعی جمیلہ بروئے کار لے آئے اور ملتِ بیضا کے ہر فرد کو دعوتِ اسلام دے کر فرمایا۔

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دے دہر میں اسمِ محمد ﷺ سے اجالا کر دے

آپ نے سجادہ نشینی کے تھوڑے ہی عرصے بعد اپنے غلامانِ باصفا اور دیگر اکابرین علماء وصوفیا کو اکٹھا کر کے باضابطہ طور پر ایک منظم جماعت بنام مجلس الدعوۃ الاسلامیہ کا سنگِ بنیاد رکھا تا کہ

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے نیل کے ساحل سے لیکر تابخاکِ کاشغر

آپ کی دُوررس بصیرت نے ایسے لوگوں کا انتخاب کیا اور مرکز سے لے کر صوبے تک اور صوبے سے لیکر ضلع اور دیہات وقصبات تک تیزی کے ساتھ یہ عاشقانِ محمد مصطفےٰ ﷺ کی جماعت اس طرح رات دن ترقی کر رہی ہے کہ

آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پہ آ سکتا نہیں محوِ حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائیگی

حضور کریمؒ نے بارہا یہ واضح فرمایا کہ یہ جماعت کوئی سیاسی یا نیم سیاسی یا مخلوط سیاسی جماعت نہیں ہے ہم چاہتے ہیں کہ خالصتاً دینِ برحق کیلئے اپنی زندگی کو وقف کیا جائے تا کہ اندرونی اور بیرونی دشمنوں سے محفوظ ہو کر قوم کو ترقی کی راہ پر ڈال دیا جائے۔حضور فرماتے ہیں کہ یہ جماعت جس کا سنگِ بنیاد حضور پیر سیالؒ کے دست شفقت کا مرہونِ منت ہے صرف سیالوی یا چشتی حضرات کی جماعت نہیں ہے بلکہ سب مسالک قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ، نقشبندیہ کی جماعت ہے۔میں چاہتا ہوں کہ ملتِ بیضا کا ہر فرد اس میں حصہ لے اور دنیا کو معلوم ہو جائے کہ

یہ شمع دینِ محمدی ہے نہ بجھ سکے گی نہ بجھ سکی ہے

مجلس الدعوۃ الاسلامیہ کے منشور کے مختصر کوائف درج ذیل ہیں۔

اللہ تعالیٰ حضور کریم کو عمر دراز عطا فرماوے اور ہم بے کسوں کے سروں پر آپ کا سایہ عاطفت تا ابد قائم ودائم رہے۔

عمرت دراز با وجہانت حکام باد یارب دعائے خستہ دلاں مستجاب باد

الدعوۃ اسلامیہ کے منشور کی مختصر جھلک

☆ الدعوۃ اسلامیہ مسلمانانِ پاکستان اور اہلسنت سوادِ اعظم کی خالص دینی مذہبی جماعت ہے عالمِ اسلام اور خصوصاً مملکتِ خداداد پاکستان میں قرآن وسنت کی روشنی میں نظامِ مصطفےٰ کا نفاذ یعنی مکمل اسلامی آئین کو عملی جامہ پہنانا اور مقامِ ناموسِ مصطفےٰ ﷺ کا بھرپور تحفظ کرنا۔

☆ صحابہ کرام اہلِ بیت اطہار، اولیاء کرام صوفیائے عظام اور علمائے حق کی تعظیم وتکریم اور کتاب وسنت کی روشنی میں ان کی تعظیم کرنا۔

☆ ہر مسلمان جو اللہ تعالیٰ کو وحدہٗ لاشریک اور حضور پُر نور نبی مکرم مخبر صادق ﷺ کو آخری نبی سمجھے اور آپ کے بعد ہر قسم کے نبی کو مدعی

نبوت کو دجال، کذاب، مفتری اور خبیث مانے نیز صحابہ کرام اہل بیت اطہار صوفیائے کرام، اولیائے عظام کی تعظیم کرے۔ وہ جمعیت مذکور میں شامل ہو کر ممبر بن سکتا ہے۔

☆ مسلمانانِ عالم کے حقوق کا تحفظ۔

☆ ہر لادینی نظام مثلاً کمیونزم، نیشنلزم، امپیریل ازم، سوشلزم، کیپٹیلزم وغیرہ وغیرہ کی سرکوبی اور ان کی پرچار کو خلافِ قانون قرار دینے کی بھرپور جدوجہد نیز مملکتِ خداداد پاکستان دشمن عناصر کا مقابلہ کرنا۔

ہم نے گلشن کے تحفظ کی قسم کھائی ہے　　خونِ دل دے کے نکھاریں گے رُخِ برگِ گلاب

..................☆☆☆..................

سلسلۂ نسب خواجۂ خواجگان، شہنشاہِ عشاق، حضور قلندر غریب النواز رحمۃ اللہ علیہ

غلام کمترین کا مقصد حضور قلندر کریم عالی جناب مخدومی و آقائی اور خواجگان چاچڑ شریف کی ذات بابرکات کے متعلق اپنی کمترین بساط کے مطابق کچھ تحریر کرنا ہے۔ تاکہ بعد از مرگ مسکین کی شفاعت کا باعث بن سکے۔

عالی قدر مخدوم خاندان پاکستان میں بالخصوص پنجاب میں ایک مشہور ترین خاندان ہے۔ ملتان شریف کے مخدوم تو سب لوگ جانتے ہیں۔ خواجہ غوث بہاؤ الحق مخدومؒ ملتان میں درجۂ قطبیت پر فائض ہوئے اور پنجاب سرحد کابل قندھار بلکہ بخارا تک آپ کے قطب ولایت ہونے کا تصرف نمایاں نظر آتا ہے ملتان کے مخدوم خاندان کے افراد دینوی طور پر بھی بڑے صاحب اثر اور عالی قدر گزرے ہیں اور آج بھی وہ بہت بڑی صاحب اثر ہستیوں میں شمار ہوتے ہیں۔

میرے آقا و مولا نا حضور کریم کے جدامجد خواجہ مخدوم برہان الدین علیہ الرحمۃ بھی اسی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ جو اپنے وقت کے صاحبِ علم و قلم قطب ولایت تھے۔ آپ کی خدمت میں ہمہ وقت شیران ببر حاضر رہتے تھے۔ آپ کا مزار پرانوار بمقام چنگڑانوالہ ضلع سرگودھا میں اب بھی مرجع خلائق ہے۔ کہتے ہیں کہ اب بھی آپ کے دربار پاک پر شیر سلامی کو حاضری دیتا ہے۔ کسی وجہ سے اپنے تین بھائیوں سمیت ملتان سے تشریف فرما ہوئے۔ **واللّٰہ اعلم بالصواب**

آپ کے خاندان کے چشم و چراغ یعنی اولاد پاک کو اس خطہ میں بھی دینی دنیاوی وجاہتِ عالیہ نصیب ہوئی۔ اب بھی کئی گاؤں کے گاؤں علاقوں کے علاقے اس خاندان کے زیرِ تصرف ہیں۔ چک میانہ، لنگر مخدوم، کوٹ مخدوم، جلیانوالہ وغیرہ وغیرہ کئی ایک قصبے خالصتاً مخدوم حضرات کی ذاتی ملکیت ہیں۔ لطف یہ ہے کہ اتنی بری دنیاوی وجاہت ہونے کے باوجود بھی خاکسار کی مخدوم خاندان کے جن افراد سے ملاقات ہوئی اُن میں ہی گہرائی میں دیکھا تو فقر کے پُرانوار لمعات نظر آئے ہر فرد اس بات کا متلاشی ہے کہ حقیقتاً فقر کیا ہے۔ ولایت کیا ہے۔ بزرگان تو درکنار اس عالی قدر خاندان کے نوجوانوں میں بھی یہ آثار نمایاں نظر آتے ہیں کہ

ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

جلیانوالہ میں ایک بااثر زمیندار تھا اُس نے حضور پُرنور کے جدامجد کے شیخ سلیمان مخدومؒ کے دولتکدہ کے درخت کاٹنے کے لئے اپنے کارندوں کو حکم دیا۔ حضورؒ درخت پر سوار ہوگئے اور درختوں کو حکم دیا کہ چلو یہاں پر ظالم لوگ بستے ہیں۔ فقیروں کا یہاں ٹھکانا نہیں ہے۔ درخت چل کھڑے ہوئے حضور ﷺ کے معجزہ نے مخدومی مولائی کے حکم پر کرامت کا روپ دھار کر درختوں کو چلنے پر مجبور کر دیا۔

جائت لدعوتہ الاشجارُ ساجدۃ تمشی الیہ علی ساق بلا قدم

میں تو یوں کہوں گا کہ کریم مخدوم عبدالکریم رحمۃ اللہ علیہ کا وردِ مسعود چاچڑ شریف کی خوش قسمت بستی میں ہوا تو یقیناً چاچڑ خاندان کا کوئی بزرگ اتنا خدا رسیدہ اور عاشق رسول تھا یہی وجہ ہے کہ غوثِ زماں کا پاک قدم اس بستی میں پڑا۔ صد مرحبا صد آفرین لاکھ بار میری جان قربان اس قصبے پر جس کا نام چاچڑ شریف ہے۔

گلی کو ہم تیری دارالایمان سمجھتے ہیں!! یہ وہ زمیں ہے جسے ہم آسماں سمجھتے ہیں

حضور قلندر کریم خواجہ محمد عبدالعزیز چشتی سیالوی چاچڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے جدامجد کا نام نامی و اسمِ گرامی برہان الدینؒ تھا اُن کے بیٹے احمد یارؒ اور محمد یارؒ تھے۔ حضور غریب النوازؒ احمد یار علیہ الرحمۃ کے پوتے ہیں۔ خواجہ محمد فضل الدینؒ آپ کے چشم و چراغ تھے جن کے فضل سے مخلوقات عالم کو سہارا نصیب ہوا۔

مخدومی آقائی قبلہ احمد یار علیہ الرحمۃ نے مدینہ پاک دیار حبیب ﷺ یہ دعا مانگی کہ خدایا ایک بیٹا عطا کر جو حسین بھی ہو جمیل بھی ہو۔ اولیاء بھی ہو عاشقِ کامل بھی ہو قطب ولایت بھی ہو غوث زمان بھی ہو۔

آپ کی یہ دعا من وعن قبول ہوئی اور نگاہ حبیب کے تصرف سے فضیل دو جہان مخدومی خواجہ محمد فضل الدین رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت چاچڑ شریف میں ہوئی۔ آپ نے بچپن ہی میں قرآن پاک حفظ کر لیا اور ابتدائی کتب مطالعہ فرمالیں۔ اُستاد صاحب جن کے پاس آپ زیر تعلیم تھے آپ کو لے کر حضرت سلطان العارفین سلطان باہو علیہ الرحمۃ کے دربار پر لے چلے راستے میں شب باشی کے لیے سیال شریف ٹھہرے اُس وقت سیال شریف مقدس ومطہر میں حضور خواجہ محمد شمس الدین سیالوی حضرت اعلیٰ علیہ الرحمۃ کا شمس منیر عالمتاب پوری آب و تاب کے ساتھ جلوہ فگن تھا۔ بس وہیں بیعت ہوگئے اور آپ کے نُور پُر انوار سے یہ مخدوموں کا نورانی چشم و چراغ اس ضیائے عالمتاب کو لے کر درخشاں ہوا کہ اس علاقے کا ذرّہ ذرّہ بھی آج تک اس کی شہادت دیتا ہے۔

حضور مخدومی و آقائی حضور شیخ شیوخ العالم حضرت خواجہ محمد فضل الدین چاچڑوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دو صاحبزادگان خداوند عالم نے عطا فرمائے ہر دو دنیائے فقر میں چندے آفتاب چندے ماہتاب کی حیثیت رکھتے تھے۔ آپ کے بڑے خلف الرشید خواجہ نصیر الدین رحمۃ اللہ علیہ سنِ طفولیت سے ہی گوشہ نشینی اور دنیا سے ترکِ تمام کی طرف مائل تھے۔ علومِ دینیہ حاصل کرنے کا بے حد شوق تھا اور اسی ضمن میں حصولِ تعلیم کے لئے آپ رامپور تشریف لے گئے تھے کہ حضور شیخ معظم خواجہ محمد فضل الدین رحمۃ اللہ علیہ نے عالمِ فنا سے عالمِ بقا کو رحلت فرمائی۔ (انّ لِلّٰهِ وَانَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْن) آپ کے چھوٹے صاحبزادے سیدی مرشدی و آقائی قلندر کریم خواجہ محمد عبدالعزیز علیہ الرحمۃ پاس موجود تھے۔ اس لیے ان کو خواجگانِ چشت کا تاج خلافت عطا فرمایا گیا۔ جب حضور سلطانِ معرفت خواجہ محمد نصیر الدینؒ تشریف لائے تو حضور قلندر کریم رحمۃ اللہ علیہ نے وہ دستار آپ کے سر پر رکھ دی اور عرض کیا کہ آپ کے ہوتے ہوئے مجھے اس دستار کی آب و تاب آپ ہی کی ذاتِ بابرکات میں نظر آتی ہے اور جب تک آپ کے برادر بزرگ حضور خواجہ حیات رہے آپ نے سلسلۂ بیعت کو رائج نہیں کیا۔ یہی وجہ ہے کہ بندہ فقیر کے والدِ بزرگوار بھی اس دوران خواجہ محمد نصیر الدین رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ حق پرست پر بیعت ہوئے۔ خواجہ محمد نصیر الدین رحمۃ اللہ علیہ کا عبادتِ الٰہی میں اس حد تک استغراق تھا کہ آپ نے شادی تک نہیں کی تھی اور غالباً ۱۹۱۳ یا ۱۹۱۴ء میں شاہ نصیر الدین چراغ دہلوی علیہ الرحمۃ کے بعد چشتیوں کا یہ نصیرِ دوجہاں بھی واصل باللہ ہوا۔ (انَّا لِلّٰهِ وَانَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْن)

مقدور ہو تو خاک سے پوچھوں کہ اے لئیم ۔۔۔ تو نے وہ گنج ہائے گراں مایہ کیا کئے

سیدی مرشدی و آقائی حضور قلندر کریم خواجہ محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ پیدائشی غوث الوریٰ تھے کہ بچپن میں ہی آپ سے ایسی کرامات نمودار ہونا شروع ہوئیں جن کی مثال نہیں ملتی۔ حضور بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے کہ آنکھوں پر پٹی باندھ کر ایک دوسرے کو پکڑنے کا کھیل کھیلا جا رہا تھا۔ حضور قلندر غریب نوازؒ نے اس بچے کو جس کی آنکھوں پر پٹی تھی اس کو مخاطب ہو کہا کہ آؤ تمہیں سیر کرائیں اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ وہ دیکھو اجمیر وہ دیکھو بغداد حتیٰ کہ مدینہ منورہ تک سیر کرا دی۔

عالمِ طفولیت میں آپ نے چند کبوتر رکھ لیے۔ بچپن میں ہی کمال کا یہ عالم تھا کہ کوٹھے کی چھت پر چڑھ کر فرماتے کہ جو میرے کبوتروں کو دانہ ڈالے گا اس کو دربار محمد رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوگی۔ بچپن سے لے کر شباب تک اور شباب سے لے کر ضعیفی تک آپ کی حیاتِ طیبہ کمالات اور انوارِ خداوندی سے بھرپور نظر آتی ہے۔ عشقِ سرمدی کا یہ نورانی پیکر اس حد تک ہمہ وقت استغراق و کیفیات میں رہتے اور سوز و گداز کا یہ عالم تھا کہ اپنے آقائی و مرشدی سلطانِ چشتیا کے آستانہ عالیہ سیال شریف میں کیفیتِ وجد میں حضور کنوئیں میں گر پڑے تو جب کنوئیں سے آپ کو نکالا گیا تو وجدانی کیفیت بدستور تھی اور کنوئیں کا پانی گرم ہو گیا تھا۔

قطرۂ دردِ دِل جامی بدر یا افگنی ۔۔۔ سینہ منوراں دل طپاں ماہی ز آب آید بروں

صاحبزادگانِ پرانوار عالی مقام سیال شریف سے سنا ہے کہ کسی مسئلہ پر آپ کو چاچڑ شریف سے وجد کی کیفیت طاری ہوئی اور اسی حالت میں تقریباً ۴۲ میل کا فاصلہ طے کر کے آپ سیال شریف پہنچے اور تین دن رات اس خطۂ پرانوار میں بھی آپ کی یہ حالت رہی۔ ؎

سسی کعبہ جان پنوں نوں کر دی تسلیماتاں ۔۔۔ تے پڑھ دی ذات بلوچاں اتے صلوٰتاں مناجاتاں

عشقِ حقیقی کا یہ ولولہ انگیز انداز آپ کی ذاتِ بابرکات تک ہی محدود نہ تھا بلکہ جس کی بھی طرف آپ چشمِ کرم سے دیکھتے یا توجہ

عاطفت فرماتے بلکہ یہ شہبازِ معرفت مردِ قلندر جس گلی سے بھی گزر جاتا اس گلی کے ذرّے ذرّے پر کیف و وجدان کی حالت طاری ہو جاتی۔ آپ کی مجلس میں خواہ کسی فکر کے آدمی بیٹھے ہوں ساری کی ساری مجلس عالمِ وجد میں آ جایا کرتی تھی۔ اکثر غلط عقیدہ لوگ آتے اور آپ کی زیارت کرتے ہی ان پر ایک مسحور کن حالت طاری ہو جاتی اور وہ سرِ تسلیم خم کر لیتے۔

دلدار کمنداں والے دا لگ سینے تیر نسنگ جاندا!

ٹٹ جاندے مان حسیناں دے جیہڑے راہ توں سوہنا لنگھ جاندا

ایسی چند ایک شخصیتیں ہوا کرتی ہیں جن کو اپنے شیخِ طریقت کے ہاں والہانہ محبت کا مقام حاصل ہو اور میں فخر سے یہ بات کہوں گا کہ میرے شیخِ طریقت حضور قلندر کریم غریب النواز کو خاندانِ پیر سیال لجپال میں وہ محبت کا مقام نصیب ہوا کہ اکثر و بیشتر صاحبزادگان پرانوار سیال شریف سے آپ کے متعلق وہ محبت آمیز تاثرات معلوم ہوئے کہ جیسے کوئی عظیم کاریگر اپنے کسی بے مثل شاہکار کا بڑی محبت سے ذکر کرتا ہے کہتے ہیں کہ کوئی شخص آستانہ عالی سیال شریف میں حاضر ہوا اور اس نے حضورؒ کی خدمت میں نذر پیش کی اور عشق کے لئے حضورؒ کی خدمت میں درخواست گزاری تو آپ نے فرمایا کہ اپنا نذرانہ اٹھا لو اور چاچڑ شریف چلے جاؤ ہم نے عشق وہاں بھیج دیا ہے۔ حضورؒ کا فقر بھی مطالعہ کرنے سے سلف کے فقرا سے ملتا جلتا نظر آتا ہے۔ باوجود اس کے کہ آپ ہمہ وقت کیف و وجدان میں رہتے تھے مگر پھر بھی شریعت کا یہ التزام تھا کہ باقاعدگی سے صوم و صلوٰۃ، تہجد، اشراق، اوابین اور معمولاتِ وظائف چشتیہ مدت مدید باقاعدگی کے ساتھ ادا فرماتے۔ میرے والدِ ماجد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے بیعت سے مشرف ہونے کے بعد آپ کے پردہ فرمانے تک عرصہ ۲۶ سال آپ کی خدمتِ بابرکات میں بیٹھنے کا اتفاق ہوا اور کسی حالت میں بھی آپ نے نہ اپنی نماز قضا کی اور نہ اپنے وظائف کے معمولات میں ناغہ ہونے دیا۔

چاہتے تو سب ہیں کہ ہوں اوجِ ثریا پہ مقیم

پہلے پیدا تو کرے ولیا کوئی قلبِ سلیم

آپ کا مجاہدہ بھی دور حاضرہ میں اپنی مثال آپ ہے۔ حضورؒ نے عرصہ چھتیس سال تادم آخر گندم یا گندم کی کوئی بنی ہوئی چیز تناول نہیں فرمائی۔ بلکہ آخری دس سال میں تو خوراک بالکل کم ہو گئی تھی اور گھٹتے گھٹتے لقمے سے بھی کم رہ گئی تھی اپنی زندگی کے آخری پندرہ سال حضورؒ نے چلنا پھرنا چھوڑ دیا ایک ہی جگہ پر بیٹھ گئے۔ مریدین اٹھا کر پالکی میں آپ کو ادھر ادھر لے جاتے تھے اور عام طور پر یہ بتایا جاتا تھا کہ چلنے پھرنے کی سکت نہیں رہی۔ مگر کئی ایک اور مریدین کے علاوہ میرے والدِ ماجد نے بھی ایک دن رات کو حضور غریب النوازؒ کو چلتے پھرتے دیکھا تو حیران رہ گئے جس کا وہ کئی بار ذکر فرمایا کرتے تھے۔

آپ کا فقر بڑا انوکھا تھا۔ کاغذ کی بھمبیریاں مٹی میں گاڑ کر سامنے رکھی ہوتی تھیں۔ ہر طرف سے ان کو ہوا پڑتی اور چلتی تھیں۔ بڑے بڑے لٹو جن میں سے ہُو کی گونجدار آواز آتی تھی بند کمرے میں اہتمام کے ساتھ دیکھا کرتے تھے۔ آپ کو جوگ سے بے حد شغف تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے گدڑی پہنی۔ وقتِ آخر جوگی لباس پہنا۔ چمٹا، کشٹہ، کھڑاؤں، بیراگن، ناد، کشکول۔ آپ کے کمرۂ خاص میں آج بھی اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

میرے والد ماجد فرمایا کرتے تھے کہ آپ کے آخری پانچ دس سال میں جو بھی ڈاکٹر یا طبیب آتا تھا ان کو حضورؒ کی نبض نہیں ملتی تھی اور وہ حیران ہوتے تھے کہ یہ اللہ کا حبیب زندہ کیسے ہے۔ آپؒ کی طبیعتِ طیبہ بے حد نازک اور اعلیٰ و ارفع تھی۔ آپؒ سماع کو بطور غذا سنا کرتے تھے لیکن صحت لفظی کا بے حد اہتمام ہوتا تھا۔ اگر قوال سے کوئی زبر زیر بھی غلط ہو جاتی تو آپ کی طبعِ نازک پر بے حد گراں گزرتا۔ آپ صرف مجالس میں سماع سننے کے علاوہ عجیب طرح سے سماع سنا کرتے تھے سفر و حضر میں قوال جو آپ کے دربار پر ہی مقیم تھے اور الحمدللہ کہ وہ سیال شریف کے قوال مشہور تھے آپ کے ساتھ رہتے اور جب حضور پُرانوار کا حکم ہوتا وہ خواہ رات کے ۲ بجے ہوں یا دن کا کوئی وقت ہوتا وہ مزا میر لے کر حاضر ہوتے اور آپ تنِ تنہا بیٹھ کر ہی سماع سنتے اور سچ تو یہ ہے کہ حضور زبدالانبیاؒ خواجہ فریدالدین مسعود گنج شکرؒ کے طریقۂ سماع

کواس مردِ قلندر نے اس دور میں دوبارہ اجاگر فرمادیا اور اگر یہ کہہ دوں تو بے جا نہ ہوگا کہ ؎

جوگی ہوہن مندران پا آیا ! ایہہ تے جھنگ وچ مجھیاں چار دا سی

سماع کو حضور قلندر کریم رحمۃ اللہ علیہ نے عام انداز میں سننا کبھی پسند نہ فرمایا۔ باوضو ہونا سر برہنہ نہ بیٹھنا باادب اور تخلیہ میں خوشبودار لوبان دہکا کر اور اوّل و آخر قرآنِ حکیم کی تلاوت کے ساتھ ہمیشہ سماع سننے کی کوشش کی سچ تو یہ ہے کہ وہ ساری صفات ہمہ گیر و مکمل جو ایک مردِ کامل میں ہونی چاہئیں آپ میں بدرجۂ اتم موجود تھیں اور قلندر کا وہ درخشاں لباس بالکل درست آپ کی ذات بابرکات پر مزین تھا۔ آخر یہ نادرروزگار ہستی ۷ر جمادی الثانی ۱۳۵۸ھ (۱۹۳۸ء) کو واصل باللہ ہوئے۔ ؎

سرودِ رفتہ باز آید کہ ناید　　نسیمے از حجاز آید کہ ناید
سر آمد روزگارے ایں فقیرے　　دگر دانائے راز آید کہ ناید

سیدی مرشدی قلندر غریب النوازؒ کے خاندان کے اکثر بزرگان صاحبِ کرامت ہوئے ہیں جن میں سے چند ایک کا ذکرِ خیر عرضِ خدمت ہے۔

حضور عالی مرتبت مخدوم برہان الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضور عالی مرتبت مخدوم برہان الدینؒ کو آپ کے جدامجد سیدنا مخدوم غوث بہاؤالحق ملتان شریف نے اس موجودہ جگہ چنگڑانوالہ میں جو کہ ان دنوں ایک گھنا جنگل تھا اور یہاں جنڈ کے درخت تھے، آنے کا حکم دیا۔ آپ شیر پر سواری کیا کرتے تھے۔ جب آپ یہاں پہنچے تو کالووال کے شاہان نے جو کہ اس علاقہ کے مالک تھے انہوں نے یہ کہہ کر واپس لوٹا دیا کہ یہاں تو لاتعداد پیران ومشائخ بیٹھے ہیں۔

دوسری دفعہ حضور نے پھر آپ کے دوسرے بھائی سیدنا شہاب الدینؒ کو بھی ساتھ روانہ کیا اور وہاں قیام کرنے کی تاکید کی۔ صاحبِ موصوف کا مزار بھی چنگڑانوالہ میں ہی ہے۔ جب آپ یہاں پہنچے تو یہاں کی ایک بہت بڑی زمیندار قوم ریحان کے سرداروں نے اپنا ایک مراثی آپ کی خدمت میں بھیجا کہ جا کر آپ سے شیر کا مطالبہ کرے۔ آپ سے بھکاری کو شیر دینا ممکن نہ ہوگا اور آپ یہاں سے چلے جائیں گے۔ جب وہ آپ کے پاس پہنچا اور اس نے دعائیں دینے کے بعد آپ سے بھیک میں شیر مانگا تو آپ نے مغرب کی سمت اشارہ کر کے فرمایا وہ دیکھو ہمارے کئی شیر کھڑے ہیں ان میں سے جو تمہاری مرضی ہے لے جاؤ۔ وہ کانپنے لگا اور عرض کی کہ حضورؒ شیر مجھے کھا جائے گا۔ آپ نے کان سے پکڑ کر شیر اس کے حوالے کیا اور فرمایا۔ ''یہ تمہیں کچھ نہیں کہے گا۔ صرف ہر روز ایک گھنٹہ اسے کھلا چھوڑ دینا یہ اپنی خوراک کھا لیا کرے گا۔'' وہ شیر کو گھر لے آیا۔ سب لوگ شیر کو دیکھ کر کانپنے لگے۔ وہ روزانہ شیر کو ایک گھنٹے کے لئے کھلا چھوڑ دیتا۔ شیر ریحان قوم کے مویشی کھا جاتا۔

آخر وہ تنگ آ گئے اور اس سے کہا کہ حضور کے پاؤں پڑ کر معافی مانگ کر شیر واپس کر آؤ۔ وہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ معافی کے لیے عرض کیا اور شیر واپس لینے کے لیے عرض کیا آپ نے فرمایا ہمارے مخدوم خاندان کی عادت نہیں ہے کہ دی ہوئی چیز واپس لیں۔ اس کی بہت منت سماجت کے بعد آپ نے فرمایا اچھا تم شیر یہاں باندھ جاؤ۔ لیکن آج کے بعد تمہارے خاندان کا کوئی مراثی ہم سے کچھ نہیں مانگے گا بلکہ ہم اپنی مرضی سے دیا کریں گے یہی وجہ ہے کہ مراثی خاندان کا کوئی فرد آپ کے در پہ سوال نہیں کرتا تھا۔

سیدی مخدوم عبدالکریم صاحب رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا قیام لنگر مخدوم میں تھا۔ آپ کا ایک عظیم درس تھا۔ لاہور میں میاں صاحب کی کھوئی مشہور ہے جو مادھولال حسینؒ کے مزار پاک کے قریب ہے ان کا بڑا عظیم درس "میاں وڈے صاحب کے درس کے نام سے مشہور تھا اور صاحبِ ولایت تھے۔ صاحب موصوف بھی آپ کے شاگرد تھے۔ حضور مخدوم عبدالکریم صاحبؒ کی یہ کرامت تھی کہ آپ کے درس میں شاگرد ولی ہو جاتے تھے نیز جنات بھی زیر تعلیم ہوتے تھے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ جن شاگرد اپنے آپ کو درس میں ظاہر کر بیٹھے تو آپ نے ان کو درس سے نکال دیا۔ جس پر وہ جن کہنے لگے کہ ہم بھی آپ کو دہلی کا سفر ڈالیں گے۔

لہٰذا چند دنوں کے بعد آپ کی خدمت میں دہلی کے سردارِ اعظم حاضر ہوئے کہ ہمارے بچوں کو جنات کا اثر ہو گیا ہے اور وہ مجبور کرتے ہیں کہ جب تک مخدوم کریم تشریف نہیں لائیں گے ہم نہیں جائیں گے۔ لہٰذا حضورؒ نے کرم فرمایا شاہی سواری پر دہلی تشریف لے گئے اور وہاں سے جنات کو اپنے ہمراہ واپس لے آئے۔

سیدی مخدوم نور رمستان صاحب رحمۃُ اللہ علیہ

آپ بھی لنگر مخدوم میں ہی قیام فرماتے تھے۔ آپ نے ایک شیشم کے درخت کو حکم دیا جو چل کر ضلع گوجرانوالہ میں رہنہ ڈنڈ کر کے مقام پہنچا۔ وہیں آپ نے تا وقت آخر قیام فرمایا وہاں آپ کا مزار پاک مرجع خاص و عام ہے۔

سیدی مخدوم عبدالغنی صاحب المعروف شیخ بُڈھیانہ رحمۃُ اللہ علیہ

آپ بھی مخدوم عبدالکریم صاحبؒ کے شاگردوں میں سے تھے۔ وفات کے بعد جب آپ کو چنگڑانوالہ (ضلع جھنگ) میں دفن کیا گیا تو آپ کے پاؤں مبارک اپنے استاد مخدوم عبدالکریم صاحبؒ کے مزار پاک کی طرف تھے۔ دوسرے دن لوگوں نے آ کر دیکھا کہ آپ کا مزار پاک پھر چکا تھا جو کہ اب بھی ظاہر ہے۔

سیدی مخدوم زندہ صاحب رحمۃُ اللہ علیہ

آپ کا قیام پاک بھی لنگر مخدوم ہی تھا۔ اتفاق سے آپ بروز منگل داعی اجل کا لبیک کہہ گئے۔ وہاں پر ایک ہندو مرد وزن نے مسلمانوں کو یہ طعنہ دیا کہ مخدوم صاحب اولیاء اللہ تھے لیکن وفات منگل کو ہوئی۔ اس پر آپ کفن پہنے ہوئے اُٹھ بیٹھے اور فرمایا، چلو جس دن اب تم کہو گے اس دن مروں گا۔ لوگ خوفزدہ ہو گئے اور کوئی شخص یہ نہ کہہ سکا کہ آپ فلاں دن مریں۔ آپ یہ چند لوگوں سے پوچھتے رہے۔ آخر کار آپ نے فرمایا میں جمعۃ المبارک کو مر رہا ہوں۔ مجھے دفنا آنا۔ پھر زندہ نہیں ہوں گا۔ لوگوں نے آپ سے کہا ہمیں تو آپ کو لے جاتے ہوئے ڈر لگے گا۔ لہٰذا آپ قبرستان تشریف لے گئے اور بروز جمعۃ المبارک پردہ فرمایا۔ (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن)

حضور غریب النوازؒ کے عاشقِ صادق غازی مرید حسینؒ شہید جن کا دربار پاک بھلا شریف تحصیل چکوال میں حضورؒ نے خود بنوایا۔ آپؒ نے ایک سکھ ڈاکٹر کو جو حصار میں تھا اور سرورِ دو جہاں ﷺ کی شان میں گستاخی کی تھی، خنجر مار کر واصلِ جہنم کر دیا اور شمعِ قلندر کا پروانہ نثارِ رسول اللہ ﷺ ہو گیا۔ اپنی قید و بند کے زمانے میں چند اشعار حضورؒ کی خدمت میں پیش کیے جو درج ذیل ہیں۔

الف۔ آ ماہی گل لاماہی کرو رحم نہ جی ترسا ماہی
پایا غماں دی فوج نے آن گھیرا جلدی پہنچ تے جان بچا ماہی
تیرے ہجر کٹاری ماری وچ سینے وار و دردِ جگر دے پلا ماہی
ایمؔ ایچ دا دم آخیر والا پھیرا پا تے مُکھ وکھا ماہی

ایف۔ آس اُمید تے صدق پکا خالی بول فقیر دا جاوندا نہیں
بناں حکم الٰہی فقیر کوئی کدی مُکھ توں بول الاوندا نہیں
جیکر پیر فقیر دی بول اتھے مرشد پاک بھی بول کہاوندا نہیں
ایمؔ ایچ دربار دے وچ آسی پکا پیر کوئی سُولی چڑھاوندا نہیں

ب۔ بیعت ہے حق نکاح کرنا ، سوہنا مرد اک چُن جہاں وچوں
جنم عقل تے شکل یکتا ہووے سخی مرد او دسے جہاں وچوں
عالم عاقل تے فقیر تحقیق کرکے منے خاوند دل جان دھیان وچوں
ایمؔ ایچ جاں عقد پڑھالیوے توں ہارے تے خارج ایمان وچوں

پ۔ عقد دے حرف تنے عین قاف تے دال تحقیق پیارے
عینوں عین تے قاف توقول پکا والوں دل دی خاص تصدیق پیارے
من بھاوناں جگت تلاش کرنا دعا کرنی تحقیق پیارے
ایمؔ ایچ پھر تول نہ مول ہارے کرنے عقد جو بعد تصدیق پیارے

ت۔ تلاش جہاں سارے وچ کیتی ملیا ہتھیار مقصود نہ لال کدھرے
ڈاہڈے دوست رفیق عزیز سارے نہ ہی ہو یا سوال مقبول کدھرے
تھکی عقل فکر تدبیر میری دی چیز نہ ہوئی موصول کدھرے
ایم ایچؔ جان در رحمان آیا باقی رہی نہ ہوس حصول کدھرے

ت۔ تلخ عذاب ہے ہجر والا سانس ٹُٹدا تے دم گھُٹدا اے
نہ ہی مرے نہ جیوے بیمار فُرقت نہ ہی دید باہجوں قصّہ چکدا اے
انتظار دلدار دی وچ تڑفے باہج دید نہ سانس نکھٹدا اے
ایم ایچؔ ایہہ فرقت ہے ازل والی لکھیا تیر تقدیر دا چُھٹدا اے

ٹ۔ ٹپک رہے اشک رخسارا تُوں جھڑی پوہ دی ہوئی مثال ہر دم
سردی آہ دی اشک دی بُوند باری لگی طلب خورشید جمال ہر دم
خواجہ پیر جی خط ارسال کیتا پونچھے آنسو مثل رومال ہر دم

ث۔ ثابت ہے جرم ثبوت پکا حکم موت ہے کافر سُنا دتا
کیتا قتل اسیر مردود تائیں چشم دید گواہاں بتا دتا
ملزم مار کے پیٹ دے وچ خنجر جہنم وچ مردود پہنچا دتا
ایم ایچؔ دی کجھ مجال ناہیں جوش حق نے غضب دیکھا دتا

ج۔ جسم بیجان بے حس ہویا ، ٹھوکر مار کے آن جلا جلدی

تیرے ہجر نے مارنا چار کیتا خواجہ پیر جی مکھ دکھا جلدی
وانگ ماہی بے آب بیتاب ہویاں ہن آکے آب پلا جلدی
ایم آیچ دی ایہہ دُعا سایاں کر دے رحم تے پیر ملا جلدی

چ۔ چشتی دربار منعقد ہو یا خواجہ پیر ہے صدر مُنیر بیٹھا
کدھرے واعظ تے کدھرے قوال بیٹھے کدھرے بسملِ ہے شاعرِدلگیر بیٹھا
کدھرے زاہد تے کدھرے تصوف والے کدھرے رانجھا ہے مثل فقیر بیٹھا
ہو یا مست دربار رنگ راگ اندر کدھرے چھپکے ہے رُوح اسیر بیٹھا

چ۔ چل دِلا چاچڑ شریف چلئے جتھے رحمتاں دے جھنڈے جُھلدے نی
چل کے دِل دی سیاہی نوں دُور کریئے اُتھے داغ دلاں دے دُھلدے نی
جنہاں طلب دیدار دی وچ سینے اوتان وچ جنگلاں دے رُلدے نی
ایم آیچ ہن چل دربار چلئے اِتھے بیٹھیاں بیلی نہ مِلدے نی

ح۔ حال دساں تسانوں قید والا ذرا سُن کے دل وچ قدر رکھناں
جیہڑا ریشم تے ململاں پاوندا سی اوسے بدن تمام تے کھدر رکھناں
جیہڑا بستر بچھونیاں تے سوندا سی بیٹھاں کمل تے اُتے اِک چادر رکھناں
نہ کوئی پلنگ منجی اسیر ملے ، پکے فرش تے لیٹ کے صبر رکھناں

ح۔ حکم حضور پُرنور والا رہنا مست بیفکر ہر حال پیارے
رہنا صابر تے شاکر ہر حال اندر رکھناں تقویٰ نہ کرنا ملاں پیارے
سب کام سپرد تقدیر کرنے ایہو عارفاں دی سوہنی چال پیارے
ایم آیچ نوں سبق پسند آیا پڑھے الحمد تے رہے خوشحال پیارے

خ۔ خبر لے آن کے پیر خواجہ کیتا ہجر نے حال بیحال میرا
جدوں تاپ فراق بیتاب کر دا حال حال کر دا وال وال میرا
کرلے دل دلیل نہ سوچ کوئی رہندا پیر دے ول خیال میرا
ایم آیچ نوں ملن دی تاہنگ مرشد بناں دید دے جیون محال میرا

ذ۔ ذوق مینوں تیرے دیکھنے دا کدی شوق دیدار دا گھٹدا نہیں
تیرا ہجر دیدار فراق چہرا خاکہ نُور والا اکھ تو ہٹدا نہیں
تیرا چہرا چراغ پتنگ بندہ مینوں صبر قرار ہک جھٹدا نہیں
آیم ایچ اسیر ظہیر ہویا پردہ شوخ نقاب دا پھٹدا نہیں

ر۔ روح ہے عشق تے شعر جسم بناں روح ہے جسم بیکار بیلی
باج عشق دے شعر ہے وانگ مُردہ بناں شعر دے عشق بیزار بیلی
سوزِ ہجر فراق نوں شعر کہندے باجھ شاعری عشق ہے بیزار بیلی

ز۔ زندگی موت پیوست ہویاں اکو حُکم اقرار کیسے
منگو زندگی موت بھی ساتھ آوے بیٹھے ذرا نہ صبر قرار کیسے

پلے زندگی موت نہ مُول چھوڑے

ہمیں جناب غازی مرید حُسینؒ کے اشعار جیسے ملے ویسے ہی درج کر دیئے ہیں۔اصلاح یا کمی وبیشی نہیں کی۔

..................☆☆☆..................

حضور قلندر کریمؒ کو اپنے شیخ عالی مقام کے آستانہ طیبہ پر بیحد پیار اور عشق کا مقام حاصل تھا۔خاص طور پر سیدنا سلطان العشاق حضور صاحبزادہ محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ اور سلطان العشاق قلندرِ وقت صاحبزادہ محمد بدرالدین رحمۃ اللہ علیہ کو آپ سے والہانہ محبت تھی اور خاص کرم سے نوازتے تھے۔صاحبزادہ محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کے درج ذیل ''بارہ ماہ فراق'' جو آپ نے قلندر کریمؒ کی وفات پر لکھے، اس کی واضح دلیل ہیں۔

بارہ ماہ فراق تحریر کردہ ۹/ رجب ۱۹۳۸ء

چڑھدے چیت بے چیت ہوئی چت چاپا سانول ماہی ———— ڈھول سپاہی
گل گلزار و سار بیٹھی گل پئی ہجر دی پھاہی ———— ہوئی تباہی
کِھڑیا باغ ویران ہو یا جد برہوں کانی واہی ———— دلڑی ڈھائی
اَکھ عبداوس یار کولوں مینوں ایہہ اُمید تاناہی ———— یاالٰہی

..................☆☆☆..................

وچہ بیساکھ کو ساکھ کیتی اوس دلبر یار پیارے ———— ٹھگ ونجارے
دلدے جوڑ تروڑ گیا سب قول قرار وسارے ———— پکے کارے
اک پلِ چین نہ آوے مینوں روندے نین بیچارے ———— درداں مارے
ویکھ عبد ہن آن پئے سربھار غماندے بھارے ———— بہوں سارے

..................☆☆☆..................

چڑھیا جیٹھ تے گھلے لو مینوں ساڑے بھاہ جدائی ———— کراں دُہائی
دلبر مکھڑ موڑ لیا اوس کیہڑی دل وچہ پائی ———— خبر نہ کائی
جاپے ہن اوس میرے ماہی غیرا نول دل دلائی ———— میتھوں چائی
یار عبداوس سانول ڈھولے کُٹھا وانگ قصائی ———— مارمکائی

..................☆☆☆..................

چڑھدے ہاڑ ادہا مریندی ول ول نظری بن ماراں ———— چار چودھاراں
اکھیوں اوہلے یار ہو یا مینوں دسن گرد غباراں ———— دھندوکاراں
وچہ فراق تُساڈے جانی روندی عمر گذاراں ———— کراں پکاراں
جیکر یار عبد نوں ملدا جان پیاری داراں ———— لکھاں وراں

..................☆☆☆..................

سانون رُت برسات دی آئی تے میرے نین برسدے ———— کئی برس دے
رو رو نیرو ہائے نیناں طالب ایہن درسدے ———— پئے ترسدے

بدل کُڑ کے برہوں والا یاراساں تھیں نسدے ——— مول نہ رسدے
ساڈی جھوک عبدؔ تد وسدی جے سجن کو لے وسدے ——— مِلدے ہسدے

..................☆☆☆..................

بھادوں بھاہ ہجر دی بھڑکی چڑنگ پئی وچہ چولے ——— ہوئیاں کولے
گلیاندے وچہ پھراں دیوانی دلبر ہویا اوہلے ! ! ——— مونہہ نہ بولے
درد فراق رنجانیدے ہن کیہڑا دکھڑے بھولے ——— من پر چولے
یار عبدؔ ہن دس نہ کوئی میری جندنوں کتھے رولے ——— سانوں ڈھولے

..................☆☆☆..................

اسوں آس لگی من میرے ملسم یار پیارا ! ! ——— ٹھگ ونجارا
رونڈی تے کرلاندی نوں آدیسی آپ سہارا ——— سوہنا سارا
خبر نہیں ہن سانول ماہی کیتا کیوں وِسارا ——— دے کے لارا
ویکھ عبدؔ اوس دلبر جانی کیتا کوڑ پسارا ——— نہیں کوئی چارا

..................☆☆☆..................

کیتیں کِتوں ڈھونڈاں ماہی نظر نہ کدھرے آندا ——— اوہ دل بھاندا
جان لباں تے آئی میری جیاںت گھبراندا ! ! ——— بہوں ترساندا
بے پرواہی ماہی توں دل ولول غوطے کھاندا ——— ڈب ڈب جاندا
چاپا چت عبدؔ اوس پیارے کدیں نہ پھیرا پاندا ——— کیتوس ماندا

..................☆☆☆..................

مگھر رُت خزاندی آئی میرے دلدا باغ کمانڑاں ——— جی اُدرانڑاں
دم دم یاد سجندی پاروں ڈاڈھا دل گھبرانڑاں ! ——— دردرنجانڑاں
ترٹ گئے غنچے خوشیاں والے سول اندر وچہ دھانڑاں ——— دکھ پرانڑاں
دیکھ عبدؔ اوس یار رنگیلے کیتا من دا بھانڑاں ——— اساں ساہنڑاں

..................☆☆☆..................

چڑھیا پوہ میرا جیا کمبے آیا شوہ سیالا ——— پوندا پالا
رات فراق دی مکدی ناہیں جلدی آوے شالا ——— کرمانوالا
مُدت گذری نین ترسدے ملیانا متوالا ——— یار نرالا
آکھ عبدؔ چت چاپا سجنا دیکے درد کشالا ! ——— دُکھدا چالا

..................☆☆☆..................

چڑھیا مانہ تے ماہی مینوں دل تھیں چا بھولایا ——— ترس نہ آیا
کے تقصیر پئی وچہ میرے دلبر کیوں چت چاپا ——— ظُلم کمایا
تک تک تھکیاں اکھیاں میریاں یار نہ مکھ دکھایا ——— پھیرا پایا
یار عبدؔ اوس بانکے دلبر مینوں انگ نہ لایا ——— ہائے خُدایا

☆☆☆

چڑھدے پھگن پھاہ ہجر دا آن پیاوچہ گلے ———— وس نہ چلے
ہاں کلیجہ میں تڑے دا سانگ برہوں وی سلّے ———— سول سوتّے
درد اندوہ فراق بجندے کر کر آون ہلّے ———— مارن بھلّے
آکھ عبدؔ اوہ چرجگ جیندا نال خوشی گھروتّے ———— تا کائی گلّے

اشعار از طرف مخدومی خواجہ مخدوم حسن دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ق۔ قدرفراق دا یاد آوے کر دے باپ جاں کوچ جہان وچوں
کھانا پینا ہسنا بُھل جاندا ہور خیال سب دور دھیان وچوں
اکو یاد اُس باپ دا نام ہوندا جاری ورد ہر وقت زبان وچوں
حسنؔ دین وچھوڑیدی سانگ ڈاڈی آوے لذّ نائیں پلیونکھان وچوں

☆☆☆

ک۔ کون سُنے فریاد تائیں باجوں باپ سوہنے سوہنی چال والے
ایسا کون دردی درد ونڈیوے میرے باپ دے سوہنے احوال والے
مخدوم معلوم جہان تائیں اوچا قد تے خوب جمال والے
حسنؔ دین دے پیر دے بھائی سکے پکے خوب سن اُسے خیال والے

☆☆☆

ج۔ جہاندے باپ جہان اتوں کر دے کوچ اس دنیا نوں چھوڑ میاں
پچھو حال وچھوڑیدا انہاں کولوں لیاوے سجناں نوں کہڈا موڑ میاں
آوے چین نہ درد وچھنیا نینوں ایہو اندر دلدے ہوگئی سوڑمیاں
حسنؔ دین پچھ حال فراق اُسنوں ٹرے باپ پریت تروڑ میاں

☆☆☆

تیرا روضہ ویکھن آئیاں پیاں گھڑیاں ٹشکاں مار دیاں
تیرے ہجر فراق ستایاں اوہ پھر دیاں وانگ سودایاں
تیرے رنگ محل وچ آئیاں ٹیلاں لگیاں حمد پکار دیاں
تیرا روضہ ویکھن آئیاں پیاں گھڑیاں لِشکاں مار دیاں
کئی لائیلپورے وچ چُھٹیاں اوہ عشق تیرے دیاں کُٹھیاں
دو نیناں کولوں مٹّھیاں تیرے بُوہے تے گھمراں ماردیاں
کئی اُچیوں تے کئی لمبیوں کئی آئیاں ساندل بار دیاں
تیرا روضہ ویکھن آئیاں پیاں گھڑیاں لِشکاں مار دیاں
کئی کالرے شہر وچوں آئیاں سائیں آپے سد بلائیاں

اکھیں ویکھن نوں سدھرائیں گلاں کر لے جاندی واردیاں
کئی شہر جیٹھل وچوں ٹریاں اوہ آوَ ندیاں مول نہ موڑیاں
نہ دوہیں جہانیں تھڑیاں اوہ خادم ہن دربار دیاں
تیرا روضہ ویکھن آئیاں پیاں گھڑیاں لِشکاں مار دیاں

کئی عِشق دے بیڑے چڑھیاں اوہ وانگ سوہنی ندی تریاں
اوہ مرنوں مول نہ ڈریاں کئی عاشق ہن چکوال دیاں
تیرا روضہ ویکھن آئیاں پیاں گھڑیاں لِشکاں مار دیاں

کئی دھنیوں توں کئی کھائیوں کئی بھون مریداں چوں آئیاں
ایہہ تے پیر مناون آئیاں کئی آئیاں کلر کہار دیاں
ہٹ پیر عزیز دا کھلیا جتھے عشق دا سودا تلیا
لگا تولن مول نہ بُھلیا چُنگاں آئیاں پیر سیال دیاں
تیرا روضہ ویکھن آئیاں پیاں گھڑیاں لِشکاں مار دیاں

..................☆☆☆..................

ملفوظات متعلق بہ حضور خواجۂ خواجگان شہنشاہ عشاق، قلندر اعظم کریم رحمۃ اللہ علیہ

میرے والدِ ماجد قبلہ حافظ محمد عبدالرحمٰن چشتی نظامی قلندری فرماتے ہیں کہ میں دوسال کا تھا کہ میرے والد صاحب کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ والدہ ماجدہ نے بڑی احتیاط اور خوش اسلوبی سے میری پرورش فرمائی اور قرآن حکیم حفظ کرنے کے بعد سکول کی تعلیم حاصل کرائی۔ بعد میں اپنے گاؤں کے سکول میں بطور معلم کام کرنے لگا۔ ۱۹۱۱ء کا ذکر ہے کہ مجھے لوگوں کی زبانی معلوم ہوا کہ یہاں حضور قلندر غریب النواز شیخ الکریم خواجہ محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اللہ بخش بھٹہ کے گھر تشریف لاتے ہیں اور آپ کی چشمِ کرم سے قلوبِ خلائق پل بھر میں مخزنِ انوار بن جاتے ہیں اور عجیب کیفیت کمال ہے کہ

''جس کی بھی طرف تا کا دیوانہ بنا ڈالا''

ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ سماع بہت سنتے ہیں۔ وجد کی حیران کن کیفیت آپ کی ذاتِ بابرکات پر طاری ہوتی ہے اور محفل کے افراد تو درکنار در و دیوار بھی وجد میں آ جاتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ مجھے زیارت کا ازحد شوق تھا مگر ساتھ ہی طبیعت اس بات سے معترض تھی۔ سماع سننا بالفعل خوب نہیں اور دل میں کہا کہ یہ پیر حضرات نے اپنی دوکانداری چمکانے کے لیے ایک طریقہ بنا رکھا ہے۔ لہٰذا چنداں اعتقاد نہ تھا۔ مگر ارادہ کیا کہ اب وہ نادرِ روزگار شخصیت تشریف لائے تو دیکھوں گا۔

لہٰذا ماہِ رمضان المبارک میں ۱۹۱۱ء میں حضور نے ہمارے گاؤں میں ایک ماہ قیام کیا۔ میں بالکل از راہِ تماشا مجلس میں چلا گیا۔ اتفاق سے میری پہلی نظر جب اس مردِ قلندر پر پڑی تو میرے سارے جسم میں رعشہ طاری ہو گیا اور ایڑیوں تک پسینہ آ گیا۔ بہر حال میں نے اپنے آپ پر قابو پایا۔ آپ نے دیکھتے ہی اپنی چارپائی مبارک جس پر آپ تشریف فرما تھے اس کے دائیں پائے کے پاس نیچے جو شخص بیٹھا تھا اسے اٹھا کر مجھے بیٹھنے کو کہا اور بندہ کی طرف خاص توجہ فرمائی۔''

''شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا''

دوسرے دن، تیسرے دن لگا تار جانے کا اتفاق ہوا ہر چند خیال کرتا کہ ایسی طبلے باجے کی مجلس میں مجھے نہیں جانا چاہیے مگر ''تقاضا تھا یہی دل کا وہیں چلیے وہیں چلیے'' کشاں کشاں درِ حضور پر ناصیہ فرسا ہونے کی سعادت نصیب ہوتی رہی۔ آپ ہر بار اپنے پلنگ کے دائیں پایہ کے ساتھ بیٹھنے کو فرماتے۔ تیسرے دن فرمانے لگے ''مولوی صاحب جی تسیں میرے چوتھے پائے دے مالک ہو کوئی بیٹھا ہووے اہنوں اٹھا کے بیٹھ گیا کرو'' آپ فرماتے ہیں میں نے خیال کیا شاید مجھے مرید بنانے کے لیے ایسی محبت دکھا رہے ہیں۔ حتیٰ کہ حضورؒ کی روانگی کا دن آ گیا آپ نے فرمایا کہ سب لوگ ملاقات کر لو کہ سویرے تم لوگ بھی کام پر جاؤ گے اور ہمیں بھی جانا ہے۔ لوگ قدم بوسی کرنے لگے۔ میں نے بھی ملنے کی کوشش کی تو آپ فرمانے لگے کہ آپ کو باہر ہل وغیرہ لے کر نہیں جانا آپ سویرے ملیں گے۔ تو میں نے عرض کیا حضور میں سویرے نہیں آ سکوں گا۔

اس پر آپ نے فرمایا ''مولوی صاحب جی مینوں خدا دا حکم ہو گیا اے جد تک تسیں نہ آ کے مل سو میں ایتھوں نئیں جاساں''

ع　یہ نظرِ کرم ان کی دائے میری نادانی

دوسرے دن صبح میں حاضر ہوا تو بالکل تیار بیٹھے تھے مجھے دیکھتے ہی دعائے خیر فرمائی اور ایک کتاب خاتم سلیمانی۔ ایک چھڑی اور ایک رومال عطا فرمایا۔ یہ خاتم سلیمانی ابھی تک ہم غریبوں کے گھر کی عظیم جائیداد ہے

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند　سگ را ولی کنند مگس را ہما کنند

میرے والد ماجد فرماتے ہیں کہ پھر کیا تھا میری حالت پر ایک انقلابی کیفیت طاری ہوگئی۔ سات دن اور سات رات ہوش نہ آیا اور ہر وقت یہی کلمہ منہ سے نکلتا تھا۔

''کتھے کچھ دے کارواں گئے گھن خان پنن میری جان گئے''

ساتویں دن اپنے تایا زاد بھائی کے ساتھ چاچڑ شریف حاضرِ خدمت ہوا اور بیعت کے لئے عرض گذاری۔ آپ نے فرمایا ''مولوی صاحب جی تسیں پرہیز گار آدمی او کے پرہیز گارنوں ڈھونڈوں اسیں تے ڈھول ڈھمکا سنن والے لوک آں'' میں قدموں میں گر پڑا۔ فرمایا ''تم آئے نہیں ہو لائے گئے ہو'' پھر حکم فرمایا کہ بیعت (حضور کے برادرِ بزرگ) حضور سلطان العارفین حضرت خواجہ محمد نصیر الدین رحمۃ اللہ علیہ سے کرنا ہے کیونکہ سجادہ نشین حضور ہیں۔ اور میرا ہاتھ پکڑ کر حضور کی خدمت میں بیعت کرایا اور فرمایا۔

بہت مدت کہ نخچیروں نے اندازِ نگاہ بدلا کہ میں نے فاش کر ڈالا طریقہ شاہبازی کا

پھر مجھے سینے سے لگایا اور آہستہ سے مجھے ایک بات بتائی فرمایا واللہ جو راز میرے باپ نے مجھے بتایا میں نے تمھیں پہلے دن بتا دیا۔

فہم رازش چہ کنم او عربی من عجمی لاف مہرش چہ زنم او قرشی من حبشی

میرے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میری کیفیت یکسر تبدیل ہوگئی۔ گھر پر بیٹھے ہوئے سفر وحضر میں ہر وقت چاچڑ شریف کا دولہا مولائے مدینہ کا یہ نرالا محبوب مجھے جلوہ فگن نظر آتا۔ تحت الثریٰ سے عرشِ عظیم تک حجابات ہٹتے دکھائی دیئے اور ہر جگہ اسی کی حکمرانی کی صدا گونجتی نظر آئی۔

بلا واللہ ملکی تحت حکمی ووقتی قبل قلبی قد صفالی

عرصہ چھ ماہ مسلسل یہی کیفیت رہی اور حضرت پیر بلھے شاہ صاحبؒ کے مصداق

میں تا ہو گئی ہور دی ہور نی مینوں کون سجھانے تے کون پچھانے
مینوں وحدت پا لیا شور نی مینوں کون سجھانے تے کون پچھانے

آپ فرماتے ہیں کہ مجھے عرصہ ستائیس سال تک حضور کی خدمت میں حاضر ہونے کا اتفاق ہوا۔ آستانہ عالی کریم ایک چھوٹے سے قصبے میں واقع ہے مگر ستائیس سال میں مجھے ہوش نہیں کہ کس طرف سے دربارِ عالی مقام پر حاضر ہونا ہے۔ کبھی شمال کبھی جنوب، کبھی شرق اور غرب سے ہوتا ہوا حاضر خدمت ہوتا۔ دلبر نازے عجبے۔ قامت حوبے عجبے

تحصیل چکوال سے تین چار میل کے فاصلہ پر ایک مشہور ومعروف قصبہ بھلا کریالہ واقع ہے۔ اس قصبہ میں ایک قبلہ مائی صاحبہ المعروف مائی بیگماں حضور قلندر غریب نوازؒ کے زمانہ میں ہوا کرتی تھیں۔ جن کی بیعت تونسہ شریف تھی۔ قدرت نے انہیں قلندری میں سے حصہ عنایت فرمایا تھا۔ ظل الٰہی سے قوت بصیرت قدرت نے اتنی عطا کی تھی کہ اگر کسی کی طرف ایک نگاہِ کرم سے دیکھتیں تو اس کے ہاتھ سے لقمہ گر پڑتا تھا۔

ان کے ایک نوجوان بھانجے، جو اپنے والد کی وفات کے بعد نمبردار بھی بنے، قصبے میں ایک نہایت عالی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ حضور قلندر غریب نوازؒ سلطان العاشقین کے دست بیعت تھے۔ آپ کی عمر بیس اکیس سال تھی اور تعلیم ایف۔ اے تک تھی کہ خدا نے صاحب موصوف کو ایک عالی کام کے لیے منتخب فرمایا۔

غازی مرید حسین نے اخبار میں پڑھا کہ حصار میں ایک ویٹری ڈاکٹر ہے جس نے حضور رسالت مآبؐ کی شان بابرکات میں خاکم بدہن گستاخی کی ہے۔ یہ خبر پڑھتے ہی اس محبوبِ قلندر کے دل میں جذبہ بلالی نے کروٹ لی اور پکار اُٹھا۔

آگ تکبیر کی سینوں میں دبی رکھتے ہیں زندگی مثلِ بلالِ حبشیؓ رکھتے ہیں

اسی وقت حضور غریب نوازؒ کی خدمتِ اقدس میں عریضہ تحریر کیا کہ بندہ اپنی جوانی آپ کے صدقے والیٔ بطحی ﷺ کے قدموں پر نثار کرنے کا خواہشمند ہے حکم حضور کا انتظار ہے۔ حضورؒ نے بنظرِ کرم اجازت فرمائی اور خاص دعا سے نوازا۔ کہ

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے دہر میں اسمِ محمدؐ سے اُجالا کر دے

غازی مرید حسینؒ نے اپنی کچھ زمین فروخت کر کے سفر خرچ لے کر اور ایک تیز دار خنجر خرید کر حصار کی طرف رخ کیا۔

حضورِ اکرم ﷺ پر درود و سلام کا ورد کرتے حور و ملکوت کی آواز اہلاً و سہلاً مرحبا کانوں میں گونجتی۔ اسی طرح مسافت طے کر کے آپ حصار پہنچے اور سیدھے اس پتہ کے مطابق ہسپتال پہنچے تو معلوم ہوا کہ وہ گستاخِ رسول ڈیوٹی سے گھر چلا گیا ہے۔ سیدھے گھر چلے گئے جا کر دستک دی تو معلوم ہوا کہ ڈاکٹر سویا ہوا ہے آپ نعرۂ تکبیر کہہ کر اندر داخل ہوئے۔ اس کو خوابِ غفلت سے بیدار کیا اور کہا کہ یہ نہ کہنا کہ محمدؐ کے پروانے نے سوئے ہوئے کو مار ڈالا اور کلمۂ شہادت پڑھ کر خنجر کا ایسا وار کیا کہ ایک ہی وار میں وہ نارِ جہنم کا ایندھن بن گیا۔

غازی صاحبؒ وہاں سے نکلے۔ شہر میں کثیر تعداد میں سکھ رہتے تھے جنہوں نے گھیر لیا آپ نے فرمایا میں بھاگنے کے لیے نہیں آیا میں تو محمد مصطفٰے ﷺ کی عظمت تم سکھوں کے سینوں پر بٹھانے آیا ہوں اور خود کو پولیس کے حوالے کر دیا۔

تین چار سال کیس چلتا رہا اور ہر بار جب ان کے فیصلہ کا وقت آتا تو آپ دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتے تو وہ وقت ٹل جاتا۔ سچ ہے۔

اولیاء راہست قدرت ازالہ تیر جستہ بار گرداند ز راہ !

اس ضمن میں ایک واقعہ یاد آیا کہ غازی موصوفؒ کی اسیری کے دوران کئی ایک کرامات نمودار ہوئیں۔ دورانِ اسیری آپ کی کوٹھری کے ساتھ والی کوٹھری میں ایک سکھ قاتل قید تھا۔ جو اکثر رات کو یہ معلوم کرتا کہ غازی صاحب کی کوٹھری میں لاتعداد بلب جگمگا رہے ہیں اور بہت سے آدمی درود و صلوٰۃ پڑھتے ہیں۔ اس سکھ نے پوچھا کہ رات کو آپ کے پاس کون آدمی آتے ہیں تو آپ نے فرمایا یہ میرے آقا و مولیٰ والیٔ بطحٰی محمد مصطفٰے ﷺ معہ صحابۂ کرام کے تشریف لاتے ہیں اور حضور ﷺ کی کچہری میں درود و صلوٰۃ کا ورد ہوتا ہے۔ آپ کا یہ فرمانا تھا کہ سکھ بے اختیار پکار اٹھا۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ

اس نے وصیت کی کہ میں غازی مرید حسین کے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا ہوں۔ میری لاش سکھوں کی بجائے مسلمانوں کے حوالے کی جائے۔ سچ ہے

ع تیری نگاہِ کرم جسے انتخاب کرے

تیسرے دن اس کو پھانسی دیا گیا تو حسبِ وصیت مسلمانوں نے تجہیز و تکفین کر کے جہلم شہر مین دفن کر دیا۔

ع آسمان تیری لحد پر تا ابد گل افشانی کرے

آخر کار عرصہ چار سال گزرنے کے بعد ایک دن حضور قلندر کریمؒ نے آستانہ عالیہ پر بیٹھے ہوئے دوستوں سے فرمایا کہ میں نے بہت کوشش کی غازی صاحب کو قدرت رہا فرما دے مگر غازی صاحب کا دل شمع محمدی پر نثار ہونے کو ہے۔ دعا کریں خدا ان کو ان کا مقصود عطا کر دے۔ میرے والد ماجد حضورؒ فرماتے ہیں کہ اس وقت میں بھی خدمت میں موجود تھا۔

غازی صاحب کے لیے دار کا حکم ہوا تو حسبِ قانون سیاہ کپڑے کی ٹوپی پہنانے لگے تو آپ نے فرمایا میں کالے رنگ کی ٹوپی نہیں پہنوں گا کیونکہ میرے شیخ نے یہ رنگ پسند نہیں فرمایا۔ کافی بحث کے بعد قانون عاشق کامل کے سامنے جھک گیا اور سفید کپڑے کی ٹوپی پہنائی گئی۔ غازی صاحبؒ نے آخری وقت میں صرف ایک ہی وصیت فرمائی اور وہ یہ تھی کہ ''میری لاش کو میرے وارثین کے حوالے نہ کیا جائے بلکہ میرے شیخ کریم حضور سلطان العاشقین قلندر غریب نوازؒ کے آستانہ عالیہ پر پھینک دیں اور عرض کریں کہ ؎

مجھے خاک میں ملا کر میری خاک بھی اڑا دے جو تجھ پر مرمٹا ہو اسے کیا غرض نشاں سے

حضور قلندر غریب نوازؒ کو بھی اس وصیت کی اطلاع مل گئی تو آپ نے فوراً فرمان جاری کیا کہ ''غازی مرید حسینؒ نے مجھے بیدام خرید لیا ہے ان کے جسدِ اقدس کو ان کے آبائی گاؤں بھلا شریف پہنچایا جائے۔ میں بھی وہاں پہنچ رہا ہوں اور جب تک حضور پیر سیالؒ کے صدقے ''بھلا'' چاچڑ شریف کا نقشہ نہ بن جائے گا۔ اس سرزمین سے نہیں اٹھوں گا۔''

حضور غازی صاحبؒ کے جسد کو بھلا شریف پہنچایا گیا۔ حضور غریب نواز بھی پہنچے غازی صاحبؒ کی روح پکار پکار کر کہہ رہی تھی۔

کشتے کہ عشق دارد نگذار دت بدہناں بجنازہ گر نیائی بمزار خواہی آمد !

محبت کے عالم میں حضورؒ سے نہ رہا گیا تو غازی صاحبؒ کے مزار پر بوسہ دیا جس جگہ میرے آقا نے بوسے کے لیے دہن مبارک رکھا۔ وہاں سے شہد نکلنے لگا۔ اس وقت حضورؒ کے پاس چند غلامان باصفا بھی موجود تھے اور ضلع جہلم کے ہزاروں باشندے اس شہد سے مستفیض ہوئے۔ تب غلاموں نے اس بات کا راز افشا کر دیا تو شہد نکلنا بند ہو گیا۔

آپ نے فرمایا کاش تم اس راز کو سربستہ رکھتے تو یہ شہد خدا کی قسم روزِ حشر تک اس مزار اقدس سے نکلتا رہتا۔

حضور قلندر کریمؒ نے اپنی گرہ سے آستانہ عالیہ چاچڑ شریف کے ہو بہو مشابہ روضہ، مسجد، کنواں، لنگر خانہ تعمیر کروایا اور فرمایا۔ ع

''لو ہم تمہیں دل دیتے ہیں کیا یاد کرو گے''

..................☆☆☆..................

میرے والدِ ماجد حضورؒ فرماتے ہیں کہ حضور شمس العارفین غریب النواز خواجۂ خواجگان محمد شمس الدینؒ کا زمانہ تھا۔ عرس مبارک کے موقع پر آستانہ عالیہ سیال شریف میں ایک مجذوب فقیر آ گئے۔ جو پاؤں سے برہنہ، بکھرے ہوئے بال اور لمبا پیراہن پہنے ہوئے تھے اور حضور شمس العارفینؒ کی خدمت میں آ کر وحدت الوجود کے متعلق دریافت کیا۔ اس وقت حضورؒ کی خدمت میں باقی درویشوں کے علاوہ پیر حیدر شاہ صاحب جلالپوریؒ، پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ، حضور قبلہ محمد عبدالعزیزؒ چاچڑ شریف اور مولوی صاحبؒ مرولہ شریف حاضر تھے۔ حضور شمس العارفین نے ابھی اس مجذوب کے سوال کا کچھ جواب نہیں دیا تھا کہ میرے قبلہ قلندر کریمؒ چاچڑ شریف نے برجستہ کہا جس کا جواب بیٹا دے سکے اس کے متعلق باپ سے پوچھنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ آپ کا یہ کہنا تھا کہ وہ فقیر بے ساختہ آہ و بکا کرنے لگے اور دربار سے باہر نکل کر جہاں گوشت کے مٹکے لگائے گئے تھے اس آگ کی چر میں ننگے پاؤں چلنا شروع کر دیا۔ حضور شمس العارفین غریب نوازؒ بمعہ احباب باہر تشریف لائے اور یہ منظر دیکھنے لگے۔ اس کے پیراہن پر خون کے چھینٹے پڑتے تھے وہ بار بار یہی کہتا تھا کہ یہ اس کا خون ہے جس نے مجھے قتل کیا اور پھر حضور شمس العارفینؒ سے مخاطب ہو کر اور حضور قلندر کریمؒ کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگا بیٹا مجھے دے دو۔ حضورؒ جلال میں آ گئے فرمایا آپ کے سید اور مہمان ہونے کی وجہ سے میں نے آپ کا بہت لحاظ کیا ہے۔ لیکن آپ حد سے تجاوز کرتے جا رہے ہیں۔ آپ کا یہ کہنا تھا کہ وہ آگ سے نکل کر سیال شریف سے چلا گیا۔ کہتے ہیں کہ اس بزرگ کا نام احمد شاہ قندھاریؒ تھا اور وہ گندم یا گندم کی بنی کوئی چیز نہ کھاتے تھے۔

کچھ مدت کے بعد وہی بزرگ آستانہ چاچڑ شریف تشریف لائے۔ حضور نے ان کو بٹھایا تو انہوں نے پہلے شراب اور پھر یکے بعد دیگرے باقی نشہ آور چیزوں کا مطالبہ کیا۔ مگر بعد میں خود ہی انکار کر دیا اور فرمایا میرے لیے باجرے کی روٹی لاؤ۔ حضورؒ سے محبت بھری باتیں کرتے بعد میں دعا کی اور چلے گئے۔

..................☆☆☆..................

میرے والد حضورؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ۱۹۱۱ء میں بیعت کی تو معلوم ہوا کہ حضورؒ نے ۹ سال سے گندم یا گندم کی بنی ہوئی چیز نہیں کھائی یعنی ۱۹۰۲ء میں آپ نے گندم ترک کر دی اور ۱۹۳۸ء میں آپ خلا بریں بنے اس طرح حضورؒ نے چھتیس ۳۶ سال گندم تناول نہیں فرمائی۔ بلکہ آخری آٹھ، دس سال میں تو آٹھ پہر میں ایک چھوٹا سا لقمہ آپ کی خوراک رہ گئی تھی۔ مائی الہ بی مرحومہ اچھے سے اچھا کھانا جو کہ گندم کا نہیں ہوتا تھا پکا کر پیش کرتیں تو آپ کسی نہ کسی وجہ سے ایک معمولی سا لقمہ لینے کے بعد واپس کر دیتے۔

میرے والد حضورؒ فرماتے ہیں کہ حضور قلندر کریم غریب نوازؒ نے اپنی زندگی کے آخری پندرہ، بیس سال چلنا پھرنا بھی ترک کر دیا تھا اور احباب آپ کو اُٹھا کر ہی آگے پیچھے لے جاتے تھے۔ چارپائی کے بعد پالکی میں بھی حضورؒ نے سفر کیا۔ عام خیال یہ تھا کہ شاید حضورؒ کا نچلا دھڑ کمزور ہو گیا ہے۔ مگر ایک دن میری حیرت کی انتہا نہ رہی۔ رات قریباً دو بجے کا وقت ہو گا۔ سب احباب گہری نیند سوئے ہوئے تھے۔ میں بھی وہیں سویا ہوا تھا۔ اچانک میری آنکھ کھلی تو دیکھتا ہوں کہ حضورؒ قدم مبارک سے چل کر وضو فرمایا اور پھر مصلّے پر آ کر بیٹھ گئے۔ اس دن انکشاف ہوا کہ حضورؒ نے چلنا پھرنا صرف مجاہدے کے لیے ترک کیا ہوا ہے۔ سبحان اللہ آپ کا تصوف ان صوفیا کے مشابہ تھا جو تیسری چوتھی

صدی میں حضرت شبلیؒ، حضرت جنید بغدادیؒ اور حضرت بایزید بسطامیؒ جیسی ہستیوں نے کیا ہے۔ ؎

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا!

بندۂ حقیر فقیر نے محمد امیر نامی قوال کی زبانی سنا کہ شاہ پور تحصیل میں ایک صاحب مرزا فرحت اللہ بیگ تحصیلدار کے عہدہ پر متمکن تھے۔ وہ اتنی قوتِ نظر رکھتے تھے کہ اگر کرسی کو اشارہ کرتے تو وہ خود بخود ان کے پاس آ جاتی تھی۔ ان کی اس قوتِ تسخیر کا بہت چرچا ہوا حضور عالی مقام قلندر غریب النوازؒ نے بھی یہ شہرت سنی تو بہ نفسِ نفیس اس کے پاس تشریف لے گئے۔ تحصیلدار صاحب نہایت ادب اور خلوص سے پیش آئے اور معذرت کی کہ حضورؒ مجھے حکم فرماتے میں خود حاضر ہو جاتا۔ آپ نے فرمایا کوئی بات نہیں مجھے آپ کی تسخیری قوت دیکھنے کا شوق ہوا۔ اس صاحب نے تعمیل ارشاد کی خاطر کرسی کو اشارہ کیا مگر وہ اپنی جگہ سے نہ ہلی۔ دوبارہ سہ بارہ کوشش کی مگر ناکام ہوا۔ فوراً حضورؒ کے قدموں پر آ پڑا آپ نے فرمایا مرزا صاحب یہ کوئی فقیری نہیں یہ محض شعبدہ بازی ہے۔ آپ میرے ساتھ آئیں میں آپ کو فقیرِ باخدا کی زیارت سے مشرف کرواؤں۔ حضورؒ اس کو لے کر سیال شریف حاضر ہوئے حضور خواجۂ عالم حضرت ثالث حضور خواجہ محمد ضیاء الدین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں شرفِ قدم بوسی نصیب ہوا اور بیعت سے سرفراز ہوئے۔ کتنے خوش قسمت تھے وہ صاحب جن کو اتنی بڑی سعادت نصیب ہوئی۔

..................☆☆☆..................

میرے والد ماجد حضورؒ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں دوپہر کے وقت حضور کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ حضور سامنے والے برآمدے میں پلنگ مبارک پر دراز تھے۔ لنگر خانے اور مکانوں کے ساتھ ساتھ روضے شریف تک اینٹوں کا چبوترا تھا۔ اس کے قریب سے میں جلدی سے آگے بڑھا کہ حضور کی قدم بوسی کروں۔ آپ دیکھ کر جلال میں آ گئے اور فرمایا ''دھر دھر'' میں نے ادھر ادھر دیکھا کہ کوئی کتا تو نہیں ہے پھر قدم آگے بڑھایا آپ نے فرمایا پھر وہی الفاظ دہرائے۔ سُبحان اللہ تیری گولیاں داپڑ گولڑا میں۔ تیرے

جے لکھ جُتیاں ماریں فیر بھی آوے خندہ

والد حضورؒ فرماتے ہیں میں نے پھر قدم آگے بڑھایا۔ تو آپ نے فرمایا ''دھر دھر'' میں سمجھ گیا فوراً پیچھے ہٹ کر جوتا اتارا اور شرفِ قدم بوسی حاصل کیا۔ حضور فرمانے لگے آپ نے قرآنِ حکیم میں نہیں پڑھا اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔

فخلع نعلیک انک بالواد المقدس طویٰ۔ اے موسیٰ جوتا اتار کر آؤ۔

طویٰ کی وادی پاک ہے۔ سبحان اللہ کرم کا بھی کیسا نرالا انداز تھا۔ ؎

رقیباں گوش بر آواز اودر ناز ومن ترساں سخن گفتن چہ مشکل بود شب جائیکہ من بودم

ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ میرے والد حضورؒ فرماتے ہیں کہ ایک جگہ پر جس کا کہ نام راقم الحروف کو یاد نہیں۔ حضور قلندر کریم غریب نوازؒ قیام فرما تھے اور اتفاق سے دوپہر کا وقت تھا۔ سب لوگ ادھر ادھر گئے ہوئے تھے کہ میں حاضر ہوا۔ شدت کی گرمی پڑ رہی تھی۔ مجھے سخت پسینہ آیا ہوا تھا اور کپڑے بھی کچھ میلے تھے۔ حضورؒ نے خاص نظرِ کرم فرمائی بغل گیر ہوئے اور فرمانے لگے آپ کے کپڑے تو کبھی اتنے میلے نہیں ہوئے اب کیا وجہ ہے ساتھ ہی فرمایا کنواں نزدیک ہے کپڑے دھولیں۔ میں نے عرض کی حضورؒ صابن نہیں ہے اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی گدھے پر صابن کی گٹھری لادے ہوئے آ گیا۔ اور دو ٹکیاں صابن نکال کر حضورؒ کو نذر کر کے چلتا بنا۔ خدا جانے وہ انسان تھا یا کوئی فرشتہ۔ حضورؒ نے فرمایا صابن تو آ گیا ہے اب آپ کپڑے دھولیں میں نے پھر بھی کچھ حجاب محسوس کیا اور عرض کی کہ حضورؒ میں نے کپڑے کبھی دھوئے نہیں۔ اس کا تجربہ نہیں ہے۔

حضور قلندر کریم غریب نوازؒ پر واجدانی کیفیت طاری ہوگئی۔ اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا اوپر والی چادر کمر سے باندھو اور کپڑے اتار دو میں دھوتا ہوں میں کانپ گیا۔ دست بستہ عرض کی۔ حضور خود دھولیتا ہوں لیکن آپ نے فرمایا نہیں آپ کے کپڑوں کو میں دھوؤں گا۔ حکم الٰہی ایسا ہے۔ ہر چند اصرار کیا مگر بے سود۔ مجھ پر سکتے کی حالت طاری ہوگئی حضورؒ نے کپڑے دھونے شروع کر دیئے۔ بے ساختہ میرے

منہ سے نکلا کہ اگر دھونا ہے تو اچھی طرح دھوئیں۔ آپ نے فرمایا خدا قسم ایسے دھوؤں گا قیامت تک میلے نہ ہوں گے۔ جس جا پہ جاؤ گے تم نہیں ہوگے ہم ہوں گے۔

رحمت دا دریا وڈیرا جاں موجاں وچہ آوے ڈھاباں چھپڑیاں بھر ٹُردا ہکو لہر بنا وے

میرے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے حلقۂ بیعت میں شامل ہوئے بمشکل ایک سال ہوا تھا کہ میں نے سنا کہ ہمارے گاؤں کھوکھر زیر تحصیل چکوال سے چار پانچ میل کے فاصلے پر موضع تتراں میں ایک بزرگ ہیں جو مستجاب الدعوات ہیں وہ جو بھی دعا کرتے ہیں قبول ہوتی ہے۔ لوگ جوق در جوق ان کے پاس حاضر ہو رہے تھے۔ یہ سن کر میں بھی حاضر ہوا اور دعا کے لیے عرض کی۔ مگر اس خدا کے بندے نے دعا کرنے سے صاف انکار کر دیا اور کہا کہ میں تمہارے لیے دعا نہیں کروں گا۔ آپ فرماتے ہیں میں نے مزید استفسار نہ کیا اور وہاں سے چلا آیا۔ کوئی دو میل کا فاصلہ طے کر چکا تھا کہ ایک آدمی دوڑتا ہوا آیا اور مجھے کہا کہ واپس چلو آپ کو وہ بزرگ یاد کر رہے ہیں۔ میں واپس حاضر ہوا تو وہ بزرگ کہنے لگے کہ تم مجھ سے پوچھو کہ میں نے تمہارے لئے دعا کرنے سے کیوں انکار کیا ہے؟ میں نے عرض کی کہ میں تو اپنا آقا و مولا رکھتا ہوں مجھے آپ سے پوچھنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ میں نے تو فقط برکت کیلئے دعا کی استدعا کی تھی وگرنہ

''تیرا غم رہے سلامت میرے دل کو کیا کمی ہے''

وہ فرمانے لگے واقعہ دراصل یہ ہے کہ جب آپ نے دعا کے لئے کہا تھا تو اُس وقت تمہارے کندھے کے پاس تمہارے شیخ کریم کھڑے فرما رہے تھے۔ کہ ان سے پوچھو کہ انہیں دعا کی ضرورت باقی رہ گئی ہے۔

میرے والد حضورؒ فرماتے ہیں کہ میں درِاقدس پر چاچڑ شریف حاضر ہوا حضور پرنور وضو فرما رہے تھے۔ میں نے خدمت میں واقعہ عرض کیا تو آپ کی طبیعت جلال میں آ گئی اور فرمانے لگے ''مولوی صاحب جی میں کدی بشری حالت وچ ہوواں تے تساڈے نال نہ ہوواں نئیں تے میں تہانوں اکلیاں تے کدی نئیں چھوڑیا۔'' سبحان اللہ

پیرِ کامل صورت ظلِ الٰہ یعنی دیدِ پیر دید کبریا

..................☆☆☆..................

میرے والد حضورؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ضلع گجرات کے قصبہ قاضی صاحب اعوان شریف والوں کا بہت شہرہ سنا۔ دل میں شوق ہوا کہ حاضری دوں۔ لہٰذا میں وہاں حاضر خدمت ہوا۔ سبحان اللہ عجیب کیفیت تھی۔ احاطۂ دربار میں داخل ہوتے ہی اسمِ ذات کی آواز چاروں سمت سے گونجتی سنائی دی۔ حالانکہ کوئی شخص بظاہر ذکر اذکار میں مشغول نہ تھا ایسے معلوم ہوتا تھا کہ آسمان سے اسم اللہ کی پرزور بارش ہو رہی ہے۔ آپ کا ہر مرید چودھویں کے چاند کی طرح روشن نظر آتا تھا۔ اور یہی مغالطہ لگتا تھا کہ یہی قاضی صاحب ہیں۔ مگر بعد میں پوچھنے سے معلوم ہوا کہ قاضی صاحب تو اندر بند کمرے میں ہیں اور دربان اجازت سے ایک ایک آدمی کو ملاقات کے لئے بھیجتا ہے۔ لہٰذا اپنے نمبر پر میں بھی اندر داخل ہوا۔ دیکھا کہ کمرہ بالکل خالی ہے اور تاریکی میں آپ کے نورانی چہرہ نے بلا مبالغہ روشنی کر رکھی ہے۔ ابھی دست بوسی کی ہی تھی آپ فرمانے لگے آپ کا نام عبدالرحمٰن ہے محمد علی کے بیٹے ہو۔ کھوکھر زیر کے رہنے والے ہو۔ کیا کام ہے؟ آپ فرماتے ہیں میرے اوپر ہیبت طاری ہوگئی اور میں نے کہا زیارت کیلئے آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا زیارت ہوگئی جائیں۔

آپ فرماتے ہیں میں باہر آ گیا مگر تشنگی اور بڑھی۔ دربان کی منت سماجت کر کے پھر اندر گیا۔ پھر یہی الفاظ فرمائے پھر باہر آ گیا۔ تیسری بار پھر کوشش کی تو دربان کہنے لگا میں تو اجازت دے دیتا ہوں مگر ''بابا بھی گرم اے تے گولیاں بھی گرم نیں خدا خیر کرے۔'' جب میں اندر داخل ہوا تو ایک دم فرمانے لگے ''اتھے کوئی کجھ اے۔ چڑھے لگے اوندے او باہر بیٹھو''

آپ فرماتے ہیں بڑی دل شکستگی ہوئی اور حضورؒ کو عرض کی اس دنیا میں ہی آپ کے غلام کو کوئی نہیں پہچانتا تو اگلے جہان کا کیا ہوگا۔ دربار سے نکل ایک جگہ لیٹ گیا۔ تھوڑی دیر گزری تو ایک آدمی میرا نام لیکر پکار رہا تھا حالانکہ میں وہاں اجنبی تھا۔ میں نے کہا کیا بات ہے؟ کہنے لگا حضورؒ یاد فرماتے ہیں۔ میں نے جانے سے انکار کیا تو اس شخص نے کہا کہ انکار نہ کرو عرصۂ بعید سے میں نے آج پہلی بار دیکھا

کہ حضور نے کسی شخص کو یاد فرمایا ہے۔ خیر میں چلا گیا۔ اندر داخل ہوتے ہوئے حضور قاضی صاحب نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور اس کے اوپر اپنا ہاتھ پھیرنے لگے اور فرمانے لگے۔ آپ کی بیعت قطب مدار خواجہ قلندر غریب النواز چاچڑ شریف سے ہے میں نے کہا جی حضور۔ آبدیدہ ہو کر فرمانے لگے۔

''بھئی بڑے ای کامل نے۔ بھئی بڑے ای کامل نے''

اور بڑی عنایاتِ خاص سے نوازا اور الوداع فرمایا سچ ہے۔

آفاقہا گردیدہ ام ۔ مہر بتاں ورزیدہ ام ۔ بسیار خوباں دیدہ ام ۔ اما تو چیزے دیگری

..................☆☆☆..................

میرے والد حضورؒ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ دریا بہت زور سے سیلاب پر تھا۔ میں چند ایک آدمیوں کے ساتھ دربارِ اقدس کی طرف چل دیا۔ تاکہ وہاں کے حالات سے آگہی حاصل کروں دیکھا تو عجیب منظر تھا حضور غریب النواز آستانۂ عالیؒ مقام پر قیام فرمانہ تھے اور پانی روضہ شریف کے علاوہ ہر جگہ کو اپنے گھیرے میں لے چکا تھا۔ عجیب عالم تھا۔ بندہ نے اپنے رفقاء سمیت ہر چند سامان نکالنے کی کوشش کی اور جو چیز پانی کے حملہ سے محفوظ تھی اسے نکالنے لگے۔ اسی دوران میں ایک آدمی نے بتایا کہ حضورؒ کے دو ہزار روپے کے نوٹ بھی پانی میں بہہ گئے ہیں۔ بہت افسوس ہوا مگر اس سلسلہ میں ہم کیا کر سکتے تھے۔

چند دن دربار کریم پر ٹھہرنے کے بعد جب میں بمعہ اپنے رفقاء کے واپس ہوا تو چھاؤنی شاہ پور کے مقام پر حضور قلندر غریب النوازؒ کے دیدار پر صواب سے مستفیض ہوا۔ حضورؒ واپس تشریف لے جا رہے تھے۔ قدمبوسی کے بعد میں نے عرض کی کہ حضورؒ بہت افسوس ہوا ہے کہ آپ کے دو ہزار روپے پانی میں بہہ گئے ہیں۔ حضورؒ نے بڑی حیرانی سے میری طرف دیکھا اور فرمانے لگے میرے اتنے زیادہ نوٹ؟ خدا مجھے کبھی نہ دے۔ اتنی زر کثیر خدا کے بندے اپنے پاس جمع نہیں کرتے مولوی صاحب جی

پلے رزق نہ بھدے پنچھی تے درویش جنہاں تقویٰ رب انہاں رزق ہمیش

..................☆☆☆..................

ایک دفعہ غلام غلامان چاچڑ شریف بندۂ حقیر و فقیر کو بچپن میں حالت بخار میں والدہ صاحبہؒ نے غسل دے دیا اور میرا تمام جسم دردوں کی وجہ سے اکٹھا ہو گیا۔ جب اٹھ کر چلنے لگتا تو کمر درد سے سیدھی نہیں ہوتی تھی اور چیخیں نکل جاتی تھیں۔ ابا جی حضورؒ نے ڈاکٹروں سے مشورے کئے علاج کرائے مگر بے سود۔ آخر کار شافیٔ کامل حضور پُر نور کی خدمت میں حاضر ہوئے بندہ فقیر بھی ساتھ تھا۔ میری والدہ ماجدہ نے مجھے ایک شعر یاد کرا دیا کہ حضور کی مجلس میں حاضری کے وقت دست بستہ پڑھ کر سناؤں۔ اس وقت میری عمر بمشکل چھ۔ سات سال کی تھی۔ جب حاضر خدمت ہوئے تو کافی آدمی حضور کی خدمت میں بیٹھے تھے۔ میں نے جیسا کہ والدہ صاحبہ نے فرمایا تھا سلام نیازمندی کے بعد ہاتھ باندھ کر پڑھا۔

مرد ملے تاں درد نہ چھوڑے اوگن دے گن کردا کامل لوگ محمد بخشا لال بنان پتھر دا!

آپ سن کر عجیب وجدانی کیفیت میں ہو گئے آپ کی ریش مبارک اور سر مبارک کے بال بالکل سیدھے کھڑے ہو گئے جیسے مور کے پر سیدھے کھڑے ہو جاتے ہیں اور فرمانے لگے پھر کہو میں نے دوبارہ عرض خدمت کیا۔

مرد ملے تاں درد نہ چھوڑے اوگن دے گن کردا کامل لوگ محمد بخشا لال بنان پتھر دا!

آپ نے خاص کرم فرمائی کی اور میرے جسم پر دستِ شفقت پھیرا۔ بس اس دن سے لیکر آج تک وہ درد اور مرض مجھے پھر نہیں ہوا۔ سچ ہے۔

اولیاء را ہست قدرت از الٰہ تیرِ جستہ باز گرداند زراہ !

..................☆☆☆..................

حضور پُرنُور خواجہ عالی مقام صاحبزادہ معین الدین صاحب سیالوی ادام اللہ برکاتہٗ کی زبانی میں نے سنا کہ حضورؒ کو سیال شریف میں خواجہ بدرالدینؒ کی ڈیوڑھی میں جس کی چھت کافی اونچی ہے وجد ہوگیا۔ تو آپ اتنی اونچائی پر جا کر زمین پر آتے تھے کہ آپ کا سر مبارک ڈیوڑھی کی چھت کے ساتھ لگتا تھا۔ نیز ایک بار سیال شریف وجد ہوا اور آپ کنوئیں میں جا گرے اور جب کنوئیں سے نکالا گیا تو پھر بھی آپ کی یہی حالت رہی مگر کنوئیں کا پانی گرم ہوگیا تھا۔

..................☆☆☆..................

میرے والد ماجد فرماتے ہیں کہ ایک بار میں بمعہ دیگر افراد حاضر خدمت ہوا تو پتہ چلا کہ لنگر مبارک میں ایک شیر دار بھینس فوت ہوگئی ہے۔ لہٰذا حضور کی خدمت میں اظہار افسوس کیا۔ تو آپ فرمانے لگے۔

جو کجھ میرے گھر وچ سب کجھ دتّا تیرا تیرا تینوں دیندیاں کی گھٹ جاندا میرا

تمام احباب پر رقت طاری ہوگئی مگر مجھے کچھ بھی اثر نہ ہوا۔ میرے دل میں از حد شرمندگی ہوئی تھوڑی دیر بعد کچھ اور غلامان قدم بوسی کے لئے حاضر ہوئے اور بھینس کے فوت ہونے کا افسوس کیا اس پر بھی آپ نے وہی اشعار دہرائے پھر کچھ اور آدمی آئے اور افسوس کا اظہار کیا۔ آپ نے تیسری مرتبہ پھر وہی شعر دہرایا۔

جو کجھ میرے گھر وچ سب کجھ دتّا تیرا تیرا تینوں دیندیاں کی گھٹ جاندا میرا

میرے والد ماجد فرماتے ہیں میں حیران تھا سب لوگ درد دل سے لبریز ہیں مگر مجھ پر کوئی اثر نہیں بالآخر میں نے عرض کیا کہ حضور اجازت ہو تو میں یہ شعر تحریر کرلوں۔ حضور نے اجازت فرمائی۔ میں نے تحریر کرکے کاغذ اپنی واسکٹ میں ڈال لیا۔ گھر آکر ظہر کے وقت نماز پڑھ کر تسبیح نکالی تو وہ کاغذ نکل آیا جب میں نے پڑھا تو حجاب ہٹ گئے۔ بے ساختہ رقت طاری ہوگئی اور میرے ضمیر نے آواز دی کہ بھینس (جو کہ نہایت اعلیٰ قسم کی میرے پاس تھی) حضور کے نذر کروں۔ مگر شیطانی وسوسہ مقابلے میں آیا کہ اپنی طاقت کے بموجب خدمت کرنی چاہیے۔ زیادہ سے زیادہ دس روپے نذر کردو۔ بات آئی گئی ہوگئی۔ دوسرے دن پھر وہ کاغذ جیب سے برآمد ہوا۔ پھر آمادگی کا خیال کیا تو پھر شیطانی طاقت نے آدبایا کہ بہت محبت ہے تو پچاس روپیہ (جو اس وقت بڑی رقم تھی) نذر کردو۔ تیسرے دن پھر وظائف پڑھنے بیٹھا تو سنہری حروفِ جلی میں رقم اشعار مشاہدے میں سامنے آئے۔ حضور فرماتے ہیں میں اسی وقت اٹھ بیٹھا اور ایک پیر بھائی مولا بخش داسو وال کے ذمے کیا کہ بھینس لے کر دربار شریف پہنچے۔ اور بھینس کو لنگر میں ایسے خاموشی سے باندھے کہ معلوم نہ ہو کس نے نذر کی ہے۔

عرس مبارک کے دن تھے میں بذریعہ ٹرین دربار شریف پہلے پہنچ گیا۔ جب مولا بخش بھینس لے کر آیا اور ابھی دربار شریف سے تین چار میل کے فاصلے پر ہوگا کہ حضور والد م کو مخاطب ہوکر فرمانے لگے۔ آیئے باہر چلیں اور آپ چلتے چلتے تین چار میل باہر آگئے اب سامنے سے وہ پیر بھائی بھینس لا رہا تھا۔ آپ نے جب بھینس دیکھی تو (چشمِ بصیرت سے سب معاملہ آپ کو معلوم تھا) آپ پوچھنے لگے یہ بھینس کہاں سے آئی ہے؟ وہ خاموش ہوگیا پھر آپ نے رخ میری طرف کیا اور فرمایا کہ یہ بھینس کہاں سے آئی ہے؟ میں بھی خاموش رہا اس پر آپ جلال میں آگئے اور نہایت زوردار لہجہ میں فرمایا ''میں پوچھتا ہوں یہ بھینس کہاں سے آئی؟'' والد حضور فرماتے ہیں کہ بے ساختہ اور اونچی آواز میں میرے منہ سے نکلا۔

جو کجھ میرے گھر وچ سب کجھ دتّا تیرا تیرا تینوں دیندیاں کی گھٹ جاندا میرا

یہ آواز برجستہ میرے منہ سے نکلی مگر آپ نے کوئی ملال نہ کیا اور مسکرا کر خاموشی سے واپس تشریف لے آئے۔ ؎

پروانے کو چراغ اور بلبل کو پھول بس صدیقؓ کے لئے خدا کا رسولؐ بس

..................☆☆☆..................

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ راقم الحروف کی عمر بمشکل آٹھ دس سال ہوگی کہ رات کو ہمارے مکان کے ایک کمرے کو جس کے ساتھ سیڑھیاں بھی تھیں آگ لگ گئی۔ سردی کا موسم برسات کے دن آدھی رات کو آگ کے شعلے نکل کر آسمان کو جاتے تھے میرے والد ماجد عالمِ

سراسیمگی میں بھاگے اور سیڑھیوں سے چڑھ کر چھت پر جا پہنچے۔ چھت چونکہ جل چکی تھی اس لئے آپ کمرے میں گر گئے۔ یہ حالت بہت نازک تھی۔ آپ فرماتے ہیں میں جب آگ میں گرا تو کیا دیکھتا ہوں کہ قلندر غریب النوازؒ سفید لباس پہنے ہوئے ہیں اور مجھے ہاتھوں پر اٹھا لیا اٹھا کر کمرے سے واپس سیڑھیوں پر رکھ دیا۔

حافظ محمد قاسم جو ہمارا عزیز پیر بھائی بھی ہے اور اباجیؒ کے پاس قرآن حکیم حفظ کرتا تھا یہ حالت دیکھ کر سیڑھیوں پر چڑھا کہ آپ کو نکالے مگر اس کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی کہ والدم باہر تشریف لے آئے تھے اور خاص بات یہ ہے کہ اتنی آگ میں آپ کے کپڑے تک نہیں جلے سچ ہے محافظ عظیم ہو تو آگ بھی جرأت نہیں کر سکتی اور اقبالؒ کا یہ شعر عملاً درست ثابت ہوا۔

آج بھی ہو گر ابراہیم کا ایمان پیدا آگ کر سکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا

..................☆☆☆..................

نور محمد بسملؔ صاحب خداوند کریم غریق رحمت فرمائے ہمارے حلقۂ پیر بھائیاں میں حضور کی چشمِ مست کا نرالا شیدائی جو عشقِ قلندر میں ایسا غرق ہوا کہ سبحان اللہ۔ موصوف پر جب غبن کا کیس بن گیا تو وہ کراچی بھاگ گئے۔ مگر وہاں سے پولیس نے انہیں گرفتار کر لیا۔ کیس بڑا سنگین تھا۔ مقدمہ چلا حالات بالکل مخالف تھے۔ فیصلہ کا دن آیا تو میرے والد ماجد فرماتے ہیں خواب میں حضور قلندر کریمؒ کی زیارت ہوئی۔ آپ سرخ رنگ کے گھوڑے پر سوار ہیں اور تیزی سے کہیں جا رہے ہیں۔ میں نے دوڑ کر قدم بوسی کی تو آپ نے فرمایا مولوی صاحب جی! ٹھہر جاؤ مجھے بسملؔ نے بڑا پریشان کیا ہے میں اس کا فیصلہ طے کرآؤں۔ صبح کو معلوم ہوا کہ بسملؔ صاحب رہا ہو گئے ہیں۔

اولیا را ہست قدرت از الٰہ تیر جستہ باز گرداند زراہ!

..................☆☆☆..................

ابھی حال ہی میں بندۂ حقیر راقم الحروف پر ایسا نازک وقت آیا۔ اور شامتِ اعمال نے ایسا دبایا کہ زندگی بھر میں جو مصائب نہ دیکھے تھے۔ وہ آن پڑے۔ ایک دو نہیں تقریباً چالیس بے سروپا اور چھوٹے مقدمات (دیوانی و فوجداری) بن گئے۔ میں حیران ہو گیا اور یہی عرض کرتا۔

بُری ہوں کہ بھلی ہوں خواجہ ٹکڑوں کی پلی ہوں سگ ہوں میں تمہاری توری چوکھٹ پہ پڑی ہوں

ہمارے ایک پیر بھائی مولوی یعقوب علی صاحب فیصل آبادی خواب میں خواجہ قلندر غریب النوازؒ اور میرے والدِ ماجدؒ کی زیارت سے مستفیض ہوتے ہین۔ بندہ کو حضور فرماتے ہیں کہ قرآنِ حکیم سے فال نکالو۔ میں فال نکالتا ہوں۔ سورۃِ بقر کی آیات نکلیں۔ آپ نے فرمایا ان کا ترجمہ سناؤ بقول ان کے میں ترجمہ عرض کرتا ہوں تو آپ فرماتے ہیں نہیں۔ پھر ایک کاغذ پر تحریر فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے سب مقدمات ختم صبح آ کر انہوں نے مجھے مبارک باددی اور یہ خواب سنایا میں نے شکریہ ادا کیا۔ بظاہر کوئی آثار نہ تھے۔ دشمن صفحۂ ہستی سے مٹا دینے پر تلا ہوا تھا۔ مگر حضورؒ کا کرم ہوا۔ عدالتیں فریق ثانی کے مخالف اور ہوا کا رخ فقیر کی سمت ہوا۔ ع

ادھر سے اُدھر پھر گیا رُخ ہوا کا

بالآخر اسی طرح ہوا اور وہ لاتعداد بوجھ تین دن میں ختم ہو گیا۔

..................☆☆☆..................

غالباً ۱۹۲۲ء یا ۱۹۲۳ء کی بات ہے کہ زبردست طاعون پڑا اور ہر روز ہر قریہ یا گاؤں سے کئی کئی جنازے اٹھتے تھے۔ آدمی شام کو بیمار ہوتا تو صبح تک راہئ ملکِ بقا ہوتا۔ عجیب افراتفری کا عالم تھا۔ اسی دوران حضورؒ غریب خانہ پر تشریف لائے فرمایا کہ مجھے بے چینی ہوئی۔ میں نے کہا کہ دیکھ آؤں۔ آپ کی آمد کا سن کر دنیا ٹوٹ پڑی اور لوگ تعویزات کے لئے استدعا کرتے اور حضورِ کرم فرمائی کرتے۔ ؎

جدھر جدھر بھی گئے کرم ہی کرتے گئے کسی نے مانگا نہ مانگا وہ جھولی بھرتے گئے

میرے محترمہ دادی صاحبہ جو اس وقت حیات تھیں عرض کرنے لگیں کہ حضور ہمیں بھی تعویز عنایت فرمادیں۔ آپ نے نہایت محبت بھرے لہجے میں فرمایا آپ کو تعویز کی کیا ضرورت ہے۔ میں خود ہی آپ کے گھر کا تعویز ہوں۔ الحمدللہ سچ ہے آج تک آپ کے نام کا پیارا

تعویذ ہمارے لئے باعثِ صد تسکین ہے اور کسی بلا اور آفت کو ہمارے سر نہیں آنے دیتا۔ ع

تیرا غم رہے سلامت میرے دل کو کیا کمی ہے

..................☆☆☆..................

حضور قلندر غریب النوازؒ کے غلامان عالی مقام میں سوز و گداز کی کمی نہیں۔ جس کی بھی طرف تاکا اسے دیوانہ بنا ڈالا۔ جس غلام کے پاس بھی بیٹھیں بلا تمیز ادنیٰ و اعلیٰ سب کا رنگ نرالا اور عظیم نظر آتا ہے۔ مگر میرے والد ماجدؒ پر کچھ نرالا کرم ہوا کہ ہو بہو حضور قلندر غریب النوازؒ کی تصویر بن گئے اور مغالطہ لگتا تھا کہ کہیں وہ نادر روزگار ہستی ہی مزار اقدس سے اٹھ کر آ گئی ہے۔ (جوگی ہو ہن مندراں پا آیا۔ ایہہ تے جھنگ وچ مجھیاں چار دا اے) میں یہ سطور تحریر کرنے کی جرأت نہ کرتا مگر اس کی بلند پایہ تصدیق حضور قلندر وقت عالی جناب صاحبزادہ محمد بدرالدین رحمۃ اللہ علیہ سیال شریف نے فرمائی۔ ایک دن حضور بعد از دوپہر فیصل آباد تشریف فرما ہوئے اور کمترین کے غریب خانہ کو شرفِ کریم بخشا آتے ہی استفسار فرمایا کہ آپ کے والد کہاں ہیں جلدی بلاؤ۔ ابا جیؒ حاضر خدمت ہوئے تو آپ فرمانے لگے حضور قلندر غریب النوازؒ کی عکسی شبیہ (فوٹو) بھی آپ کے پاس ہے لے آؤ۔ جب فوٹو مبارک حاضر کیا تو کبھی فوٹو کی طرف اور کبھی والد ماجد کے چہرے کی طرف دیکھتے اور یہی فرماتے "واہ قدرت۔ واہ قدرت" تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد مجھے فرمانے لگے اسی طرح گدڑی ڈال کر اپنے والد ماجد کا فوٹو کھنچوا کر مجھے بھیجو۔ فرمایا آج حضرت صاحب یعنی حضور سلطان الاولیاء خواجہ محمد قمرالدین رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں فنا فی الشیخ کا ذکر آیا تو حضور نے آپ کے والد ماجد کا بھی ذکر فرمایا مجھے اتنا شوق ہوا کہ میں سیدھا یہاں آ گیا ہوں۔ لہٰذا فوٹو کھچوا کر روانہ کرو۔

بعد ازاں گدڑی بنوانے میں کچھ دیر ہوگئی اور فوٹو میں کچھ وقت لگ گیا۔ تو آپ نے جناب صاحبزادہ معین الدین صاحب ادام اللہ برکاتہٗ جو عباس پور تشریف لائے تھے فرمایا کہ لائل پور سے وہ فوٹو بھی لیتے آنا جو کہ آج تک حضور کے دولت کدے پر نظرِ کرم سے فیضیاب ہے۔ سچ ہے

من تو شدم تو من شدی من جاں شدم تو تن شدی
تاکس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری !

..................☆☆☆..................

حضور غریب نوازؒ بھلا شریف جاتے ہوئے تحصیل بھلوال موضع ۲۴ چک شمالی میں قیام فرما ہوئے۔ بندۂ حقیر بمعہ اپنے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ قدمبوسی کے لئے موضع دیووال سے حاضر ہوئے۔ اس وقت ہم دیووال رہا کرتے تھے جو کہ تحصیل بھلوال سے شمال مشرق میں تقریباً چار پانچ کوس دور ہے۔ میری عمر بمشکل سات آٹھ سال ہوگی۔ مجھے یاد ہے کہ حضورؒ نے خاص نظرِ کرم سے نوازا۔ صبح کافی لوگ حضورؒ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ دور و نزدیک سے آنے والوں کا ہجوم تھا۔ حضورؒ کے پلنگ مبارک کے قریب زمین پر میں بھی بیٹھا تھا اس وقت مجلس میں میرے والد حضورؒ تشریف فرما نہ تھے۔ حضور قلندر کریم غریب النوازؒ نے فرمایا کہ میں بہت ضعیف ہوں نیز مجھے بھلا شریف پہنچنا ہے۔ اس لئے دوستوں میں سے کوئی بھی مجھے گھر جانے کے لئے مجبور نہ کرے۔ میں نے بڑے معصومانہ انداز میں جیسا کہ بچوں کی کیفیت ہوتی ہے۔ معاً عرض کیا کہ یا حضور کیا آپ ہمارے گھر بھی تشریف نہ لائیں گے؟ میرا یہ کہنا تھا کہ حضورؒ کی تمام توجہ میری اس بات کی طرف منعطف ہوگئی۔ یہ محض ان کا کرم تھا و گرنہ سگِ کمتر چہ حقیقت دارد ؎

تو تو کریں کجھی آونی ہاں دھر دھر کریں کوئی تھاں ہیناں

حضور نے فوراً مولا بخش قوال کو فرمایا کہ جلدی دیکھو مولوی صاحب کہاں ہیں؟ بلا کر لاؤ۔ اتنے میں میرے والد ماجدؒ حاضر ہوئے۔ مجھے یاد ہے کہ میرے والد سینے پر ہاتھ باندھے کھڑے تھے۔ حضورؒ نے فرمایا "مولوی صاحب جی میں اج شام تہاڈے گھر آیا بیٹھاں۔ بھائی نصیر دی گل میرے کولوں نئیں موڑی جاندی۔ سبحان اللہ حضورؒ کا مطمع نظر اپنے برادرِ بزرگ خواجہ خواجگان حضرت خواجہ محمد نصیرالدین چاچڑویؒ کی طرف تھا۔ اور ان کے صدقے اتنی نظرِ کرم فرمائی۔

میرے گل پٹہ تیرے نام والا　　تیرے نام نوں جگ سیاندا اے

حضور غریب نواز تانگے پر سوار ہو کر موضع دیوال غریب خانہ پر عصر اور مغرب کے درمیان جلوہ افروز ہوئے۔

''وہ آئیں تو سمجھو بہاروں پہ بہار آ جائے''

مخلوقاتِ عالم ٹوٹ پڑی۔ تاحدِ نظر آدمیوں پر ہی نظر پڑتی تھی ایسے معلوم ہوتا تھا کہ کالی کملے والےؐ کے محبوب کو دیکھنے آسمان سے پریاں اتر آئیں۔

سبحان اللہ وہ رات کیا رات تھی ''لیلۃُ القدر خیر من الف شہر''

خدا خود میرِ مجلس بود اندر لامکاں خسرؔو　　محمدؐ شمعِ محفل بود شب جائیکہ من بودم

ذرا ہوش سے درگاہِ عشق میں آ اُونچی سانس بھی نکلے تو بے ادبی
اُٹھے تیز نظر اُٹھے تیز قدم ذرا ساری سی شوخی بھی بے ادبی

درگاہ عشق

ملفوظات طیبات خواجۂ خواجگان
اعلیٰ حضرت قلندرِ دوران شمع عرفان
حضور عالی مرتبت قطب الزماں

خواجہ محمد غلام نصیر الدین مدظلہ العالیٰ

انتساب

بندہ حقیر پر تقصیر اس تالیف کو خواجۂ خواجگان، اعلیٰ حضرت قلندر دوران، شمع عرفان، حضور عالی مرتبت قطب زمان، محبوب والیٔ بطحاؐ حضرت شیخ خواجہ قلندر محمد عبدالعزیز چاچڑوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضور خواجہ خواجگان، سلطان العشاق، سلطان الکاملین، سراج السالکین شمع عرفان، قلندر دوران حضرت خواجہ حافظ محمد عبدالرحمٰن چشتی نظامی شمسی قلندریؒ کے نام نامی سے منسوب کرنے میں از حد فخر و انبساط محسوس کرتا ہے۔

محمود علی انجم چشتی نصیری

حق نصیر ۷۸۷ یا نصیر

اے خداوندا تو ذاتِ کبریا کے واسطے
رحم کر ہم پر محمد مصطفٰے کے واسطے

ہم ہوئے ہیں سخت زار اس بند محنت میں اسیر
کھول دے مشکل میری مشکل کشا کے واسطے

خواجہ حسن بصریؒ کا نام لاتا ہوں شفیع
شیخ عبدالواحدؒ اہلِ بقا کے واسطے

فضل کر مجھ پر طفیل خواجہ بن عیاضؒ
شاہ ابراہیم بلخی بادشاہ کے واسطے

حضرت خواجہ حذیفہ کے لیے ٹک رحم کر
پھر ہبیرا بصری صاحب ہدا کے واسطے

خواجہ ممشادؒ کی خاطر میرا دل شاد کر
شیخ بُواسحاق قطبِ چشتیا کے واسطے

خواجہ ابدالِ احمدؒ بُومحمد مقتدا
خواجہ بُویوسف صاحب صفا کے واسطے

خواجہ مودودِ حق اور خواجہ حاجی شریفؒ
خواجہ عثمان اہلِ اقتداء کے واسطے

والئی ہندوستان خواجہ معین الدین حسن
شیخ قطب الدینؒ قطب الاتقیاء کے واسطے

کام کر شریں طفیل خواجہ گنج شکرؒ
اور نظام الدینؒ محبوب اولیاء کے واسطے

دل کو روشن کر طفیل شہ نصیر الدین چراغؒ
اور کمال الدینؒ کمال اصفیاء کے واسطے

دور کر ظلمت سراجؒ دین و دنیا کے لیے
اور علم الحق والدینؒ علم الہدیٰ کے واسطے

حضرت محمود راجنؒ سرورِ دنیا و دین
اور جمال الدین جمنؒ صاحب صفا کے واسطے

حضرت خواجہ حسنؒ اور شیخ محمدؒ کی طفیل
خواجہ حضرت یحیٰی مدنیؒ مقتدیٰ کے واسطے

فضل کر مجھ پر طفیل شاہ کلیم اللہؒ ولی
اور نظام الدینؒ مقبولِ خدا کے واسطے

دین و دنیا کا وسیلہ پیر عالم فخر الدینؒ
خواجہ نور محمدؒ رہنما کے واسطے

مخزنِ اسرار کر دے دل میرے کو یاخدا
حضرت خواجہ سلیمانؒ بادشاہ کے واسطے

غنچہ امید میری کا تو یا رب کھول دے
شیخ شمس الدین شمسِ چشتیا کے واسطے

سوز و سازِ عشق دل میں ہو میرے یا رب سدا
شیخ محمد دینؒ عاشق بے ریا کے واسطے

ضیاء الدینؒ اہل ضیاء ہیں سراپا ہی ضیاء
ہو قلبِ عاجز میں ضیاء نور الہدیٰ کے واسطے

حضرت خواجہ قمرؒ ہر دوسرا میں ہیں قمر
نائب ختم الرسل اہلِ بقاء کے واسطے

حضرت خواجہ بدر شیر قلندر حیدری
شیخ بدر الدین حضرت بدرالدجا کے واسطے

فضل کے ہاتھوں سے مجھ کو میوۂ عرفان کھلا
شیخ فضل الدینؒ مخدوم حق نما کے واسطے

ہر زماں میں جلتے جائیں پردہ ہائے قُرب و بعد
شاہ نصیر الدین علویؒ پیشوا کے واسطے

یاالٰہی عافیتِ دارین ہو مجھ کو نصیب
حضرت خواجہ محمد عبدالعزیز چشتی پیشوا کے واسطے

رحم کن رحیما بطفیل خواجہ جی محمد عبدالرحمٰن
مرشدِ مَن عاصیاں ہادی ھدیٰ کے واسطے

آتشِ عشق لگا دے خسِ ناپاک جلا دے
حضرت خواجہ محمد غلام نصیرالدین پیشوا کے واسطے

محو کر دل سے مرے نقشِ وجودِ غیر کو
خواجہ جی محمد علی جوہر باصفا کے واسطے

تا ابد آپ کی پناہ میں غلامی و نسبت ہو عطا
خواجہ جی ناصر نصیر کریم و مہرباں کے واسطے

بخش دے اپنی محبت قطع کر دے ماسوا
برکت پیرانِ شجرہ چشتیا کے واسطے

۷۸۶

۷۹۲

حق نصیر **معافی نامہ** یانصیر

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ مُنْشِی الْخَلْقِ مِنْ عَدَم
ثُمَّ الصَّلٰوۃُ عَلَی الْمُخْتَارِ فِی الْقِدَم
مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَآئِمً ابَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ

حمد ونعت کے بعد بندہ حقیر پرتقصیران حالات کا ذکر کرتا ہے کہ جن حالات میں اس کی آستانہ عالیہ رحمٰن شریف پہ حاضری ہوئی اورحضورغریب النواز مدظلہ العالی کی غلامی کا شرف حاصل ہوا۔ مجھے ہادی ورہنما کی تلاش تھی جوہمیں سنگین حالات کے جان لیوابھنور سے نکال دے۔سہارے کی تلاش میں نگری نگری پھرالیکن ہر شے ٹھکرا رہی تھی۔بھری دنیا میں کوئی بھی غمخوارنہ ملا۔میں طبیب کی تلاش میں کئی جگہ پہنچا لیکن ہرطبیب کومریض پایا۔کپڑوں کوآگ لگی ہوئی تھی لیکن جس کسی کے پاس پہنچااس نے جلتی پرتیل کا کام کیا۔جسے پھول سمجھا وہ خارنکلا۔جسے تریاق جاناوہ زہرثابت ہوا۔

کچھ ہے عجب طرح کی یہ بھی داستان ہماری
دل کے پھپولے جل اٹھے سینے کے داغ سے اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

زندگی آرام سے گزر رہی تھی کہ ایک روزہم پہ اچانک قیامت ٹوٹ پڑی۔ہمارے قریبی رشتہ دار،ہمارے خیرخواہ،بدخواہ بن گئے۔ کل جوہمارے ہمدرد تھے۔آج بیدرد تھے۔کل جومثلِ پروانہ نثارہورہے تھے،آج شمع حیات بجھانے پرتلے ہوئے تھے۔میرے والدین کا قصورصرف اتنا تھا کہ انہوں نے اپنی بیٹی پرہونے والےظلم وستم کے خلاف آوازاٹھائی تھی۔انہوں نے نہایت سلجھے ہوئے انداز میں اپنی بیٹی کی آزادی کا مطالبہ کیا تھا،لیکن افسوس صد افسوس بے وقوف دشمن سے پالا پڑا تھا۔دشمن نے نرمی کا جواب سختی سے،شرافت کا جواب بدمعاشی سے اورنعرۂ عدل کا جواب ظلمِ مسلسل کی شکل میں دیا۔جان و مال اورعزت،سب دشمن کے حملوں کا شکار ہورہے تھے۔ہم اس چکرمیں ایسے پھنسے کہ ذاتی اثاثہ جاتا رہا،ذریعہ روزگار جاتا رہا۔بہن بھائیوں کا سلسلہ تعلیم بھی جاری نہ رہ سکا۔میں خود گورنمنٹ کالج فیصل آباد میں ایف ایس سی پری میڈیکل کا سٹوڈنٹ تھا۔نہایت شوق تھا کہ ڈاکٹر بنوں مگرنہایت پریشان کن حالات کی وجہ سے سلسلہ تعلیم جاری نہ رہ سکا۔

دشمن وار پہ وار کررہا تھا۔جھوٹے مقدمات،بازاری گواہان،دشمن کا غنڈوں کی مدد سے حملہ کروانا یہ سب کچھ ہمیں ہمارے معاشرے نے ہمیں دیا۔میرے والدصاحب نہایت شریف آدمی ہے۔انہوں نے دشمن کے جارحانہ حملوں کا مقابلہ مدافعانہ انداز سے کیا۔ان کے بے سروپا مقدمات کا جواب مقدمات کی زوردار پیروی کی شکل میں دیا۔یہ دائرہ ہم پہ روز بروز تنگ ہوتا رہا۔دیوانی،فوجداری مقدمات اورانکم ٹیکس ومارشل لاء کے محکموں میں انکوائری کی بے بنیاد درخواستوں کی شکل میں ہمارے حریف نے کئی جگہوں پرمحاذ کھول دیئے۔بڑھتے بڑھتے ۳۵/۴۰ مقدمات قائم ہوگئے۔آہستہ آہستہ مال ودولت،رشتے دار،دوست احباب سب ساتھ چھوڑ گئے۔اچھا ہوااس بات سے کچھ لوگ پہچانے گئے۔

ان سنگین حالات میں ہمارادھیان اللہ والوں کی طرف ہوا۔کئی جگہ پہنچے،اندرونِ شہر بھی اور بیرونِ شہر بھی۔مشہور سب ہی اللہ والے تھے لیکن یہ وادی بھی اندھیرنگری تھی۔یہ شعبہ بھی دکانداری ثابت ہوا۔ادھرتو ہمارا گھر برباد ہورہا تھا۔ادھر یہ لوگ ہوس سے مغلوب ہماری پس خوردہ بوٹیاں نوچ رہے تھے۔دشمن نے سخت وار کیا،سیاہ بکرا چاہیے۔ایک زود اثر تعویذ لکھنا ہے۔سیاہ مرغ چاہیے۔یہ سب کے سب

عامل تھے۔سوائے قادریہ سلسلہ کے ایک بزرگ کے جو کہ کھرڑیانوالہ کے رہنے والے ہیں،ان کا معاملہ ہمارے ساتھ بہت اچھا رہا۔باقی سب کے سب گھن چکر تھے۔کوئی کہتا تھا کہ میرے پاس مؤکل ہے،میری خدمت کرتا ہے،جب میں تاریک کمرے میں بیٹھتا ہوں تو میرے نور سے کمرہ روشن ہو جاتا ہے۔کوئی کہتا میرے پاس جننی ہے،میرے سب کام وہی کرتی ہے۔کوئی خود کو کالے علم کا ماہر بتاتا۔کوئی کہتا میرے پاس نوری علم بھی ہے اور ناری بھی۔کوئی کہتا بس جی میں ''فنافی الشیخ'' ہوگیا ہوں، اتنے لاکھ کا ورد اور کرنا ہے پھر''فنافی الرسول'' ہوجاؤں گا اور اس کے بعد''فنافی اللہ''۔کسی کے پاس پہنچتا تو وہ کہتا''تم کئی دن سے نہیں آئے تھے، میں نے آج صبح سے نقشِ حب انگیٹھی میں دبا رکھا تھا کہ تم آ جاؤ۔تمہیں کیا معلوم کئی روز سے کتنی تیز اندھیری چل رہی ہے۔اتنے سو روپیہ اس کی روک تھام کے لئے چاہیے۔یکمشت ادا نہیں کر سکتے تو دو قسطوں میں ادا کر دینا۔سبحان اللہ۔

خداوندا یہ تیرے سادہ دل بندے کدھر جائیں کہ درویشی بھی عیاری ہے سلطانی بھی عیاری

گھر بار تباہ ہو رہا تھا۔بچاؤ کی کوشش کی تو،رہزنوں سے سامنا ہوا۔رہی سہی کسر معاشرے کے ان ناسوروں نے پوری کر دی۔سنا تھا کہ بندگانِ الٰہی کی تو قبریں بھی زندہ ہوتی ہیں۔ان کے مزارات فیض رساں ہوتے ہیں۔دربار نور شاہ ولی رحمۃ اللہ علیہ (لاری اڈہ فیصل آباد) کی شہرت سنی تھی۔جی میں آیا یہاں حاضری دیا کروں اللہ کرے کوئی نہ کوئی راہ نکل آئے گی۔دربار نور شاہ ولی رحمۃ اللہ علیہ پر جمعرات کی جمعرات با قاعدہ حاضری شروع ہوگئی۔کچھ دیر متولی دربار پاک جناب عارف صاحب دامت برکاتہم کی خدمت اقدس میں بیٹھا رہتا۔ایک دن میں نے ان سے داستان دردِ دل کہہ ڈالی اور عرض کیا کسی کامل کی تلاش ہے۔ہمیں کوئی کامل ہی ان جان لیوا حالات سے نجات دلا سکتا ہے۔

عارف صاحب نے فرمایا، جناب صاحبزادہ غلام نصیر الدین صاحب دامت برکاتہم العالیہ کامل اکمل ہیں۔آپ بدر کالج (محلّہ رحمٰن شریف نزد سنت سنگھ والا) کے پرنسپل ہیں اور دربار عالیہ رحمٰن شریف کے سجادہ نشین ہیں۔ان کی خدمت میں حاضری دو۔میں اسی وقت آپ کی ذات بابرکات میں حاضری کیلئے چل پڑا۔کالج پہنچا۔آپ اس وقت دفتر کے ساتھ والے کمرے میں تشریف فرما تھے۔میں خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور متولی صاحب کا سلام عرض کیا اور داستان دردِ دل عرض کی۔یہ سنتے ہیں آپ پر رقت طاری ہوگئی۔آپ کے ہاتھ پاؤں سرد پڑ گئے،آپ لیٹ گئے۔حاضرین مجلس آپ کو دبانے لگے۔میں حیران و پریشان کہ ہمارے ساتھ اب تک جو گزری ہے اسے دیکھنے والے اپنے بھی آج تک اتنا متاثر نہیں ہوئے جتنا کہ یہ بزرگ سن کر متاثر ہوئے ہیں۔میں بھی آپ کے جسم اطہر کو دبانے لگا۔آپ کا جسم اطہر تو اس وقت برف کی مانند سرد تھا۔

خنجر چلے کسی پہ تڑپتے ہیں ہم امیر سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

کچھ دیر بعد حضور غریب نواز مدظلہ العالی کی حالت کچھ سنبھلی تو آپ نے ارشاد فرمایا''بیٹا فکر نہ کرو والی بطحا ﷺ کا کرم ہوگا''میں نے عرض کیا حضور مدظلہ العالی ہم دشمنوں کے ہاتھوں بہت تنگ آ چکے ہیں،آپ میری فریاد حضور رحمۃ العالمین ﷺ کی بارگاہِ عالیہ میں پہنچا دیں۔آپ پر حالتِ وجد طاری ہوگئی۔کمال عجز و نیاز تھا آپ کے چہرہ اطہر پر۔کچھ دیر بعد آپ نے نہایت شفقت سے فرمایا''آپ کی فریاد حضور سرورِ دو جہاں ﷺ کے حضور پہنچ گئی۔''

اس روز بندۂ حقیر پر تقصیر جب آپ کی ذات بابرکات میں حاضری کے بعد لوٹا تو ساتھ پریشانیاں نہیں تھیں بلکہ بادِ رحمت تھی۔اب بندے کے سر پر اس رحمت کا سایہ تھا کہ جس کے سوا رحمت نہیں ہے۔دشمن سر کے بل چل کرایا۔تمام شیطانی لاؤ لشکر اس کے ساتھ تھا لیکن اب ہمارے ساتھ خواجہ کریم دامت برکاتہم العالیہ تھے۔دشمن کا وار بعد میں ہوتا تھا آپ حفاظت کے لیے پہلے ہی موجود ہوتے تھے۔بالآخر دشمن ناکام ہوا۔ہم باعزت طور پر تمام مقدمات سے بری ہوگئے۔اس کے بعد بندہ حقیر کو آپ کی خدمت اقدس میں باقاعدہ حاضری کا شرف حاصل رہا۔بندہ حقیر اور اس کے اہل خانہ پہ آپ کا بہت کرم رہا۔ہم پستیوں میں تھے اور زندگی سے بیزار بھی تھے۔آپ نگاہِ کرم سے ہمیں سطح پر لائے۔پھر سطح سے بلندیوں پر پہنچا دیا اور رازِ زندگی سے آشنا کر دیا۔

مجھے وقف کوئے دل ربا کر دیا تو نے کیا کر دیا، تو نے کیا کر دیا
بدنما سے مجھے خوش نما کر دیا تو نے کیا کر دیا، تو نے کیا کر دیا
تو میری ذات پر چھا گیا برملا کر دیا میری ہستی کو تو نے فنا
راہزن تھا مجھے راہ نما کر دیا تو نے کیا کر دیا، تو نے کیا کر دیا
میرا پھولوں سے لبریز دامن کیا اور مجھے خار سے تو نے گلشن کیا
میری سیاہ رات میں روزِ روشن کیا تو نے کیا کر دیا، تو نے کیا کر دیا
روشنی، روشنی، روشنی، روشنی میرے سینے میں ہے ہر طرف روشنی
گندے بندے کو بندۂ خدا کر دیا تو نے کیا کر دیا، تو نے کیا کر دیا

میں نے آستانہ پاک میں کیا دیکھا، کیا محسوس کیا، اور مجھے یہاں سے کیا کیا ملا، یہ سب کچھ لکھا نہیں جا سکتا کیونکہ یہ بات عقل وفکر سے ماوریٰ ہے جبکہ لکھنے کا تعلق عقل وفکر سے ہے۔ مختصر یہ کہ دل زندہ ہوا۔ رازِ زندگی سے آگاہی ہوئی۔ دونوں جہاں کی نعمت عشقِ مصطفیٰ ﷺ نصیب ہوا اور

ماہی آیا نظر ہم دونوں ملے

مشائخ عظام کے متعلق جو کچھ پڑھا اور سنا تھا، اس کا عملی نمونہ آپ کی ذات برکات کی شکل میں دیکھا۔ یہ آپ کے حسنِ اخلاق کا کمال ہے کہ آپ کے قلبِ اطہر میں سب کی محبت ہے اور سب کے دل میں آپ کی محبت ہے۔ آپ کے عشق کا کمال یہ ہے کہ دلوں میں عشق کی گرمی آپ کی بدولت ہے۔ انسان تو کیا اس کے دل کو، اس کی رگ رگ کو، اس کی نس نس کو، ذاکر بنانا آپ کی عظیم کرامتوں میں سے ایک کرامت ہے۔ آپ کی مجلس بھی عجب پیار بھری ہوتی ہے۔ یہاں مریدین دوست نظر آتے ہیں اور دوست مرید۔ حاضرینِ مجلس پر نوازشیں اس قدر ہیں کہ سب پہ ہمہ وقت سوز و کیف کی حالت طاری رہتی ہے۔

عجب رقص مسلسل ہے کہ ساری بزم بسمل ہے سمجھ میں کچھ نہیں آتا یہ محفل ہے کہ مقتل ہے

گرتوں کو تھامنا، ڈوبتوں کو بچانا، کمتر کو بہتر بنانا اور بہتر کو بہترین کی صف میں کھڑا کر دینا آپ کی کریمانہ عادت ہے۔ آپ کی ذات اقدس سب کے لیے سائبان ہے۔

مے کشوں کے سر پہ یا رب پیرِ میخانہ رہے دور میں ساغر رہے گردش میں پیمانہ رہے

زیرِ نظر کتاب ''درگاہ عشق'' میرے شیخ کریم نصیر الاولیاء حضور خواجہ محمد غلام نصیر الدین صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے ملفوظات پر مشتمل ہے اور یہ جلد اول ہے۔ بندہ حقیر پر تقصیر حضور غریب نواز مدظلہ العالی کی خدمتِ اقدس میں حاضری کے دوران جو کچھ سنتا رہا ضابطہ تحریر میں لاتا رہا۔ یہ کتاب اس لحاظ سے بھی نہایت اہم ہے کہ اس میں خواجگان سیال شریف، خواجگان چاچڑ شریف خصوصاً حضور قلندر غریب النواز حضرت خواجہ محمد عبدالعزیز چشتی سیالوی قلندری رحمۃ اللہ علیہ اور بابا جی حضور حضرت خواجہ محمد عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ تعالیٰ کے حالات زندگی، اقوال زریں اور افعالِ عظیم درج ہیں جو کہ اس سے قبل احاطۂ تحریر میں نہیں آئے تھے۔

اعترافِ نعمت کے ضمن میں، میں اس بات کا ذکر نا بھی ضروری خیال کرتا ہوں کہ مشائخ عظام کے ملفوظات مرتب کرنے کا سلسلہ بہت پرانا ہے اور مریدانِ باصفا نے، جو کہ اپنے وقت کے مشائخ نظام میں سے ہوئے، اپنے اپنے شیخ کریم کے ملفوظات مرتب کئے ہیں مثلاً حضور والیٔ ہند غریب النواز نے حضور خواجہ عثمانی ہارونیؒ کے، حضور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے حضور والی ہند غریب النواز کے، حضور خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکر کریم نے حضور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے، حضور محبوب الٰہی کریمؒ نے حضور خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکر کریم کے، حضور خواجہ حسن نظامی نے حضور محبوب الٰہی کریم کے ملفوظات مرتب کئے۔

''درگاہ عشق'' حضور غریب النواز مدظلہ العالی کی خصوصی نگاہ کرم سے منظر عام پہ آ رہی ہے۔ اس تحریر و ترتیب اور کتابت و طباعت،

غرضیکہ اس کی تکمیل کے تمام مراحل آپ کی مشفقانہ رہنمائی میں طے ہوئے۔صاحبزادگان عالی مقام جناب قبلہ محمد علی جوہر صاحب دامت برکاتہم ،سعادت علی سعدی صاحب دامت برکاتہم ، جناب قبلہ عبدالقادر صاحب دامت برکاتہم اور جناب قبلہ ظہور احمد ناصر صاحب دامت برکاتہم کا نہایت شکر گزار ہوں کہ آپ حضرات بندہ کی حوصلہ افزائی اور علمی رہنمائی فرماتے رہے۔

یہ کتاب اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ اور بندگانِ الٰہی کے ذکر پر مبنی ہے۔اس نسبت سے یہ کتاب دافع بلیات ہے، باعث برکت ہے اور حل المشکلات ہے۔شرائطِ طہارت (باوضو ہوکر) کی پابندی کے ساتھ اس کا مطالعہ کریں۔جس کارِ خیر کی نیت سے اس کتاب پاک کا باقاعدہ مطالعہ کیا جائے گا وہ کام بفضل ذاتِ باری تعالیٰ سرانجام پائے گا۔

قارئین کتاب سے گزارش ہے کہ وہ احقر العباد کو دعاؤں میں یاد رکھیں۔دعا فرمائیں کہ حضور غریب النواز مدظلہ العالی کا ساتھ ہر وقت ہر حال میں نصیب رہے۔(آمین)

منزل مجھے ملے نہ ملے اس کا غم نہیں   تو جو میرے ساتھ ہے منزل سے کم نہیں

حقیقت تو یہ ہے کہ منزل تو آپ ہی ہیں۔

آپ اس تحریر کو ابتدائیہ کہہ لیں یا پیش گفت، دیباچہ کہہ لیں یا عرضِ مؤلف میری طرف سے تو یہ ''معافی نامہ'' ہے۔

کریما بہ بخشائے بر حالِ ما   کہ ہستیم اسیرِ کمندِ ہوا

نداریم غیر از تو فریاد رس   توئی عاصیاں را خطا بخش و بس

نگہدار ما را ز راہِ خطا   خطا در گزار و ثوابم نما

یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کھا گئیں مینوں میری سیاہ کاریاں   مینوں کملی دے نیچے پناہ لین دے

میرے مولا، میرے داتا اس ''ایں جا'' ''آنجا'' کے عذاب سے چھڑا دیجئے، یہ ''من وتو'' کا حجاب ہٹا دیجئے۔

طالبِ دعا

محمود علی انجم چشتی نصیری

یارحمٰن یارحیم　۷۸۶　یانصیر یاوکیل

۷۹۷

میری انتہائے نگارش یہی ہے　　تیرے نام سے ابتداء کر رہا ہوں

مجلس نمبر ا

۱۴۰۲ھ ماہ شوال المکرّم کی دس تاریخ

اکتیس جولائی ۱۹۸۲ء بروز ہفتہ بوقت نماز عشاء اپنے شیخ طریقت، حضور پرنور، قبلہ دو عالم مدظلہ عالی کی قدم بوسی کی سعادت نصیب ہوئی۔ اس وقت حضور پرنور کے دربار مقدس میں بزرگ نور محمد درویش عبدالرشید دیوانہ اور درویش سرفراز احمد سرفراز بھی حاضر خدمت تھے۔ حضور پرنور دربار شریف کے قریب جلوہ افروز تھے۔ یہ آپ کے والد گرامی اور آستانہ عالیہ رحمٰن شریف کے خواجہ اول اعلیٰ حضرت خواجہ عبدالرحمٰن کا مزار اقدس پرنور ہے۔

حضور پرنور نے ارشاد فرمایا: ''مجھ سے گوجرانوالہ میں میرے ایک عزیز عطاء الرحمٰن ایڈووکیٹ نے چند دلچسپ سوالات کئے جن سے میں خود بھی محظوظ ہوا۔ انہوں نے پہلا سوال یہ کیا کہ ''فقیر کی کیا پہچان ہوتی ہے''؟ میں نے کہا فقیر وہ ہے جس سے ملنے کے بعد آپ کی اپنے شیخ سے محبت میں اضافہ ہو جائے۔ پھر وہ کہنے لگے ''وحدت الوجود کیا ہوتا ہے؟'' میں نے کہا کہ ایک عام سی مثال سے اس کی وضاحت کرتا ہوں۔ ایک مرتبہ مجھے ایک سنار کی دکان میں جانے کا اتفاق ہوا۔ دکان کے اندر دیواروں کے ساتھ ہر طرف آئینے لگے ہوئے تھے۔ دکان کے اندر قدم رکھتے ہی میری نظر چاروں طرف ان آئینوں پر پڑی تو مجھ پر وجدانی کیفیت طاری ہوگئی اور میں فوراً دکان سے باہر آ گیا۔ میں نے دیکھا کہ میں ایک ہوں مگر میری تصویر چاروں طرف ہر آئینے میں نظر آ رہی ہے۔ اگر آئینہ بڑا ہے تو تصویر بھی بڑی ہے اور اگر آئینہ چھوٹا ہے تو تصویر بھی چھوٹی ہے لیکن ہے مکمل ایسا نہیں کہ چھوٹے آئینے میں صرف ناک، کان، بازو یا چند اعضاء ہی نظر آئیں بلکہ تصویر تو ہر آئینے میں مکمل ہے مگر اس کے اپنے قد کے مطابق۔ یہ ہے ''وحدت الوجود'' کہ وہ ذات ایک ہے مگر ہر آئینے میں جلوہ گر ہے۔ جتنی کسی کی نظر ہے جتنا کسی کا ظرف ہے اسی قدر وہ ذات نظر آ رہی ہے۔

خدا جانے کہاں سے لے کہاں تک ہے　　وہیں تک دیکھ سکتا ہے نظر جس کی جہاں تک ہے

اس کے بعد حضور پرنور نے فرمایا: ''فقیر کی تین حالتیں ہوتی ہیں۔ ایک حالت بشری، دوسری ملکوتی حالت، تیسری حالت احدی۔ فقیر عام طور پر ملکوتی حالت میں ہوتا ہے اس حالت میں وہ کیف واستغراق کی کیفیت میں ہوتا ہے۔ ہر آنے جانے والے کیلئے ہاتھ اٹھاتا ہے۔ دعا کرتا ہے۔ بعض اوقات فقیر بشری حالت میں ہوتا ہے اس حالت میں دنیاوی امور میں قدرے دلچسپی لیتا ہے اور خوش طبعی بھی کرتا ہے اور کبھی کبھی وہ احدی حالت میں ہوتا ہے اس وقت فقیر کا ارادہ خدا عزوجل کا ارادہ ہوتا ہے اور ''کچھ فرق نہیں مابین پیا'' کا عالم ہوتا ہے۔ وہ جو بات منہ سے نکالتا ہے وہ رضائے الٰہی سے حکمِ خداوندی بن جاتی ہے۔''

اب نماز عشاء ادا کی گئی۔ بعد از نماز عشاء آپ نے فرمایا: ''ایک دفعہ اباجی حضور نے حضور خواجہ بدرالدین سیالوی کی خدمت اقدس میں میرے متعلق عرض کیا کہ حضور عشق کی حالت بہت تیز ہے۔ حضور خواجہ بدرالدین سیالوی نے اپنی قلندرانہ نگاہ اٹھائی اور فرمایا۔ ''نام رکھنا نصیر اور چھینٹوں سے ڈرنا۔''

ایک بار عبدالرشید دیوانہ نے بھی اباحضور سے میری اس کیفیت کے متعلق عرض کیا اس وقت آستانہ مقدسہ رحمٰن شریف کے باہر شیشم کے درخت ہوا کرتے تھے۔ اباجی حضور نے فرمایا۔ ''دیوانے میں کیا کروں۔ میں دیکھتا ہوں کہ یہاں شیشم کے درختوں میں بھی آگ لگی ہوئی ہے۔'' الحمد للہ علی ذلک

مجلس نمبر۲

۱۴۰۲ھ ماہ شوال المکرّم کی بارہ تاریخ

دو اگست ۱۹۸۲ء بروز سوموار

بوقت نماز عشاء اپنے شیخ کریم حضور پرنور کی قدم بوسی کی سعادت نصیب ہوئی۔ کئی غلام حاضر تھے۔ بسلسلہ گیارہویں شریف تقسیم لنگر ومحفل سماعت ہوئی۔ بعد از محفل سماع سب غلام آپ کے سامنے حلقہ کی شکل میں بیٹھ گئے۔ آپ نے فرمایا۔

''ایک بار حضور خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ مریدین کے جھرمٹ میں جلوہ افروز تھے۔ جو کہ آپ کو دبانے میں مصروف تھے۔ ایک غیر معتقد شخص قریب سے گزرا۔ اس نے یہ منظر دیکھا تو کہنے لگا۔''آپ تو خداعزوجل بنے ہوئے ہیں۔'' حضور گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''ہاں خداعزوجل نے بنایا ہے۔'' الحمد للّٰہ علی ذلك

مجلس نمبر۳

۱۴۰۲ھ ماہ شوال المکرّم کی چودہ تاریخ

پانچ اگست ۱۹۸۲ء بروز بدھ وار

حضور غریب النواز مدظلہ العالی حضرت خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکر کریم رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ عالیہ پر حاضر ہوئے۔ آپ کی خدمت اقدس میں درویش عبدالرشید دیوانہ اور درویش حق نواز حقانی بھی حاضر تھے۔ دربار شریف پر عجیب واقعات پیش آئے۔ حضور پرنور سلام کی غرض سے دربار شریف کی طرف چل رہے تھے کہ کچھ لوگ والہانہ انداز میں حضور کی طرف لپکے۔ کوئی حضور کے پاؤں کو ہاتھ لگا رہا تھا، کوئی گھٹنوں کو، حضور فرماتے جاتے تھے میں تو نااہل ہوں، کسی کام کا نہیں۔ میں لوگوں سے جتنا بچتا ہوں۔ دربار اقدس میں جتنا سمٹ سمٹا کر اور بچ بچا کر حاضری کی کوشش کرتا ہوں اتنا ہی لوگ لپکتے ہیں۔

آخر حضور پرنور مدظلہ العالی دربار اقدس میں داخل ہوئے۔ حضور کریم نے کم وبیش تین گھنٹے حضور زہد الانبیاء کریم رحمۃ اللہ علیہ کی حاضری میں گزارے۔ اس کے بعد واپسی ہوئی۔ الحمد للّٰہ علی ذلك

مجلس نمبر۴

۱۴۰۲ھ ماہ شوال المکرّم کی چودہ تاریخ

چھ اگست ۱۹۸۲ء بروز جمعرات

بندہ حقیر کو اپنے شیخ کریم کی قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ ضلع سرگودھا اور باوا چک ضلع فیصل آباد سے آنے والے مریدین بھی حاضر خدمت ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ ''ایک بار حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہیں جا رہے تھے۔ کہ ایک بدخواہ شخص راستہ میں پڑا۔ جس نے حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ کو گالیاں دینا شروع کر دیں آپ نہایت خندہ پیشانی سے اس کی گالیاں سنتے رہے۔ مگر جب اپنے گاؤں کے قریب پہنچے تو رک گئے اور اس ملعون شخص سے فرمایا کہ یہاں جی بھر کر مجھے برا بھلا کہہ لے مگر اس سے آگے قدم مت بڑھانا۔ کیونکہ یہ میرا گاؤں ہے عین ممکن ہے کہ لوگ میرے ساتھ عقیدت کی وجہ سے تمہاری اس دشنام ترازی کو برداشت نہ کر سکیں اور تمہیں نقصان پہنچائیں۔''

حضور پرنور مدظلہ نے حضرت خواجہ خواجگان معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت بیان کرتے ہوئے فرمایا ''اگر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو خدا تعالیٰ غوث اعظم کی مسند پر نہ بٹھاتے تو میں بجا طور پر کہوں گا کہ خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ غوث اعظم ہوتے۔''

حضرت غریب النواز مدظلہ عالی نے فرمایا ''حرارت ہی وہ طاقت ہے جس سے کائنات کا نظام چل رہا ہے۔اسی طرح اگر انسان کے اندر حرارت نہ ہو تو عبادات اور تسبیح و نماز سب بے سود ہو کر رہ جاتی ہیں۔نماز و عبادات سے ثواب تو حاصل ہو سکے گا۔مگر اصل نکتہ حل نہیں ہوگا۔جو صرف اور صرف حرارت قلبی سے حاصل ہو سکتا ہے۔

مس آدم کے حق میں کیمیا ہے دل کی بیداری — دل بیدار فاروقی دل بیدار کراری

حرارت ہی اصل شے ہے اور یہی نظام کائنات کے چلنے کا باعث ہے۔

لہو گرم رکھنے کا ہے اک بہانہ — جھپٹنا، پلٹنا، پلٹ کر جھپٹنا

پھر حضور پرنور مدظلہ عالی نے فرمایا کہ میرے والد گرامی اپنے گاؤں کھوکھر زیر تحصیل چکوال میں بطور مدرس کام کرتے تھے۔آپ حافظ قرآن اور شریعت کے بے حد پابند تھے۔آپ نے سن رکھا تھا کہ اس گاؤں میں جو مرد قلندر تشریف لاتے ہیں وہ نظر پارس رکھتے ہیں اور بہت اکمل و کامل ہستی ہیں۔سماع بھی بہت سنتے ہیں۔اباجی حضور فرماتے تھے ''میں نے سوچا کہ باقی سب چیزیں تو ٹھیک ہیں مگر سماع سے مجھے اتفاق نہیں۔خیر وہ مرد قلندر جب بھی گاؤں میں تشریف لائیں گے میں ان کی زیارت ضرور کروں گا۔خدا عزوجل کا کرنا کہ اسی سال ماہ رمضان المبارک میں قلندر کریم غریب النواز حضرت خواجہ محمد عبدالعزیز چاچڑوی نے ارادہ فرمایا کہ میں کھوکھر زیر گاؤں میں دوران رمضان المبارک قرآن مجید سنوں گا۔میں پہلی بار جب قلندر کریم سے ملنے گیا تو آپ نے اپنی چار پائی کے قریب بیٹھے ہوئے ایک شخص کو اٹھا کر مجھ سے اس جگہ بیٹھنے کو کہا۔میں بیٹھ گیا مگر دل میں سوچتا رہا کہ یہ سب شفقت مجھے مرید بنانے کے لیے دکھا رہے ہیں۔اگلے روز میں دوبارہ حاضر خدمت ہوا تو حضرت قلندر کریم نے پھر پائے مبارک کے پاس بیٹھے ہوئے شخص کو اٹھا کر مجھے بیٹھنے کو کہا۔تیسرے روز میں پھر حاضر ہوا تو حضور قلندر کریم نے وہاں بیٹھے ہوئے شخص کو اٹھا دیا اور مجھ سے فرمانے لگے ''مولوی صاحب جی تسیں میرے چوتھے پائے دے مالک او ایتھے کوئی ہور بیٹھا ہووے او ہنوں اٹھا کے بیٹھ جایا کرو۔'' مگر میں نے پھر خیال کیا کہ صرف مرید بنانے کی غرض سے اتنا پیار دکھا رہے ہیں۔آخر ایک دن حضور فرمانے لگے بھئی جس جس نے مجھ سے ملنا ہو مل لے کیونکہ میں کل صبح صبح ہی جا رہا ہوں اور اس وقت آپ لوگوں کو کام کاج ہوتا ہے۔سب عقیدت مندوں نے حضور کی قدم بوسی کا شرف حاصل کیا۔جب میں ملنے گیا تو حضور فرمانے لگے ''مولوی صاحب جی میں تساں نوں صبح ملساں'' میں نے عرض کیا حضور میری آنکھ دیر سے کھلتی ہے۔(حالانکہ میں علی الصبح اٹھ کھڑا ہوتا تھا) یہ سن کر حضور قلندر کریم فرمانے لگے ''مولوی صاحب جی مینوں رب عزوجل دا حکم ہو گیا اے میں اس گراں چوں تو ہانوں ملیوں بغیر نہ جاساں'' خیر میں گھر چلا آیا۔صبح کو واقعی خلاف معمول میری آنکھ نہ کھلی۔میں اٹھا تو سورج نکل چکا تھا۔نماز فجر قضا کی۔سوچا کہ یہ فقیر لوگ بھی عجب ہوتے ہیں کہتے تھے کہ میں صبح تمہیں ملے بغیر نہ جاؤں گا ایسا نہ ہو کہ وہ مرد قلندر معہ مریدین کے یہاں آ پہنچیں یہ سوچ کر میں خود حضرت قلندر کریم سے ملاقات کیلئے چل دیا۔حضور قلندر کریم نے مجھے اپنا عصا مبارک ایک رومال اور ایک کتاب عطا کی۔میں نے یہ سب تبرکات اپنے ایک ساتھی کو پکڑا دیئے حضور قلندر کریم ہمارے گاؤں سے رخصت ہوئے۔میری حالت تبدیل ہوگئی۔نظر ہر وقت قلندر کریم کے تصور سے ہمکنار رہتی اور دل ان کی یاد میں مچلتا رہتا۔آخر کار میں چندروز بعد اپنے تایازاد بھائی ولایت علی صاحب کے ہمراہ چاچڑ شریف حاضر ہوا۔حضور قلندر کریم کی قدمبوسی کا شرف حاصل کیا۔اور غلامی میں قبول فرمانے کی استدعا کی حضور نے جواباً گمان جو پہلی ملاقاتوں میں میرے ذہن میں تھے دہرائے۔فرمایا ''مولوی صاحب جی ہم تو سماع سنتے ہیں ڈھول ڈھمکے کے شوقین ہیں۔آپ متقی اور پرہیزگار آدمی ہیں کوئی پرہیزگار اور متقی آدمی تلاش کریں۔'' بہر حال قلندر کریم نے مجھے اپنے بڑے بھائی حضرت خواجہ محمد نصیر الدین کے دست حق پرست پر بیعت کرایا جو اس وقت سجادہ نشین تھے۔''

اب حضور پرنور مدظلہ عالی باوا چک سے حاضر ہونے والے ایک نوجوان سے مخاطب ہوئے اور فرمایا ''ہم کسی کی کھیتی میں قدم نہیں رکھتے مگر تبرکاً تمہیں کوئی ایسی چیز دیں گے جو کسی کے پاس نہ ہوگی۔'' یاد رہے کہ اس نوجوان پر پہلی مجلس میں ہی حضور غریب النواز مدظلہ کے کمال تصرف سے کرم ہوا تھا اور شدید وجد کی حالت طاری ہوگئی تھی۔ مگر چونکہ اس کی بیعت خاندان نقشبند میں ہے اس لیے حضور پرنور مدظلہ عالی نے یہ فرمایا۔

حضور پرنور فرمانے لگے کہ ایک بار سیال شریف میں حضرت خواجہ شمس العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے دربار عالی مقام میں آپ کے چاروں خاص خلفاء حضرت خواجہ محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ چاچڑ شریف، حضرت پیر حیدر شاہ رحمۃ اللہ علیہ جلال پور شریف، حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ گولڑہ شریف اور حضرت خواجہ معظم دین رحمۃ اللہ علیہ مرولہ شریف حاضر خدمت تھے کہ ایک مستوار آیا اور شمس العارفین رحمۃ اللہ علیہ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا میں احمد شاہ قندہار سے آیا ہوں۔ پھر تصوف کے متعلق کوئی سوال کیا۔ غالباً وحدت الوجود کے متعلق۔ ابھی حضرت اعلیٰ کوئی جواب دینے کو ہی تھے کہ حضور قلندر کریم حضرت خواجہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ چاچڑوی کھڑے ہوگئے اور فرمانے لگے جس سوال کا جواب بیٹا دے سکتا ہو وہ باپ کے سامنے نہیں کرنا چاہیے۔ یہ سن کر وہ مستوار چپکے سے باہر آ گئے۔ اس زمانے میں لنگر کے لیے گوشت پکانے والے کھائی نما چولہے ہوا کرتے تھے جنہیں چر کہا جاتا تھا۔ ان چروں میں آگ بھڑک رہی تھی۔ وہ مستوار چروں میں آگ پر چلنا شروع ہوگئے۔ ان کے لباس پر خون کے داغ نمایاں ہوگئے۔ وہ چروں میں پھرتے اور کہتے یہ خون اس کے ہے جس نے مجھے قتل کیا ۔ یہ خون اس کا ہے جس نے مجھے قتل کیا۔ خادمین نے حضرت اعلیٰ کی خدمت میں صورتحال عرض کی۔ حضور شمس العارفین رحمۃ اللہ علیہ بمعہ چاروں خلفاء کے باہر تشریف لائے۔ اس مستوار نے حضور قلندر کریم کو نظر اٹھا کر دیکھا تو حضور پر شدید وجد کی کیفیت طاری ہوگئی۔ حضور قلندر کریم کئی فٹ کی بلندی پر اچھلتے اور گرتے۔ پھر وہ مستوار حضرت شمس العارفین رحمۃ اللہ علیہ سے کہنے لگا۔ آپ یہ بچہ مجھے دے دیں۔ حضور شمس العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''میں نے اب تک مہمان اور سید آل رسول ﷺ جان کر آپ کی عزت کی ہے۔ اب آپ حد سے نکل رہے ہیں اسی وقت سیال شریف کے علاقہ سے باہر نکل جائیں۔'' یہ سن کر وہ مستوار چپکے سے چلے گئے۔ ٹھیک ایک سال بعد وہ مستوار چاچڑ شریف حضور قلندر کریم سے ملے۔ حضور نے خوش آمدید کہا۔ مستوار احمد شاہ قندہاری نے حضور قلندر کریم سے شراب منگوانے کو کہا۔ اگرچہ حضور قلندر کریم شریعت کے بے حد پابند تھے مگر آپ نے قوت باطنی سے شراب طلب کئے جانے کی حکمت جانتے ہوئے خادمین کو شراب لانے کے لیے روانہ کیا جب خادمین چلنے لگے تو احمد شاہ قندہاری فرمانے لگے کہ شراب نہیں چرس چاہئے۔ جب غلام چرس کے لیے جانے لگے تو فرمایا نہیں بھنگ چاہئے۔ اسی طرح چوتھی مرتبہ فرمایا نہیں افیون چاہئے۔ جب خادم حسب حکم قلندر کریم افیون کے لیے جانے لگے تو فرمایا نہیں افیون نہیں مکئی کی روٹی کھلاؤ۔ احمد شاہ قندہاری گندم نہیں کھایا کرتے تھے۔ مکئی کی روٹی پیش کی گئی۔ اس کے بعد وہ رخصت ہوگئے۔ الحمد للہ علی ذلک

مجلس نمبر ۵

۱۴۰۲ھ ماہ شوال المکرّم کی سترہ تاریخ

سات اگست ۱۹۸۲ء بروز ہفتہ

آقائی و مرشدی حضور پرنور کے خلیفہ المعروف دیوانہ صاحب کے ہاں حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کا عرس مبارک تھا۔ بندہ حقیر کو اپنے شیخ کریم کی قدمبوسی کا شرف نصیب ہوا۔ اختتام مجلس اور ختم شریف کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا۔

''حضرت شاہ کلیم اللہ جہاں آبادی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ ''آجکل کے مرید ذرا سی بات پر پیر کو چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔ حضرت شاہ نصیر الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مریدوں کو پیٹا کرتے تھے پھر بھی وہ نہیں جاتے تھے۔''

جب میں نے پڑھا تو خوب ہنسا کہ آج کل معاملہ اس کے برعکس ہے۔ الحمد للّٰہ علی ذلك

مجلس نمبر ۶

۱۴۰۲ھ ماہ شوال المکرّم کی چوبیس تاریخ

پندرہ اگست ۱۹۸۲ء بروز اتوار

بندہ حقیر کو اپنے شیخ کریم کی قدمبوسی کا شرف نصیب ہوا۔ حضور پرنور اپنے کمرہ مبارک میں جلوہ افروز تھے۔ بشیر نامی قوال اور کاٹن ملز فیصل آباد سے ایک نیم مستوار درویش بھی حاضر خدمت ہیں۔ جن کا سلسلہ طریقت حضرت بوعلی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے۔ قوال نے حضور پرنور مدظلہ کا کلام ساز کے ساتھ سنانا شروع کر دیا۔ جس کا مطلع تھا۔

پیا پیا کی رٹ لاکے پیا آپ بنی جاتی ہوں اور اس میں سمٹ سمٹا کے میں آپ چھپی جاتی ہوں

بعد آزاں حضور پرنور مدظلہ کو ۱۴ اگست (یوم آزادی) کے سلسلہ میں ہونیوالی ایک تقریب میں صدارتی خطبہ ارشاد فرمانے کی دعوت دی گئی۔ اس تقریب کا اہتمام صاحبزادگان عالی مقام نے بدر کالج کی طرف سے کیا تھا۔ حمد و ثنا کے بعد حضور پرنور مدظلہ عالی نے علامہ اقبال کا یہ شعر ارشاد فرمایا۔

چہ باید مرد را طبع بلندے مشرب نابے دل گرمے نگاہ پاک بینے جان بیتابے

حضور پرنور مدظلہ عالی نے ارشاد فرمایا کہ ایک انسان میں یہ خصوصیات ہونی چاہیں۔ اس کا نظریہ ذاتی نہ ہو۔ خالص ہو جو اپنے لیے کچھ نہ چاہتا ہو۔ اس کا ہر اک فعل اپنے پروردگار کی رضا کے لیے ہو۔ حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ ایک پہلوان سے کشتی لڑ رہے تھے۔ ایک نفس کا پہلوان ہے ایک خداعزوجل کا پہلوان ہے۔ دونوں پہلوانوں میں سات دن تک کشتی ہوتی رہی آخر کار شاہ مرداں شیر یزداں قوت پروردگار حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ شیر خداعزوجل نے دوسرے پہلوان کو نیچے گرالیا اور اس کے سینے پر چڑھ بیٹھے تلوار نکال لی اور فرمایا جان کی امان چاہتا تو خداعزوجل اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لے آ اور پڑھ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اس کافر پہلوان نے خاکم بدہن تو بہ توبہ حضور علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے چہرہ اطہر پر تھوک دیا۔ اس گستاخ پر حضور علی المرتضی رضی اللہ عنہ شیر خداعزوجل کا غصہ بڑھنا چاہئے تھا مگر طبع بلند مشرب نابے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسے چھوڑ دیا اس کافر کے سینے سے اٹھ بیٹھے۔ اس پہلوان نے پوچھا یا علی رضی اللہ عنہ یہ کیا ہے۔ حضور علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب تم نے مجھ پر تھوکا تو مجھے غصہ آ گیا اب اگر میں تمہیں اس حالت میں مارتا تو اپنی ذات کی خاطر مارتا مگر میں تو محمد مصطفٰے ﷺ کی خاطر لڑ رہا ہوں۔ میں اپنی ذات کو درمیان میں لاتا تو قابل مواخذہ تھا۔ اس لیے تمہیں چھوڑ دیا۔

حضور پرنور نے فرمایا کہ دودھ پاک ہوتا ہے مگر پیشاب کا ایک ہی قطرہ اسے پلید کردینے کے لیے کافی ہے۔ دل میں احساس ومروت اور نگاہ کی پاکی و پاکیزگی اس وقت حاصل ہوتی ہے جب حبیب خداعزوجل شہنشاہ لولاک ﷺ کا کرم ہوجائے۔ جلیاں مارنے سے یہ نعمتیں حاصل نہیں ہوسکتیں۔ دعا کریں کہ سرکار دوعالم ﷺ کرم فرمائیں اور طبع بلندے، دل گرمے، نگاہ پاک عطا ہو۔ اور ہم پاکستان کے استحکام اور اسلام کی سربلندی کے لیے ذاتی خواہشات اور اغراض سے بالاتر ہوکر کام کریں۔ اور اس مملکت خداداد کی بقاوترقی کے لیے ہمہ تن کوشاں رہیں۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

الحمد للّٰہ علی ذلک

مجلس نمبر ۷

۱۴۰۲ھ ماہ شوال المکرّم کی چھبیس تاریخ

سترہ اگست ۱۹۸۲ء بروز منگل وار

حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔ آپ مدظلہ عالی نے ارشاد فرمایا ایک بار حضور قلندر کریم غریب نواز ہمارے گاؤں کھوکھر زیر تحصیل چکوال تشریف لائے۔ دیہات میں مکانوں کی چھتیں دور دور تک ایک دوسرے سے ملحق ہوتی ہیں اور کوئی دیوار یا پردہ درمیان میں نہیں ہوتا تھا۔ محفل سماع کا انتظام چھتوں پر تھا۔ حضور خواجہ قلندر کریم رونق افروز ہوئے مریدین وعقیدت مند عجز و نیاز سے شریک محفل تھے۔ محفل شروع ہوئی۔ حضور خواجہ قلندر کریم کو ایک مصرع پر شدید وجد ہوگیا۔ بڑی دیر تک قوال وہ مصرع دہراتے رہے اور حضور خواجہ قلندر کریم پر شدید وجدانی کیفیت طاری رہی۔ وجد اتنا شدید تھا کہ آخر اباجی حضور (حضرت خواجہ عبدالرحمٰن) نے سماع بند کروایا۔ حضور خواجہ قلندر کریم کے منہ سے نکلا ''ایں سخن راز و دبگو'' سماع کے اختتام پر شمع ولایت کے پروانے حضور قلندر کریم کے گرد جمع ہیں۔ قوال بھی حاضر خدمت ہیں۔ ایک قوال نے کہا حضور غریب نواز مصرع بہت خوب تھا اگر مولوی صاحب سماع بند نہ کرواد یتے تو کیا بات تھی۔ حضور قلندر کریم جلال میں آگئے اور اباجی حضور نے فرمایا باہر نکل جاؤ۔ اباجی حضور چپکے سے باہر نکل گئے۔ دل دھک دھک کر رہا ہے۔ باہر آنے والے مریدین سے حضور خواجہ قلندر کریم کے مزاج کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ جب ٹھیک طرح سے پتہ چل گیا کہ حضور خواجہ کریم اچھے موڈ میں ہیں تو حاضر خدمت ہوئے۔

اب ایک بار پھر قوال نے وہی بات دہرائی کہ حضور مصرع بہت خوب رہا۔ مگر مولوی صاحب نے سماع بند کرادیا۔ مولوی صاحب سماع بند نہ کراتے تو کیا بات تھی حضور قلندر کریم قوالوں کی طرف پلٹے اور فرمایا مولوی صاحب نے اچھا کیا تمہارا کیا خیال ہے کہ چاچڑ شریف میری ہڈیاں ہی لے کر جاتے۔'' الحمد للّٰہ علی ذلک

مجلس نمبر ۸

۱۴۰۲ھ ماہ شوال المکرّم کی انتیس تاریخ

بیس اگست ۱۹۸۲ء بروز جمعۃ المبارک

مجھ سگ حقیر و بندہ کمترین کو اپنے شیخ کریم حضور عالی مقام حضور پرنور مدظلہ عالی کی قدمبوسی کا شرف حاصل ہوا۔ حضور اقدس مدظلہ عالی کے ارشادات عالیہ کو من و عن اسی فصاحت و بلاغت اور حسن وندرت و جامعیت کے ساتھ قلم بند کرنا انسانی کوشش وکاوش کے بس میں نہیں۔ حضور پرنور مدظلہ عالی چلتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جلال و جمال کا پیکر عجز و وقار کا حسین امتزاج لیے کمال بے نیازی سے فضا کا سینہ چیر تا رواں دواں ہے اور جب حضور پرنور مجلس میں یا بغرض خطبہ منبر مبارک پر رونق افروز ہوں تو بلا شبہ ایسا لگتا ہے کہ کوئی شہنشاہ وقت تخت خداداد پر جلوہ افروز ہے۔ حضور کے لباس کی سادگی، محفل و مجلس میں سادگی اور ملنے جلنے میں سادگی کے باوجود حضور کے چہرہ اطہر پر وہ وجاہت وجلالت، وہ انوار و تجلیات، وہ رعب و دبدبہ اور وہ نور و سرور ٹھاٹھیں مارتا ہوا نظر آتا ہے جو فقط اور فقط نائب محمد مصطفیٰ ﷺ اور خلیفہ خدا عزوجل ہی کا حصہ ہو سکتا ہے اور آفتاب آمد دلیل آفتاب کے مصداق حضور پرنور کی زیارت سے مشرف ہونے کے بعد کسی دلیل کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بعینہ جب حضور پرنور مدظلہ عالی کسی مسئلہ یا واقعہ پر ارشاد فرماتے ہیں تو اتنے جامع انداز میں اور اس تسلسل و روانی کے ساتھ کہ جیسے علم کا سمندر بہہ رہا ہو اور جیسا کہ میں عرض کر چکا ہوں کہ کسی انسان اور بالخصوص مجھ جیسے ناقص العقل اور کم علم انسان کے لیے قطعی ناممکن ہے کہ حضور کے ارشادات کو اسی حسن و خوبی اور ترتیب و تسلسل اور جامعیت کے ساتھ ضابطہ تحریر میں لا سکے۔ بہرحال خدائے بزرگ و برتر کے نام کی برکت سے اپنی کم مایہ سعی کو بروئے کار لاتا چلا جا رہا ہوں **وما توفیقی الا باللہ**

آج خطبہ جمعۃ المبارک میں حضور پرنور مدظلہ عالی نے حمد وثناء اور درود و سلام کے بعد ارشاد فرمایا کہ آج میں آپ سے یہ بات کروں گا کہ نعت کیا ہے؟ اور قوالی کیا ہے؟

حضور پرنور مدظلہ عالی نے فرمایا کہ جب رسول اکرم آقائے دو جہاں شہنشاہ کون و مکاں جناب احمد مصطفیٰ محمد مجتبےٰ ﷺ کی تعریف و توصیف اپنے آپ میں رہ کر کی جائے تو نعت ہے اور جب اپنے آپ سے باہر ہو کر تعریف محمد عربی ﷺ کہی جائے تو قوالی کہلاتی ہے۔ جب یہ تعریف بغیر ساز کے ہو تو نعت ہے جب ساتھ ساز ہوں تو قوالی ہے۔

حضور پرنور مدظلہ عالی نے فرمایا کہ ساز کسی نہ کسی شکل میں نبی آخر الزماں ﷺ کے دور اقدس میں بھی بجا کرتے تھے۔ جب حضور رسول کریم ﷺ مدینہ العظمیٰ تشریف لے گئے تو وہاں کی لڑکیوں نے دف بجا کر حضور ﷺ آقائے دو جہاں کا خیر مقدم کیا۔ لڑکیاں اہلاً و سہلاً مرحبا کہہ رہی تھیں اور ساتھ ساتھ دف بجا رہی تھیں۔ حبیب خدا عزوجل ﷺ کی آمد پر ساز بج رہے ہیں صحابہ کرام علیہ رضوان میں سے لڑکیوں کو دف بجانے سے منع کیا گیا مگر حضور اکرم ﷺ نے روکا اور فرمایا کہ انہیں خوشیاں منانے دو۔ دف بجانے دو۔ آج تو عرش پر فرشتے بھی دف بجا رہے ہیں۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ مسلمانوں کے امام ہیں فرماتے ہیں میں بیت المقدس میں گیا۔ استغراق کی کیفیت میں رسول اکرم ﷺ کی زیارت ہوئی۔ میں تڑپنے لگ گیا۔ مجھ میں بہت طغیان و ہیجان ہوا۔ یہ وجد تو پرانے وقتوں سے چلا آ رہا ہے۔ فرماتے ہیں میں نے اپنے آپ کو قابو میں رکھنے کے لیے ایک ستون کا سہارا لیا۔ میں ستون سے لپٹ گیا۔ مگر پھر بھی میرا جسم میرے قابو سے باہر ہوا جا رہا تھا اور ٹانگیں نیچے سے نکلی جا رہی تھیں۔ ایک بار حضور داتا کریم گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ حضرت علی سکتری رحمۃ اللہ علیہ کے دربار پر حاضر ہوئے۔ حضور داتا کریم کا دور وہ دور ہے جب نہ چشتیہ خاندان تھا اور نقشبند خاندان اور نہ ہی قادریہ و سہروردیہ یہ سب سلسلے بعد میں شروع ہوئے۔ حضرت علی سکتری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں علی رحمۃ اللہ علیہ کیا چاہتے ہو؟ حضرت داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

سماع چاہتا ہوں۔ حضرت علی سکتری رحمۃ اللہ علیہ نے قوال بلوائے اور قوالی شروع ہوگئی۔ حضور داتا کریم علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کشف المحجوب میں فرماتے ہیں مجھے بہت جوش وخروش ہوا۔ سماع سے حضور داتا کریم رحمۃ اللہ علیہ پر وجدان و ہیجان کی کیفیت طاری ہوگئی۔ یہ طغیان و ہیجان، وجد و وجدان اور سوز وساز آج کی باتیں نہیں یہ سلسلہ شروع سے چل رہا ہے۔ حضور والی ہند غریب نواز حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کو محمد مصطفیٰ ﷺ کی طرف سے نائب مصطفیٰ ﷺ بنا کر ہندوستان میں سلسلہ تبلیغ کے لیے بھیجا گیا حضور والی ہند غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے بتکدہ ہند میں جس جس کی طرف نگاہ کرم سے تاکا وہ حلقہ بگوش اسلام ہوگیا۔ اس وقت ہندوؤں کے مندروں اور بت خانوں میں شام کو قریباً عصر کے وقت سے ساز بجا کرتے تھے۔ ہندو سازوں سے اس قدر مانوس تھے کہ حلقہ بگوش اسلام ہونے کے بعد بھی جب مندروں سے ساز کی آوازیں آتیں تو مندروں کی جانب چل نکلتے۔ حضور غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کو دربار رسالت ﷺ میں حاضری کا شرف حاصل ہوا تو آپ ﷺ نے شرف ہمکلامی بخشا اور حضور والی ہند رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ شام کے وقت جب مندروں میں ہندو ساز چھیڑیں تو تم بھی ساز بجاؤ (تاکہ نومسلموں کو مندروں میں جانے کی ترغیب نہ ہو)۔ ان کا ساز حرام ہوگا۔ تمہارا ساز حلال ہوگا۔ ہندوؤں کا ساز ناپاک ہوگا اور تمہارا پاک۔ والی ہند رحمۃ اللہ علیہ کی محفل پاک سے ساز کا باقاعدہ آغاز حسب ارشاد محمد مصطفیٰ ﷺ ہوا۔ اور دنیا نے دیکھا کہ اس ساز وقوالی کو باقاعدہ عبادت کا حصہ بنانے والے عظیم المرتبت خواجہ کریم رحمۃ اللہ علیہ والی ہندوستان کے دست مبارک پر کم وبیش ایک کروڑ غیر مسلم حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ رسول کریم ﷺ کے بعد آج تک اتنی کثیر تعداد میں غیر مسلموں کو دین اسلام کی طرف راغب کرنا صرف والی ہند حضور خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ ہی کا حصہ ہے اتنا عظیم کام رسول عربی ﷺ کے بعد آج تک کسی سے نہ ہوسکا ساز کی دھنیں آپ کی نظر کرم کے دوش پر قلوب کو عشق مصطفیٰ ﷺ سے گرماتی چلی گئیں اور آج تک گرما رہی ہیں۔ الحمد للہ علی ذلک

مجلس نمبر ۹

۱۴۰۲ھ ماہ ذی القعد کی تین تاریخ

تئیس اگست ۱۹۸۲ء بروز سوموار

قدمبوسی کی سعادت نصیب ہوئی۔ حضور پرنور مدظلہ عالی نے ارشاد فرمایا۔

''اس بار سیال شریف عرس مبارک پر حاضر ہوا۔ میں نے خواجہ کریم حضور بدرالدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پرانوار پر بغرض سلام ہاتھ رکھے ہی تھے اور بوسہ لینے کو تھا کہ قوال نے ایک غزل پڑھنا شروع کی۔ قوالی کا شروع ہونا تھا کہ میرے بازو بلا مبالغہ قبر انور کے اندر چلے گئے اور حضور خواجہ کریم رحمۃ اللہ علیہ نے کمال مہربانی وعنایت فرمائی۔ الحمد للہ علی ذلک

مجلس نمبر ۱۰

۱۴۰۲ھ ماہ ذی القعد کی چھبیس تاریخ

پندرہ ستمبر ۱۹۸۲ء بروز بدھوار

مجھ سگ کمین و کمترین کو ۲۶ ذی القعد بروز بدھ نماز عصر کے بعد اپنے شیخ کریم برتر و عظیم حضور پرنور مدظلہ عالی کی قدم بوسی کی سعادت نصیب ہوئی۔ حضور پرنور کو ۲۲، ۲۳ ذی القعد کو جوانہ بنگلہ مظفر گڑھ میں چوہدری محمد اختر سعید جو کہ ہمارے پیر بھائی ہیں کے ہاں محفل سماع میں رونق افروز ہونے کے لیے تشریف لے گئے وہاں پر ایک مولانا جو کسی اور سلسلہ سے منسلک تھے حضور پرنور پر بچھے جاتے کبھی آپ کی دست بوسی کرتے کبھی قدمبوسی انہوں نے ایک جگہ ذکر اذکار کے لیے حجرہ بنا رکھا تھا اور وہ اپنے سلسلے کے لوگوں کو وہاں ذکر اذکار کراتے۔ انہوں نے حضور پرنور سے اختر سعید صاحب کو ہمراہ لے کر عرض کی کہ حضور آپ ہمارے حجرہ میں بھی قدم رنجا فرمائیں اور دعائے خیر فرمائیں۔ جب حضور پرنور وہاں پہنچے تو انہوں نے نہایت عاجزی و انکساری سے آداب بجالائے۔ حضور پرنور نے دعائے خیر فرمائی۔ جب حضور چلنے لگے تو ان تمام لوگوں نے تعداد میں تقریباً پندرہ، بیس ہوں گے۔ قطار بنا کر حضور پرنور کو دس، دس روپے نذر کرنا چاہے۔ حضور پرنور نے یہ فرماتے ہوئے نذرانہ قبول نہ کیا کہ یہ فقیر کے لیے راستے کے روڑے ہیں۔ آپ نے دعائے خیر کے لیے کہا تو میں چلا آیا۔

مدرسہ انوار القرآن کی تقریبات سے فارغ ہو کر حضور پرنور ۲۴ ذی القعد کو تونسہ تشریف عرس مبارک میں شرکت کے لیے پہنچے۔ حضور پرنور فرماتے ہیں کہ مزار مقدس پر حاضری کے بعد ہم سجادہ نشین تونسہ شریف حضرت خواجہ عطاء اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لیے حاضر ہوئے آپ پلنگ مبارک پر جلوہ افروز ہیں اور ایک بزرگ جو غالباً حضور کے خاندان کے کوئی فرد تھے حضور سے کہہ رہے ہیں ''ہم تو تمہیں سے کہیں گے اور کدھر جائیں خواجہ محمود صاحب فرمایا کرتے تھے اگر بلی کا بچہ بھی مصلے پر بیٹھ جائے تو شیر ہوتا ہے۔ سائیں آپ تو ہمارے محافظ ہیں۔ ہم تو تیرے خادم ہیں۔'' جواباً حضور خواجہ کریم نے ہاتھ جوڑے اور فرمایا ''سائیں مجھے معاف کر دو۔ مجھ سے غفلت ہوگئی۔ آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔ سائیں آئندہ پوری احتیاط کروں گا۔ اب مجھے معاف کر دو سائیں۔'' اللہ اللہ عزوجل کس قدر عاجزی و انکساری ہے۔ حضور اس گفتگو سے فارغ ہوئے تو ہم آگے بڑھے۔ حضور نہایت محبت سے پیش آئے۔ حضور نے دوبارہ نظر کریمانہ کچھ اس انداز سے ہم پر ڈالی کہ ہمیں زمانہ بھر کی تسکین حاصل ہوگئی۔ پھر حضور نے فرمایا آپ کے ساتھ کتنے غلام ہیں۔ کہا چھ، سات۔ حضور نے اپنے خادم سے کہا۔ انہیں خاص طور پر بٹھاؤ اور خاص کھانا کھلاؤ۔ حضور پرنور مدظلہ عالی کے ہمراہ درویش عبدالرشید دیوانہ، صوفی یعقوب علی صاحب، درویش حق نواز حقانی اور چند اور غلام تھے۔ حضور پرنور مدظلہ عالی کو بمعہ خادمین کے خاص کمرہ میں بیٹھایا گیا اور خصوصی کھانا کھلایا گیا۔ الحمد للہ علی ذلك

مجلس نمبر ۱۱

۱۴۰۳ھ ماہ رجب کی نو تاریخ

تیس اپریل ۱۹۸۳ء بروز ہفتہ

تمام خلفائے عظام سوائے گفتار علی اور صوفی محمد یعقوب کے مثلاً درویش انور شاہ درویش سخی سرور، درویش پیر اقبال، درویش حق نواز حقانی، درویش صوفی خوشی محمد، درویش عبدالرشید دیوانہ حاضر تھے اور بہت سے دوسرے پیر بھائی حاضر خدمت تھے۔ احقر کو بعد نماز عشاء حضور غریب نواز مدظلہ عالی کی قدم بوسی کی سعادت نصیب ہوئی۔ آپ نے فرمایا۔

درویش کی حالتیں بدلتی رہتی ہیں۔ میں تو ان کی خاکپائے کے برابر نہیں ہوں درویش کی مختلف حالتیں ہوتی ہیں۔ بشری حالت، ملکوتی حالت، لاہوتی حالت وغیرہ۔ اگر وہ ملکوتی حالت میں آسمان سر پر اٹھا سکتا ہے تو بشری حالت میں اس کی کیفیت عام انسانوں جیسی ہی ہوتی ہے اور وہ زمین پر بیٹھنے سے بھی معذور ہوتا ہے۔ پھر فرمایا۔

''فخر روحانی مدارج طے کرنے میں رکاوٹ کا باعث ہوتا ہے۔ مثلاً فخر عبادت، فخر کرامت وغیرہ۔ لیکن جب کسر میں آئے تو مدارج طے ہوتے ہیں۔ گناہ بھی عظیم ہے گناہ کے بعد کسر میں آیا۔ عاجزی کا اظہار کیا تو مدارج طے ہوئے۔

ابا جی حضور رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ایک متقی آدمی تھا۔ شیطان اس کے سامنے بے بس ہو گیا تھا۔ بالآخر اس نے اپنے چیلوں کی ڈیوٹی لگائی کہ کسی طرح سے اس کی نماز فجر قضا ہو جائے۔ شیطان کے چیلوں نے چکر چلایا۔ وہ عابد بوقت نماز فجر بیدار نہ ہو سکا اور اس کی نماز قضا ہو گئی۔ وہ عابد بہت نادم ہوا اور گریہ زاری شروع کر دی۔ خدا تعالیٰ کو اس کی یہ ادا پسند آئی اور اسے اس ایک نماز کے بدلے ''بہتر'' نمازوں کا ثواب دیا۔ شیطان نے یہ دیکھا تو مایوس ہوا اور دوسرے دن صبح ایک بوڑھے آدمی کی شکل میں آ کر اس نے اس عابد کو بیدار کر دیا۔ اس عابد نے پوچھا تو کون ہے؟ بوڑھے آدمی نے جواب دیا میں ابلیس ہوں اور تمہیں اس لیے اٹھایا ہے کہ تمہاری نماز قضا نہ ہو جائے۔ اگر نماز قضا ہو گئی تو تم گریہ زاری کرنے لگو گے اور تمہیں زیادہ ثواب ملے گا۔ پھر فرمایا!

ڈاکٹر شفیق صاحب ڈسٹرکٹ کونسل والے حضوری ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا آپ کو کب حضور ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی ہے۔ انہوں نے جواب دیا اگر میں نیک کام کرتا رہوں تو حضوری نہیں ہوتی۔ ہاں جب کوئی غلطی ہو جائے اور اس غلطی پر ندامت محسوس کروں تو فوراً حضوری ہوتی ہے۔

پھر فرمایا! انسان کا رابطہ عرش عظیم سے بھی قائم ہو سکتا ہے لیکن اس صورت میں کہ کوئی یہ رابطہ ملا دے۔ لیکن بیرونی مسائل اور تکالیف راہ میں رکاوٹ ہوتے ہیں۔ اس سے زیادہ رکاوٹ خود انسان کا سینہ بنتا ہے۔ سینہ مانند ٹی وی کے ہے، یہ دیکھتا بھی ہے۔ سنتا بھی ہے۔ اسے مرکزی حیثیت تجلیات الٰہی کی حاصل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ کا سینہ مبارک چار مرتبہ چاک ہوا۔ سینہ واردات الٰہی کا مرکز ہوتا ہے۔

پھر فرمایا! دنیاوی مسائل قدرت کا مشاہدہ کرنے میں پردہ ہوتے ہیں۔ انسان بلاغرض شیخ کریم کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا تو عرفان بہت جلد حاصل ہوتا ہے۔ مطالبات بھی درمیان میں آتے رہتے ہیں۔ اور حل ہوتے رہتے ہیں۔

پھر فرمایا! میں نے دیکھا ہے کہ سادات کے علاوہ لوہار اور ترکھان بھی تصوف سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام لوہار تھے لوہاروں اور ترکھانوں میں فقر نہ بھی ہو پھر بھی وہ لگن ضرور رکھتے ہیں۔ ہنر کا بھی قلب سے گہرا تعلق ہوتا ہے۔

بعد ازاں فرمایا! میں یہ تمام گفتگو اہتمام اور بناوٹ سے کر رہا ہوں کوئی وقت ایسا ہوتا ہے کہ باتیں خود بخود ذہن پر وارد ہوتی ہیں اور کوئی وقت ایسا بھی ہوتا ہے کہ باتیں بنا کر بھی کرنا پڑتی ہیں۔ میں نکما آدمی ہوں۔ دوستوں کی خدمت میں صرف باتیں ہی پیش کر سکتا ہوں اور

میں کیا کر سکتا ہوں۔

پھر فرمایا! ایک مجذوب کے پاس سائل آیا اور کہنے لگا کہ میرا قلب نہیں چلتا۔ مجذوب نے کہا ''چل کتے چل'' قلب فوراً جاری ہوا۔ اتنا جاری ہوا کہ اس سائل کی موت واقع ہو گئی۔

یہ سارا نظام (کاروبار) نظر سے چلتا ہے درویش سے ملاقات فقط اس لیے ہوتی ہے کہ مشین (قلب) کی صفائی ہو۔

جب احقر حضور غریب نواز مدظلہ عالی سے اجازت لے کر واپس آنے لگا تو آپ نے فرمایا: ایک حاسد قسم کا عامل دشمنی لے رہا ہے۔ میں آج سارا دن بھاگ دوڑ کرتا رہا ہوں۔ وظائف جاری رکھو۔ آیت الکرسی ایک دفعہ، سورۃ فلق تین دفعہ، سورۃ الناس تین دفعہ، اول وآخر درود شریف پڑھ کے خود کو سب اہل خانہ کو اور مکان کے گرد حصار کر لیا کرنا۔ اس کے بعد اجازت ہوئی اور بندہ واپس چلا آیا۔ الحمد لله على ذلك

مجلس نمبر۱۲

۱۴۰۳ھ ماہ رجب کی بارہ تاریخ

چھبیس اپریل ۱۹۸۳ء بروز منگل وار

بعد از نماز مغرب قبلہ اعلیٰ حضرت خواجہ محمد عبدالرحمٰن کے خلفیہ مجاز کے گھر واقع اکبر کالونی میں حضور مدظلہ عالی کی خدمت اقدس میں حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔ صوفی خوشی محمد صاحب کے ہاں بسلسلہ عرس مبارک تقریب تھی۔ کچھ دیر بعد حضور غریب نواز مدظلہ عالی کی امامت میں نماز عشاء ادا کی گئی۔ نماز عشاء کی ادائیگی کے فوراً بعد ختم شریف اور محفل سماع منعقد ہوئی۔ اس دن موسم سخت خراب تھا۔ آسمان پر بادل چھائے ہوئے تھے۔ کسی بھی لمحہ زبردست بارش کا امکان تھا۔ تیز ہوا چل رہی تھی۔ بارش کے معمولی معمولی قطرے پڑنے لگے۔ حضور غریب نواز مدظلہ عالی نے آسمان کی طرف دیکھا۔ بارش رک گئی۔ تیز ہوا آہستہ آہستہ چلنے لگی۔ محفل سماع نعت رسول مقبول ﷺ سے شروع ہوئی جو کہ حضور غریب نواز مدظلہ عالی کا اپنا کلام مبارک ہے۔ نعت رسول مقبول ﷺ کے بعد خواجہ ہندالولی رحمۃ اللہ علیہ اور ''مجھے غیر حوالے نہ کرنا'' کلام پیش کیا گیا۔ حاضرین مجلس پر کیف کی حالت طاری تھی۔ محفل میں سوز و کیف بے حد تھا۔ قریباً ساڑھے دس بجے رات حضور غریب نواز نے کلام ''مجھے غیر حوالے نہ کرنا'' تیزی سے پڑھنے کا اشارہ کیا جس کی مصلحت بعد میں ظاہر ہوئی کہ قریباً پانچ منٹ بعد موسلا دھار بارش شروع ہو گئی اور دیگر پیر بھائیوں نے حضور غریب نواز مدظلہ عالی پر اپنی چادریں تان دیں۔ ختم شریف کے بعد دعائے خیر کی گئی اور محفل برخاست ہوئی۔ حضور غریب نواز مدظلہ عالی مجلس خانے میں تشریف لے آئے اور یہاں آپ نے فرمودات مبارکہ سے فیض فرمایا۔

آپ نے فرمایا! اس مجلس میں حضور ﷺ کا کرم اور حضور والی ہند غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کا ظل شامل تھا۔ تمام خواجگان کے کرم سے موسم بھی موافق رہا۔

پھر فرمایا! جب درویش کو رنج والم اور پریشانی ہو تو اسے مسکراتے رہنا چاہئے۔ بیچارے ایک پیر بھائی ہیں انہیں طرح طرح کی پریشانیوں کا سامنا رہتا ہے۔ ایک دن یہ بہت پریشان تھے میں نے انہیں کہا خوب ہنسو، مسکراؤ۔ کچھ روز بعد دیکھا کہ پیر بھائی بہت مسکرا رہے ہیں۔ میں نے پوچھا جیدی کیا بات ہے؟ بہت خوش نظر آ رہے ہو۔ انہوں نے جواب دیا۔ حضور کچھ پریشانی ہے اس لیے مسکرا رہا ہوں۔''

اس کے بعد قوالوں کا ذکر چھڑا تو نصرت قوال کا ذکر بھی ہوا آپ نے فرمایا: نصرت قوال سے میرا سامنا صرف ایک مرتبہ ہوا ہے۔ ایک جگہ محفل سماع میں میں بھی مدعو تھا۔ میرے ساتھ چند ایک پیر بھائی بھی تھے۔ نصرت قوال نے حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام مبارک شروع کیا۔ ابھی اس کلام کا مقطع پڑھا جانا تھا کہ امیر مجلس نے نصرت قوال کو قوالی بند کرنے کا اشارہ کیا۔ جس پر اس نے مقطع

کہے بغیر قوالی بند کر دی یہ بات آداب سماع کے خلاف اور مبنی بر گستاخی تھی۔ میں نے نصرت سے کہا مقطع بھی کہو اس کے بعد قوالی بند کرنا۔ نصرت نے کہا مجھے مالکوں کا حکم ہو گیا ہے اب میں قوالی نہیں کر سکتا۔ میں نے اسے کہا "تم مالکوں کا کھاتے ہو کہ خواجہ عثمان ہارونی کا؟ جب اس نے میری بات نہ مانی تو میں اپنے ساتھیوں کے ہمراہ مجلس سے واک آوٹ کر گیا۔

من امر ربی میرے ہاتھ کی مٹھی بند ہو گئی۔ میں نے حاضرین مجلس سے کہہ دیا کہ جب تک حضور خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام مبارک کا مقطع نہیں کہا جائے گا محفل میں سوز و کیف پیدا نہیں ہو گا۔ قریباً گھنٹہ، ڈیڑھ گھنٹہ وہ کوشش میں لگے رہے لیکن محفل بے سوز رہی اس پر امیر مجلس کو غلطی کا احساس ہوا۔ انہوں نے معذرت کی، مجھ سے گلے ملے حضور خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام مبارک کا مقطع کہا گیا تو دوبارہ سوز و کیف کی حالت قائم ہوئی۔

"اسیں کتے ضرور آں لیکن شاہاں دے ہاں"

اس ارشاد مبارک پر درویش یوسف ہیرو (پیر بھائی) کو سخت وجد ہوا

اس کے بعد آپ نے فرمایا! گھڑا منہ تک بھر دو۔ اتنا بھر دو کہ بعد میں اگر کوئی دینا بھی چاہے تو اسے جگہ نہ ملے۔

پھر فرمایا: سرتاج احمد حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کا عرس مبارک کروا رہے ہیں۔ ہم نے ان سے کہا ہے ہوش کریں۔ دیکھیں وقت کیا کہہ رہا ہے۔

کوئی چاہنے والا ہو تو ہم شان کئی دیتے ہیں　　مانگنے والا ہو تو دنیا بھی نئی دیتے ہیں

قریباً رات بارہ بجے بعد از اجازت احقر واپس چلا آیا۔ الحمد للّٰہ علی ذلك

مجلس نمبر ۱۳

۱۴۰۳ھ ماہ رجب کی تیرہ تاریخ

ستائیس اپریل ۱۹۸۳ء بروز بدھ وار

بعد از نماز مغرب غریب نواز مدظلہ عالی کی قدم بوسی کی سعادت نصیب ہوئی۔ آپ نے شفقت فرمائی چند خادم حاضر خدمت تھے کچھ دیر بعد آپ نے ایک پیر بھائی سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

سنبھلو بہت اچھا وقت آ رہا ہے۔ ایک طرف قعر مذلت ہے اور دوسری طرف مقام محمود، دربار رسالت سے خوشبوئیں آ رہی ہیں۔ انسان اگر قعر مذلت میں گر جائے تو پھر نہیں سنبھلتا۔ روحانی طاقتیں اس کا ساتھ چھوڑ دیتی ہیں۔

نہیں تیرا نشیمن قصر سلطانی کے گنبد پر　　تو شاہیں ہے بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں پر

اس کے بعد اجازت ہوئی اور احقر واپس چلا آیا۔ الحمد للّٰہ علی ذلك

مجلس نمبر ۱۴

۱۴۰۳ھ ماہ رجب کی پندرہ تاریخ

تیس اپریل ۱۹۸۲ء بروز ہفتہ

بعداز نماز فجر حضور غریب نواز مدظلہ عالی کی خدمت اقدس میں حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔ حضور پلنگ پر آرام فرما رہے تھے، مسعود احمد، سرفراز احمد سرفراز، محمد شفیق، سکندر حضور کو دبا رہے تھے۔ حضور شفیق سے فرمانے لگے۔

''شفیق! میرا دل تو کرتا ہے کہ تم سے پیار ڈال لوں۔ مانگ کیا مانگتا ہے؟ بول کیا چاہتا ہے؟ پیار کرنا اور کرانا بھی فقیر کے ہی بس میں ہوتا ہے۔ دنیادار کے پاس مال واسباب بھی ہوتا ہے اور اسے ہر قسم کی آسائشیں میسر ہوتی ہیں لیکن اس کے پاس سکون نہیں ہوتا۔ جب کہ فقیر کے پاس کچھ بھی نہیں ہوتا سوائے سکون کے۔ یہ دنیادار لوگ فقیر کو پابند کرنا چاہتے ہیں، اسے محدود کرنا چاہتے ہیں۔ کبھی لامحدود شے بھی محدود ہوئی ہے۔ جس طرح سورج ہر جگہ روشنی پہنچاتا ہے۔ اسی طرح فقیر کا فیض بھی عام ہوتا ہے۔ یاد رکھو غبارے کا اصل وجود کچھ بھی نہیں ہوتا لیکن اس میں ہوا بھر دی جائے تو اس کا وجود بڑا ہو جاتا ہے۔

شفیق! میرا پیار تو تیری نسل سنوار دے گا۔ تجھے دنیا کی ہر شے ملے گی لیکن یہ یاد رکھنا اگر فقیر دھتکار دے تو پھر انسان کی حالت نہیں سنبھلتی۔ فقیر کا دھتکارا ہوا انسان دنیا میں لولے انسان کی طرح پھرتا ہے۔ پھر فوراً حضور درویش سرفراز احمد سرفراز سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے۔ ایک آدمی کے پاس سات گیندیں ہیں۔ پانچ گیندیں تو اس کے تھیلے میں ہیں اور دو ہاتھ میں جو گیندیں تھیلے میں ہیں وہ تو محفوظ ہیں۔ وہ ان گیندوں کی طرف متوجہ ہوگا جو کہ اس کے ہاتھ میں ہیں۔

اس کے بعد فرمایا! مجھے ابھی تک جیسے میں چاہتا ہوں ویسا کوئی انسان نہیں ملا۔ فقیر بھی دیکھے تین چار فقیر ملے لیکن انہوں نے بھی دھوکا دیا۔ یا تو میں غلط ہوں یا پھر ساری دنیا غلط ہے۔ خواجگان کرام کے قدموں میں بیٹھ کر سکون ملتا ہے۔

احقر حضور کو دبا رہا تھا۔ حضور فرمانے لگے ذرا زور سے دباؤ۔ میں زور سے دبانے لگا۔ پھر فرمانے لگے اور زور سے۔ میں اور زور سے دبانے لگا۔ فرمانے لگے کتنا زور ہے؟ احقر نے فوراً حضور کی قدم بوسی کی۔ آپ بہت خوش ہوئے اور فرمایا تا قیامت خوش رہو۔ دوپہر کو بعد از اجازت واپسی ہوئی۔ الحمد للہ علی ذلك۔

مجلس نمبر ۱۵

۱۴۰۳ھ ماہ رجب کی پندرہ تاریخ

تیس اپریل ۱۹۸۲ء بروز ہفتہ

بعد از دوپہر احقر کو حضور غریب نواز مدظلہ کی دست بوسی کی سعادت نصیب ہوئی۔ حضور کی خدمت اقدس میں ملکوال سے پانچ چھ پیر بھائی حاضر تھے۔ حضور حجرہ مبارک میں تشریف فرما تھے۔ ملکوال والے پیر بھائی حضور کے سامنے دوزانو بیٹھے تھے اور حضور کے ساتھ پڑھ رہے تھے۔

''اللہ محمد ﷺ چار یار حاجی۔ خواجہ۔ قطب۔ فرید

حق فرید یا فرید رحمۃ اللہ علیہ

حضور مدظلہ نے فرمایا: ملکوال والے پیر بھائیوں کے لیے یہی وظیفہ کافی ہے۔ اگر تم اس کا ورد باقاعدہ کرتے رہو تو دنیا مطیع ہو جائے گی۔ آسمان سے ستارے قدموں میں آ جائیں گے۔ جب دو پیر بھائی ملیں تو یہ پڑھیں۔ کچھ وقت ہر پیر بھائی یہ ورد تنہائی میں بھی کرے۔

پھر فرمایا: ایک مستوار کے پاس سائل آیا مستوار نے اسے ''یا کج یا کجوم'' پڑھنے کو کہا۔ اس سائل نے سوچا یہ بزرگ مستوار ہیں۔ اصل اسم تو ''یا حیئ یا قیوم'' ہے پس وہ سائل ''یا حیئ یا قیوم'' پڑھتا رہا لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا۔ کچھ عرصہ بعد وہ اس بزرگ کے پاس حاضر ہوا اور کہنے لگا: حضور مجھے تو کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ وہ بزرگ پوچھنے لگے ''تم کیا پڑھتے ہو۔ سائل کہنے لگا میں ''یا حیئ یا قیوم'' پڑھتا رہا ہوں۔ اس پر وہ بزرگ جلال میں آ گئے۔ کہنے لگے تجھے یہ پڑھنے کو کس نے کہا تھا۔ ہم نے تو تجھے ''یا کج یا کجوم'' پڑھنے کو کہا تھا۔ وہی پڑھو۔ سائل نے ''یا کج یا کجوم'' پڑھا تو اس کا مسئلہ حل ہو گیا۔

بزرگان دین کا دریا عبور کرنے کا ذکر چھڑا تو آپ نے فرمایا! چشتیہ خاندان کے اکثر بزرگان نے دریا عبور کیا ہے۔ حضور بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے دریائے گنگا عبور کیا ہے۔ پیر پٹھان رحمۃ اللہ علیہ نے دریائے سندھ عبور کیا ہے۔

بعد ازاں فرمایا: تصور انسان کا رابطہ آسمان سے قائم کرتا ہے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام وحی لایا کرتے تھے۔ یہ بھی ایک رابطہ تھا۔ تصور کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ ذکر اذکار صرف تصور کو نزدیک کرنے کے لیے ہی بتائے جاتے ہیں۔ مبتدی ہو تو اسے تصور بتایا جاتا ہے۔ متوسلین میں سے ہو تو اسے ''تصور'' کا ہی کہا جاتا ہے۔ اگر منتہی ہو تو وہ بھی تصور میں فنا ہو کر یہاں پہنچتا ہے۔ ''تصور'' کے نزدیک ہو جائے تو پھر تصور بولتا بھی ہے۔ سائل کے متعلق بتاتا ہے کہ اسے کیا کہا جائے۔ جس طرح مرغی اکیس دن پروں کے نیچے انڈے رکھتی ہے۔ انہیں ہوا نہیں لگنے دیتی بہت احتیاط کرتی ہے۔ پھر کہیں جا کر چوزے نکلتے ہیں۔ جب اکیس دن پورے ہو جائیں تو کچھ انڈوں سے چوزے نکل آتے ہیں اور چند ایک انڈے ایسے بھی ہوتے ہیں جو صرف تڑخے ہوئے ہوتے ہیں۔ اگر جلد بازی سے کام لیتے ہوئے ان سے چوزے خود نکالنے کی کوشش کی جائے گی تو ان میں موجود چوزے مر جائیں گے۔ اسی طرح شیخ کریم مریدین کو اپنے پروں کے نیچے رکھتے ہیں۔ مریدین کو چاہئے کہ وہ یہ مدت سکون، تحمل اور استقامت سے طے کریں۔ کسی سے نہ لڑیں۔ کسی کی حق تلفی نہ کریں۔ کسی سے زیادتی نہ کریں۔ جب مقررہ عرصہ پورا ہو جائے گا تو پھر وہ اس طرح چمکے گا جس طرح کہ چمکنے کا حق ہوتا ہے۔

پھر فرمایا: ملہم اور ہاتف دو فرشتے ہیں۔ ملہم انسان کے دل میں خیالات پیدا کرتا ہے جبکہ ہاتف آواز دیتا ہے۔ ایک پیر بھائی نے حضور غریب نواز مدظلہ سے کسی وظیفہ کے متعلق پوچھا۔ حضور مدظلہ نے اسے اس کے متعلق سمجھا دیا۔ حاجی احمد صاحب پاکپتن شریف والے انہیں اس کے متعلق کچھ بتانے لگے۔ آپ نے حاجی احمد صاحب سے نہایت خوبصورت انداز میں فرمایا: ''حاجی صاحب! بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں جنہیں صرف سننا چاہئے۔ اگر ڈبل گائیڈ لائن دی جائے تو پھر نظام درست نہیں رہتا۔ بعد از نماز عصر اجازت ہوئی۔ احقر واپس چلا

آیا۔ الحمد للّٰہ علی ذلک

مجلس نمبر ۱۶

۱۴۰۳ھ ماہ ذیعقد کی دو تاریخ

بارہ اگست ۱۹۸۳ء بروز جمعۃ المبارک

قبل از نماز جمعہ دربار عالیہ رحمٰن شریف پر حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔ بعد از نماز جمعہ دربار منعقد ہوا۔ حضور عالیجناب قبلہ وکعبہ نے ہر ایک پر کرم فرمایا۔ حال احوال دریافت فرمایا۔ لنگر پاک تقسیم ہوا۔ درویش عبدالرشید دیوانہ اور درویش محمد انوار (باوا چک والے) ایک طرف بیٹھے محو گفتگو تھے۔ حضور نے نہایت شفقت سے انہیں فرمایا کہ مجلس میں بیٹھ کر یہ بدنظمی غلط ہے۔ اس کے بعد حضور فرمانے لگے۔

ذرا ہوش سے درگاہ عشق میں آ اونچی سانس بھی نکلے تو بے ادبی
اٹھے تیز نظر اٹھے تیز قدم ذرا ساری سی شوخی بھی بے ادبی

حضور ایک قصہ بیان فرمانے لگے کہ میں نے یہ قصہ اباجی حضور سے سنا ہے اور انہوں نے یہ قصہ قلندر غریب نواز سے سنا ہے۔ حضور فرمانے لگے کہ بعد ازاں میں نے یہ قصہ ملفوظات حضرت نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ سے بھی مطالعہ کیا۔ قصہ یوں ہے کہ کسی جگہ پر ایک مرد کامل رہتے تھے۔ اس دوران حضور فرمانے لگے کہ اگر کوئی ایسا قصہ سنائے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ صاحب بیان خود بھی اسی مقام کا ہے۔ اس کے بعد حضور فرمانے لگے ''وہ جو مرد کامل تھے انہوں نے ایک روز اپنی بیوی سے کہا پندرہ بیس آدمیوں کا کھانا پکاؤ۔ جب کھانا تیار ہوگیا تو ان کی بیوی کہنے لگی اس کھانے کا کیا کریں گے؟ کوئی مہمان تو آیا نہیں۔ یہ کس لیے؟ وہ بزرگ فرمانے لگے کہ دریا سے اس پار ایک مست فقیر ہے۔ اسے یہ کھانا دے آؤ۔ بیوی کہنے لگی دریا کے اس پار کیونکر پہنچوں گی؟ وہ بزرگ فرمانے لگے دریا سے کہنا مجھے اس نے بھیجا ہے جس نے اپنی بیوی کو کبھی ہاتھ نہیں لگایا۔ راستہ مل جائے گا۔ پار چلے جانا۔ بیوی حیران کہ اس کے خاوند یہ کیا کہہ رہے ہیں۔ یہ بالکل غلط بات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اولاد عطا فرمائی ہے۔ ہمیں میاں بیوی کی طرح زندگی بسر کرتے مدت گزر گئی ہے۔ یہ کیا بات ہوئی؟ بہرحال وہ دریا پر گئی اور دریا سے کہا مجھے اس نے بھیجا ہے جس نے اپنی بیوی کو کبھی ہاتھ نہیں لگایا۔ دریا نے راستہ دیا۔ وہ پار ہوگئی۔ دوسرے کنارے پر ایک مست فقیر بیٹھا تھا۔ انہیں کھانا دیا۔ وہ کھا گئے۔ واپس ہونے لگی تو سوچا کہ آ تو گئی ہوں واپس کیسے جاؤں گی۔ اس نے فقیر سے پوچھا۔ وہ فقیر کہنے لگے دریا سے کہنا مجھے اس نے بھیجا ہے جس نے کبھی کھانا نہیں کھایا۔ راستہ مل جائے گا۔ وہ حیران ہوئی کہ میرے سامنے یہ فقیر پندرہ بیس آدمیوں کا کھانا کھا گیا ہے اور اب اس سے انکاری ہے۔ بہرحال اس نے دریا کو یہ کہا۔ دریا نے راستہ دیا۔ وہ پار پہنچ گئی گھر پہنچی تو اپنے خاوند سے کہنے لگی۔ جب میں کھانا لے کر چلی تو آپ نے کہا تھا کہ دریا سے کہنا مجھے اس نے بھیجا ہے جس نے اپنی بیوی کو کبھی ہاتھ نہیں لگایا۔ جب میں دریا سے اس طرف آنے لگی تو آپ کے دوست فقیر نے کہا کہ دریا سے کہنا مجھے اس نے بھیجا ہے جس نے کبھی کھانا نہیں کھایا۔'' یہ دونوں باتیں بالکل غلط ہیں۔ وہ مرد کامل کہنے لگے درویش کے بہتر (۷۲) وجود ہیں۔ جب میں نے تم سے یہ کہا تھا کہ دریا سے کہنا مجھے اس نے بھیجا ہے جس نے اپنی بیوی کو کبھی ہاتھ نہیں لگایا تو اس وقت میرا وہ وجود تھا جس نے کبھی بھی تمہیں ہاتھ نہیں لگایا۔ جس وقت میرے دوست فقیر نے یہ کہا تھا کہ دریا سے کہنا مجھے اس نے بھیجا ہے جس نے کبھی کھانا نہیں کھایا تو اس وقت اس فقیر کا وہ وجود تھا جس نے کبھی کھانا نہیں کھایا تھا۔ بیوی سن کر حیران ہوگئی اور کہنے لگی کہ مجھے بھی وہ بہتر وجود دکھائیں۔ وہ بزرگ کہنے لگے تمہیں یہ سب دیکھ کر کیا حاصل ہوگا۔ لیکن بیوی مصر رہی۔ ایک روز وہ مرد کامل اپنے حجرے میں تھے تو انہوں نے اپنی بیوی کو آواز دی کہ وضو کے لیے پانی دے جاؤ۔ جب وہ پانی دینے گئی تو دیکھا کہ حجرے میں اس کے خاوند کے ہمشکل بہتر ۷۲ وجود تھے۔ یہ دیکھ کر وہ ششدر رہ گئی۔

اس کے بعد حضور غریب نواز فرمانے لگے جب درویش کی محفل میں آؤ تو دیکھو کہ کیا یہ وہی ہے جو کل کمال شفقت سے پیش آیا تھا۔

کہیں ایسا نہ ہو کہ تم کل والا ہی سمجھو لیکن بیٹھا وہ ہو جو ذرا بھی کمی بیشی نہیں برداشت کر سکتا۔ تم اسے کل والا ہی سمجھو اور ویسے ہی گفتگو کرو۔ اور نقصان اٹھاؤ۔

اس کے بعد حضور نے بیاض مبارک دیکھی جس میں مجھے حکم ہوا تھا کہ حضور کا کلام مبارک تحریر کروں اور سعادت پاؤں۔ حضور نے دوسری کاپی سے فارسی کی چند غزلیں مجھے سمجھائیں مندرجہ ذیل شعر کے بارے میں حضور فرمانے لگے کہ یہ مجھے بہت پسند ہے۔

ہر موئے بگوید نبی نبی ____________ از اسم محمد ﷺ دلجمعی

اے ہاشمی قرشی مطلبی ____________ تسکین غریباں المددے

اس کے بعد حضور فرمانے لگے حضور ﷺ فرمایا کرتے تھے۔ ''دو آدمیوں نے میری کمر توڑ دی ہے۔ بے عمل عالم نے اور بے علم فقیر نے'' بے علم فقیر بجائے رحمت کے زحمت ثابت ہوتا ہے۔

صوفی احمد دین سیالوی گٹی والے حاضر تھے۔ ''وہ حضور کی خدمت میں عرض کرنے لگے کہ اگر سیال شریف کی خبر ہو تو سنائیں۔'' حضور فرمانے لگے آپ کو علم ہو تو سنائیں۔ صوفی احمد دین سیالوی کہنے لگے جی میں نے تو کوئی خبر نہیں سنی۔ حضور فرمانے لگے دربار نور شاہ ولی رحمۃ اللہ علیہ کے متولی محمد عارف کے صاحبزادے ذاکر راوی ہیں اور انہوں نے سیال شریف سے اور تونسہ شریف سے خود اس خبر کی تصدیق کی ہے کہ حضور شیخ الاسلام کریم حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ پردہ فرما چکے ہیں۔ چند روز قبل ظاہری وجود کے ساتھ تونسہ شریف میں نظر آئے۔ دربار شریف میں حاضری دی۔ سینکڑوں لوگوں سے گفتگو فرمائی دربان صاحب سے بھی گفتگو فرمائی۔ انہوں نے نیلی چادر باندھ رکھی تھی۔ اس کے بعد حضور شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ غائب ہو گئے۔ راوی نے دربان صاحب سے خود اس قصہ کی تصدیق کی تھی۔

اس کے بعد حضور نے حاضرین مجلس سے فرداً فرداً حال احوال دریافت کیا جن کے مسائل تھے ان کا حل بیان فرمایا۔ اس کے بعد اجازت عام ہوئی۔ الحمد للّٰہ علی ذلك

مجلس نمبر ۱۷

۱۴۰۳ھ ماہ ذیقعد کی چار تاریخ

چودہ اگست ۱۹۸۳ء بروز اتوار

بعد از نماز عصر دربار عالیہ رحمٰن شریف پر حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔ حضور قبلہ عالم حرم پاک سے مسجد میں تشریف لائے۔ ہمیں دست بوسی کی سعادت نصیب ہوئی۔ حضور تشریف فرما ہوئے۔ فرداً فرداً ہر ایک سے حال احوال دریافت فرمایا۔ اس وقت درویش سرفراز احمد، لطیف احمد (باوا چک والے) اور ایک اور بھائی حضور کی خدمت اقدس میں حاضر تھے۔

حضور فرمانے لگے درویش کا سینہ پیر بھائیوں کی ملکیت ہوتا ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر اولاد جن کا تعلق صلبی ہے وہ اس طرف متوجہ ہوں تو ان کی روحانیت میں خاص حصہ مل سکتا ہے بلکہ فضیلت ہے مگر وہ اس طرف متوجہ نہ ہوں تو ظاہری جائداد اور مال و دولت کے علاوہ روحانیت کے وہ بھی حقدار نہیں ہو سکتے۔

اس اثنا میں گلستان کالونی سے تسنیم شاہ اور ایک اور آدمی حاضر خدمت ہوئے۔ حضور غریب نواز مدظلہ نے ان کی کمال عزت فرمائی۔ کھڑے ہو کر مصافحہ فرمایا۔ بیٹھنے کے لیے چادر بچھانے کو کہا۔ لیکن وہ چادر پر نہ بیٹھے۔ حضور نے حال احوال دریافت فرمایا۔ حضور فرمانے لگے۔ حضور ﷺ کے پاس کفار مشورہ کے لیے حاضر ہوئے کہنے لگے حضور کوئی ایسا طریقہ بتائیں جس سے ہم مسلمانوں پر فتح پا سکیں۔ حضور ﷺ فرمانے لگے تم مسلمانوں پر اس وقت حملہ کرو جب وہ نماز ادا کر رہے ہوں۔ جب مشورہ کرنے کے بعد کفار چلے گئے تو صحابہ کرام علیہ رضوان نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور آپ نے خود ہی ہماری کمزوری کفار کو فرما دی۔ اب اگر وہ بوقت نماز حملہ

آ ور ہوں گے تو ہم دفاع کے لیے بے بس ہوں گے۔حضور ﷺ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ نے مجھے خیر کل بنا کر بھیجا ہے۔مجھ سے جو بھی مشورہ چاہے گا صحیح مشورہ دوں گا خواہ وہ دوست ہو یا دشمن۔اب تم اس مسئلہ کا حل پوچھو تو میں تمہیں بھی بہتر تجویز دوں گا۔صحابہ کرام علیہ رضوان نے عرض کیا حضور ﷺ آپ فرمائیں کہ اس کا کیا حل ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا اس کا حل یہ ہے کہ تم میں سے آدھے نماز ادا کریں اور آدھے پہرہ دیں۔

حضور غریب نواز فرمانے لگے شاہ صاحب ہم تو سیّد کے غلام ہیں۔سیّد کا آنا ہمارے لیے باعث فخر ہے۔اسی دوران صوفی فضل الٰہی گلستان کالونی والے حاضر ہوئے۔حرم خانہ سے مشروب مہمانوں کے لیے آیا۔احقر نے بموجب حکم علی جناب یہ مشروب مہمانوں کی خدمت میں پیش کیا۔ایک گلاس میں مشروب بچ گیا۔حیران تھا کہ کیسے پیش کروں۔اتنے میں عشرت علی ایک سائل حاضر ہوا اور یہ گلاس مشروب اسے نصیب ہوا۔مجھے حضور کا فرمان مبارک یاد آ گیا کہ ابھی پینے والا ہوتا بھی نہیں کہ برتن پہلے سے ہی تیار ہوتا ہے۔عشرت علی نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور استخارہ فرمائیں کہ وکالت میرے لیے بہتر ہے کہ نہیں۔حضور فرمانے لگے استخارہ بدھ وار کی رات کو ہوگا آپ جمعرات کو معلوم کرلیں۔

تسنیم شاہ ان کے ہمراہ ہی اجازت لے کر چلے گئے۔حضور فرمانے لگے فقیر پیار کا ضرور مجرم ہوتا ہے۔جدھر اس کا پیار ہوا دھر اس کی توجہ ہوتی ہے۔اس کے بعد عشرت علی نے اجازت لی اور چلا گیا۔

ایک پیر بھائی نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور ایک روز میں ختم شریف سے فارغ ہو کر گھر جا رہا تھا کہ مجھے پولیس والوں نے گھیر لیا اور کہنے لگے اتنی رات گئے تم کہاں سے آئے ہو۔انہوں نے کچھ دیر تنگ کیا پھر کہیں جان چھوڑی۔حضور فرمانے لگے سوہنی جب مہیوال کو ملنے چلی تو اس نے دیکھا کہ جھاڑیوں میں جو اس نے پکا گھڑا چھپایا تھا اس کی جگہ پر کچا گھڑا پڑا ہوا ہے۔اس نے دیکھا کہ ایک طرف یار بلا رہا ہے دوسری طرف جان کا خطرہ ہے۔اس نے جان کی پرواہ نہ کی تاکہ عشق کا مقام بلند رہے اور اس نے کچا گھڑا ہی لیا اور دریا میں چھلانگ لگا دی۔کیا تم پولیس والوں سے ڈر کر یہ محفلیں چھوڑ دو گے۔راہ میں رکاوٹیں تو آتی ہی ہیں۔ملک پور سے بھی کچھ پیر بھائی حاضر تھے۔ایک پیر بھائی حضور کی خدمت میں عرض کرنے لگا کہ حضور آپ نے کمال کیا کہ آپ نے ملک پور میں فلاں کا جن نکال دیا۔حضور نے تبسم فرمایا۔فرمانے لگے یہ کوئی کمال نہیں یہ تو ادنیٰ ترین بات ہے۔کمال تو یہ ہے کہ انسان کا قلب جاری کیا جائے۔اس کے سینے پر اسم محمد ﷺ رقم کیا جائے اور اسے صحیح غلام مصطفےٰ ﷺ بنایا جائے۔کمال تو یہ ہے کہ انسان کو صحیح مسلمان بنایا جائے۔

نگاہ مرد مومن کے ضمن میں حضور فرمانے لگے۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ عزوجل نے ایک روز کوہ طور پر خداوند قدوس کی خدمت میں عرض کیا اے باری تعالیٰ! تیرا فرمان ہے تیرے ایسے بھی حبیب ہیں جن کی نگاہ کی تاثیر سے تقدیریں بدل جاتی ہیں۔وہ تیرے بندے کون ہیں؟ حکم باری تعالیٰ ہوا کہ اے موسیٰ فلاں جگہ پر جاؤ تمہیں مقصود حاصل ہو جائے گا حضرت موسیٰ علیہ السلام بہ حکم الٰہی عزوجل اس جگہ پر پہنچے دیکھا ایک کوّا ہے اور کوئی ذی روح نہیں ہے۔کوّا گندگی کے ڈھیر پر بیٹھا گندگی کھا رہا ہے۔حضرت موسیٰ علیہ السلام حیران ہوئے اور واپس جا کر یہ قصہ بیان کیا۔دوبارہ حکم الٰہی عزوجل ہوا کہ وہیں جاؤ۔حضرت موسیٰ علیہ السلام دوبارہ اسی جگہ پر گئے۔دیکھا کہ ایک پرندہ ہے جس کی آدھے پر سفید اور آدھے پر سیاہ ہیں۔وہ پرندہ روٹی کھا رہا ہے۔اس کے سوا وہاں اور کوئی ذی روح نہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام حیران ہوئے۔پھر کوہ طور پر حاضر ہوئے اور قصہ کہہ ڈالا۔ایک بار اور حکم ہوا کہ وہیں جاؤ۔حضرت موسیٰ علیہ السلام تیسری مرتبہ اس جگہ پر گئے۔دیکھا کہ ایک باز وہاں بیٹھا ہے اور اس کے منہ میں پھول ہے اور اس کے علاوہ کوئی ذی روح نہیں ہے۔حضرت موسیٰ علیہ السلام واپس ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کیا کہ "اے رب جلیل عزوجل وہاں اب بھی کوئی نظر نہیں آیا سوائے ایک باز کے جس کے منہ میں پھول تھا۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا

"اے موسیٰ مرد مومن تو تھا۔پہلی دفعہ جب تو وہاں گیا تو وہاں ایک کوّا تھا جو کہ گندگی کھا رہا تھا۔تیری نگاہ اس پر پڑی۔دوسری دفعہ جب تو وہاں گیا تو دیکھا ایک پرندہ جس کے آدھے پر سفید اور آدھے پر سیاہ ہیں روٹی کھا رہا ہے۔یہ پرندہ وہی کوّا تھا۔تیری قوت نگاہ سے

اس میں یہ تبدیلی آئی تھی۔ تیسری دفعہ تو نے دیکھا کہ ایک باز تھا جس کے منہ میں پھول تھا تیری قوت نگاہ نے اسے اس پرندے سے باز بنا دیا''

عرض مؤلف: اس مجلس میں نگاہ مرد مومن کے ضمن میں حضرت غریب نواز مدظلہ عالی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں جو حکایت بیان کی ہے اس کے متعلق آپ مدظلہ عالی نے بوقت اصلاح ''ملفوظات مبارکہ'' فرمایا کہ میں نے یہ حکایت اباجی حضورؒ سے سنی تھی۔

کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس کے زور بازو کا نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

حضور قلندر غریب نواز مدظلہ فرمانے لگے مرد مومن کی نظر کرم سے پشتوں کی سیاہی ڈھل جاتی ہے۔ کیا بات تھی کہ وہ آوارہ گرد بدو جو آپس میں لڑتے تھے متحد ہو گئے اور ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو گئے۔ وہ یہی قوت نگاہ تھی۔ حضور ﷺ کی نظر کرم تھی۔

ایک پیر بھائی نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور فلاں پیر بھائی سلام عرض کرتا ہے اور آپ کی دعا کا طالب ہے۔ حضور فرمانے لگے بیعت ایک ایسا سلسلہ ہے کہ اگر مرید کوتاہی کرے تو بھی اس کے لیے دعا کی جاتی ہے۔

لج پال پریت نوں توڑ دے نئیں جہدی بانہہ پھڑ لیں او نہوں چھوڑ دے نئیں

علم غیب کے متعلق حضور فرمانے لگے۔ علم غیب جاننے والے کون ہیں؟ حضور فرمانے لگے قرآن کریم میں پندرھویں پارے میں رقم ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خداعزوجل کے حضور عرض کیا کہ اے باری تعالیٰ وہ تیرے کون بندے ہیں جنہیں تو نے علم غیب عطا فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے جگہ بتادی کہ وہ فلاں جگہ پر ہے وہاں جا کر مل لو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام وہاں پہنچے اس بزرگ (حضرت خضر علیہ السلام) سے ملے اور کہا مجھے وہ علم سکھا دیں جو خداوند قدوس نے آپ کو عطا کیا ہے۔ وہ بزرگ فرمانے لگے آپ صبر نہیں کر سکیں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے صبر کا وعدہ کیا۔ دونوں چل پڑے دریا کے کنارے ایک نئی کشتی تھی ان بزرگوں نے اس کشتی کو چیر ڈالا معترض ہوئے۔ بزرگ کہنے لگے میری واحد شرط یہ تھی کہ تم کوئی سوال نہیں کرو گے۔ تم اس پر قائم نہیں رہے حضرت موسیٰ علیہ السلام فرمانے لگے غلطی ہو گئی معافی چاہتا ہوں۔ پھر چل پڑے۔ راستے میں ایک لڑکا ملا اس بزرگ نے اسے قتل کر دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام پھر معترض ہوئے کہ تم نے یہ گناہ کیا ہے۔ بزرگ کہنے لگے میں نہ کہتا تھا کہ ضبط نہ پاؤ گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام فرمانے لگے۔ غلطی ہو گئی معاف کر دیں۔ آئندہ اگر ایسا ہوا تو ساتھ چھوڑ دیں۔ چل پڑے۔ ایک گاؤں میں پہنچے۔ گاؤں والوں نے کھانے کا بھی نہ پوچھا۔ ایک دیوار گرا چاہتی تھی، اس محترم بزرگ نے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دیوار بنا دی۔ آخر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام فرمانے لگے اگر کوئی مزدوری مقرر کر لیتے تو کام بھی ہو جاتا اور دام بھی مل جاتا۔ وہ بزرگ فرمانے لگے یہ آپ کی تیسری غلطی ہے۔ اب آپ کے اور میرے درمیان جدائی ہے۔ اب میں آپ پر ان باتوں کے راز ظاہر کرتا ہوں جن پر آپ معترض ہوئے۔ کشتی محتاجوں کی تھی۔ ایک ظالم بادشاہ آ رہا تھا جو کہ ہر نئی کشتی زبردستی چھین لیتا تھا۔ میں نے اس لیے اسے عیب دار کر دیا۔ وہ لڑکا مسلمان والدین کا تھا۔ بڑا ہو کر فسادی نکلتا۔ اس لیے ہم نے چاہا کہ ان دونوں کو رب عزوجل اس سے بہتر اولاد نصیب فرمائے۔ اس دیوار کے مالک شہر کے دو یتیم لڑکے تھے جن کا والد نیک تھا۔ دیوار کے نیچے خزانہ تھا۔ رضائے الٰہی تھی کہ وہ جوان ہو کر یہ خزانہ حاصل کریں۔ اور یہ سب میں نے حکم الٰہی سے کیا۔

اس کے بعد حضور غریب نواز کہنے لگے، فقیر کیا ہے؟ فقیر رضائے محمد ﷺ کا پیکر ہے۔ اس کی حرکات وسکنات رضائے الٰہی کے تابع ہوتی ہیں۔ دیکھیں ڈاکٹر کے پاس مریض آتا ہے۔ اس کی ڈگری دیکھتا ہے۔ اس کے پاس ادویات دیکھتا ہے۔ یہ دیکھتا ہے اس کی شہرت کیسی ہے۔ لیکن آج کل فقیر کے پاس حاصل کرنے کوئی نہیں آتا۔ فقیر کے پاس آج کل دو قسم کے لوگ آتے ہیں ایک وہ جو زن کے چکر میں ہوتے ہیں۔ دوسرے وہ جو زر کے طالب ہوتے ہیں۔ یہ لوگ فقیر کا قد ماپنے آتے ہیں۔ بجائے اس کے کہ طلب کریں۔ مرض کہیں اور شفا پائیں۔

اس کے بعد میں نے عرض کیا حضور منفی خیالات بہت آتے ہیں۔ حضور فرمانے لگے آتے نہیں آئے تھے۔ حضور ﷺ کا فرمان ہے ''جنت مکروہات میں لپٹی ہوئی ہے'' عالم مکروہات سے گزر رہے ہو۔ بہرحال گزرنا پڑے گا۔ تب ہی جنت آئے گی۔ پھر حضور فرمانے لگے تمہارے سپرد جو ڈیوٹی ہوئی ہے۔ اپنی اس ڈیوٹی کو جلد از جلد سرانجام دو یہ بھی صحیح ہو جائے گا۔ اس کے بعد اجازت عام ہوئی۔ الحمد للہ علی ذلک

مجلس نمبر ۱۸

۱۴۰۳ھ ماہ ذیقعد کی سات تاریخ

سولہ اگست ۱۹۸۳ء بروز منگل وار

بعد از نماز مغرب حضور غریب نواز مدظلہ کی خدمت میں حاضری ہوئی۔ حضور نے کرم فرمایا، دست بوسی کی سعادت نصیب ہوئی۔ ملک پور اور باوا چک کے بھی چند ایک پیر بھائی حاضر خدمت تھے۔ باوا چک کے چوک میں محفل سماع منعقد تھی ہمارے ایک پیر بھائی اس (غیر محرم) مجلس میں چلے گئے۔ وہاں انہیں وجد ہو گیا۔ اس محفل میں کوئی جاہل انسان بھی تھا۔ اس نے ہمارے پیر بھائی کے ساتھ سخت کلامی کی۔ باوا چک میں ہمارے جو پیر بھائی تھے انہوں نے حضور مدظلہ سے اجازت چاہی کہ اس جاہل انسان سے بدلہ لیا جائے لیکن حضور نے اجازت نہ فرمائی بلکہ سختی سے منع فرما دیا کہ کسی قسم کی شر انگیز حرکت نہ ہو۔ غلطی ہمارے آدمی کی تھی۔ وہ کیوں غیر محرم مجلس میں گیا؟ اگر تم میں سے کسی نے اس سلسلہ میں کاروائی کی تو میں سخت ناراض ہوں گا۔ میں لڑائی جھگڑے کو سخت ناپسند کرتا ہوں۔ فقیر کا کام انتشار ڈالنا نہیں ہوتا، ٹکراؤ کرانا نہیں ہوتا، نفاق ڈالنا نہیں ہوتا بلکہ فقیر کا کام تو ملانا ہوتا ہے۔ محبت کی فضا قائم کرنا ہوتا ہے۔ ہر کام وقت پر ہوتا ہے اور اپنے مقام پر ہوتا ہے۔ تاریخ دیکھو۔ ایک وقت تھا کہ مرد مومن کو کوئی ایک تھپڑ مارتا تھا تو وہ دوسرا رخسار آگے کر دیتے تھے۔ اگر کوئی پتھر مارتا اور گالیاں دیتا تو دعائیں دیتے تھے۔ لیکن یہی لوگ تھے کہ جب انہیں جہاد کا حکم ہوا تو سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی مانند کھڑے ہو گئے اور دشمنوں کے دانت کھٹے کر دیئے انہیں عبرتناک شکست دی۔

قریباً ساڑھے آٹھ بجے رات محمد دین صاحب نے سرفراز صاحب سے نعت کی فرمائش کی۔ سرفراز صاحب نے حضور مدظلہ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور مجھے گھر ابھی جانا ہے ضروری کام ہے۔ حضور فرمانے لگے نہیں۔ پیر بھائی نے فرمائش کی ہے۔ بجا لانا ضروری ہے۔ اگر ہمارے بعد بھی کوئی پیر بھائی تمہیں پکارے اور تم میرے پاس مزار میں بیٹھے ہو تو اس وقت بھی فوراً پیر بھائی کے پاس پہنچنا۔ یہ نہ دیکھنا کہ تم میرے پاس بیٹھے ہو۔ جب بھی تمہیں کوئی بلائے ضرور پہنچنا۔

اس کے بعد محفل سماع شروع ہوئی جو قریباً ایک گھنٹہ جاری رہی۔ محفل سماع کے بعد حضور نے اجازت عام فرمائی۔ الحمد للّٰہ علی ذلك

مجلس نمبر ۱۹

۱۴۰۳ھ ماہ ذیقعد کی سات تاریخ

سترہ اگست ۱۹۸۳ء بروز بدھ وار

بعد از نماز عصر دربار عالیہ رحمٰن شریف پر حضور کی خدمت میں حاضری کا شرف عظیم اور سعادت ابدی حاصل ہوئی۔ چھٹی شریف کے سلسلہ میں باوا چک میں محفل تھی۔ دربار عالیہ رحمٰن شریف سے باوا چک کے لیے روانگی ہوئی۔ لیکن حضور مدظلہ نے تانگہ پر سواری کو پسند فرمایا۔

نماز مغرب سے کچھ دیر قبل باوا چک پہنچے۔ مجلس خانہ میں حضور تشریف فرما ہوئے حضور فرمانے لگے اگر کوئی غیر آدمی گھر میں مہمان ہو تو اس کا بہت خیال رکھنا پڑتا ہے۔ رکھ رکھاؤ کی ضرورت پڑتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ اس سے شناسائی نہیں ہوتی۔ قربت نہیں ہوتی۔ درمیان میں فاصلے ہوتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی اپنا قریبی گھر میں آئے تو اس کے ساتھ اس قدر تکلیف کی ضرورت نہیں ہوتی۔ کیونکہ درمیان

میں فاصلے نہیں ہوتے۔ یہ اس کا اپنا گھر ہوتا ہے۔ اگر کوئی اپنے گھر میں آئے تو اس سے مہمانوں جیسا سلوک تو روا نہیں۔ پیر بھائی امیر ہو یا غریب لیکن تعلق گہرا اور ابدی ہونے کے باعث یہ رکھ رکھاؤ بے معنی ہے۔

نماز مغرب کی ادائیگی کے بعد لنگر تقسیم ہوا۔ کچھ دیر بعد آپ مدظلہ کے خلیفہ مجاز حق نواز حقانی حضور کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ حضور مدظلہ نے دریافت فرمایا۔ مجنوں! نہیں آیا۔ اس نے تو آپ کے ساتھ آنا تھا۔ حق نواز حقانی نے عرض کیا حضور میرے ساتھ تو وہ نہیں آئے۔ حضور غریب نواز مدظلہ یاد فرما ہی رہے تھے کہ مجنوں حاضر ہو گیا۔ حضور مدظلہ نے مجنوں سے مخاطب ہو کر فرمایا!

ایس مکتب استاد تیرے نوں غیر دی بات نہ بھاندی

بعد ازاں حضور مدظلہ عالی نے مخاطب ہو کر فرمایا! میں نے ان سے کہا تھا کہ اگر تین آدمی ہم مجلس ہوں۔ ان میں سے ایک نے شراب پی رکھی ہو تو اس شرابی کا فکر (سوچنے کا انداز) اور بول چال کا انداز باقی دونوں سے مختلف ہوگا۔ اگر چہ ہوں گے تینوں آدمی ہی لیکن یہ فرق مستی کی وجہ سے ان میں ہوگا۔

عشاء کی نماز حضور کی امامت میں باجماعت ادا کی گئی بعد از نماز عشاء محفل سماع بعد از ختم شریف شروع ہوئی جو کہ تین گھنٹے جاری رہی۔ حاضرین پر کیف و مستی کی حالت طاری رہی۔ حضور کا ابر کرم کیف و سکوں برساتا رہا۔ اور ہر کوئی اس سے مستفید و فیضیاب ہوتا رہا محفل سماع کا اختتام ہوا بعد ازاں حاضرین میں چائے تقسیم ہوئی۔ اس کے بعد حضور نے احقر کو اور احباب طریقت کو اجازت عطا فرمائی احقر دوستوں کے ہمراہ بوقت نصف شب واپس چلا آیا۔ الحمد للّٰہ علی ذلک

مجلس نمبر ۲۰

۱۴۰۳ھ ماہ ذیقعد کی آٹھ تاریخ

اٹھارہ اگست ۱۹۸۳ء بروز جمعرات

قبل از نماز عصر حضور غریب نواز مدظلہ کے حضور حاضری ہوئی۔ حضور مدظلہ دربار عالیہ رحمٰن شریف کے سامنے میدان میں تشریف فرما تھے۔ پیر بھائیوں کے علاوہ چند ایک اجنبی بھی حاضر تھے۔ حضور مدظلہ اس وقت بیان فرما رہے تھے کہ ’’حضرت شاہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کا طالب علمی کا زمانہ تھا۔ انہیں پتہ چلا کہ ایک بزرگ حضرت خواجہ غریب نواز نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ وہ سماع کے دلدادہ ہیں اور ان کی مجلسوں میں وجد و حال ہوتا ہے۔ آپ اس وقت اس ان باتوں کی غیر شرعی خیال فرماتے تھے۔ آپ نے جب یہ سب سنا تو فرمانے لگے ’’خداعزوجل کی قسم اگر اب کی بار وہ بزرگ تشریف لائے تو میں انہیں تبلیغ کروں گا۔ اگر وہ رضا مند نہ ہوئے تو انہیں چھری گھونپ دوں گا‘‘ حضرت خواجہ غریب نواز خواجہ نور محمد مہاروی حسب دستور تشریف لائے۔ جب حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسوی کو علم ہوا تو تبلیغ کے لیے نکلے۔ راستے میں آپ کو ایک آدمی ملا جو کہ حضرت خواجہ نور محمد مہاروی کا غلام تھا۔ اس نے کہا میں حضور خواجہ غریب نواز حضرت خواجہ نور محمد مہاروی کی خدمت میں حاضر ہو رہا ہوں اور ان کی خدمت میں نذر کرنے کے لیے کھجوریں لے جا رہا ہوں۔ حضرت سلیمان تونسوی نے اسے تھپڑ مارے اور کھجوریں چھین لیں۔ جب آپ اس عمارت کے احاطہ میں داخل ہوئے تو آپ کی حالت بدل گئی۔ وجدانی کیفیت طاری ہو گئی۔ حضرت خواجہ غریب نواز نور محمد مہاروی کی خدمت میں پیش ہوئے۔ آپ کے پاس ایک کتاب تھی جس میں چھری چھپا رکھی تھی۔ وہ چھری کتاب سے نکل کر گر پڑی۔ وقت سعید وارد ہوا۔ آپ حضرت خواجہ غریب النواز حضرت خواجہ نور محمد مہاروی کے ہاتھوں بیعت ہو گئے۔ یہی حضرت شاہ سلیمان تونسوی پیر پٹھان غریب نواز تھے جن کا شمار چشتیہ سلسلہ کے جلیل القدر بزرگوں میں ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس قدر حسن عطا فرمایا کہ آپ سے اوپر چشتیہ سلسلہ کی جو اٹھارہ گدیاں ہیں ان سب کے سجادہ نشین آپ کے بیعت ہوئے۔ حتیٰ کہ اجمیر شریف کے گدی نشین دیوان صاحب بھی آپ کے ہاتھوں بیعت ہوئے حضرت غریب نواز کعبہ و قبلہ مدظلہ نے اس کے بعد فرمایا

''میں خود دیوان صاحب کے چھوٹے بھائی دیوان صاحب سجادہ نشین دربار عالیہ اجمیر شریف سے ملا ہوں۔ ان کا کہنا ہے جب جناب دیوان صاحب پیر پٹھان سے بیعت ہو کر اجمیر شریف پہنچے تو سب اہل خانہ نے آپ سے کہا آپ نے سید ہو کر اجمیر شریف کے سجادہ نشین ہو کر اپنے ہی خاندان کے غلام ایک پٹھان کے ہاتھ پر بیعت کر لی؟ جناب دیوان صاحب فرمانے لگے میں پیر پٹھان کو دیکھ کر اتنا متاثر ہوا کہ میں نے اپنا سب کچھ سادات اور جو نعمتیں مجھے حاصل ہیں وہ ان پر وار دیں۔

حضور غریب نواز مدظلہ نے ارشاد فرمایا فقیر حسن پرست ہوتا ہے۔ یہ اس وقت تک کسی کو عطا نہیں کرتا جب تک کہ اس کی طبیعت اس کی طرف مائل نہ ہو۔ خواہ طالب دس سال بیس سال کتنا بھی عرصہ خدمت کرتا رہے۔ عطا اسی وقت کرتا ہے جب طبیعت مائل ہو۔ اس کے بعد فرمایا کہ ''میاں حضرت شیر محمد صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بزرگ گزرے ہیں۔ ان کے زمانے میں شیعوں نے سنیوں کو مناظرہ کے لیے چیلنج کیا۔ انہوں نے مناظرہ کے لیے اپنے طرف سے ایک ذاکر پیش کئے جن کا اسم گرامی ''سید نورالحسن'' تھا انہوں نے حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کو دعوت مناظرہ دی۔ آپ نے فرمایا ہم مولوی نہیں درویش ہیں۔ مناظرے کرنا مولویوں کا کام ہے۔ شیعوں نے شور برپا کر دیا کہ مسلمان پیر مناظرہ نہ کر سکا۔ انہوں نے خوشی کا بھرپور اظہار کیا۔ دیگیں اتاریں اور خوب خوش ہوئے۔ ایک روز میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کا سید نورالحسن رحمۃ اللہ علیہ سے سامنا ہو گیا۔ آپ نے فرمایا تمہارا نام؟ سید نورالحسن پر کپکپی طاری ہو گئی۔ بمشکل کہا کہ میرا نام ''نورالحسن'' ہے یہ سنتے ہی آپ نے ذاکر کو گریبان سے پکڑ لیا اور کہا بنا دوں ''نورالحسن''۔ آپ کی نظر کرم ہوئی۔ یہی سید نورالحسن بعد میں فنافی الشیخ ہوئے۔ کوئی دیکھنے والا شناخت نہیں کر سکتا تھا کہ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری کون ہیں اور سید نورالحسن کون ہیں۔

اس کے بعد حضور غریب نواز مدظلہ کی اقتداء میں نماز عصر دربار عالیہ رحمٰن شریف میں ادا کی گئی۔ بعد از نماز عصر تمام مقتدی حضور مدظلہ کے زیر سایہ درود و سلام پڑھتے ہوئے روضہ پاک میں حاضر ہوئے۔ چادر چڑھائی گئی۔ شجرہ شریف پڑھا گیا۔ دعا مانگی گئی۔ روضہ پاک میں حاضری کے بعد مجلس جمی۔ روضہ پاک کے بالکل سامنے حضور تشریف فرما تھے۔ حضور مدظلہ کے دائیں طرف دربار شریف کے قوال حضرات بیٹھے ہوئے تھے۔ جب کے بائیں طرف غلام دست بستہ بیٹھے تھے۔ موسم رنگین تھا۔ رم جھم پھوار پڑ رہی تھی۔ ماحول اس قدر پرسکون اور مقدس تھا کہ جنت الفردوس کی فضا میسر تھی۔

اس کے بعد محفل سماع کا آغاز ہوا۔ حضور کی نظر کرم نے ہر دل کو راحت اور ہر روح کو سکون پہنچایا۔ حاضرین پر وجد و حال کی کیفیت طاری ہو گئی۔ ہر اک مستغرق تھا۔ قریباً سات بجے تک یہ روحانی مجلس جاری رہی۔ اس کے بعد نماز مغرب ادا کی گئی۔ نماز مغرب کی ادائیگی کے بعد ختم شریف ہوا اور لنگر پاک تقسیم کیا گیا۔ لنگر پاک کی تقسیم کے بعد دعائے خیر مانگی گئی۔ سیال شریف کے لانگری صاحب دربار عالیہ رحمٰن شریف پر تشریف لائے حضور غریب نواز مدظلہ نے کمال ادب (پیرخانے کا) کیا۔ حضور مدظلہ نے سنت مشائخ کے بموجب انہیں نذر کی۔ خاطر تواضع کی۔ اور ان سے محو گفتگو ہوئے۔ حضور مدظلہ فرمانے لگے۔ حضور صاحبزادہ خواجہ غلام معین الدین رحمۃ اللہ علیہ صاحب عموماً یہ بیان فرمایا کرتے تھے حضور خواجہ بدرالدین رحمۃ اللہ علیہ سے بھی میں نے یہ واقعہ سنا۔ حضرت ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ تھا کہ کسی نے سیال قوم کے ایک فرد پر فتویٰ لگا دیا۔ جب اس واقعہ کا علم خواجہ ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو ہوا تو آپ نے سب کو سختی سے منع فرما دیا کہ اس واقعہ کا ذکر چاچڑ شریف میں حضرت خواجہ قلندر غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ خواجہ محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ چاچڑوی سے کوئی نہ کرے۔ ایک سال یہ خبر دبی رہی۔ ایک سال بعد قلندر غریب نواز کو اس واقعہ کا علم ہوا۔ ہوا یوں کہ موجودہ امیر قوال کا دادا ''امیر قوال'' (عرف عام میر و قوال) حضور قلندر غریب نواز کی خدمت میں حاضر تھا۔ اس نے حضور قلندر غریب نواز کی خدمت میں یہ واقعہ کہہ ڈالا۔ یہ واقعہ سنتے ہی حضور قلندر غریب نواز وجد کی حالت میں اٹھے اور ننگے پاؤں ہی چاچڑ شریف سے سیال شریف کی طرف چل پڑے۔ ایک زمیندار نے آپ کا جوڑا مبارک لیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر آپ کے سامنے پہنچا اور عرض کیا کہ حضور قلندر غریب نواز آپ اپنا جوڑا مبارک لے لیں۔ آپ نے اسے دیکھتے ہی فرمایا! ہٹ جا پرے نئیں تے جل جائیں گا۔''

سسی کعبہ جان پنوں نوں کر دی تسلیماتاں   پڑھدی ذات بلوچاں اتے صلواتاں مناجاتاں

آپ کے پیچھے پیچھے قوال اور دیگر غلام چلے آئے۔ آپ تین روز سیال شریف کی گلیوں میں چکر لگاتے رہے۔ جب حضرت خواجہ ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ علم ہوا تو آپ نے حکم فرمایا کہ جس نے فتویٰ لگایا ہے اسے چھپا دو ورنہ قلندر غریب نواز اس کی حقیقت جلا دیں گے۔ جب تین روز بعد آپ کی طبیعت مبارک دھیمی ہوئی تو حضرت خواجہ ثانی نے جو کمبل اوڑھا ہوا تھا اس میں اس آدمی کو اپنے پیچھے چھپا لیا۔ قلندر غریب نواز بڑے ادب سے پیر خانے حاضر ہوئے۔ آپ نہایت ادب سے حضرت خواجہ ثانی کی خدمت میں بیٹھ گئے۔ آپ کا ادب لا ثانی تھا۔ جتنا آپ پیر خانے کا ادب کرتے تھے وہ بے نظیر ہے۔ آپ کا ادب حضور شیخ الاسلام کریم کے ادب کی طرح لا ثانی تھا۔ جب آپ کی طبیعت پرسکون ہوئی تو حضرت خواجہ ثانی نے اس آدمی کا تھوڑا سا چہرہ آپ کو دکھلایا کہ یہی وہ مولوی ہے۔ حضور قلندر غریب نواز نے نگاہ جلال سے جو اسے دیکھا تو وہ آدمی پیچھے جا گرا۔ چہرے کا رنگ سیاہ پڑ گیا اور کئی روز اسے ٹائیفائیڈ بخار چڑھا رہا۔

حضور غریب نواز مدظلہ نے ایک اور واقعہ بیان فرمایا۔ حضور مدظلہ نے فرمایا کہ اس واقعہ کے راوی والد محترم حضور غریب نواز حضرت خواجہ محمد عبدالرحمٰن چاچڑوی قلندری ہیں۔ آپ بیان فرماتے تھے کہ ایک آدمی حضور شیخ الاسلام خواجہ محمد قمرالدین سیالوی کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ نذر کی اور عرض کیا کہ حضور مجھے وحدت الوجود کا مسئلہ سمجھا دیں۔ حضور شیخ الاسلام کریم نے فرمایا تم اپنی نذر اٹھا لو اور میرے ساتھ آؤ۔ حضور شیخ الاسلام کریم نے اس شخص کو کار میں ساتھ لیا اور چاچڑ شریف پہنچ گئے۔ حضور غریب نواز نے پیر خانے کا بہت ادب کیا۔ حضور شیخ الاسلام کریم قلندر غریب نواز سے فرمانے لگے یہ شخص مسئلہ وحدت الوجود سمجھنا چاہتا ہے۔ میں نے پورے پنجاب میں نظر دوڑائی لیکن آپ کے سوا کوئی نظر نہ آیا جو مسئلہ وحدت الوجود سمجھا سکے۔ حضور قلندر غریب نواز فرمانے لگے حضور میں اس قابل کہاں آپ کے ہوتے ہوئے بھلا میں یہ کیسے کر سکتا ہوں۔ حضور شیخ الاسلام کریم نے فرمایا نہیں میں جو کہہ رہا ہوں۔ آپ نے اس شخص سے مخاطب ہو کر فرمایا میرے پاس ایک سال رہو سمجھا دوں گا۔ وہ شخص چونکہ حضور شیخ الاسلام کریم کے ساتھ آیا تھا اس لیے فوراً بول پڑا نہیں میں ایک سال نہیں رہ سکتا۔ حضور قلندر غریب نواز نے فرمایا چھ ماہ رہو۔ اس شخص نے کہا یہ بھی زیادہ ہیں۔ آپ نے فرمایا ڈیڑھ ماہ رہو لیکن وہ شخص پھر بھی رضامند نہ ہوا۔ آپ نے فرمایا پندرہ دن رہو۔ لیکن اس شخص نے کہا اب بھی زیادہ ہیں۔ آپ نے فرمایا سات دن رہو اس شخص نے کہا میری مصروفیت اجازت نہیں دیتی۔ آپ نے جلال میں آ کر فرمایا اچھا پھر تین دن ہی رہو۔ یہ سنتے ہی حضور شیخ الاسلام کریم نے اس شخص سے فرمایا ''بس بھئی بیلیا تین دن بہت کم ہیں۔ تم ان کے پاس تین دن رہو'' اس کے بعد حضور شیخ الاسلام کریم سیال شریف تشریف لے گئے۔

ابا جی حضور رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے۔ ہم پانچ چھ پیر بھائیوں نے پروگرام بنایا کہ صرف تین ہیں اور مسئلہ ''وحدت الوجود'' لیکن یہ بات اٹل ہے کہ اس شخص کو معینہ مدت میں حضور قلندر غریب نواز یہ مسئلہ ضرور سمجھا دیں گے۔ ہم نے پروگرام بنایا کہ ان ایام میں ہم میں سے ہر وقت ایک پیر بھائی حضور قلندر غریب نواز کی خدمت میں حاضر رہے تاکہ جب حضور قلندر غریب نواز اس شخص سے کلام فرمائیں تو اس کا علم ہمیں بھی ہو۔ یکے بعد دیگرے دو دن اور دو راتیں بیت گئیں۔ لیکن حضور قلندر غریب نواز نے اس شخص سے کوئی کلام نہ فرمایا۔ اس شخص کو بستر اور کھانا وغیرہ دیا گیا۔ لیکن حضور نے کوئی گفتگو نہیں فرمائی۔ تیسرا دن شروع ہوا۔ ظہر کے بعد حضور قلندر غریب نواز باہر تشریف لائے۔ دربار لگایا گیا۔ اس وقت ہم قریباً پچاس ساٹھ پیر بھائی حاضر تھے۔ عرس مبارک کا موقع تھا۔ اس لیے کافی رونق تھی۔ حضور قلندر غریب نواز اکثر ظہر کے بعد ہی دربار لگایا کرتے تھے۔ بہر حال دربار لگا حضور قلندر غریب نواز عجیب باتوں کو بہت پسند فرماتے تھے۔ مثلاً اگر کوئی عرض کرتا کہ حضور فلاں آدمی بہت بدصورت ہے تو آپ فرماتے لے آؤ۔

ایک شخص نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور فلاں آدمی ہے وہ چینا بہت اچھا گاتا ہے۔ آپ نے فرمایا لے آؤ۔ وہ شخص دربار قلندر پاک میں حاضر ہوا اور آپ کے حکم سے گانے لگا۔

چینا انج چھنی دا یار موہلا انج مریندا یار

آپ نے فرمایا اور تیز گاؤ۔ وہ اور تیز گانے لگا۔ آپ نے دست راست کو بلند فرمایا اور فرمایا اور تیز! آپ کا فرمانا تھا کہ پچاس ساٹھ جتنے بھی حاضرین مجلس تھے سب کو وجد ہو گیا۔ شدید وجد۔ دوران وجد ایک شخص کے چاقو لگ گیا۔ وجد اتنا شدید تھا کہ بعض کے کپڑے

پھٹ گئے۔ بعض کے چوٹیں آئیں۔

اباجی حضور رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ سب سے پہلے مجھے ہوش آیا۔ دیکھا کہ حضور قلندر غریب نواز اس شخص سے گفتگو فرما رہے ہیں۔ مجھے دوبارہ وجد ہوگیا جب ہوش آیا تو دیکھا کہ وہ شخص غائب ہے۔ کسی کو حضور قلندر غریب نواز سے پوچھنے کی جرأت نہیں تھی۔ اس لیے یہ بات معمہ رہی۔ اس کے بعد اجازت عام ہوئی اور احقر العباد یارانِ طریقت کے ہمراہ واپس چلا آیا۔ الحمد للّٰہ علی ذلك

مجلس نمبر ۲۱

۱۴۰۳ھ ماہ ذیعقد کی نو تاریخ

انیس اگست ۱۹۸۳ء بروز جمعۃ المبارک

قبل از نماز جمعہ دربارِ عالیہ رحمٰن شریف پر حاضری کی سعادت نصیب ہوئی بعد از نماز جمعہ دربار لگا۔ حضور قلندر غریب نواز نے ہر ایک پر کرم فرمایا۔

درویش عبدالرشید دیوانہ اور درویش سرفراز احمد سرفراز کے مابین رنجش ہوگئی تھی۔ اسی ضمن میں حضور فرمانے لگے ”عبدالرشید دیوانہ پہلے ” شیدا طارق آبادی“ کہلاتے تھے۔ سگریٹ بہت زیادہ پیتے تھے۔ زیادہ سگریٹ نوشی کے باعث انگشت شہادت اور ساتھ والی انگلی پر پیلے دھبے پڑ گئے تھے۔ یہ ہمارے کالج میں کسی چکر میں آئے ادھر بھٹی گرم تھی، پھنس گئے۔ ہمیں پتہ چلا کہ یہ ہیر خوب گاتے ہیں۔ ہم نے انہیں ہیر سنانے کو کہا۔ خیر انہوں نے اس وقت تو جیسے تیسے ہوا ہیر سنائی۔ ہم نے انہیں ہیر سنانے کے لیے کل آنے کو کہا۔ کالج سے باہر جاکر یہ کسی سے کہنے لگے کہ یہ لفنگے مولوی ہیں۔ ہیر سنتے ہیں۔ خداعزوجل کی قدرت کہ جب یہ ریلوے پھاٹک کے پاس پہنچے تو انہیں کسی نے مارا۔ چائے پینے کیلئے کسی دکان پر گئے تو وہاں بھی پٹائی ہوئی۔ کام کرنے کے لیے کوہ نور مل پہنچے تو وہاں سے بھی مار پڑی۔ غرضیکہ صبح سے لے کر شام تک انہیں جوتیاں ہی پڑتی رہیں۔ انہیں بات سمجھ آ گئی۔ دربار شریف حاضر ہوئے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوگئے کہ ہیر سن لیں۔ اس وقت سے اب تک ہیر ہی سناتے آ رہے ہیں۔ اس کے بعد حضور قلندر غریب نواز نے درویش عبدالرشید دیوانہ اور درویش سرفراز احمد سرفراز کو گلے ملنے کو کہا۔ یوں ان کے درمیان رنجش دور فرما دی۔ اس کے بعد حضور قلندر غریب نواز نے اجازت عطاء فرمائی۔ الحمد للّٰہ علی ذلك

مجلس نمبر ۲۲

۱۴۰۳ھ ماہ ذیقعد کی چودہ تاریخ

چوبیس اگست ۱۹۸۳ء بروز بدھ وار

بعد از نماز فجر حضور قلندر غریب نواز کی خدمت اقدس میں احقر کو حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔ اس وقت حضور فرما رہے تھے کہ دنیادار لوگوں کی صحبت درویش کے لئے مفید نہیں ہوتی۔ ایسے لوگوں سے ملاقات سے سوز کم ہوجاتا ہے، عشق کم ہوجاتا ہے۔ جب دو انسان ایک دوسرے سے ملیں تو ایک دوسرے سے متاثر ہوتے ہیں۔ مثلاً جب کسی درویش سے ملتے ہیں، اثر قبول کرتے ہی ہیں، تبھی تو رقت طاری ہوتی ہے۔ کیفیت طاری ہوتی ہے۔ لیکن یہ تبدیلی اتنا محسوس نہیں ہوتی جتنا کہ کمی۔ جیسا کہ اگر میٹھی چیز مسلسل کھاتے رہیں تو وہ اتنا محسوس نہیں ہوتی جتنا کہ کڑوی چیز۔ اگر کوئی دنیادار درویش کو ملے تو وہ فوراً تبدیلی محسوس کرتا ہے۔ مشاہدہ سے یہ بات ثابت ہے کہ دنیادار قسم کے لوگ سوز کی کمی کا باعث بنتے ہیں۔ درویش کو فضول باتوں سے بھی بچنا چاہئے۔ ہاں ذکر حبیب تو وظیفہ ہے۔ اس لیے ذکر حبیب نہایت فائدہ مند ہے۔ اس کے علاوہ فضول گفتگو اور زیادہ گوئی سے بچنا چاہئے۔ میری اولاد کو تو میری طرف سے وراثت میں یہی کچھ مل سکتا ہے کہ

وراثت یہی چھوڑ کر جا رہا ہوں! اثاثہ میری زندگی کا یہی ہے
میرے گھر میں اس کے سوا کچھ نہیں ہے یا ذکر حبیباں یا تصویر جاناں

اس کے سوا انہیں میری طرف سے کچھ نہیں مل سکتا۔ جب تک وہ ذکر حبیب میں مصروف رہیں گے ان کے جدامجد کا مزار پاک ان کا ساتھ دیتا رہے گا۔

حضور قلندر غریب نواز فرمانے لگے کہ جوہر صاحب (جناب صاحب زادہ عالیٰ مقام حضور محمد علی جوہر مدظلہ تعالیٰ) کی والدہ انتہائی زاہدہ ہیں۔ خدمت خلق کا انتہائی جذبہ انہیں حاصل ہے۔ وہ انتہائی پیر پرست ہیں۔ ان کی بیعت اباجی حضور (حضور خواجہ عبدالرحمٰن) سے ہے۔ رشتہ میں وہ اباجی حضور کی بھانجی ہیں۔ پردہ فرمانے کے وقت اباجی حضور نے آپ ہی پر خصوصی کرم فرمایا تھا۔ پھر فرمایا! یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے کہ جب تک انسان کسی مرد کامل کی طرف متوجہ نہ ہو اور براہ راست خداعزوجل کی عبادت میں مصروف رہے تو اسے کبھی بھی عرفان حاصل نہیں ہوسکتا۔

مولوی ہر گز نہ شد مولائے روم تا غلام شمس تبریزی نہ شد

اس کے بعد فرمایا! جسم دبوانے کا سلسلہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ سے شروع ہوا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ فقیر کے تمام جسم پر اسم الٰہی وارد ہوتا ہے۔ جب کوئی یہ جسم دباتا ہے تو فیضیاب ہوتا ہے۔ یہ بھی فیض پہنچانے کا ایک طریقہ ہے۔ تمام خواجگان چشت کا یہ طریقہ ہے۔ فقیر کا چہرہ دیکھنے سے ستر سال سے زائد عبادت کا ثواب ملتا ہے۔ حضرت شاہ ابراہیم بلخی رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ کچھ فقیروں کے پاس سے گزرے۔ آپ نے ان سے پوچھا کیسے گزارہ ہو رہا ہے، وہ کہنے لگے مل جائے تو کھا لیتے ہیں نہ ملے تو صبر کرتے ہیں۔ سلطان الاولیاء نے فرمایا یہ تو بلخ کے کتے بھی کرتے ہیں۔ ان فقیروں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا بلخ کے فقیر کیا کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ انہیں اگر مل جائے تو تقسیم کر دیتے ہیں اور نہ ملے تو صبر کرتے ہیں۔ الحمد للّٰہ علی ذلك

مجلس نمبر ۲۳

۱۴۰۳ھ ماہ ذیقعد کی چودہ تاریخ

چوبیس اگست ۱۹۸۳ء بروز بدھ وار

حضور قلندر غریب نواز دربار شریف کے سامنے مسجد میں تشریف فرما ہوئے۔ بعد از نماز عصر دست بوسی کی سعادت عظیم حاصل ہوئی۔ حضور قلندر غریب نواز کی خدمت میں ایک مائی اور ایک خاتون حاضر ہوئیں۔ مائی اور اس کے تمام لڑکے آپ کے بیعت ہیں۔ مائی کے ایک لڑکے کو پھانسی کی سزا ہوئی تھی۔ دربار شریف پر آپ کی خدمت میں اس لڑکے کا بھائی حاضر ہوا اپیل کر رکھی تھی۔ حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ دعا فرمائیں کہ معافی ہو جائے۔ اس نے ایک بکرا کی منت مانی۔ حضور کا کرم ہوا۔ پھانسی کی سزا چودہ سال کی قید میں تبدیل ہوئی۔ پھر اپیل کی تو بری ہو گیا۔ ملزم کے بھائی نے ارادہ کیا اور حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ میں گیارہویں شریف کے ختم شریف پر اس وقت ہی حاضر ہوں گا۔ جب میرا بھائی آ جائے گا۔ اگر آج میرا بھائی نہ آیا تو میں گیارہویں شریف پر دربار شریف حاضر نہیں ہوں گا۔ حضور قلندر غریب نواز کا کرم ہوا اور اسی روز اس کا بھائی آ گیا مگر نہ ہی بکرے کی منت پوری کی گئی اور نہ ہی ملزم کا بھائی دربار شریف پر ختم گیارہویں شریف پر حاضر ہوا۔ حضور قلندر غریب نواز نے مائی سے فرمایا! اگر کوئی منت مانی جائے تو اسے جلد از جلد پورا کرنا چاہیے۔ یہ ایک بوجھ ہوتا ہے۔ اگر یہ قرض ادا نہ کیا جائے تو وہ کام خراب ہو جاتا ہے اور پھر مشکل سے ہی صحیح ہوتا ہے۔ یہ قرض جلد ادا کرنا چاہیے۔

آپ مدظلہ نے فرمایا: عبداللہ پور ہمارا کالج تھا۔ ایک شخص ریلوے کواٹر سے آیا۔ اس کی بیوی بیمار تھی۔ اس شخص کی ظاہری حالت خستہ تھی۔ اس کے ساتھ چل پڑے۔ اس شخص نے تانگہ کرانا چاہا۔ ہم نے کہا رہنے دو۔ فضول خرچی ہے۔ پیدل ہی چل پڑتے ہیں۔ وہاں

پہنچے۔ دیکھا کہ اس کی بیوی قریب المرگ ہے وہ شخص کہنے لگا حضور آپ اسے بیعت کرلیں۔ ہم نے کہا ٹھہرو تو سہی۔ یہ صحیح تو ہو لے۔ بیعت بھی کرلیں گے حیلہ کیا۔ خداعزوجل کے کرم سے وہ بالکل تندرست ہوگئی۔ اس شخص نے اپنی بیوی کو بیعت تو کرا دیا لیکن اس نے ایک بکرے کی منت بھی مان رکھی تھی۔ اس سلسلہ میں اس نے غفلت کا مظاہرہ کیا۔ خداعزوجل کی قدرت کہ اس کی بیوی معذور ہوگئی، دونوں ٹانگیں اپاہج ہوگئیں۔ وہ شخص اپنی بیوی کو ہمارے پاس لے آیا۔ حیلہ کیا لیکن شفاء نہ ہوئی۔ ایک سال یونہی بیت گیا۔ ایک روز دیکھا کہ دونوں میاں بیوی ایک بکرا لے کر بھاگے چلے آ رہے ہیں۔ اس کی معذور بیوی بھی اب بالکل تندرست تھی۔ کہنے لگے کل بولے ہیں کہتے ہیں چار جنات ہیں۔ دربار عالیہ رحمٰن شریف رہتے ہیں۔ اب ہم پاکپتن شریف حاضری کے لیے جا رہے ہیں۔ تم اپنی منت فوراً پوری کرو۔ ورنہ واپسی پر ہم حساب کرلیں گے۔

حضور قلندر غریب نواز نے ایک اور قصہ بیان فرمایا کہ یہاں دربار عالیہ رحمٰن شریف میں ہم نئے نئے آئے تھے اس زمانے میں لائن سے اس پار کوئی آبادی نہیں تھی۔ وہاں ایک جٹی رہتی تھی۔ ایک روز وہ دربار شریف حاضر ہوئی عرض کرنے لگی کہ حضور میرا بھائی رشتہ نہیں دیتا۔ اگر وہ میرے لڑکے کو رشتہ دے دے تو میں ایک بھینس نذر کروں گی۔ ہم نے کہا یوں منت نہیں مانا کرتے۔ بعد میں یہ منت پوری بھی کرنا پڑتی ہے لیکن وہ مصر رہی۔ خداعزوجل کی قدرت کہ اس کا بھائی رضامند ہوگیا۔ اس نے اس جٹی سے کہا کہ انگوٹھی لڑکی کے لیے لے آؤ منگنی کردیں۔ لڑکی اور لڑکے کو انگوٹھی پہنا دی گئی۔ منگنی ہوگئی۔ وہ جٹی دربار شریف حاضر ہوئی عرض کرنے لگی کہ حضور آپ کا کرم ہوا۔ منگنی ہوگئی ہے ہم نے اسے مذاق مذاق میں کہا کہ اب فوراً منت پوری کردو۔ یہ ضروری ہے۔ ورنہ غیبی طاقتیں بنا ہوا کام ایسا بگاڑتی ہیں کہ مشکل سے ہی بنتا ہے۔ اس کہا کہ شادی ہوجائے تب بھینس دوں گی۔ ہم نے کہا رشتہ تو طے ہوگیا ہے۔ یہ منت پوری کردو۔ یونہی از راہ تفنن باتیں ہوتی رہیں۔ مگر اس جٹی نے ٹال مٹول سے کام لیا۔ ایک ہفتہ یونہی گزر گیا۔ خداعزوجل کا کرنا ایسا ہوا کہ اس کے بھائی نے رشتے سے انکار کردیا۔ پھر بھاگی آئی۔ عرض کرنے لگی کہ بھینس کی منت پوری کرتی ہوں۔ یہ رشتہ قائم رہے۔ ہم نے کہا ہر کام وقت پر ہوتا ہے۔ اب وقت گزر گیا۔ اب اگر ایک سو بھینس بھی نذر کرو تو پھر بھی بات نہیں بنتی۔

حضور اس حاضر خدمت مائی سے تفنن فرماتے رہے۔ جب وہ مائی اور عورت چلی گئیں تو حضور فرمانے لگے

هذا قوم جاهلون

حضور مدظلہ نے احقر سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ پرندہ کبھی تو چوٹی پر بیٹھا ہے اور کبھی نیچے آ کر بیٹھ جاتا ہے۔ کبھی تو درخت کی سب سے اوپر کی ٹہنی پر بیٹھا ہوتا ہے اور کبھی سب سے نچلی شاخ پر آ کر بیٹھ جاتا ہے۔ لیکن اس سے اس کی طاقت میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اس کی طاقت پرواز وہی رہتی ہے۔

اسی دوران نماز مغرب کی ادائیگی کے بعد حضور قلندر غریب نواز نے اجازت عطاء فرمائی۔ الحمد لله علی ذلك

مجلس نمبر ۲۴

۱۴۰۳ھ ماہ ذیقعد کی پندرہ تاریخ

پچیس اگست ۱۹۸۳ء بروز جمعرات

پاکپتن شریف حاضری

پاکپتن شریف میں حضور خواجہ گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے حضور حاضری کا پروگرام تھا۔ ویگن کرایہ پر لی گئی۔ حضور غریب نواز مدظلہ کے زیرِ ابر کرم بزرگ محمد دین، درویش راشد احمد، درویش فیاض احمد، سرفراز احمد سرفراز، درویش محبوب، درویش عبدالرشید دیوانہ اور احقر العباد حاضری کے لیے جا رہے تھے۔ قریباً ایک بجے دوپہر سفر کا سامان ویگن میں رکھا گیا۔ حضور غریب نواز مدظلہ نے مزار مبارک پر حاضری دی۔ اس کے بعد صاحبزادگان (جناب سعادت علی صاحب، جناب عبدالقادر صاحب) سے مصافحہ فرمایا۔ ویگن میں اگلی نشست پر رونق افروز ہوئے۔ دوپہر دو بجے روانگی ہوئی۔ دوران سفر سب پیر بھائی ''سماع'' سے ایک دوسرے کو محظوظ کرتے رہے۔ ساز ساتھ ہی لے جائے جا رہے تھے۔ درویش عبدالرشید دیوانہ، بزرگ نور محمد صاحب اور درویش سرفراز احمد سرفراز حضرت خواجہ شیخ الشیوخ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق کلام سناتے رہے۔ سفر عمدگی سے طے ہوتا رہا۔ نماز ظہر کے وقت آبادی میں ویگن روکی گئی۔ ظہرانہ لیا گیا۔ اس کے بعد سمندری کے نزدیک قریبی مسجد میں نماز ظہر ادا کی گئی۔ اسی طرح دوران سفر اوکاڑہ میں عصر کی نماز ادا کی گئی۔ نماز مغرب کے وقت کوئی آبادی نزدیک نہ تھی۔ اس لیے ایک میدان میں نماز مغرب با جماعت ادا کی گئی۔ قریباً آٹھ بجے رات پاکپتن شریف پہنچے۔ چوک میں ویگن ٹھہرائی گئی۔ حضور غریب نواز مدظلہ نے جوڑا مبارک اتار دیا۔ باقی سب پیر بھائیوں نے بھی اقتداء کی۔ حضور غریب نواز مدظلہ کی قیادت میں ہم سب دربار شریف کی طرف چل پڑے راستے میں حضور غریب نواز مدظلہ نے موتیے کے ہار خریدے۔ جب دربار شریف کے بڑے گیٹ پر پہنچے تو وہاں دو بزرگ بیٹھے تھے۔ حضور غریب نواز مدظلہ کو دیکھتے ہی وہ فوراً کھڑے ہوئے۔ دست بوسی کی۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ یہ بزرگان آپ کے استقبال کے لیے حاضر تھے۔ حضور غریب نواز مدظلہ کی خدمت میں حاضری کے فوراً بعد یہ بزرگان بجائے وہاں بیٹھنے کے ہجوم خلائق میں گم ہو گئے۔ بڑے گیٹ میں داخل ہونے کے بعد حضور غریب نواز مدظلہ نے پیکٹ اگربتی میوہ جات خریدے۔ دربار شریف کے صحن میں پہنچے ہجوم خلائق تھا۔ حضور غریب نواز مدظلہ نہایت عاجزی اور ادب کے ساتھ مزار مبارک کے سامنے پہنچے۔ نہایت اطمینان اور محبت سے چوکھٹ پر بوسہ دیا۔ دربار شریف میں حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر بوسہ دیا۔ صاحبزادہ عالی مقام حضرت شیخ الشیوخ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر بوسہ دیا اور مراقبہ کی حالت میں تشریف فرما ہوئے۔ باباجی حضور کے ساتھ راز و نیاز کی باتیں ہوتی رہیں اس کے بعد ختم شریف پڑھا گیا۔ حضور مدظلہ نے حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر کے مزار مبارک پر اور آپ کے صاحبزادہ عالی مقام کے مزار پر نہایت ادب سے بوسہ دیا۔ آپ کی اقتداء میں پیر بھائیوں نے بھی ایسے ہی حاضری دی۔ اس کے بعد سجادہ نشین حضرات کے مزارات مبارکہ پر حاضری ہوئی۔ ساتھ ساتھ حضور غریب نواز مدظلہ ہمیں ان مزارات سے متعلقہ تفصیلات و واقعات سے آگاہ فرماتے رہے۔ اس کے علاوہ دیگر مزارات جو دربار شریف میں ہیں ان پر حاضری دی گئی۔ حضور غریب نواز مدظلہ اس قدر ادب اور عاجزی سے آستاں بوس کرتے تھے کہ اس کی کوئی نظیر نہیں۔ اور بھی ہجوم حاضری دے رہا تھا۔ لیکن حضور غریب نواز مدظلہ کا انداز جداگانہ، ادب بے مثل اور عاجزی انتہائی درجہ کی تھی۔ ان مزارات پر حاضری کے بعد مسجد (دربار شریف) میں نماز عشاء ادا کی گئی۔ نماز عشاء کی ادائیگی کے بعد حضور تشریف فرما ہوئے۔ ایک آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کہنے لگا آپ کی زیارت کی کشش ہوئی۔ ملنے کو جی چاہا! آپ کیا ہیں؟ پیر ہیں، فقیر ہیں، مولوی ہیں یا حافظ ہیں؟ حضور غریب نواز مدظلہ نے فرمایا۔ میں تو کچھ نہیں۔ مگر وہ مصر رہا کہنے لگا؟ آپ کے مریدین ادب سے ہاتھ جوڑ کے بیٹھے ہیں۔ یہ یونہی تو نہیں بیٹھے۔ میری نظر میں تو آپ شہنشاہ ہیں۔ لیکن حضور غریب نواز مدظلہ نے فرمایا میں کچھ بھی نہیں

ہوں۔ ہاں پیر سیال کا ادنیٰ ترین غلام ہوں۔ چاچڑ شریف پیر خانہ ہے۔ قلندر غریب نواز سے بیعت ہے۔ وہ شخص عرض کرنے لگا میرے کان میں درد ہے۔ کافی علاج کروایا ہے۔ بابا جی حضور کے ہاں بھی حاضری دی ہے۔ حضور غریب نواز مدظلہ نے فرمایا حضور بابا گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کا کرم ہوگا۔ ان کے خزانے میں کوئی کمی نہیں ہے۔ ان کے کرم سے شفایاب ہو جاؤ گے۔

اس کے بعد ہم سب حضور غریب نواز مدظلہ کی قیادت میں محفل سماع میں شرکت کے لیے گئے۔ محفل سماع حضرت شیخ الشیوخ بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کے عین سامنے منعقد تھی۔ مزار اقدس کے سامنے قوال حاضر تھے۔ دائیں بائیں دو قطاریں تھیں۔ حضور غریب نواز مدظلہ نے مزار مبارک کی چوکھٹ پر بوسہ دیا۔ اس کے بعد در اقدس کے دائیں طرف کی قطار کے آخری سرے سے دست بستہ ہو کر تشریف فرما ہوئے۔ اتنے میں ایک بزرگ مزار پاک پر حاضر ہوئے۔ در اقدس پہ بوسہ دینے کے بعد ان کے منہ سے حق فرید رحمۃ اللہ علیہ کی صدا نکلی۔ انہوں نے میرے آقا کریم حضور غریب نواز مدظلہ کی دست بوسی کی۔ روپیہ نذر کیا۔ حضور غریب نواز مدظلہ اٹھے اور ان کے ساتھ جا کر یہ روپیہ قوال حضرات کو نذر کر دیا۔ اس کے بعد وہ بزرگ غریب نواز مدظلہ سے وہیں گلے ملے۔ لوگوں کا جم غفیر حضور غریب نواز مدظلہ کی وساطت سے روپیہ قوال حضرات کو نذر کرنے لگا۔ کافی دیر تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ حضور جب بھی قوال حضرات کو روپیہ نذر کرنے جاتے، لوگوں کا جم غفیر آپ کی وساطت سے قوال حضرات کو نذر کرتا۔ اب حضور بجائے اگلی صف کے پچھلی صف میں تشریف فرما ہوئے۔ قوال حضرات کی نئی پارٹی آئی۔ انہوں نے کلام مبارک شروع کیا ''آیو نیں مورے انگنا معین الدین رحمۃ اللہ علیہ''۔ حضور کے کرم سے مجھے یہ کلام بہت پسند تھا۔ یہ کلام دربار عالیہ رحمٰن شریف پر ایک برس قبل سنا تھا۔ آج کل مجھے طلب تھی کہ یہ کلام سنوں۔ حضور کی عنایت ہوئی۔ اس کلام مبارک کے شروع ہوتے ہی حضور غریب نواز مدظلہ کے کرم سے احقر پر احساس کیف وارد ہوا۔ جو اس کلام کے دوران وارد رہا۔ اس کے بعد حضور غریب نواز مدظلہ مجلس سے اٹھ گئے۔ کیونکہ سب پیر بھائیوں کی طبیعت گرم تھی۔ سب کو وجد ہونے کا امکان تھا۔ اس لیے حضور غریب نواز مدظلہ نے ان کی طبیعت ہٹانے کے لیے مجلس سے اٹھنا مناسب خیال فرمایا۔ قریباً رات ایک بجے محفل سماع اختتام کو پہنچی۔ دعائے خیر پڑھی گئی۔ دعائے خیر کے بعد لوگوں کا ہجوم بکھر گیا۔ حضور غریب نواز مدظلہ وہیں مزار مبارک کے در اقدس کے بالکل سامنے تشریف فرما ہوئے۔ نزدیک ہی ایک آدمی شکر تقسیم کر رہا تھا۔ حضور غریب نواز مدظلہ کے حکم سے درویش سرفراز احمد سرفراز بزرگ نور محمد یہ تبرک لینے گئے۔ یہ تبرک لینے کے بعد آ گئے۔ کچھ دیر بعد وہ آدمی حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ شکر کا لفافہ آپ کے سامنے پیش کر دیا۔ کہا کہ آپ خود ہی اس لفافہ سے شکر لے لیں۔ حضور غریب نواز مدظلہ نے اس آدمی سے فرمایا کہ آپ خود ہی دے دیں لیکن انہوں نے اصرار کیا۔ اس پر حضور غریب نواز مدظلہ نے اپنے دست مبارک سے کچھ شکر لے لی۔

دربار مقدسہ پر حاضری کے دوران اس قسم کے ان گنت واقعات ظاہر ہوئے جن سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ بات کوئی اور ہی ہے۔ ان گنت مخلوق باوا صاحب حاضری دیتی ہے۔ لیکن میں نے ایسا معاملہ کسی کے ساتھ پیش آتا نہیں دیکھا۔ بچے، جوان اور بزرگ اور خواتین ہر قسم کے لوگ میرے آقا کریم مدظلہ کی خدمت اقدس میں سلام عرض کر رہے تھے اکثر لوگوں نے اپنے مسائل کے لیے حضور غریب نواز مدظلہ کی خدمت میں دعا کے لیے عرض کیا آپ نے ان کے لیے دعا فرمائی۔ فرمایا کہ جس شہنشاہ کے در پہ آپ پڑے ہیں ان کے خزانے میں کوئی کمی نہیں صرف عام لوگ نہیں بلکہ خاص لوگ (بزرگان عظام) بھی حضور غریب نواز مدظلہ کی خدمت اقدس میں سلام عرض کرتے رہے۔ ہم پیر بھائیوں کو روک روک کر کئی لوگوں نے پوچھا یہ بزرگ کون ہیں؟ ان کا اسم مبارک کیا ہے؟ واقعات سے معلوم ہوتا تھا کہ حضور غریب نواز مدظلہ باوا جی حضور کے مہمان خصوصی ہیں اور اس جداگانہ مہمان نوازی سے پتہ چلتا تھا کہ حضور کی شخصیت جداگانہ اور منفرد مقام کی مالک ہے۔

قریباً چار بجے صبح حضور غریب نواز مدظلہ نے حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مقدس پر حاضری دی۔ اجازت چاہی اس کے بعد فرداً فرداً سب بزرگان کے مزارات مبارکہ پر حاضری دی۔ جو کہ گرد و نواح میں تھے۔ مکمل حاضری کے بعد نماز فجر ادا کی گئی۔ نماز فجر کی ادائیگی کے بعد حضور غریب نواز مدظلہ کی قیادت میں ہم سب قبلہ دیوان مدظلہ کی کچہری میں پہنچے۔ یہاں حاجی احمد نے مدعو

کیا تھا۔ حاجی احمد نے حضور غریب نواز مدظلہ کی خدمت اقدس میں مختلف تبرکات جو چشتیہ سلسلہ کی مختلف گدیوں سے متعلق تھے پیش کئے۔ قریباً چھ بجے صبح دربار شریف سے رخصتی ہوئی۔ حاجی احمد بھی ساتھ ہی چل پڑے۔ اس کے بعد ہم نے حضور غریب نواز مدظلہ کی قیادت میں مختلف بزرگان (حضور شیخ الشیوخ کی اولاد میں سے تھے) کے مزارات پر حاضری دی۔ اس جگہ پر بھی حاضری دی جہاں حضور شیخ الشیوخ نے بیٹھ کر اپنی گڈری کو سیا تھا۔ اور ہندو جوگی کو شکست دی تھی۔ ان مزارات پر حاضری کے بعد پاکپتن شریف سے قریباً ۸:۳۰ بجے صبح روانگی ہوئی۔ حاجی احمد بھی ہمراہ تھے۔ (جنھوں نے دعویٰ کیا تھا کہ حضور غریب نواز مدظلہ نماز جمعہ کی ادائیگی سے پہلے حضور شیخ الشیوخ سے رخصت نہیں ہو سکتے۔ اب وہ خود ہی حضور شیخ الشیوخ کے حکم سے بروز جمعہ صبح کے وقت ہی ہمارے ساتھ جا رہے تھے یہاں سے سب ''کمالیہ'' کے لیے حضور غریب نواز مدظلہ کی قیادت میں روانہ ہوئے۔ دوران سفر ایک جگہ مختصر سا قیام کیا گیا۔ جہاں حضور غریب نواز مدظلہ نے باوا حضور کی خدمت میں تازہ کلام پیش کیا۔

خواجہ گنج شکر ہے جناں آپ کا رحمت دو جہاں آستاں آپ کا

قریباً ۱۱:۱۵ بجے دوپہر بروز جمعہ کو ''کمالیہ'' پہنچے۔ فیض رسول سیالوی اور دیگر حضرات نے استقبال کیا۔ رات قریباً نو بجے سب لوگ اس مسجد میں گئے جہاں کہ تقریر کا انتظام تھا۔ نماز عشاء کی ادائیگی کے بعد جلسہ کی کاروائی شروع ہوئی۔ حضور غریب نواز مدظلہ تشریف لائے تو نعروں کی صدا میں لوگوں نے آپ کا استقبال کیا۔ حضور غریب نواز مدظلہ تشریف فرما ہوئے۔ جلسہ کی کاروائی تلاوت کلام پاک سے شروع ہوئی۔ تلاوت کلام پاک کے بعد نعت خوانی ہوئی۔ نعت خوانی کے بعد حضرت مولانا محمد اشرف سیالوی نے شیخ الاسلام کریم کی حیات مقدسہ پر ایک تحقیقی مقالہ پڑھا۔ تقریر میں انہوں نے ایک اعتراض کیا کہ آج کل کے پیر تقریر کرنا برا تصور کرتے ہیں۔ ان کے خیال میں جو تقریر کرے وہ مولوی ہو جاتا ہے۔ جسے وہ معیوب سمجھتے ہیں۔ حالانکہ شیخ الاسلام کریم بھی تقریر کرتے رہے ہیں۔ ان کی تقریر کے اختتام کے بعد حضور غریب نواز مدظلہ کی خدمت میں صدارتی خطبہ کے لیے عرض کیا گیا۔ حضور غریب نواز مدظلہ نے صدارتی خطبہ کے ابتدائی کلمات بیان فرمائے تو سب آپ کی طرف ہمہ تن گوش ہو گئے۔ کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو کہ تعصب کی بنا پر، اپنی ذات کی انفرادیت نمایاں رکھنے کے لیے آداب مجلس کے خلاف چلے تھے۔ لیکن اب وہ بھی پُر شوق اور پُر جوش دکھائی دے رہے تھے۔ حضور غریب نواز مدظلہ نے خطاب فرمایا تو پوری مجلس پر کیف کی حالت طاری ہو گئی۔ اب لوگ نہایت توجہ سے آپ کے ملفوظات مبارکہ سن رہے تھے۔ جوں جوں آپ کے ملفوظات مبارکہ ان کے کان میں پڑتے جا رہے تھے۔ ذوق و شوق میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ المختصر یہ کہ آپ کی صدائے پُرسوز سے سرد دلوں کو عشق کی حرارت حاصل ہوئی۔ حضور نے اپنے صدارتی خطبہ میں بیان فرمایا!

مجھے جب پتہ چلا کہ کوئی جلسہ ہو رہا ہے، جس میں پیر سیال رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق مولانا محمد اشرف اظہار خیال فرمائیں گے۔ سوچا کہ جلسہ میں چند باریک مسئلے مسائل بیان کئے جائیں گے۔ لیکن معلوم ہوا کہ جو تقریر ہوئی ہے یہ صرف کسی عالم کی ہی نہیں تھی بلکہ یہ تقری ایک فقیر کی بھی تھی۔ عالم کا فقیر ہونا ضروری ہے اور فقیر کا عالم۔ لیکن آج کل یہ دونوں طبقہ فکر دور دور ہو گئے ہیں۔ عالم ہے تو بے عمل۔ فقیر ہے تو بے علم۔

اس کے بعد حضور غریب نواز مدظلہ نے فارسی کا یہ کلام ارشاد فرمایا

گل خشبوئے در حمام روزے	ایک دن ایک حمام میں مجھے کیچڑ میں سے خوشبو آئی
رسید از دست محبوب بدستم	وہ مٹی محبوب کے ہاتھوں میں سے میرے ہاتھ میں پہنچی
بگفتم کہ مشکی یا عبیری	میں نے اس سے کہا کہ تو کستوری ہے کہ عنبر!
کہ از بوئے دل آویزے تو مستم	کہ تیری دل آویز خوشبو سے میں مست ہو گیا ہوں
بگفتا من گل ناچیز بودم	وہ کہنے لگی میں تو ناچیز کیچڑ ہوں!
و لیکن مدت باگل نشستم	لیکن کچھ عرصہ پھول کے پاس بیٹھنے کا موقع ملا ہے

جمالِ ہمنشین در من اثر کرد ! میرے محبوب کا حسن مجھ میں بھی اثر کر گیا ہے
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم ورنہ میں تو وہی مٹی ہوں

پھر فرمایا! مجھے خود بھی حضور شیخ الاسلام کریم کی صحبت میں بیٹھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ آپ کی حیات طیبہ کے بارے میں بیان کرنا ایک مشکل کام ہے۔

سفینہ چاہئے بحر بیکراں کے لیے

مولانا محمد اشرف صاحب نے حضور شیخ الاسلام کریم کی مشکل وقت میں غلاموں کی مدد فرمانے کا ذکر کیا ہے۔ اس سلسلہ میں بھی کچھ عرض کرتا ہوں۔ جگ بیتی اور تن بیتی میں فرق ہوتا ہے۔ میں تن بیتی بیان کر رہا ہوں۔ ایک روز میری بیوی نے کہا کہ حضور شیخ الاسلام کریم کی خدمت میں عرض کریں کہ وہ ہمارے غریب خانے پر تشریف لائیں۔ میں نے کہا مجھ سے تو حضور کے سامنے کوئی بات نہیں ہوتی۔ کسی پیر بھائی سے کہوں گا کہ عرض کرے۔ اس گفتگو کے کوئی دو گھنٹے بعد نیند آ گئی۔ سو گیا۔ دیکھ کہ حضور شیخ الاسلام کریم ہمارے غریب خانے پر تشریف لائے ہیں۔ ہمارے غریب خانے میں ایک مسند بچھی ہے اس پر جلوہ افروز ہوئے۔ فرمانے لگے ''آپ کو کون کہتا ہے کہ میں آپ کے گھر نہیں آتا۔ میں آیا بیٹھا ہوں۔''

سو بات یہ ہے کہ آپ کی ہستی کی حد کا اندازہ کرنا ناممکن ہے۔

صدارتی خطبہ کے اختتام کے بعد ''سلام'' کے بعد ایک بزرگ نے حضور غریب نواز مدظلہ کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ آپ دعائے خیر فرمائیں۔ آپ مدظلہ نے دعائے خیر فرمائی۔ اس کے بعد جلسہ کی کاروائی اختتام پذیر ہوئی۔

جلسہ کے اختتام کے بعد فیض رسول سیالوی کے ہاں واپسی ہوئی۔ اس جگہ ہمارا قیام تھا۔ قریباً رات بارہ بجے محفل سماع منعقد ہوئی۔ دوران سماع پوری مجلس پر کیفیت کی حالت طاری رہی۔ فیض رسول سیالوی پر رقت طاری رہی۔ کلام مبارک ''بانسری'' پر فیض رسول سیالوی کے ایک پیر بھائی کو زندگی میں پہلی دفعہ وجد ہوا۔ ایک شیخ طریقت بھی حضور کی خدمت میں حاضر تھے ان پر بھی حالت وارد ہوئی۔ وہ آپ کے معتقد ہو گئے۔ قریباً صبح ۱۱:۳۰ بجے (ہفتہ کو) محفل سماع اختتام پذیر ہوئی۔

بروز ہفتہ نماز فجر کی ادائیگی کے بعد واپسی کی تیاری کی گئی۔ فیض رسول سیالوی ان کے اہل خانہ اور دیگر معتقدین آپ کے سامنے بچھے جاتے تھے۔ قریباً صبح سات بجے کمالیہ سے فیصل آباد کے لیے روانگی ہوئی۔ سمندری کے نزدیک کچھ قیام ہوا۔ یہاں سے حضور غریب نواز مدظلہ اگلی نشست کی بجائے ویگن کی پچھلی نشست پر تشریف فرما ہوئے۔ حضور غریب نواز مدظلہ فرمانے لگے کمالیہ بہت ٹھنڈی جگہ تھی۔ کچھ توجہ کرنا پڑی تب کہیں حرارت پیدا ہوئی۔ حضور غریب نواز مدظلہ نے فرمایا جب ظروف ساز برتن بنانے کی کوشش کرتا ہے۔ کچھ برتن تو آسانی سے بن جاتے ہیں۔ کچھ پیچیدہ ثابت ہوتے ہیں۔ جب ایسے برتن کو ظروف ساز دیکھتا ہے کہ نہیں بنے گا تو وہ تنگ آ کر اسے توڑ دیتا ہے۔ ایک پیر بھائی نے کوشش کی کہ وہ تصنع سے مجھے مائل کریں کامیاب نہ ہوئے۔ ان کے ساتھ مجھے کافی کوشش کرنا پڑی۔ اب یہ نہ رہے مولوی نہ فقیر ہیں۔ مجھے ان کے ساتھ بہت جدوجہد کرنا پڑی۔ ایک مرض دور ہوا تو پتہ چلا کہ ایک مرض اور ہو گیا ہے۔ تپ دق کا ٹیکہ لگایا پتہ چلا کہ ملیریا ہو گیا ہے۔ ملیریا کا علاج کیا تو علم ہوا کہ سرطان ہو گیا ہے۔

حضور غریب نواز مدظلہ مزاح خوب پیدا فرمایا کرتے تھے۔ ایسی لطیف بات بیان فرماتے اور اس خوبصورت انداز سے بیان فرماتے کہ سامع خواہ کتنا بھی پریشان ہوتا، بلا اختیار ہنس پڑتا۔ کسی بات کے سلسلہ میں حضور غریب نواز مدظلہ نے بیان فرمایا کہ ایک دفعہ کسی استاد نے اپنے شاگرد کو سزا دی اور کہنے لگا تمہیں پڑھاتے ہوئے اتنا عرصہ ہو گیا ہے لیکن تم وہ وہیں کے وہیں۔ اگر میں اتنی محنت کسی گدھے پر کرتا تو وہ انسان بن جاتا۔ اتفاق یہ ہوا کہ ایک کمہار نزدیک سے گزر رہا تھا۔ اس نے جب یہ گفتگو سنی تو استاد کی خدمت میں حاضر ہوا کہنے لگا آپ میرے گدھے کو انسان بنا دیں۔ استاد صاحب نے دیکھا کہ نہایت سادہ آدمی ہے۔ انہوں نے کہا گدھا میرے پاس چھوڑ جاؤ۔ انسان بنا دوں گا۔ کچھ عرصہ بعد لے جانا۔ اس کمہار نے گدھے پر سے مٹی اتاری اور گدھا وہیں چھوڑا اور گھر چلا گیا۔ کچھ عرصہ بعد آیا تو استاد

نے بہانہ کیا۔ اسی طرح کچھ عرصہ ٹال مٹول سے کام لیتا رہا۔ بالآخر اس نے کمہار سے جان چھڑانے کے لیے اس سے کہا ''تمہارا گدھا انسان بن گیا ہے۔ اب وہ جون پور میں قاضی مقرر ہے۔'' کمہار نے یہ سنا تو بہت خوش ہوا۔ گدھے پر ڈالنے والا کپڑا ساتھ لیا اور جون پور میں قاضی کی عدالت میں پہنچ گیا۔ قاضی عدالت میں ہی بیٹھا ہوا تھا۔ وہ کمہار تھوڑے تھوڑے وقفوں بعد یہ کپڑا قاضی کی طرف کرتا اور اسے دکھاتا قاضی یہ دیکھ کر سخت حیران ہوا۔ عدالت کی کاروائی ختم ہوئی تو کہنے لگا یہ تم کیا کر رہے تھے۔ وہ کمہار کہنے لگا بہت خوب تم تو اپنی اوقات ہی بھول گئے ہو۔ میں یہ کپڑا تمہارے اوپر ڈالوں گا اور تم پر سوار ہو کر واپس گھر جاؤں گا۔ قاضی نے کہا یہ تم کیسی باتیں کر رہے ہو؟ کمہار کہنے لگا تم گدھے سے انسان بن گئے تو کیا ہوا۔ وہ دن بھول گئے جب میں تم پر مٹی لاد کر لے جایا کرتا تھا۔ اپنی اصلیت کبھی نہیں بھولنا چاہیے۔ قاضی سخت پریشان ہوا۔ وہ سمجھ گیا کہ ضرور اس سادہ دل انسان سے مکر ہوا ہے۔ اس نے اس دیہاتی کو قریب بیٹھایا۔ نہایت اطمینان سے سارا واقعہ سنا۔ پھر اسے سمجھایا کہ گدھا تو جانور ہے اس کی اصلیت کیسے بدل سکتی ہے۔ گدھا انسان نہیں بن سکتا۔ تم سے ضرور دھوکا ہوا ہے۔

اس طرح حضور مدظلہ نے مزاح کی چند اور باتیں بیان فرمائیں۔ جس سے سب کی طبیعتیں بشاش ہوگئیں۔ یہ ایسی مجلس تھی کہ کسی قسم کا غم نہ تھا۔ ہر ایک اتنا خوش نظر آ رہا تھا کہ جس کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا تھا۔ خوشی کے یہ لمحات روح افزا، جاں پرور ثابت ہوئے۔ سفر گزرنے کا پتہ نہ چلا۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ یہ سفر لمحوں میں کٹ گیا۔ قریباً دس بجے صبح دربار عالیہ رحمٰن شریف حاضری ہوئی۔ دربار شریف میں حاضری کے بعد حضور غریب نواز مدظلہ نے سب کو اجازت عطا فرمائی۔ الحمد للّٰہ علی ذلك

مجلس نمبر ۲۵

۱۴۰۳ھ ماہ ذیقعد کی اٹھارہ تاریخ

اٹھائیس اگست ۱۹۸۳ء بروز اتوار

حضور غریب نواز مدظلہ نماز عصر کی ادائیگی کے بعد تشریف فرما ہوئے۔ درویش سرفراز احمد سرفراز اور احقر حضور غریب نواز مدظلہ کی خدمت میں حاضر تھے۔ کچھ دیر بعد درویش راشد حاضر ہوئے۔ حضور غریب نواز مدظلہ نے فرمایا! پاشا صاحب آئے تھے۔ پوچھنے لگے کہ دفتر میں ہم سے حلف لیا گیا ہے کہ ہم کسی سے کسی کے لیے بھی نہ ہی جائز سفارش کریں اور نہ ہی ناجائز۔ میرے لیے کیا حکم ہے؟ ہم نے کہا جائز سفارش تو ضرور کرنی چاہئے۔ روز حشر کو حضور ﷺ بھی خدا عزوجل سے ہمارے لئے سفارش کریں گے۔ پیران عظام رسول پاک ﷺ کی خدمت میں سفارش کریں گے۔ جائز سفارش ضروری ہے۔ نیک کام ہے بزرگ محمد دین ملک پور والے، ان کا لڑکا اور ایک بزرگ حضور غریب نواز مدظلہ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور غریب نواز مدظلہ یہ بزرگ ہمارے گھر سے دو تین گھر چھوڑ کے رہتے ہیں۔ ان کا کوئی مسئلہ ہے کرم فرمائیں۔ حضور غریب نواز مدظلہ نے اس بزرگ سے فرمایا! آپ کو کیا پریشانی ہے؟ اس بزرگ نے پیٹ پر سے قمیض اٹھائی۔ ان کا پیٹ تیزی سے دل کی دھڑکن کی طرح حرکت کر رہا تھا۔ ظاہراً یوں معلوم ہو رہا تھا جیسے ہچکی لگی ہو۔ حضور غریب نواز مدظلہ نے یہ کیفیت دیکھتے ہی فرمایا یہ جسمانی مرض نہیں بلکہ روحانی مرض ہے۔ قبض کی حالت میں کیفیت وارد ہوئی ہے۔ حضور غریب نواز مدظلہ نے اس بزرگ سے دریافت فرمایا کہ آپ کی بیعت کہاں ہے؟ انہوں نے کہا لال کوٹھی پیپلز کالونی میں بزرگ ہیں۔ ان سے بیعت ہے۔ حضور غریب نواز مدظلہ نے فرمایا پھر آپ اپنے پیشوا کے پاس جائیں۔ وہ آپ کا بہتر علاج کر سکتے ہیں۔ لیکن اس بزرگ نے کہا وہاں حاضری دیتا رہا ہوں لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا۔ حضور غریب نواز مدظلہ قریباً ایک گھنٹہ تک ان کی طرف متوجہ رہے۔ تفصیلاً حالات دریافت فرماتے رہے۔ تسلی دیتے رہے۔ اس تفصیلاً گفتگو میں اس بزرگ نے جو واقعات بیان کئے وہ کچھ یوں تھے۔ وہ بزرگ کہنے لگے! مجھے یہ مرض عرصہ پانچ چھ سال سے ہے۔ میرے قلب کی بجائے پیٹ میں ''اسم الٰہی'' (اسم ذات) کا ورد رہتا ہے۔ اس کیفیت سے مجھے سخت تکلیف ہوتی ہے۔ اس عرصہ میں مجھے دو تین بار پاگل خانے میں بھی پرائیویٹ طور پر داخل کرایا گیا۔ جہاں مجھے کل بارہ شارٹ لگائے گئے۔ اب قریباً آٹھ نو ماہ

سے مجھے کچھ ہوش ہے۔ مجھے بندے کی شناخت ہو جاتی ہے۔ ورنہ اس سے پہلے بے ہوشی کا عالم طاری رہا ہے۔ اسم ذات نفی اثبات۔ یا حیی یا قیوم۔ یا ودود کے ورد کرتا رہا ہوں۔ چشتیہ نماز بھی پڑھی ہے۔ یہ سب وظائف پیشوا کی اجازت سے کئے تھے۔ ایک وظیفہ میں نے اپنے پیر بھائی سے پوچھ کر کیا تھا۔ ہمارے گاؤں میں ایک پیر آئے تھے۔ انہوں نے مجھے ایک آیت کا ورد کرنے کی اجازت دی تھی۔ اس سلسلہ میں، میں نے اپنے پیشوا سے اجازت نہ لی۔ یہ آیت پڑھتا رہا۔ ایک مرتبہ میں اپنے پیشوا کے حضور پیش ہوا۔ حلقے میں بیٹھ کر ذکر کیا۔ جب حلقہ سے نکلا تو مجھے کچھ ہوش نہ رہا۔ اس سے پہلے میں نے اپنے پیشوا سے بھی عرض کیا تھا کہ مجھے روحانی طور پر تکلیف ہوتی ہے لیکن انہوں نے فرمایا کہ کچھ نہیں ہوتا۔ لیکن جب وقت وارد ہوا تو عمل مجھ پر پڑ گیا میرے پیشوا سے کنٹرول نہ ہو سکا۔

مجھے اپنے پیشوا سے بہت محبت تھی۔ جب تک میں انکے حضور حاضری دے نہ لیتا چین نہ آتا تھا۔ قریباً ہر روز حاضری دیا کرتا تھا۔ لیکن پتہ نہیں اب مجھے کیا ہوا ہے؟ پچھلے پانچ سال کے عرصہ میں حاضری نہیں دے سکا۔ چند دن ہوئے کہ حاضری شروع ہوئی ہے۔ مجھے حضور ﷺ کی زیارت ہوتی رہتی ہے۔ اور بھی ان گنت مشاہدات ہوتے رہے ہیں۔ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ حاضری دیتا رہا ہوں۔ پہلے ہر مہینے حاضری دیا کرتا تھا۔ پھر ہر ہفتے حاضری ہونے لگی۔ میں بہت تکلیف میں ہوں کرم فرمائیں۔ حضور غریب نواز مدظلہ نے تفصیلات سن کر فرمایا جس شیخ کریم نے نظر سے حضوری بنا دیا، پھر کیا ضرورت تھی کہ اسے چھوڑ کے کسی اور سے ذکر و وظیفہ پوچھا جائے۔ آج کل رواج ہے کہ پیشوا کی بجائے لوگ ادھر ادھر سے وظائف پوچھتے ہیں۔ شیخ کریم کی اجازت کے بغیر ورد شروع کر دیتے ہیں۔ نتیجۃً بجائے فائدہ کے نقصان ہوتا ہے، تباہی و بربادی ہوتی ہے۔ یہ قبض کی حالت میں کیفیت وارد ہوئی ہے۔ مجھے آپ کی یہ حالت دیکھ کر سخت پریشانی ہوئی ہے۔ برتن تباہ ہو کر رہ گیا ہے۔ کیسے بنایا جائے۔ بہتر تو یہی ہے کہ آپ اپنے پیشوا سے رجوع کریں۔ گاہے بگاہے یہاں دربار شریف حاضری دیتے رہیں۔ یہاں سماع سنیں۔ تا کہ یہ حالت پیٹ کی بجائے قلب پر وارد ہو۔ آپ کو سماع سن کر رقت یا وجد ہونے سے پہلے یہ حالت بڑھے گی پھر یہ صحیح مقام پر آ جائے گی۔

اس دوران نماز مغرب کا وقت ہو گیا۔ نماز مغرب دربار عالیہ رحمٰن شریف کے سامنے پلاٹ میں باجماعت ادا کی گئی۔ کافی پیر بھائی حاضر تھے سب کو نماز مغرب کے بعد اجازت عام ہوئی۔ بوقت نماز عشاء حضور غریب نواز مدظلہ دولت خانے سے دربار شریف میں تشریف لائے نماز عشاء ادا کی گئی۔ بعد از نماز عشاء حضور غریب نواز مدظلہ آرام فرمانے لگے۔ ایک بات کے ضمن میں حضور غریب نواز مدظلہ نے فرمایا ''مالی و بدنی خدمت دونوں ضروری ہیں۔ اگر اس میں سے ایک کی کمی رہ جائے تو پھر کام نہیں چلتا۔'' اس کے بعد آپ سے اجازت عطا ہوئی۔ الحمد للّٰہ علی ذلك

مجلس نمبر ۲۶

۱۴۰۳ھ ماہ ذیقعد کی انیس تاریخ

انتیس اگست ۱۹۸۳ء بروز سوموار

بعد از نماز عصر حضور غریب نواز مدظلہ دربار شریف کے سامنے دائیں طرف تشریف فرما ہوئے۔ درویش فیاض احمد، درویش سرفراز احمد اور احقر آپ کی خدمت اقدس میں حاضر تھے۔ آپ نے کرم فرمایا۔ سب سے حال احوال دریافت فرمایا۔ آپ نے درویش راشد جاوید سے دریافت فرمایا کیسے ہیں؟ درویش راشد جاوید نے نہایت دھیمی آواز سے کچھ کہا جو کوئی نہ سن سکا۔ حضور غریب نواز مدظلہ کے سامنے کسی کو بات کرنے کی جرأت نہیں ہوتی تھی۔ اکثر دیکھا گیا کہ پیر بھائی خاموشی ہی اختیار کرتے۔ اگر کوئی بات حضور کے دریافت فرمانے پر کرتے بھی تو نہایت دھیمے لہجے میں کیونکہ یہ جا ایسی ادب گاہ ہے کہ خود بخود ہی انسان سب آداب سیکھ جاتا۔ کسی کو کچھ نہیں بتایا جاتا تھا کہ یوں بیٹھوں، یوں عرض کرو، یوں اجازت چاہو۔ یہاں جو بھی آتا چند دنوں میں سب کچھ سیکھ جاتا تھا۔ بڑے بڑے جری، دلیر، بے باک، ہوشیار اور تیز وطرار لوگ حضور غریب نواز مدظلہ کی خدمت میں پہنچتے ہی سب ہوشیاری اور تیزی بھول جاتے۔ ان کی گردنیں جھک جاتیں۔ بولنا چاہتے بھی تو نہیں بول سکتے تھے۔ حضور غریب نواز مدظلہ کرم فرماتے۔ تسلی دیتے گفتگو کرنے پر اکساتے۔ نتیجتاً کچھ عرصہ بعد کچھ گفتگو کی طاقت انہیں حضور غریب نواز مدظلہ کے کرم سے حاصل ہوتی۔ المختصر یہ کہ آپ کے سامنے شیروں کو پسینہ آجاتا ہے۔ پیر بھائی آپ کے حضور یوں حاضر ہوتے ہیں کہ بے جان ہوں۔ آپ کے حضور ایسے لوگ آتے جو دنیا کے سب سے گھٹیا طبقہ سے تعلق رکھتے اخلاقی تنزلی کا شکار ہوتے، گمراہی کا شکار ہوتے۔ لیکن آپ کی ایک نظر کرم سے یہ لوگ پستیوں سے سطح پر آتے اور سطح سے بلندیوں پر جا پہنچتے۔

جب راشد جاوید کچھ کہہ نہ سکے تو حضور غریب نواز مدظلہ نے احقر کو حکم فرمایا کہ ان سے سنو کیا کہتے ہیں۔ میں نے قریب ہو کر سنا تو درویش راشد جاوید کہنے لگے جب میں دربار شریف پر حاضر بھی نہیں ہوتا اس وقت بھی حضور غریب نواز مدظلہ کی زیارت ہوتی رہتی ہے، حضور غریب نواز مدظلہ تمام دن گفتگو فرماتے رہتے ہیں۔ تاہم بعض اوقات دل میں وسوسے پیدا ہونے لگتے ہیں۔

حضور غریب نواز مدظلہ نے درویش راشد جاوید سے فرمایا آپ کا پیغام پہنچ گیا ہے۔ برے خیالات کا آنا، دل میں وسوسوں کا پیدا ہونا بھی درویش کی منزل ہے۔ ایک سنہری کاغذ جس پر ''اللہ'' تحریر ہو۔ کچھ دیر اسے کھلی آنکھوں دیکھیں۔ اس کے بعد پانچ سات منٹ اس کا تصور ناف کے مقام پر رکھیں۔

اس دوران احقر کے ذہن میں خیال آیا کہ میں بھی یہ وظیفہ کر لیا کروں گا کیوں کہ میری حالت بھی یہی ہے۔ برے خیالات آتے ہیں، وسوسے پیدا ہوتے ہیں۔ اس لیے میں نے اس وظیفہ سے متعلق ہدایات غور سے سننا اور ذہن نشین کرنا شروع کر دیں۔

حضور غریب نواز مدظلہ نے جب درویش راشد جاوید کو یہ وظیفہ سمجھا دیا تو میری طرف چہرہ مبارک کر کے فرمانے لگے! جو وظیفہ کسی کو بتایا جائے وہ صرف اسی کے لیے ہے کوئی اور اسے اپنانے کی کوشش نہ کرے۔''

اس کے بعد حضور غریب نواز مدظلہ نے فرمایا! چور کبھی خالی گھر میں نہیں آتا۔ چور ہمیشہ اسی گھر کو تاکتا ہے جہاں کچھ ہو۔ پہلے مکمل دنیادار تھا۔ دین کی کچھ خبر نہیں تھی۔ مگر جب متاع ایمان حاصل ہوئی تو خطرات کیوں پیدا ہوتے ہیں؟ ان برے خیالات کی وجہ کیا ہے؟ آپ دیکھیں عام حالات میں انسان کو اتنے برے خیالات نہیں آتے جتنا کہ حالت نماز میں۔ جونہی نماز قائم کی جاتی ہے فوراً برے خیالات کی یلغار ہوتی ہے۔ شیطان حملہ آور ہوتا ہے۔ اس کی کوشش ہوتی ہے کہ نمازی کے خشوع کو کم کرے۔ اس لیے وہ طرح طرح کے خیالات نمازی کے ذہن میں لاتا ہے۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ نماز کی حالت میں وہ باتیں اور خیالات وارد ہوتے ہیں جو عام حالات میں وارد نہیں ہوتے۔ دنیادار لوگوں کا دل خالی ہوتا ہے۔ جب کہ دیندار لوگوں کا دل نعمتوں سے مالا مال ہوتا ہے۔ اس لیے چور (شیطان) دنیادار پر اتنا حملہ آور نہیں ہوتا جتنا دیندار پر۔

جب حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی تو شیطان حکم الٰہی عزوجل کا منکر ہوا۔ دراصل یہ منشاء الٰہی عزوجل تھی کہ اگر دن ہے تو رات بھی پیدا کی جائے۔ اگر اشرف المخلوقات کی تخلیق کی ہے تو اس کا مقابل، مخالف بھی ہونا چاہیے۔ تاکہ یہ اشرف المخلوقات انسان شیطانی طاقتوں کا مقابلہ کر کے انعامات پائے۔ شیطان حکم الٰہی عزوجل کا منکر ہوا اور اعلان کیا کہ آدم کو بہکائے گا۔ اللہ تعالیٰ سے کہنے لگا آدم کو اتنی طاقتیں عطا کی ہیں مجھے بھی طاقتیں عطا فرما کہ میں آدم کو ان سے ورغلاؤں، بہکاؤں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جا جتنی رحمانی طاقتیں ہیں اتنی ہی تجھے شیطانی طاقتیں دی جاتی ہیں۔ پس جب انسان راہِ حق کی طرف گامزن ہوتا ہے تو شیطان ان طاقتوں سے اسے ورغلانے، گمراہ کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ راہِ حق کے راہی کو اس کے رتبہ سے گرائے۔ پستیوں میں پھینک دے۔ جوں جوں روحانی طاقتیں اس انسان کو حاصل ہوتی ہیں۔ شیطانی طاقتیں اس کے مقابلے پر اضافے سے آتی ہیں۔ روحانی طاقتوں کے اضافے کے ساتھ ساتھ یہ شیطانی طاقتیں بھی عروج پکڑتی جاتی ہیں۔ بعض اوقات یوں معلوم ہوتا ہے کہ شیطانی طاقتیں غالب آ گئیں لیکن دراصل ایسا نہیں ہوتا۔ جب روحانی طاقتیں اور شیطانی طاقتیں عروج پکڑ جاتی ہیں تو آخری مرحلہ پہ خداعزوجل کی ذات ہوتی ہے۔ خداعزوجل کی ذات غالب آتی ہے۔ شیطان کو شکست فاش ہوتی ہے۔ روحانی طاقتوں کے مقابلے پہ شیطانی طاقتیں کیسے آتی ہیں؟ اس کا اندازہ آپ یوں کر سکتے ہیں کہ فرض کریں پاکستان کی سرحد پر سو سپاہی ہیں تو دشمن اس کے مقابلے پر ہزار سپاہی بھیجے گا۔ اگر ادھر سرحد پر ہزار سپاہی ہیں تو دشمن دس ہزار سپاہی بھیجے گا۔ اسی طرح شیطانی طاقتیں روحانی طاقتوں کے مقابل آتی ہیں لیکن فتح ہمیشہ حق کی ہوتی ہے۔ آپ دیکھیں ابرہہ نے ایک ہزار سفید ہاتھیوں سے کعبۃ اللہ پر حملہ کیا۔ غیب سے چھوٹے چھوٹے پرندے ابابیل نمودار ہوئے۔ ان کے منہ میں کنکریاں تھیں۔ کنکریاں ہاتھیوں پر پڑیں تو انہیں تباہ کر ڈالا۔ روحانی اور شیطانی طاقتوں میں جو مقابلہ ہے اس کو واضح کرنے کے لیے میں نے نماز کی مثال دی تھی۔ حالت نماز میں شیطان کی کوشش ہوتی ہے کہ نمازی کے خشوع میں فرق ڈالے۔ برے خیالات میں اسے مبتلا کر دے قرآن حکیم میں اس کا ذکر ہے۔ سورۃ الناس میں بیان کیا گیا۔ **من شر الوسواس الخناس o الذی یوسوس فی صدور الناس o من الجنة والناس o**

صاف طور پر بیان کیا گیا ہے شیطان (خناس) وسوسہ ڈالتا ہے لوگوں کے دلوں میں خواہ یہ لوگ جنات سے ہوں یا انسانوں میں سے۔ جنات اور انسان ہی دو ایسی امتیں ہیں جن سے حساب ہوگا۔ شیطان انہی کے دل میں وسوسے ڈالتا ہے۔ ثابت ہوا کہ وسوسے دلوں میں ڈالنا شیطان کا کام ہے۔ دنیا دار تھے دیندار ہو گئے کرم ہوا۔ کعبۃ اللہ کی زیارت ہوتی ہے۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی زیارت ہوتی ہے۔ حضرت قلندر غریب نواز مدظلہ کی زیارت ہوتی ہے لیکن پھر بھی خیال پیدا ہوتا ہے کہ حقیقت کچھ بھی نہیں۔ یہ کاروائی کہ حقیقت کچھ نہیں شیطان کا پیدا کردہ خیال ہے۔ ایسے خیالات کا پیدا ہونا ایمان کا ثبوت ہے۔ جوں جوں درویش کی کلاس بڑھتی ہے یہ حملے بھی بڑھتے جاتے ہیں۔ یہ حملے راہ کی رکاوٹیں ہوتے ہیں۔

اباجی حضور حضرت خواجہ عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دفعہ خود مجھ سے ایک واقعہ بیان فرمایا! فرمانے لگے ایک دفعہ کسی وظیفہ کے سلسلہ میں جنگل میں قیام کیا۔ وہاں خواب دیکھا کہ تم اور تمہاری والدہ سمندر میں ڈوب گئے ہیں۔ طبیعت سخت پریشان ہوئی طبیعت اس وظیفہ سے ہٹ گئی۔ اب اس خواب کو دیکھے پندرہ برس بیت گئے ہیں لیکن ایسی کوئی بات نہیں ہوئی۔ یہ شیطانی وسوسہ تھا۔

اس واقعہ کے بیان کے بعد حضور غریب نواز مدظلہ نے فرمایا۔ اس وقت میں آپ کا اکلوتا لڑکا تھا۔ آپ کو مجھ سے محبت بھی بے حد تھی۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ جب میں باہر سے تھکا ہوا گھر آتا تو تمہارے سر پر ہاتھ رکھتے ہی یوں معلوم ہوتا تھا کہ جیسے گرم جسم میں ایک دم سرد ہو گیا۔ سب تھکن دور ہو جاتی اور سکون حاصل ہوتا۔ اس کے بعد حضور غریب نواز مدظلہ نے فرمایا: اب مسئلہ یہ ہے کہ روحانی طاقتوں اور شیطانی طاقتوں میں فرق کیسے محسوس کیا جائے۔ شیطانی طاقتوں کا تو اثر یہ ہے کہ انسان بری طرح سے دنیاداری میں پھنس جاتا ہے۔ عبادت کی طرف طبیعت مائل نہیں ہوتی۔ طبیعت ہر وقت بے چین رہتی ہے۔ اگر سکون ملے بھی تو بدافعال میں ملتا ہے۔ لیکن یہ عارضی سکون ہوتا ہے۔ مگر جب روحانی طاقتوں کے زیر اثر آتا ہے تو یہ سب بری عادتیں چھوڑ دیتا ہے۔ دنیاداری کی بجائے دینداری کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ ذکر الٰہی عزوجل سے بے چین طبیعت کو سکون حاصل ہوتا ہے۔

تمام صوفیائے کرام اس بات پر متفق ہیں کہ انسان کے جسم میں گوشت کا ایک چھوٹا سا لوتھڑا ہوتا ہے۔ جسے دل کہتے ہیں، قلب کہتے ہیں۔سب سے مشکل کام اسے ذکر الٰہی عزوجل کی طرف متوجہ کرنا ہے، اسے جاری کرنا ہے اور سب کام آسان ہیں۔ یہ کام سب سے مشکل ہے۔ دیواریں دوڑانا آسان ہیں۔ اور ایسی ہی مادرائے عقل باتوں کا ظہور آسان ہے باقی سب کرامتیں اتنی اہم نہیں جتنا کہ قلب جاری کرنا سب سے بڑی کرامت ہے۔ اگر شیخ کریم کی نظر کرم سے قلب جاری ہو جائے، کیفیت وارد ہو جائے، وجد کی حالت میں انسان رقص کرنے لگے تو یہ نہایت اعلیٰ کرامت ہے۔ یہ روحانی عمل ہے، نعمت ہے، وجد کے بعد طبیعت بشاش اور پرسکون ہو جاتی ہے۔ یہ تو تھا روحانی عمل جو اس حرکت (رقص) کا باعث بنا۔ اگر کسی شیطانی عمل، مسمریزم (ہپناٹزم) یا آسیب وغیرہ کے اترنے سے کوئی معمولی حرکت کرے تو اس کے بعد اس کی طبیعت بے چین ہو جاتی ہے، سستی سی چھا جاتی ہے۔ حرکت روحانی عمل سے بھی ہوئی اور شیطانی عمل سے بھی ہوئی۔ لیکن پہلی حرکت سکون کا باعث ہے۔ نعمت کا باعث ہے۔ جب کہ دوسری حرکت شیطانیت سے ہوئی، منفی اثرات وارد ہوئے بے سکونی حاصل ہوئی۔ اسی طرح رائے پتھورا جب سارے حربے آزما چکا تو اس نے ایک بہت بڑا جادوگر بلوایا اسے حکم دیا کہ سلطان الہند غریب نواز خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا مقابلہ کرے۔ وہ جادوگر آپ کی خدمت میں پہنچا آپ کو مقابلہ کرنے کی دعوت دی اور آپ سے کہا کہ آپ کچھ دکھائیں۔ آپ نے فرمایا ہم کوئی شعبدہ باز نہیں ہیں۔ اس پر وہ کہنے لگا پھر دیکھیں نزدیک ہی بڑ کا ایک بہت بڑا درخت تھا۔ اس کے ایک ایک پتے پر اس جادوگر کی تصویر ظاہر ہوئی۔ حضرت خواجہ خواجگان حضور سلطان الہند غریب نواز سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کھڑاووں کو حکم دیا تو کھڑاویں بلند ہوئیں، ایک ایک پتے پر جا کر اس جادوگر کے سر پر لگیں۔ یہ دیکھ کر جادوگر ایمان لے آیا۔ آپ نے اس کا نام محمد عبداللہ رکھا۔ اس واقعہ سے بھی شیطانی طاقتوں کی کارگزاری، جادو کا ہونا ثابت ہے اور یہ بھی ثابت ہے کہ فتح ہمیشہ حق کی ہوتی ہے۔

اس کے بعد حضور غریب نواز مدظلہ کی اجازت سے احقر کلاس لینے کے لیے باہر (بدر کالج) چلا گیا۔ کلاس لینے کے لیے میں بیٹھا تو ذہن میں آیا کہ سر سے ٹوپی اتارلوں کیونکہ ماحول ایسا نہیں ہے۔ شیطان کے ورغلانے میں آ گیا۔ مٹی ناقص تھی، فوراً اس خیال پر عمل کیا۔ ٹوپی اتاری اور جیب میں ڈال لی۔

قریباً سات بجے نماز مغرب دربار عالیہ رحمٰن شریف میں باجماعت ادا کی گئی، ادائیگی نماز کے بعد دوبار کلاس میں آ کر بیٹھ گیا دوبارہ تھوڑی دیر بعد درویش فیاض احمد بلانے آئے کہ حضور غریب نواز مدظلہ نے یاد فرمایا ہے۔ حضور غریب نواز مدظلہ کی خدمت میں احقر حاضر ہوا۔ حضور غریب نواز مدظلہ نے فرمایا: حدیث مبارکہ ہے ''جو ننگے سر ہو اس کے سر پر شیطان پیشاب کرتا ہے'' لیکن آج کل لوگ اس بات کو کوئی اہمیت نہیں دیتے۔ بلکہ اس بات کو معیوب سمجھا جاتا ہے کہ سر پر ٹوپی لی جائے۔ حضور سلطان الہند غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان مبارک ہے کہ ''اگر انسان ننگے سر ہو تو تجلیات الٰہی عزوجل اس پر وارد نہیں ہوتیں۔''

درویش کے لیے تو بہت ضروری ہے کہ وہ ہر وقت ٹوپی سر پر رکھے۔ تم لوگوں پر یہ پابندی تو نہیں کیونکہ تم دنیا کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ بہر حال دربار شریف کے علاقہ میں ٹوپی ہر وقت پہن کر رکھنی چاہئے۔ تمہیں سبق تو بہت اچھا دیا گیا ہے۔ عظمت عطاء ہوگی۔ لیکن یا تو اپنے آپ کو زندہ رکھ یا مردہ ہو جا۔ وہ بار بار چیک کرتا ہے کہ ابھی زندہ تو نہیں جب زندگی نظر آئے پھر مزید حالات کی بھٹی میں رگڑتا ہے۔ یہ نہیں ہونا چاہئے کہ اگر تمہیں ادھر بھیجا جائے (دنیاداری کی طرف) تو دین رہ جائے۔ مجھے ہر بات کا خیال رکھنا ہے۔

باقی رہی حجامت بنوانے کی بات تو اس میں بھی مصلحت ہے۔ یہ کسی ہستی کی رضا حاصل کرنے کے لیے کیا گیا ہے۔ جہاں تک شریعت کا تعلق ہے تو حضور ﷺ نے روڈ بھی کروایا ہے۔ خشخشی بال بھی رکھے ہیں اور پٹے مبارک بھی رکھے ہیں۔ آج کل جو بال بڑھانے کا رواج ہے یہ انگریزوں کی پھیلائی ہوئی بیماری ہے۔ لعنت ہے۔ دنیا کی کیا بات ہے؟ بال بکھیریں تو باتیں کرتی ہے۔ بال سنواریں تو باتیں کرتی ہے۔

احقر نے حضور غریب نواز مدظلہ کی خدمت میں دست بستہ معافی کے لیے عرض کیا۔ حضور غریب نواز مدظلہ فرمانے لگے کوئی بات نہیں۔ آئندہ احتیاط کرنا۔ اس کے بعد حضور غریب نواز مدظلہ نے اجازت عطاء فرمائی۔ الحمد للّٰہ علی ذلك

مجلس نمبر ۲۷

۱۴۰۳ھ ماہ ذیقعد کی اکیس تاریخ

تیس اگست ۱۹۸۳ء بروز منگل وار

نمازِ مغرب باجماعت دربارِ عالیہ رحمٰن شریف کے سامنے پلاٹ میں ادا کی گئی۔ نمازِ مغرب کی ادائیگی کے بعد حضور غریب نواز مدظلہ تشریف فرما ہوئے۔ قریباً پچیس تیس غلام حاضر تھے۔ ذاکر احمد سیالوی فرزند متولی عارف احمد دربار نور شاہ ولی اوران کے ہمراہ ایک اور آدمی بھی حضور غریب نواز مدظلہ کی خدمت میں حاضر تھے۔ آپ جناب ذاکر احمد سیالوی سے فرمانے لگے۔ آج کل موسم کچھ ایسا ہی ہے۔ اوراد اور مطالعہ میں کمی کر دیں۔ صحت کا خیال رکھیں۔ صحت کی بحالی از حد ضروری ہے۔ ذکر وفکر میں، مجاہدہ کرنے میں اور دیگر امور کو سرانجام دینے کے لیے تندرستی کا ہونا ضروری ہے۔ روزانہ صبح سویرے سے سیر کریں۔ نزدیک سکول میں چلے جایا کریں۔ ننگے پاؤں گراسی پلاٹ پر چہل قدمی کریں۔ چونکہ آپ کا مزاج گرم ہے اور موسم بھی ایسا ہی ہے۔ اس لیے کوئی ایسا نسخہ تجویز کریں جس سے مزاج کی یہ گرمی کم ہو۔ کچھ وقت تفریح کے لیے روزانہ نکالا کریں۔ طبیعت کو لطف حاصل ہونے سے بھی تندرستی اور چستی حاصل ہوتی ہے۔ یہ لطف صبح کی سیر سے، کھیل سے، گلاب کا پھول دیکھنے سے اور کسی بزرگ کی زیارت کرنے سے بھی حاصل ہو سکتا ہے۔ یہ بات آپ کی پسند پر منحصر ہے یہ لطف اور فرحت حاصل ہو تو گردشِ خون صحیح ہو جاتی ہے۔ جب خون کی گردش صحیح ہو تو سب نظام صحیح ہو جاتا ہے۔ اسی طرح کسی پریشانی یا ذہنی الجھن سے خون کی گردش صحیح نہیں رہتی جس وجہ سے منفی اثرات وارد ہوتے ہیں۔

حضور شیخ الاسلام کریم خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکرِ خیر شروع ہوا تو حضور غریب نواز مدظلہ نے فرمایا! حضور شیخ الاسلام کریم کی شان بے مثل تھی۔ نیلا تہبند اور ململ کی قمیض پہنے ہوتے تھے۔ ان کی شان نیازمندی عجب تھی۔ ناز خود قربان ہو جاتا تھا۔ حضور شیخ الاسلام کریم کی خدمت میں جب بھی حاضری ہوئی آپ مجھ سگ کمترین پر نہایت کرم فرماتے دیکھتے ہی فرماتے آؤ مولوی صاحب! آپ فوراً مجھے گلے سے لگا لیتے۔ ان دنوں ہماری عبداللہ پور رہائش تھی۔ حضور شیخ الاسلام کریم نے جمعیت کا ناظم مقرر فرمایا۔ میں نے بہت عرض کیا کہ حضور میں اس قابل نہیں ہوں۔ آپ نے فرمایا میں تو قابل ہوں۔ بحیثیت ناظم کام شروع کیا۔ لیکن کچھ لوگ معترض ہوئے۔ کوئی کہتا میں ناظم ہوں۔ کوئی کہتا اس عہدہ کا حقدار میں ہوں۔ جب یہ حالت دیکھی تو میں حضور شیخ الاسلام کریم کی خدمتِ اقدس میں سرگودھا میں حاضر ہوا۔ تمام حالات عرض کیے۔ آپ نے صرف اتنا فرمایا ''وہ مولوی ہیں تم درویش ہو۔'' اس بات سے ہی میری تسلی ہوگئی اور نہایت خوشی ہوئی کہ آپ نے بندہ ناچیز کو درویش فرمایا ہے۔ انتخاب کا دور تھا۔ ایک (Candidate) امیدوار تھے۔ اس کی نامزدگی کے سلسلہ میں، میں نے اسے ساتھ لیا۔ کاغذات پکڑے اور حضور شیخ الاسلام (پیر سیال) کی خدمت میں پہنچا تو مجھے دیکھتے ہی فرمایا ''لائل پور میں میرا بیٹا ہے۔'' اس کے بعد حضور غریب نواز مدظلہ نے فرمایا۔ غرضیکہ آپ کی کوئی نظیر نہیں۔ دعا ہے کہ آپ کی یاد باقی رہے۔ آپ کی یاد ہی سرمایہ حیات ہے۔

اس کے بعد کوئی بات ہوئی تو حضور غریب نواز مدظلہ نے فرمایا بخار تین قسم کے ہوتے ہیں۔ جبہ کا بخار، مصلے کا بخار، مریدین کا بخار۔ یہ باتیں گمراہی کا باعث بنتی ہیں۔ عرس مبارک کے موقع پر دربار نور شاہ ولی حاضری ہوئی۔ دربار شریف کے سامنے جلسہ منعقد تھا۔ جناب ذاکر احمد سیالوی نے اصرار کیا کہ میں بھی جلسہ میں بیٹھوں۔ ان کے بار بار اصرار کرنے پر جلسہ گاہ میں پہنچا۔ متولی عارف صاحب اور دیگر حضرات نے استقبال فرمایا۔ ایک سبز چادر دربار شریف کی میرے گلے میں ڈال دی۔ یہ ان کا حسنِ عقیدت ہے۔ دیکھا کہ ایک پیر جبہ پہنے بیٹھے ہیں۔ بیس پچیس مریدین ان کے ساتھ ہیں اور وہ مصلےٰ بچھائے بیٹھے ہیں۔ متولی عارف صاحب فرمانے لگے پیر صاحب کے نزدیک پیر صاحب کو بٹھایا جائے۔ پیر صاحب کے پاس مجھے بیٹھا دیا گیا۔ پیر صاحب نے یہ دیکھ کر منہ پھیر لیا۔ میں نے دیکھا کہ بے

چارے بہت مجبور ہیں۔اپنے پنجرے سے نہیں نکل سکتے۔تو میں نے خود ان سے سلام لے لی۔بے چارے بہت مجبور تھے۔
اس کے بعد حضور غریب نواز مدظلہ نے اجازت عام عطا فرمائی۔ الحمد للہ علی ذلك

مجلس نمبر ۲۸

۱۴۰۳ھ ماہ ذیقعد کی اکیس تاریخ

اکتیس اگست ۱۹۸۳ء بروز بدھ وار

حضور غریب نواز مدظلہ بعد از نماز عصر دربار شریف (مزار مبارک کے ساتھ) تشریف فرما ہوئے۔احقر کو حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔کچھ دیر بعد حضور غریب نواز مدظلہ کی خدمت میں احقر نے عرض کیا کہ غریب نواز مدظلہ مشاہدہ نہیں رہا۔آپ مدظلہ نے فرمایا یار کے سوا کسی اور شے کی طلب نہیں ہونا چاہیے۔

سوداگری نہیں یہ عبادت خدا عزوجل کی ہے اے بے خبر جزا کی تمنا بھی چھوڑ دے

حضور غریب نواز مدظلہ نے فرمایا اسم ذات خوب پڑھا کرو۔سب صحیح ہو جائے گا۔اس کے بعد حضور غریب نواز مدظلہ ذکر و فکر میں مصروف رہے۔قریباً چھ بجے حضور غریب نواز مدظلہ نے اجازت عطاء فرمائی۔ الحمد للہ علی ذلك

مجلس نمبر ۲۹

۱۴۰۳ھ ماہ ذیقعد کی بائیس تاریخ

یکم ستمبر ۱۹۸۳ء بروز جمعرات

حضور غریب نواز مدظلہ کی قیادت میں بعد از نماز عصر دربار باباجی حضور کے مزار پاک پر حاضری دی گئی۔مزار پاک پر حاضری دینے کے بعد محفل سماع منعقد ہوئی۔دوران محفل سماع کچھ حضرات بسلسلہ مہم انتخابات دربار شریف حاضر ہوئے۔محفل سماع خلاف معمول چھ بجکر تیس منٹ پر اختتام پذیر ہوئی۔محفل سماع کے ختم ہوتے ہی یہ دنیادار قسم کے لوگ اجازت لے کر چلے گئے۔حضور غریب نواز مدظلہ نے فرمایا! دنیاداری محفل سماع میں آ گئی تھی اس لیے محفل سماع مختصر ہوئی۔بہر حال بعد از نماز عشاء کچھ سنا جائے گا۔ختم شریف ہوا۔لنگر تقسیم کیا گیا۔نماز مغرب ادا کی گئی۔نماز مغرب کی ادائیگی کے بعد حضور غریب نواز مدظلہ نے فرمایا سماع کا ارادہ تھا۔لیکن اب اسے ملتوی کرتا ہوں۔یہ دراصل فضائی بات ہوتی ہے۔معتقدین کی حالت یہ ہوتی ہے۔

سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے

آپ مدظلہ نے فرمایا! گندم کی بنی ہوئی کوئی چیز نہیں کھاتا ہوں۔اباجی حضور نے "۳۴" برس گندم کی بنی ہوئی چیز نہ کھائی۔حضور قلندر غریب نواز مدظلہ نے "۳۶" برس گندم کی بنی ہوئی کوئی چیز نہ کھائی۔مجھے "۱۳" برس ہو گئے ہیں گندم کی بنی ہوئی کوئی چیز نہیں کھاتا ہوں۔

حضور غریب نواز مدظلہ نے فرمایا! باغبان (مالی) کو سب پھول پسند ہوتے ہیں۔باغ میں مختلف قسم کے پھول لگے ہوتے ہیں۔کوئی گلاب کا پھول ہوتا ہے،کوئی چنبیلی کا۔غرضیکہ مختلف قسم کے پھول ہوتے ہیں۔لیکن مالی کو یہ سب پھول پیارے ہوتے ہیں۔

اس کے بعد حضور غریب نواز مدظلہ نے ایک واقعہ بیان فرمایا فرمانے لگے۔حضور قلندر غریب نوازؒ کو ملنگی طرز بہت پسند تھی۔کنٹھا، کشتا، کشکول، بیراگن، کھڑاویں اور جوگیا لباس پہنتے تھے۔چواسیدن شاہ آپ ایک جھگی میں آرام فرمایا کرتے تھے۔آپ کے ان گنت غلام تھے لیکن کسی کے ہاں قیام نہ فرماتے بلکہ چواسیدن میں ایک جھگی لگواتے اور وہیں آرام فرماتے۔معتقدین وہیں آپ کی خدمت میں

حاضری دیتے رہتے تھے۔ حاضری دینے والوں کا تانتا بندھا رہتا۔ اباجی حضور کے ہمراہ میں بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت میرا بچپن کا دور تھا۔ عمر قریباً آٹھ نو برس کی تھی۔ دربار قلندری لگا ہوا تھا۔ حضور قلندر غریب نوازؒ تشریف فرما تھے۔ ایک نہایت معزز آدمی، جس کی بڑی سی داڑھی تھی۔ بھاری بھرکم چہرہ تھا اور اس نے سر پر کلاہ باندھ رکھا تھا۔ وہ آدمی حضور قلندر غریب نواز مدظلہ کو خوش کرنے کے لیے ہاتھ پاؤں ٹیک کر کتوں کی طرح بھونک رہا تھا۔ حضور غریب نواز مدظلہ تبسم فرما رہے تھے۔ آپ نے جب اباجی حضور (حضرت خواجہ عبدالرحمٰن) کو دیکھا تو اس آدمی کو اشارہ کیا۔ یہ دیکھتے ہی اس آدمی نے اباجی حضور کے دست مبارک پر کاٹ لیا۔ اباجی حضور کے منہ سے یکدم نکلا "لے گیا جے مینوں" مجھ سے یہ نہ دیکھا گیا۔ فوراً اس آدمی پر جالگا۔ حضور قلندر غریب نواز مدظلہ نے یہ دیکھا تو فوراً آپ کے چہرہ مبارک پر ملال آگیا۔ جب اباجی حضور نے حضور قلندر غریب نواز مدظلہ کا رنگ بدلتے دیکھا تو فوراً مجھ سے کہا! ہٹ جا پرے تیرا کی کم اے۔" اس پر حضور قلندر غریب نواز مدظلہ کا مزاج مبارک آہستہ آہستہ بحال ہوا۔ بارگاہِ قلندری میں اتنی سی مداخلت بھی گوارا نہ ہوئی۔

یاد رکھو

ذرا ہوش سے درگاہ عشق میں آ اونچی سانس بھی نکلے تو بے ادبی
اٹھے تیز نظر اٹھیں تیز قدم ذرا ساری سی شوخی بھی بے ادبی

طالب اباجی حضور حضور غریب نواز مدظلہ خواجہ جی عبدالرحمٰن جیسا اور مطلوب حضور قلندر غریب نواز مدظلہ جیسا آج تک نظر سے نہیں گزرا۔ یار ہر مقام پر چیک کرتا ہے اور ہر طرح سے چیک کرتا ہے کہ اس کی طلب کیسی ہے۔ اباجی حضور کی شادی ہوئی تو شادی کے چند روز (چار پانچ دن) بعد حضور قلندر غریب نواز مدظلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ کے ہمارہ "بے جی" بھی تھیں۔ قلندر غریب نواز سرکار کی خدمت میں حضور حاضر تھے۔ حضور قلندر غریب نواز نے فرمایا "لوکی ہوراں نوں شادیاں دے دیندے نیں سانوں کوئی نئیں دیندا۔" حضور غریب نواز مدظلہ نے دوبارہ یہی فقرہ فرمایا "لوکی ہوراں نوں شادیاں دے دیندے نیں سانوں کوئی نئیں دیندا"۔ کوئی بات ہوئی تو حضور قلندر غریب نواز نے پھر فرمایا "لوکی ہوراں نوں شادیاں دے دیندے نیں سانوں کوئی شادی نئیں دیندا" اباجی حضور یہ سن کر دست بستہ کھڑے ہوئے۔ حضور قلندر غریب نواز مدظلہ کی خدمت میں عرض کیا، حضور میں اسے طلاق دیتا ہوں آپ شادی کر لیں۔ یہ سن کر حضور قلندر غریب نواز مدظلہ نے فرمایا "توبہ! توبہ! بھئی اے تے میری دھی دے برابر اے۔ میں تے ویسے ای گل کیتی سی۔"

اس کے بعد حضور غریب نواز مدظلہ نے اجازت عام عطا فرمائی۔ الحمد للّٰه علی ذلك

مجلس نمبر ۳۰

۱۴۰۳ھ ماہ ذیقعد کی تئیس تاریخ

دو ستمبر ۱۹۸۳ء بروز جمعۃ المبارک

صبح حضور غریب نواز مدظلہ کی خدمت اقدس میں احقر کو حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔ درویش سرفراز احمد، درویش راشد جاوید بھی حاضر خدمت تھے۔ آپ مزار مبارک کے ساتھ آرام فرما رہے تھے۔ درویش جاوید احمد ناصر ہوئے۔ حضور غریب نواز مدظلہ نے ان سے حال احوال دریافت فرمایا۔ اس کے بعد درویش غلام احمد حاضر خدمت ہوئے۔ آپ مدظلہ نے کرم فرمایا۔ حال احوال دریافت فرمایا۔ آپ مدظلہ نے درویش غلام احمد سے فرمایا! تمہارا ساتھی قربان ٹھیک چل رہا ہے۔ کل آیا تھا۔ اس کے ہمراہ ایک اور آدمی تھا۔ قربان کہتا تھا کہ اس آدمی کو آسیب ہے۔ کئی لوگ اسے ٹھیک کرنے آئے لیکن بھاگ گئے۔ بعض کو تو اس نے یہاں تک کہا ہے کہ تمہارے پاس ہے کیا؟ میں نے کچھ توجہ دی تو دور جا بیٹھا۔ پانچ منٹ بعد حضور غریب نواز مدظلہ کے کرم سے صحیح ہو گیا۔ کہتا تھا کہ اب صحیح ہوں۔ قربان بھی کہتا تھا کہ آج مجھے بہت سکون ملا ہے۔

اس کے بعد حضور غریب نواز مدظلہ نے فرمایا! درویش جاوید احمد پہلے آدمی ہیں جنہوں نے مجھے الجھا دیا۔ ان کا پیار کا انداز نہایت منفرد اور خوب ہے۔ درویش جاوید احمد کی وجہ سے الجھ رہا ہوں۔ پھر حضور غریب نواز مدظلہ نے درویش جاوید احمد کے عقیدہ کے سلسلے میں فرمایا ''میں نے ایک خواب دیکھا کہ کل اولیاء صف باندھے کھڑے ہیں۔ ان میں سے آگے ایک بزرگ مصلیٰ بچھائے بیٹھے ہیں۔ خدا عزوجل کی قدرت کہ ان سے آگے میرا مصلیٰ بچھا ہوا ہے اور میں اس پر کھڑا ہوں۔ وہ بزرگ میری طرف انگلی سے اشارہ کر کے کہنے لگے کہ جس مقام پہ آپ کھڑے ہیں اس جگہ پہلے میرے پیشوا ہوا کرتے تھے۔ درویش جاوید احمد جو کہ پاس ہی کھڑے تھے اس بزرگ سے جھگڑنے لگے کہنے لگے تم نے ہمارے حضور سے انگلی سے اشارہ کر کے بات کیوں کی۔''

اتنے میں صوفی یعقوب علی اور درویش عبدالرشید دیوانہ حاضر خدمت ہوئے۔ کچھ دیر محفل سماع ہوئی۔ اس کے بعد حضور غریب نواز مدظلہ نے اجازت عام عطاء فرمائی اور حجرہ مبارک میں تشریف لے گئے۔ بوقت نماز جمعہ حضور غریب نواز مدظلہ باہر تشریف لائے۔ جمعۃ المبارک کا خطبہ بیان فرمایا۔ اس کے بعد نماز جمعہ ادا کی گئی۔ نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد حضور غریب نواز مدظلہ سجادہ مقدسہ پر تشریف فرما ہوئے۔ ایک آدمی بیعت ہوا۔ اس کے بعد نعت خوانی ہوئی۔ نعت خوانی کے بعد حضور غریب نواز مدظلہ نے ٹوپیاں تقسیم فرمائیں۔ نعت خواں نے بھی ٹوپی کے لیے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا! بیٹا تمہیں ٹوپی نہیں دی جاسکتی۔ کیونکہ تم ہمارے بیعت نہیں ہو۔ اس طرح ٹوپی کا تقدس قائم نہیں رہتا۔ ٹوپی عام ہو جاتی ہے۔ اس سے کوئی تخصیص نہیں رہتی۔ اس کے بعد حضور غریب نواز مدظلہ نے فرمایا صوفیاء کرام نے مختلف رنگوں کے لباس پہنے ہیں۔ کسی نے سفید لباس اختیار کیا ہے۔ کسی نے سبز لباس پہنا ہے۔ کسی نے سرخ رنگ کا لباس اختیار کیا ہے اور کسی نے جوگیا رنگ کا لباس پہنا ہے۔ اس سے فائدہ یہ ہوتا ہے کہ تجلیات الٰہی وارد ہوتی رہتی ہے۔ آلام ومصائب سے حفاظت ہوتی ہے۔

اس کے بعد کسی بات کے ضمن میں حضور غریب نواز مدظلہ نے فرمایا ''صاحب عشق کی زبان میں اثر ہوتا ہے۔''

اس کے بعد حضور غریب نواز مدظلہ نے اجازت عطا فرمائی۔ الحمد للّٰه علی ذلك

مجلس نمبر ۳۱

۱۴۰۳ھ ماہ ذیقعد کی تیئس تاریخ

دو ستمبر ۱۹۸۳ء بروز جمعۃ المبارک

شانِ اولیاء

خطاب جمعۃ المبارک: حضور غریب نواز مدظلہ حجرہ مبارک سے مجلس خانے میں تشریف لائے۔ منبر پر تشریف فرمائے ہوئے۔ کلام پاک کی تلاوت کے بعد حضور سیدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا کلام مبارک بیان فرمایا۔ آپ مدظلہ نے فرمایا!

یہ جو کلام میں نے تلاوت کیا ہے یہ حضور سیدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا کلام مبارک ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ کلام مبارک اولیاء اللہ کے لیے سند ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ نے مئے وحدت کا وہ جام مجھے عطا کیا ہے، اولیاء اللہ کو عطا کیا ہے، جو کہ کائنات میں لاثانی ہے۔ میرے سینے میں وہ راز مخفی ہے اگر وہ راز مردے کے سامنے بیان کر دیا جائے تو مردہ بحکم الٰہی عزوجل کلمہ طیبہ کا ورد کرتے ہوئے اٹھ جائے۔ زندہ کو زندگی عطاء کرنا تو کوئی مشکل کام نہیں۔ اس راز کے بیان سے تو مردے بھی زندہ ہو جائیں۔

حضور سیدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں! میرا آقا وہ ہے جس نے نظر اٹھا کر دیکھا تو کافر کی مٹھی میں کنکریوں نے بھی کلمہ طیبہ پڑھا۔ ابوجہل لعنت اللہ علیہ گمراہ اعظم تھا۔ اس نے اپنی تسلی کے لئے طرح طرح سے امتحان لیے لیکن رہا پھر بھی گمراہ ہی۔ ہدایت پانا بھی قسمت کی بات ہوتی ہے۔ اور یہ نظام چلا رہے ہیں اولیاء۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو خود فرمایا ہے کہ میرا نائب ہے۔ پس کائنات کا یہ نظام۔ یہ کارخانہ قدرت رضائے الٰہی عزوجل سے حکم مصطفےٰ ﷺ سے اولیاء اللہ چلا رہے ہیں۔ اس لیے سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ

فرماتے ہیں۔اللہ تعالیٰ عزوجل کے سب ملک میرے ماتحت ہیں۔ ہفتے کے دن بھی مجھ سے پوچھ کر آتے ہیں۔سب ولی میرے قدم پر چل رہے ہیں اور سب ولیوں کے کندھوں پر میرا قدم ہے۔سارے ولی میری پیروی کرتے ہیں۔اگر میں نماز پڑھوں تو یہ بھی نماز پڑھتے ہیں۔ اگر میں روزہ رکھتا ہوں تو یہ بھی روزے رکھتے ہیں۔اگر میں سینے میں ذکرالٰہی عزوجل کرتا ہوں تو یہ بھی ساتھ میرے ذکر کرتے ہیں۔پس جو شریعت پر عمل نہ کرے وہ گمراہ ہے۔یہ آج کل کے بازاری پیر، عامل قسم کے لوگ جنہوں نے دوکانیں کھول رکھی ہیں۔لوگوں کو لوٹ رہے ہیں۔شریعت پر عمل نہیں کرتے۔یہ گمراہ ہیں۔

حضور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔میں حضرت محمد ﷺ کے نقش قدم پر چل رہا ہوں۔ مجھے جانتے ہو میں کون ہوں؟ میں جیلانی ہوں۔محی الدین میرا نام ہے۔مشہور عبدالقادر کے نام سے ہوں۔میرا دادا شق القمر ہے۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے بزرگ گزرے ہیں۔بادشاہ وقت آپ کا دشمن ہوا۔اس نے آپ کو دربار میں بلایا۔ آپ چلے گئے۔آپ کے ہمراہ آپ کے بھانجے حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے۔بادشاہ کے دربار میں پہنچے۔بادشاہ نے گستاخیاں شروع کر دیں۔حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے برداشت کیا۔لیکن حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے برداشت نہ ہوسکا۔آپ نے دیکھا کہ قالین پر شیر کا نقش بنا ہوا ہے۔آپ قالین پر بنے ہوئے اس نقش پر ہاتھ مارا شیر زندہ ہوگیا۔حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے شیر پر نظر ڈالی تو وہ دوبارہ نقش بن گیا۔بادشاہ اپنی عادت کے مطابق بدتمیزی کا مظاہرہ کرتا رہا۔حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے پھر برداشت نہ ہوسکا۔انہوں نے دوبارہ شیر کے نقش پر ہاتھ مارا۔شیر زندہ ہوگیا۔اس دفعہ بھی حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کی نظر شیر پر پڑی وہ دوبارہ نقش بن گیا۔بادشاہ نے اب یہ بات نہ دیکھی وہ آپ کی شان میں گستاخیاں کرتا رہا۔حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے اب بھی نہ برداشت ہوسکا۔انہوں نے اس مرتبہ زور سے اس شیر کے نقش پر ہاتھ مارا۔شیر زندہ ہوگیا اور تیزی سے حرکت میں آیا۔بادشاہ نے جب یہ منظر دیکھا تو دنگ رہ گیا۔فوراً حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں گر پڑا۔حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''بچہ ہے نہیں برداشت کرسکا۔آپ اپنی باتیں جاری رکھیں۔''

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اتنی طاقت عطاء کی ہے کہ کائنات ان کی مٹھی میں ہے۔

خدا عزوجل جانے کہاں سے لے کہاں تک ہے! وہیں تک دیکھ سکتا ہے نظر جس کی جہاں تک ہے

اگر تجھے یقین ہو تو نظر آئے۔یقین کامل سے فقیروں کی شان دیکھ۔ان کا سلسلہ نور محمد ﷺ سے ہے۔نور محمد ﷺ کا سلسلہ نور خدا عزوجل سے ہے۔

نہ پوچھ خرقہ پوشوں کی ارادت ہے تو دیکھ ان کو یدبیضا لیے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں!

اگر تو چاہتا ہے کہ تجھے عشق رسول ﷺ حاصل ہو تو پھر یاد رکھ

تمنا درد دل کی ہے تو کر خدمت فقیروں کی نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں

الحمد للّٰہ علی ذلك

مجلس نمبر ۳۲

۱۴۰۳ھ ماہ ذیقعد کی پچیس تاریخ

تین ستمبر ۱۹۸۳ء بروز ہفتہ

حضور غریب نواز مدظلہ حجرہ مبارک میں تشریف فرما تھے۔ بعد از نماز مغرب آپ مدظلہ کی خدمت اقدس میں حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔ درویش ارشاد احمد، درویش جاوید اقبال، درویش آصف طفیل اور درویش سرفراز بھی حاضر خدمت ہوئے۔ حضور غریب نواز مدظلہ نے فرمایا! فقر میں منازل طے ہوتے ہوتے سب سے افضل مقام آتا ہے۔ جسے فنا فی شیخ کہتے ہیں۔ اس مقام پر پہنچ کر مقتدی اپنے شیخ کی ذات میں فنا ہو جاتا ہے۔ شیخ کریم کی تمام عادات وصفات اس میں آجاتی ہیں۔ اس طرح چلتا ہے جس طرح شیخ کریم چلتے ہیں۔ اور اس طرح بولتا ہے جس طرح شیخ کریم بولتے ہیں۔ غرضیکہ اٹھنا، بیٹھنا، سونا، اٹھنا، ذکر وفکر سب کچھ شیخ کریم جیسا ہوتا ہے۔ تمام اولیاء کامل فنا فی الشیخ ہوئے ہیں۔

یہ ذکر وفکر، اورادو وظائف بتانے کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ مقتدی اپنے شیخ کریم کی ہستی کے قریب سے قریب تر ہو۔ سوز بھی اسی لیے عطا کیا جاتا ہے کہ جس طرح آگ لکڑیوں کو جلا ڈالتی ہے۔ اسی طرح سوز دنیاداری کو جلا دیتا ہے۔ سوز (عشق) کے باعث منزل تیزی سے چلتی ہے۔ حتیٰ کہ انسان فنا فی الشیخ ہو جاتا ہے اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ مقتدی شیخ کی ہستی میں اس طرح فنا ہوا کہ شیخ کریم کی عادات و صفات کے ساتھ ساتھ اس کی شکل وصورت بھی اپنے شیخ کریم جیسی ہوگئی۔ درمیان میں کوئی فرق نہ رہا۔ اگر کوئی مقتدی کیف حاصل ہونے اور مشاہدات ہونے کے بعد یہ سمجھے کہ اسے منزل حاصل ہوگئی تو غلط ہے۔ اصل منزل تو شیخ کریم کی ذات میں فنا ہے ''فنا فی الشیخ'' کے سلسلہ میں اباجی حضور حضرت خواجہ عبدالرحمٰن فرمایا کرتے تھے ''بعض اوقات مقتدی یوں تصور کرے کہ آسمان سے نور کی ایک چادر آئی ہے اور اس پر چھا گئی ہے۔ اب وہ خود نہیں ہے بلکہ اس کے شیخ کریم کی ہستی اس پر وارد ہے۔ وہ خود نہیں بول رہا ہے بلکہ آواز اس کے شیخ کریم کی ہے یہ کان اس کے نہیں بلکہ وہ اپنے شیخ کریم کے کانوں سے سنتا ہے۔ وہ اپنے شیخ کریم کی آنکھوں سے دیکھتا ہے۔ اس طرح مقتدی نقل کرے۔ اصل خود بخود آجائے گا۔''

فنا فی الشیخ کا درجہ سب سے پہلے حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کو حاصل ہوا۔ وہ تمام باطنی صفات جو حضور ﷺ میں تھیں آپ رضی اللہ عنہ میں آگئیں۔ اس کے بعد حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو فنا فی الشیخ کا مقام حاصل ہوا۔ اس طرح یہ سلسلہ وفیض سینہ بہ سینہ چلتا ہوا والی ہند غریب نواز حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ میں آیا پھر وہاں سے یہ سلسلہ فیض آگے چلا۔

صوفیاء کہتے ہیں ''فنا فی الشیخ'' کے بعد ''فنا فی الرسول ﷺ'' کا مقام آتا ہے۔ ''فنا فی الرسول ﷺ'' کے بعد فنا فی اللہ عزوجل'' کا درجہ ہوتا ہے۔ فنا فی الشیخ کا مقام بہت اہم ہے۔ اگر فنا فی الشیخ کا مقام حاصل ہو جائے تو پھر ''فنا فی الرسول ﷺ اور فنا فی اللہ عزوجل'' کے مقامات خود بخود حاصل ہو جاتے ہیں۔ انہیں حاصل کرنے کے لیے کوشش نہیں کرنا پڑتی۔ حضور ﷺ کی ذات میں گم ہوئے تو حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کو فنا فی الشیخ (فنا فی الرسول ﷺ) کا مقام حاصل ہوا۔ ان کے بعد یہ سلسلہ آگے چلا۔ اس لیے ''فنا فی الشیخ'' کا مقام حاصل ہو جائے تو ''فنا فی الرسول ﷺ'' اور فنا فی اللہ عزوجل'' کے مقامات خود بخود حاصل ہو جاتے ہیں۔ اس لیے کہا جاتا ہے اللہ تعالیٰ ایسے بندے کے کان بن جاتا، زبان بن جاتا ہے۔ آنکھیں بن جاتا ہے۔ حضرت امیر خسرو کے اس ارشاد

بشکل شیخ دیدم مصطفٰے ﷺ را

سے یہ بات صاف ظاہر ہو جاتی ہے کہ ''فنا فی الشیخ'' کے بعد ''فنا فی الرسول ﷺ'' ہو جاتا ہے۔ ''فنا فی اللہ عزوجل'' ہو جاتا ہے۔

فیض تو سب کو یکساں پہنچایا جاتا ہے۔ کسی قسم کی تفریق سے کام نہیں لیا جاتا۔ فرق آتا ہے تو فیض وصول کرنے میں آتا ہے۔ اس لحاظ

سے مریدین کی تین قسمیں ہیں موصل، نیم موصل، غیر موصل۔ غیر موصل تو وہ ہیں جو فیض وصول نہیں کرتے۔ یہ لوگ کبھی کبھار آتے ہیں۔ ان کی نظر میں شیخ کریم صرف مشکلات میں دعا کرنے والا ہے۔ بہر حال یہ ان کا حق ہے۔ الحمد للہ اسے مستجاب الدعوات سمجھتے ہیں۔ نیم موصل وہ مریدین ہوتے ہیں جو فیض وصول تو کرتے ہیں لیکن مکمل طور پر نہیں۔ یہ اکثر آتے جاتے ہیں۔ لیکن ان کا ذوق شوق درمیانے درجے کا ہوتا ہے۔ یہ ایک حد سے نہیں نکلتے۔ موصل وہ ہوتے ہیں جو مکمل طور پر فیض وصول کرتے ہیں۔ انتہائی ذوق وشوق رکھتے ہیں اور تیزی سے چلتے ہیں۔ ایسے مریدین کا فکر مختلف ہوتا ہے، انداز مختلف ہوتا ہے، مضمون مختلف ہوتا ہے، غرضیکہ ان کی مختلف قسمیں ہوتی ہیں۔

مقتدی کے چلنے کے لیے خدمت و ایثار ازا حد ضروری ہے۔ تعمیل ارشاد از حد ضروری ہے۔ ادب لازم ہے۔ تاریخ دیکھو جب سر مانگے گئے تو جانثاروں نے سر ہتھیلی پر رکھ کر پیش کر دیئے۔ جب مال و دولت کے ایثار کا کہا گیا تو گھر کا گھر پیش کر دیا۔ جب ادب کرتا ہے۔ تعمیل ارشاد بجالاتا ہے تو پھر سب کچھ اس کے قدموں میں آجاتا ہے۔

درویش ارشاد احمد کے لڑکے درویش ارشد (عمر ۱۳/۱۲ سال) کا ذکر ہوا تو حضور غریب نواز مدظلہ نے فرمایا اس پر بالکل صحیح حالت طاری ہے۔ وہ بناوٹ نہیں کر رہا ہے۔ وہ دوسروں کو دیکھ کر ہی محبت وعشق کا اظہار نہیں کرتا بلکہ اس پر حقیقتاً حالت وارد ہے۔ فیض کے لیے، کرم کے لیے کوئی عمر مخصوص نہیں ہے۔ یہ ہر کسی پہ ہوسکتا ہے۔

حضور غریب نواز مدظلہ نے درویش سرفراز احمد سرفراز سے فرمایا! تمہاری حالت بہت تبدیل ہوگئی ہے۔ اسم ذات زیادہ پڑھا کرو۔ روحانیت ہی انسان کے سر کا تاج ہوتی ہے۔ جب روحانیت تبدیل ہو جائے تو ڈھانچہ تبدیل ہوتے فرق نہیں پڑتا۔

''حضور غریب نواز مدظلہ فرمانے لگے میں بہت گنہگار ہوں۔ دعا کرو صحیح ہو جاؤں۔ میں بہت نکما ہوں۔''

اس کے بعد حضور غریب نواز مدظلہ نے اجازت عام عطا فرمائی۔ الحمد للّٰه علی ذلك

مجلس نمبر ۳۳

۱۴۰۳ھ ماہ ذیقعد کی پچیس تاریخ

چار ستمبر ۱۹۸۳ء بروز اتوار

آج صبح حضور غریب نواز مدظلہ کی خدمت اقدس میں حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔ درویش مخدوم احمد اور درویش غلام احمد اور چند ایک پیر بھائی حاضر خدمت تھے۔ دربار شریف کی تعمیر کے سلسلہ میں فرمایا یہ انتظام سب صاحب مزار کا ہوتا ہے۔ جناب حافظ قاسم دامت برکاتہم کو دیکھ لیں۔ انہوں نے منت مان رکھی تھی کہ ایک بیل نذر کروں گا۔ ان کا کام انجام پایا جس پر وہ سات سو روپے لے کر دربار شریف (چاچڑ شریف) روانہ ہوئے۔ یہ واقعہ آج سے قریباً پندرہ برس قبل کا ہے۔ بہر حال جب انہوں نے یہ قصہ کیا تو انہیں حضور قلندر غریب نواز مدظلہ کی خواب میں زیارت ہوئی۔ حضور قلندر غریب نواز مدظلہ نے ان سے فرمایا کہ یہ رقم لے کر کدھر جا رہے ہو؟ آؤ اور مزار مبارک کی تعمیر کا کام سرانجام دو۔ جناب حافظ قاسم صاحب حیران ہوئے کہ اتنی رقم سے کیا کروں گا۔ بہر حال امر ہو چکا تھا۔ اس لیے انہوں نے مصمم ارادہ دربار شریف کی تعمیر کا کیا۔ پیر بھائیوں سے جب اس واقعہ کا ذکر کیا تو بات آگے بڑھی۔ سب نے مل کر رقم اکٹھی کی۔ چار پانچ ہزار روپے جمع ہو گئے۔ دربار شریف کی تعمیر کے سلسلہ میں غور وفکر کرنے کے لیے ایک اجلاس ہوا۔ اس اجلاس میں، میں بھی تھا۔ فیصلہ یہ ہوا کہ چونکہ رقم کم ہے اور تعمیر زیادہ ہے اس لیے بجائے تعمیر کے دربار شریف کی مرمت ہو جائے تو بہتر ہے۔ مرمت کے لیے معمار لگائے گئے۔ خداعزوجل کی قدرت کے مزار شریف کا گنبد ایک دھماکہ سے پھٹ گیا۔ اس گنبد کے نیچے ایک اور گنبد ظاہر ہوا۔ جس معمار نے پہلے اس مزار مبارک کی تعمیر کی تھی اس سے پوچھا گیا کہ کیا تم نے دو گنبد اوپر تلے بنائے تھے؟ لیکن اس معمار نے انکار کیا۔ وہ معمار اب بھی تاحیات ہے۔ از سرِ نو تعمیر مزار مبارک شروع ہوئی۔ اس سلسلہ میں جناب حافظ قاسم نے بہت جدوجہد کی۔ حتیٰ کہ ایک روز مزدوروں کو مزدوری دینے

کے لیے کچھ نہ تھا۔ جناب حافظ قاسم ایک تنور پر گئے اور تنور چلانے والی عورتوں سے کہا کہ مزدوروں کی مزدوری دینی ہے وہ تم ادا کرو۔ ان عورتوں نے کہا مزدوری تو ہم دے دیں گے لیکن شرط یہ ہے کہ تم ہمیں ناچ کر دکھاؤ گے۔ جناب حافظ قاسم کا جسم بھاری بھرکم تھا۔ لیکن انہوں نے کوئی پرواہ نہ کی ناچنا شروع کر دیا۔ یہ مزار مبارک اتنا عالیشان تعمیر ہوا کہ پنجاب بھر میں چند ایک نہایت خاص دربار اس جیسے ہیں۔ اس کے بعد یہاں مسجد بھی تعمیر کی گئی۔ سو بات یہ ہے کہ انتظام تو سب صاحب کا ہوتا ہے یہ ان کی مرضی ہے کہ یہ فضیلت کس کو بخشیں۔ خانہ خدا عز و جل (مسجد) کی تعمیر نہایت افضل کام ہے۔ اور خانہ پیر کی تعمیر لاثانی ہے۔ اس سے افضل کوئی کام نہیں۔ مزید فرمایا!

مرید کی پرواز اپنے شیخ کریم کی پرواز جتنی ہوتی ہے۔ خواہ مرید قابل نہ بھی ہو پھر بھی اسے وہی پرواز حاصل ہوتی ہے۔ اس کی مثال آپ یوں لے لیں کہ ایک پرندہ ہے۔ اس کی گردن پر چیونٹی سوار ہو جاتی ہے۔ پرندہ آسمان کی بلندیوں میں پرواز کرتا ہے تو چیونٹی کو بھی وہی پرواز حاصل ہوتی ہے۔ اگرچہ چیونٹی پرواز کے قابل نہیں ہوتی۔ اسی طرح مرید اپنے شیخ کریم کے پروں سے اڑتا ہے اور اسے بھی وہی پرواز حاصل ہوتی ہے۔ اس کے بعد حضور غریب نواز مدظلہ نے اجازت عام عطا فرمائی۔ الحمد للّٰہ علی ذلک

مجلس نمبر ۳۴

۱۴۰۳ھ ماہ ذیقعد کی ستائیس تاریخ

چھ ستمبر ۱۹۸۳ء بروز منگل وار

آج صبح حضور غریب نواز مدظلہ کی خدمت اقدس میں حاضری ہوئی اور قدمبوسی کی سعادت نصیب ہوئی درویش عبدالرشید دیوانہ صاحب، صوفی محمد یعقوب، درویش سرفراز احمد سرفراز حاضر خدمت تھے۔ درویش عبدالرشید دیوانہ نے کوئی بات کی جس پر حضور غریب نواز مدظلہ جلال میں آ گئے۔ آپ نے فرمایا ''فقیر کسی کا محتاج نہیں ہوتا۔ دربار شریف کی تعمیر میں اگر کوئی حصہ لیتا ہے تو اپنے فائدہ کے لیے ایسا کرتا ہے۔ ہم نے کسی کو امر نہیں لگایا ہے۔ مدتوں بعد کرم کا یہ وقت آتا جس کا سب کو انتظار تھا۔ یہ سعادت جس کے مقدر میں ہوئی اسے ہی ملے گی۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا! فقیر بے نیاز ہوتا ہے۔ جب وہ بے نیازی دکھاتا ہے۔ تو ہر شے اس کے قدموں میں آ جاتی ہے۔''

اس کے بعد حضور غریب نواز مدظلہ نے فرمایا۔ اگر کوئی اپنی مرضی سے کام یا خدمت سرانجام دے اس کی اور بات ہے۔ لیکن جو کام تعمیل ارشاد میں سرانجام دیا جائے اس کی اور بات ہے۔ ایسا کام جو تعمیل ارشاد سے سرانجام دیا جائے وہ افضل ہے کیونکہ اس میں ادب اور امر کی تعمیل شامل ہوتی ہے۔

صوفی یعقوب علی صاحب کا ذکر ہوا۔ آپ نے فرمایا! صوفی یعقوب علی صاحب پانچ سال ننگے سر پر گھڑے میں پانی بھر کر لاتے رہے۔ اور یہ گزرتے بھی اس سکول کے آگے سے تھے۔ جہاں یہ پڑھایا کرتے تھے۔ دیوانے نے بھی بے حد خدمت سرانجام دی ہے۔ کام کرنے میں بہت تیز ہوتے تھے۔

اسی طرح حضور غریب نواز مدظلہ نے ایک واقعہ بیان فرمایا کہ! عبداللہ پور کالج تھا۔ دفتر کی تعمیر کرنا تھی۔ ابا جی حضور مدظلہ فرماتے تھے کہ خوانخواہ خرچ ہوگا۔ کیا ضرورت ہے۔ دفتر کے بغیر بھی کام چلتا رہے گا۔ سوچا کہ اقبال نے راتوں رات مسجد تعمیر کر دی تھی۔ ہمیں بھی دفتر کی تعمیر راتوں رات ہی سرانجام دینا ہوگی۔ رات کے وقت جب ابا جی حضور مدظلہ آرام فرمانے کے لیے اندر تشریف لے گئے تو ہمیں اطمینان ہو گیا کہ اب وہ باہر تشریف نہیں لائیں گے۔ ہم پیر بھائیوں کے گروپ نے دفتر کی تعمیر شروع کر دی۔ اس طرح راتوں رات دفتر تعمیر ہو گیا۔

حضور غریب نواز مدظلہ نے فرمایا ''میں نے ایک خواب دیکھا ہے تحت الثریٰ میں ایک روضہ پاک بنا ہوا۔ روضہ پاک کی نوک پر ایک اور روضہ پاک بنا ہوا ہے۔ جہاں یہ روضہ پاک ختم ہوا وہاں اس کی نوک پر ایک اور روضہ پاک بنا ہوا ہے۔ اس تیسرے روضہ پاک کی

نوک زمین کی سطح کے برابر ہے۔ جہاں سے چوتھا روضہ پاک تعمیر کیا جارہا ہے۔ یہ سب روضہ پاک سنگ مرمر کے بنے ہوئے ہیں۔ اباجی حضور مدظلہ مجھ سے فرماتے ہیں کام پر آدمی تو میں نے خود لگائے ہیں۔ یہ دیوانہ! نگرانی بھی نہیں کر سکتا۔

حضور غریب نواز مدظلہ نے فرمایا! درویس عبدالرشید دیوانہ نے بہت خدمت سرانجام دی ہے۔

قریباً ۳۰۔۱۰ صبح دربار شریف کی تعمیر کا افتتاح حضور غریب نواز مدظلہ نے فرمایا۔ افتتاح کے بعد دعائے خیر ہوئی۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا ''الحمد اللہ عزوجل تعمیر کا کام شروع ہوا۔ یہ سب کام صاحب نے کرانا ہے۔ انتظام صاحب کا ہے۔'' اس کے بعد حضور غریب نواز مدظلہ نے فرمایا! اگر کوئی خدمت سرانجام دے تو اس کا اثر ضرور ہوتا ہے بلکہ فقیر پر اس کا اثر زیادہ ہوتا ہے۔ اباجی حضور فرمایا کرتے تھے کہ پندگی بندگی سے بڑھ جاتی ہے۔

میرا سر جھکا اس جا پہ ہے جہاں بندگی کی اخیر ہے

اس کے بعد حضور غریب نواز مدظلہ نے اجازت عام عطا فرمائی۔ الحمد لله علی ذلك

مجلس نمبر ۳۵

۱۴۰۳ھ ماہ ذیقعد کی انتیس تاریخ

آٹھ ستمبر ۱۹۸۳ء بروز جمعرات

آج صبح حضور غریب نواز مدظلہ کی خدمت اقدس میں حاضری ہوئی۔ قدم بوسی کی سعادت نصیب ہوئی۔ ''کمالیہ'' سے جناب فیض رسول سیالوی اوران کے ایک دوست حضور غریب نواز مدظلہ کی خدمت اقدس حاضر ہوئے۔ حضور غریب نواز مدظلہ نے فرمایا! آپ کے ہاں جو محفل سماع ہوئی تھی نہایت خاص تھی۔ چالیس پچاس حاضرین مجلس میں سے کوئی بھی کیف سے خالی نظر نہیں آتا تھا۔ ہر ایک پر کیفیت وارد تھی یوں محسوس ہوتا تھا کہ حضور شیخ الاسلام کریم بنفس نفیس محفل میں تشریف لے آئے ہیں۔

جناب فیض رسول سیالوی نے حضور غریب نواز مدظلہ کی خدمت میں عرض کیا۔ آپ کے کرم سے واقعی ہر شخص متاثر ہوا۔ ہمارے پڑوسیوں کو جب صبح علم ہوا کہ آپ تشریف لے گئے ہیں تو وہ بہت پچھتائے کہ شرف ملاقات حاصل نہ ہوا۔

جناب فیض رسول سیالوی کے ہمراہ جو آدمی تھا ان کے متعلق جناب فیض رسول سیالوی نے عرض کیا کہ اکثر ان سے آپ کا ذکر خیر ہوتا رہا ہے۔ حاضری اور زیارت کے متمنی تھے۔ حضور غریب نواز مدظلہ اس شخص سے مخاطب ہوئے فرمایا! ہم بدنام زمانہ بندے ہیں۔ یہ بس ان کا حسن عقیدت ہے۔ ورنہ میں تو نہایت نکما آدمی ہوں۔ یہ ان کی محبت ہے جو اچھا سمجھتے ہیں۔

اس کے بعد حضور غریب نواز مدظلہ نے ایک واقعہ بیان فرمایا کہ جڑانوالہ میں ایک پیر بھائی (درویش یوسف ہیرو) ہیں۔ جڑانوالہ میں ایک بزرگ ہیں جن سے ان کی ملاقات ہوئی ہو کہنے لگے اوائل عمری میں بیعت کی۔ دس سال منسلک رہا۔ لیکن فیض نہ ہوا۔ اس کے بعد ایک اور جگہ بیعت کی ان بزرگوں نے کچھ ذکر وفکر بتایا، مجاہدہ کیا۔ کچھ مشاہدہ حاصل ہوا لیکن کچھ عرصہ بعد یہ مشاہدہ ہٹ گیا۔ اس کے بعد ایک اور جگہ بیعت کی۔ اس طرح کئی جگہ اور بیعت کی لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا۔

میں نے اس سے کہا بیعت تمہاری وہی ایک ہے جو تم نے اوائل عمری میں کی۔ چونکہ تم یک در گیر نہ رہے رجعت کا شکار ہو گئے۔ اب یہ رجعت اسی صورت ختم ہوتی ہے۔ کہ تم اپنے اصل شیخ کریم کا تصور پکاؤ اوران کی طرف متوجہ ہو! بیعت زندگی میں صرف ایک دفعہ ہوتی ہے۔ یہ نکاح ہوتا ہے۔ یہ روح کا تعلق ہوتا ہے۔ نہایت مضبوط تعلق ہوتا ہے۔ بیعت صرف اسی صورت میں فسخ ہوتی ہے جب پتہ چل جائے کہ اس کا شیخ بدکار رہے، بدعقیدہ ہے یا اسے خلافت ہی نہیں ملی ہے۔ خواہ انسان کو اپنے شیخ کریم سے فیض نہ بھی ہو لیکن اس کا شیخ کریم شریعت کا پابند ہو تو پھر بھی بیعت قائم رہتی ہے۔ فیض ہونا یا نہ ہونا اس کا انحصار مرکز پر ہے۔ اگر مرکز صحیح ہو تو بدکار اور گناہ گار کو بھی فیض ہو

جاتا ہے۔لیکن اگر مرکز صحیح نہ ہو تو پھر کسی صورت بھی فیض نہیں ہوتا۔

حضورغریب نواز مدظلہ نے فرمایا! جب انسان عشق کی راہ پہ چلے تو پھر پیچھے مڑ کے نہ دیکھے۔آگے ہی دیکھے اور بڑھتا چلا جائے۔

یا اپنا گریباں چاک یا دامن یزداں چاک

اس کے بعد حضورغریب نواز مدظلہ نے یہ اشعار ارشاد فرمائے

جو میں سر بسجدہ ہوا کبھی تو زمین سے آنے لگی صدا تیرا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں!

ایک پیر بھائی سے کسی موضوع پر گفتگو ہوئی تو حضورغریب نواز مدظلہ نے فرمایا! بیج زمین میں ڈال کر اس کے اوپر مٹی ڈال دی جاتی ہے۔اس طرح یہ بیج نظروں سے پوشیدہ ہو جاتا ہے۔لیکن در پردہ اس کی نمو ہوتی رہتی ہے۔یہی بیج نمو پا کرتنا اور درخت کی شکل میں نمودار ہوتا ہے۔حق کبھی نہیں چھپتا۔ہاں کچھ دیر مصلحت کے تحت یہ پوشیدہ رکھا جاتا ہے لیکن حق ظاہر ہو کر رہتا ہے۔

اس کے بعد حضورغریب نواز مدظلہ نے اجازت عطا فرمائی۔

بعد از نماز ظہر حضورغریب نواز مدظلہ کی خدمت اقدس میں حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔ایک شخص آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔عرض کیا کہ میں نے ایک خواب دیکھا کہ کوئی بزرگ ہیں۔وہ ظاہر تو نہیں ہوتے مجھے یہ کہتے ہیں کہ سلطان صاحب حاضری دو اور یہ وظائف پڑھا کرو۔علاوہ ازیں مسئلہ یہ ہے کہ حضرت حق باہو رحمۃ اللہ علیہ کو سلطان العارفین کیوں کہا جاتا ہے؟ حضورغریب نواز مدظلہ نے فرمایا۔سلطان العارفین حضرت حق باہو رحمۃ اللہ علیہ کا لقب ہے۔جس طرح کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کو سلطان الہند غریب نواز، حضرت بابا فرید الدین مسعود رحمۃ اللہ علیہ کو سلطان اولیاء گنج شکر، حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کو محبوب الٰہی پکارا جاتا ہے۔

باقی یہ بات ہے کہ انسان سب بزرگان کو بہتر سمجھے ان کا ادب کرے لیکن اقتداء اپنے شیخ کریم کی ہی کرے۔آج کل دیکھا گیا ہے ہر کوئی اپنے مسلک کو برتر ثابت کرنے کے لیے طرح طرح کی باتیں کرتا ہے۔مثلاً کچھ قادری کہتے ہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ غوث الاعظم ہیں۔اس لیے ان کا مسلک سب سے برتر ہے۔جب حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ غوث الاعظم ہیں تو پھر وہ صرف قادری سلسلہ کے غوث نہیں بنے بلکہ سب کے غوث بنے ہیں۔سب کا ان پر حق ہے۔صرف قادری ہی نہیں بلکہ سب کہہ سکتے ہیں کہ حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ ان کے ہیں۔حضور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے سب کو دیا ہے۔یہ نہیں کہ انہوں نے صرف قادری سلسلہ کو دیا ہے بلکہ انہوں نے اوروں کو زیادہ دیا ہے۔اسی طرح کچھ چشتی کہتے ہیں کہ جو بات حضورغریب نواز سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ بنا گئے ہیں وہ اور کوئی نہ بنا سکا۔نقشبندی یہ کہتے ہیں کہ جو اوراد و وظائف ہم اپنے مریدین کو ابتدا میں بتاتے ہیں وہ چشتیہ سلسلہ میں آخر میں پڑھے جاتے ہیں۔

اس کے بعد حضورغریب نواز مدظلہ کی میں اس شخص نے عرض کیا۔کیا حضرت حق باہو رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ بھی کوئی اور ہستی سلطان ہیں۔حضورغریب نواز مدظلہ نے فرمایا سب سے پہلے تو انسان کا اپنا شیخ کریم سلطان ہوتا ہے۔اس کے بعد دوسرے آتے ہیں۔

حضرت باہو رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ حضور شیخ الشیوخ حضرت بابا فرید الدین مسعود کو بھی سلطان گنج شکر پکارا جاتا ہے۔

اس کے بعد حضورغریب نواز مدظلہ نے فرمایا! میں نہایت نکما آدمی ہو گیا۔بحیثیت استاد، باپ اور پیر کے میں کوئی کام سرانجام نہیں دے سکا۔نکما ہی ثابت ہوا ہوں۔بعد از نماز عصر ختم شریف ہوا۔دربار شریف پر چادر چڑھائی گئی۔لنگر پاک تقسیم ہوا۔نماز مغرب ادا کی گئی۔نماز مغرب کی ادائیگی کے بعد حضورغریب نواز مدظلہ ایک پیر بھائی کے ہاں فاتحہ خوانی کے لیے ملک پور تشریف لے گئے۔حضورغریب نواز مدظلہ واپس تشریف لائے تو محفل سماع شروع ہوئی جو کہ رات گئے تک جاری رہی۔اس کے بعد نماز عشاء ادا کی گئی اور بعد از نماز عشاء حضور غریب نواز مدظلہ نے اجازت عام عطا فرمائی۔ الحمد لله على ذلك

مجلس نمبر ۳۶

۱۴۰۳ھ ماہ ذوالحجہ کی ایک تاریخ

نومبر ۱۹۸۳ء بروز جمعۃ المبارک

قریباً دو بجے دوپہر حضور غریب نواز مدظلہ حجرہ مبارک سے مجلس خانے میں تشریف لائے۔ منبر پر رونق افروز ہوئے۔ کلام پاک کی تلاوت کے بعد آپ نے فرمایا! یہ دنیا مردمومن کے لیے قربان گاہ ہے۔ دین کا مقام کوئی بھی ہو۔ کسی نہ کسی رنگ میں قربانی کا مظہر رہا ہے۔ آپ تاریخ اٹھا کر دیکھ لیں۔ قربانی کے ان گنت واقعات ملیں گے۔ انسان کا مرتبہ وہی ہے جو اسے دین کے مطابق حاصل ہے۔ دنیاوی جاہ وحشمت اور مقام اس کا صحیح مرتبہ نہیں قرار دیا جاسکتا۔ کسی بھی انسان کو اگر کوئی مقام حاصل ہے تو وہ دین کی بنیاد پر حاصل ہے، قربانی کی بنیاد پر حال ہے۔ قربانی کی کئی قسمیں ہیں۔ جان کی قربانی، مال کی قربانی، اولاد کی قربانی، وقت کی قربانی، مومن کی آزمائش لی جاتی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ اپنے پیارے بندے کو آزمائش میں ڈالتا ہے تو اس سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ کائنات کو دکھا دیا جائے کہ مردمومن کون ہے۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے کون سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کو آزمائش میں ڈالتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ان محبوب بندوں کو کبھی خوف میں مبتلا کر دیا جاتا ہے۔ دشمنوں کی بے حد وحساب فوج ان پر لشکر کشی کرتی ہے۔ وہ ہر طرف سے دشمنوں میں گھر جاتے ہیں۔ ان پر ستم کئے جاتے ہیں۔ گرم ریت پر لٹایا جاتا ہے۔ پتھر برسائے جاتے ہیں۔ فاقہ کشی پر مجبور کر دیا جاتا ہے۔ عسرت اس قدر انہیں گھیرتی ہے کہ کئی کئی روز بھوکے پیاسے رہتے ہیں۔

سلام اس پر کہ جس کے پاس چاندی تھی نہ سونا تھا سلام اس پر کہ جس کا بوریا ٹوٹا بچھونا تھا

یہ جو واقعات بیان کئے جارہے ہیں، باتیں کی جارہی ہیں۔ اپنوں کے بارے میں ہیں غیروں کے بارے میں نہیں ہیں۔ علامہ اقبال فرماتے ہیں کہ اے اللہ تعالیٰ عیش وعشرت تو غیروں کے لیے ہے لیکن آلام ومصائب ہمارے لیے ہیں۔

امتیں اور بھی ہیں ان میں گناہ گار بھی ہیں!! عجز والے بھی ہیں اورمست مئے پیدار بھی ہیں
ان میں کاہل بھی ہیں غافل بھی ہیں ہشیار بھی ہیں سینکڑوں ہیں کہ تیرے نام سے بیزار بھی ہیں
رحمتیں ہیں تیری اغیار کے کاشانوں پر برق گرتی ہے تو بے چارے مسلمانوں پر!

''اس کا جواب اللہ تعالیٰ یوں دیتے ہیں کہ ہم اپنے محبوب بندوں کا طرح طرح سے امتحان لیتے ہیں۔''

جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی آزمائش آتی ہے۔ کسی شکل میں مصیبت آتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے تو شکوہ کرتے ہیں کہتے ہیں کہ اے اللہ تعالیٰ میں تیری عبادت کرتا ہوں۔ تیرے احکام بجالاتا ہوں لیکن تو نے پھر بھی مجھے مصیبت میں ڈال دیا ہے۔ میرا نقصان کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے یہ شکوہ کرنیوالے تنزلی کا شکار ہوجاتے ہیں۔ لیکن جو اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے ہوتے ہیں، مردمومن ہوتے ہیں، وہ شکوہ نہیں کرتے گھبرایا نہیں کرتے۔

نبی ﷺ کے نام لیوا غم سے گھبرایا نہیں کرتے زباں پہ شکوہ رنج والم لایا نہیں کرتے

اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے آزمائش کو بخوشی قبول کرتے ہیں۔ یار کی طرف سے آنے والی مصیبت کو قبول کرتے ہیں۔ ان کی زبان پہ یہی ہوتا ہے: **قالو انا للّٰہ و انا الیہ راجعون**

آپ دیکھیں ایک آدمی تمام کام کاج چھوڑتا ہے۔ نماز کے لیے آتا ہے۔ یار سے ملاقات کے لیے آتا ہے۔ یہ وقت کی قربانی ہے۔ ایک آدمی سومیل دور ہے۔ فراق یار میں مبتلا ہے۔ اسے بے حد پیار ہے۔ وہ یار کا دیدار چاہتا ہے۔

فراق یار نے بے چین رات بھر رکھا کبھی تکیہ ادھر رکھا کبھی تکیہ اُدھر رکھا

ایسا شخص یار کے دیدار کے لیے، وصال کے لیے ہر طرح کی مصیبت جھیلنے کو تیار ہے قربانی یہاں بھی لی جاتی ہے۔قربانی تو ہر طرح کی لی جاتی ہے۔کبھی مال کی قربانی لی جاتی ہے۔کبھی وقت کی قربانی لی جاتی ہے۔کبھی جان کی قربانی لی جاتی ہے۔یہ سب آزمائش کے لیے ہوتا ہے۔

صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کے لیے

لیکن آج کل اگر یار پیار کی فیس طلب کرے، قربانی طلب کرے تو عشق کا دعویٰ چھوڑ دیتے ہیں۔چھپ جاتے ہیں۔

اس کے بعد حضور غریب نواز مدظلہ نے فرمایا! تاریخ اٹھا کر دیکھیں۔خداعزوجل کے محبوب بندوں نے راہ خداعزوجل میں کیا کیا نثار کیا۔وقت قربان کیا۔زر قربان کیا۔گھر قربان کیا۔اولاد قربان کی۔جان قربان کی۔قربانی کی انتہا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے کردی۔انہوں نے گھر کا گھر قربان کردیا۔قربانی دین ہے۔قربانی ایمان ہے۔اگر قربانی نہیں تو نہ دین ہے نہ ایمان ہے۔اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر بھیجے۔ان میں سے ہر ایک نے اپنے اپنے وقت پر قربانی دی۔حضرت آدم علیہ الاسلام کو اللہ تعالیٰ نے جنت سے نکال دیا تو وہ سوسال روتے رہے۔معافی مانگی۔اللہ تعالیٰ نے بحق حضرت محمد ﷺ معاف فرمایا۔حضرت ابراہیم علیہ السلام جو کہ حضور ﷺ کے جدامجد ہیں، نمرود نے ان کے لیے آگ جلائی جو مدتوں جلتی رہی۔بارہ کوس تک اس کی تپش جاتی تھی۔اس کی تپش سے درخت نمونہ پا سکے۔جب حضرت ابراہیم علیہ الاسلام کو آتش نمرود میں کودنے کا حکم الٰہی عزوجل ہوا۔(دراصل یہ آزمائش خداعزوجل کی طرف سے ہی تھی) تو انہوں نے کہا اے اللہ تعالیٰ یہ تو ایک جان ہے اگر ہزاروں جانیں ہوں تو وہ بھی تجھ پہ قربان ہیں۔

سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے

بلاخوف وخطر آتش نمرود میں کود پڑے جان کی پرواہ نہ کی۔خلیل اللہ عزوجل کہلائے۔حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے گلے پر چھری چلوائی تو ذبیح اللہ عزوجل کہلوائے۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے قربانی دی تو روح اللہ عزوجل کہلائے۔آپ دیکھ لیں یہ جو انبیاء کرام ہیں مشائخ عظام ہیں۔انہوں نے قربانیاں دیں تو حضرت کہلوائے آج کل لوگوں کو بہت شوق ہے کہ حضرت کہلوائیں لیکن ان کی حالت ایسی ہے کہ جیسا کہ لیلیٰ نے اپنی خادمہ کے ہاتھ چوری چھپے مجنوں کو چوری بھجوائی۔مجنون جنگل میں تھا۔خادمہ چوری لے کر پہنچی۔اس نے دیکھا کہ ایک آدمی ہے۔اس نے پوچھا کیا تو مجنوں ہے؟ یہ تیرے لیے لیلیٰ نے چُوری بھیجی ہے۔وہ آدمی مجنوں نہیں تھا۔کوئی اور تھا۔مجنوں اسی جنگل میں کہیں اور تھا۔بہر حال اس اجنبی نے جب چُوری کا سنا تو فوراً کہا میں ہی مجنوں ہوں۔خادمہ نے اسے چُوری دے دی۔جو کہ اس نے کھالی۔یہ سلسلہ کئی دن جاری رہا۔لیلیٰ نے سوچا مجنوں نے میرا حال تک نہ پوچھا۔ایک دن اس نے خادمہ سے کہا کہ مجنوں سے کہو چُوری کھاتے بہت دن ہو گئے۔مجھے اس چُوری والے پیالے میں اپنا خون بھر کر بھیجو۔جب خادمہ نے اس مجنوں (جعلی مجنوں) سے خون کا پیالہ دینے کو کہا تو وہ فوراً بول پڑا کہ میں مجنوں نہیں ہوں۔

سوچاتے سبھی ہیں کہ بلند مقام حاصل کریں لیکن قربانی کی نوبت آتی ہے تو صفر نکلتے ہیں۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے! اے محبوب ﷺ آپ کے صدقے ہی سب کائنات بنائی گئی ہے۔حضور ﷺ کی حیات طیبہ پر غور کریں۔جنگ خندق کا موقع ہے۔صحابہ کرام فاقہ سے بے چین ہو گئے ہیں۔آقائے دوجہاں ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔عرض کیا حضور ﷺ بھوک بہت لگی ہے۔مولائے کائنات ﷺ نے انہیں اپنا کرتہ مبارک اٹھا کر دکھایا۔آپ ﷺ کے شکم مبارک پر تین پتھر بندھے ہوئے تھے اور آپ ﷺ اسی حالت میں خندق کی تعمیر میں مصروف رہے۔فقر انسان کو حاصل ہو تو غربت اور مسکینی میں ہی حاصل ہوتا ہے۔حضور ﷺ فرمایا کرتے تھے۔مجھے فخر ہے۔فقر پر عاجزی پر غلامی پر۔آپ ﷺ دعا فرمایا کرتے تھے۔اے اللہ عزوجل! مجھے مسکینوں میں رکھ اور مسکینوں میں اٹھا۔اس کا مطلب یہ نہیں کہ امیر خداعزوجل کے قریب نہیں۔آپ دیکھیں ایک غریب آدمی جھگی میں رہتا ہے۔لیکن اس میں عاجزی نہیں ہے اس لیے وہ مسکین بھی نہیں ہے۔لیکن ایک امیر آدمی ہے نہایت آرام دہ ماحول میں رہتا ہے۔لیکن وہ عاجز ہے۔خداعزوجل کی یاد میں آنسو بہاتا ہے۔مسکین ہے۔خداعزوجل کے قریب ہے۔

تو اے لوگو! اگر تم یہ سوچو کہ تم غریب ہو تو تم خاندان مصطفےٰ ﷺ کو دیکھ۔اگر کہتے ہو کہ مصیبتوں میں گھرا ہوا ہوں تو میدانِ کربلا کا

تصور کرو۔

اگر گوئی کہ من حالم غریبم　　نظر بر خاندان مصطفےٰ ﷺ کن
اگر گوئی کہ من آفت رسیدم　　نظر بر کشتگان کربلا کن!

سورۃ الکوثر میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

انا اعطینک الکوثر .فصل لربک وانحر. ان شانئک هو الابتر.

واضح حکم الٰہی عزوجل ہے کہ نماز قائم کرو اور قربانی دیا کرو۔ قربانی روح اسلام ہے۔ حضور ﷺ کی حیات طیبہ کا مطالعہ کریں آپ نے ساری زندگی قربانی دی پتھر کھائے، فاقے کاٹے، سب سے بڑی قربانی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی ہے۔ آپ نے میدان کربلا میں خاندان کا خاندان نثار کر دیا۔

آپ ذرا تصور کریں۔ غور کریں کہ الفاظ وہی ہیں لیکن ان کی ادائیگی کا مقام دیکھیں۔ مولوی ہے مسجد میں اذان دیتا ہے۔ لیکن ایک مجاہد ہے۔ میدان جنگ میں اذان دیتا ہے۔ کربلا میں تپتی ریت پر، نیزے کی نوک پر اذان دیتا ہے۔ خدا عزوجل کی راہ میں جان قربان کر رہا ہے۔ خدا عزوجل کا پیغام میدان جنگ میں سنا رہا ہے۔

الفاظ و معانی میں تفاوت نہیں لیکن　　ملاں کی اذاں اور مجاہد کی اذان اور

جب حضور ﷺ نے قربانی کی دعوت دی تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سب کچھ یار کے حکم پر قربان کر دیا۔

جب عشق سکھاتا ہے آداب خود آگاہی　　کھلتے ہیں غلاموں پر اسرار شہنشاہی!

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سب کچھ باندھ لیا۔ جسم کے کپڑے اتارے چٹائی جسم پر باندھ لی۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام دربار رسالت میں حاضر ہوئے۔ سب قصہ بیان کیا۔ بیان کیا کہ آسمان پہ سب فرشتوں نے چٹائیاں باندھ رکھی ہیں اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو مرحبا مرحبا کہہ رہے ہیں۔ اتنی دیر میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی پہنچے آقائے دوجہاں ﷺ نے دریافت فرمایا! کچھ اپنے لیے بھی بچا کر رکھا ہے؟ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

پروانے کو چراغ اور بلبل کو پھول بس!　　صدیقؓ کیلئے ہے خدا عزوجل کا رسول ﷺ بس!

تاریخ کا مطالعہ کریں۔ پتہ چلتا ہے کہ مشائخ عظام نے بھی ہر طرح سے قربانی دی۔ منزل پر وہی پہنچا جس نے قربانی دی۔

کنجری بنیاں میری عزت نہیں گھٹدی　　تے مینوں نچ کے یار مناون دے

حضرت پیر حیدر شاہ رحمۃ اللہ علیہ جلال پور شریف والے جن کی گدی نہایت عالیشان ہے۔ مال اور دولت بے حد وحساب ہے۔ ان پہ محمدی ﷺ دور (غربت کا دور) تھا۔ محمدی ﷺ دور کیا ہے؟ حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے گھر میں جب فاقہ آتا تھا تو آپ سب کو مبارکباد دیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ آج ہم حضور والی بطحا ﷺ کے مہمان ہیں۔ اسے محمدی دور کہتے ہیں۔ پیر حیدر شاہ صاحب جلال پور شریف والے حضور شمس العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضری کے لیے گھر چلے۔ آپ کی حرم مبارک سیدہ طاہرہ سے آپ نے کہا کہ کوئی شے ہے جو حضور شمس العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں نذر کے لیے لے جاؤں۔ انہوں نے کہا پیر کے پیار کے سوا کوئی شے گھر میں نہیں ہے۔ ہاں میں نے تانے کا کچھ سوتر کتا ہوا ہے۔ وہی لے جائیں۔ حضرت پیر حیدر شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے وہ سوتر لیا اور سر پر پگڑی کی طرح باندھ لیا اور چل پڑے۔ حضور شمس العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے تو یہ سوتر سر سے اتارا اور آپ کے قدموں میں رکھ دیا۔ حضور شمس العارفین رحمۃ اللہ علیہ پر وہ وقت وارد ہوا کہ آپ نے اسی وقت حضرت پیر حیدر شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو گلے لگا لیا اور فرمایا ”تیرا تانا میرا بانا قیامت تک چلے گا۔“

اللہ تعالیٰ ہمیں حضور ﷺ کے غلاموں کی پیروی کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین! اول تو ہم اس قابل نہیں ہیں کہ کسی آزمائش میں مبتلا ہوں۔ اگر اللہ تعالیٰ کسی آزمائش میں ڈال دے تو پھر شیخ کامل کا ساتھ نصیب ہو۔ کیونکہ اس کے بغیر عہدہ برا ہونا ممکن نہیں ہے۔ اس

کے بعد نماز جمعہ ادا کی گئی۔ الحمد لله علی ذلك

مجلس نمبر ۳۷

۱۴۰۳ھ ماہ ذوالحجہ کی گیارہ تاریخ

انیس ستمبر ۱۹۸۳ء بروز سوموار

حضورغریب نواز مدظلہ کی خدمت اقدس میں بعداز نماز فجر حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔غلام احمد صاحب، یوسف ہیرو صاحب ودیگر غلام حاضر خدمت تھے۔غلام احمد صاحب نے حضورغریب نواز مدظلہ کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ حضور کرم فرمائیں۔شجرہ شریف جو آپ نے تحریر فرمایا ہے، عطا فرمائیں۔حضورغریب نواز مدظلہ نے فرمایا، درویش بے حد پریشان ہوتا ہے۔سارے جہاں کا درد اس کے سینے میں ہوتا ہے۔لوگ درویش کے پاس آتے ہیں۔اپنا اپنا درد بیان کرتے ہیں۔یہ سب کچھ تحمل سے سنتا ہے۔اگرچہ یہ خود اس قدر پریشان حال ہوتا ہے کہ اگر یہ اپنا درد بیان کردے تو سب لوگ جو اپنے آپ کو مظلوم سمجھتے ہیں۔اپنا گریباں چاک کریں اور چیخیں مارتے ہوئے بھاگ جائیں۔لیکن اس حالت میں بھی درویش کو یہ حکم ہوتا ہے کہ وہ لوگوں کو خوش نظر آئے۔نہایت محبت سے ان سے پیش آئے۔ ان کا قصہ غم تحمل سے سنے اور انہیں سکون وراحت پہنچائے۔درویش سے فائدہ بھی اسی وقت پہنچتا ہے۔جب وہ متاثر ہوجائے۔دنیادار آدمی اور فقیر میں یہی فرق ہے۔درویش اگر کسی کو مصیبت میں مبتلا دیکھتا ہے وہ یہ مصیبت خود پر محسوس کرتا ہے۔یہی بات اس کی دعا کی قبولیت کا باعث بنتی ہے۔انجم یہاں آیا اپنی مشکلات بیان کیں۔پندرہ بیس ان پر جھوٹے مقدمات تھے۔ہر تیسرے روز جیل جاتے تھے۔ اس نے جب اپنی مشکلات بیان کیں تو خدا عزوجل کی قدرت میں فوراً متاثر ہوا۔نتیجتاً دس پندرہ دن میں ہی ان کے تمام آلام ومصائب حضورغریب نواز مدظلہ کے کرم سے دور ہوئے۔اب یہ دربار شریف بیٹھا ہے۔نہ یہ خود آیا ہے نہ ہی میں نے اسے بلایا ہے۔یہ صاحب کا انتظام ہے۔اسے یہاں بٹھا دیا۔اب میں اس کے متعلق ہر وقت پریشان رہتا ہوں۔کہ اسے کوئی تکلیف نہ ہو۔یہ ہر وقت مستی میں رہے اس کے ذہن میں پیچھے کا خیال تک نہ آئے اگر اس کے ذہن میں ایسا ذرہ بھر بھی خیال آتا ہے تو اس کی منزل رکنے کا خطرہ ہے۔

درویش سے فائدہ صرف اسی ہی کو ہوتا ہے جس کی مشکلات درویش کی مشکلات سے کم ہوں۔اگر اس کی مشکلات ذرہ بھر بھی درویش کی مشکلات سے زائد ہوں تو پھر اسے فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔فرض کریں ہم مشکلات کا اندازہ لگانے کے لیے ایک پیمانہ مقرر کرتے ہیں۔یوں سمجھیں کہ اگر درویش کو دس درجے مشکلات ہیں تو اس سے فائدہ صرف اسے ہی پہنچے گا! جس کی مشکلات دس درجے سے کم ہوں۔اگر کسی کی مشکلات دس درجے سے زائد ہوں تو پھر اس کے معاملہ میں درویش بے بس ہوتا ہے۔

اب آپ درویش کی حالت کا اندازہ اس بات سے لگالیں کہ وہ خود پریشان حال ہوتا ہے لیکن اس کی یہی صفت عوام کے لیے فائدہ کا باعث ہوتی ہے۔حضور قلندرغریب نواز مدظلہ جس قدر آلام ومصائب کا شکار تھے، کائنات میں کوئی بھی اتنا پریشان حال نہ ہوگا۔لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ وضعداری کے قائل تھے۔ایک دفعہ اباجی حضور رحمۃ اللہ علیہ حضور قلندرغریب نواز مدظل کی خدمت اقدس مین حاضر ہوئے اباجی حضور کی قمیض کا دایاں بازو کچھ پھٹا ہوا تھا۔حضور قلندرغریب نواز مدظلہ نے یہ دیکھتے ہی فرمایا!''اندر ہون پھٹ تے باہر ہنڈائیے پٹ''انسان کو اپنی وضعداری قائم رکھنا چاہیئے۔

اس کے بعد حضورغریب نواز مدظلہ نے غلام احمد صاحب سے مخاطب ہوکر فرمایا! دنیاداری بھی قائم رکھو۔سب کے حقوق ادا کرو۔ہر ایک سے نہایت محبت سے پیش آؤ۔یہ درست ہے کہ درویش کا تمام جسم زخمی ہوتا ہے۔اگر اس پر کوئی ہاتھ لگائے تو بہت تکلیف ہوتی ہے لیکن درویش کو چاہیئے کہ یہ تکلیف برداشت کرے، مسکرائے۔کسی کو بھی ہاتھ اٹھانے کا موقع نہ دے کہ وہ درویش سے کہہ سکے کہ یہ جب دین کی طرف مائل ہوا ہے تو سب کچھ بھول بیٹھا ہے۔دنیا فراموش کر بیٹھا ہے۔نکما ہوگیا ہے۔درویش کو چاہیئے کہ وہ ایسی حالت میں زیادہ

سے زیادہ کام سرانجام دے۔ تاکہ یہ دنیادار لوگ اسے طعنہ نہ دے سکیں۔ اس کے بعد قریباً ایک بجے دوپہر حضور غریب نواز مدظلہ نے اجازت عام عطا فرمائی۔ الحمد لله على ذلك

مجلس نمبر ۳۸

۱۴۰۳ھ ماہ ذوالحجہ کی تیرہ تاریخ

اکیس ستمبر ۱۹۸۳ء بروز بدھ وار

حضور غریب نواز مدظلہ کی خدمت اقدس میں حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔ جاوید احمد صاحب، فیاض احمد صاحب، سرفراز احمد صاحب و دیگر چند ایک پیر بھائی حاضر خدمت تھے۔

حضور غریب نواز مدظلہ نے فرمایا! حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ حکایت بیان کرتے ہیں کہ ایک عطر فروش نے طوطا پال رکھا تھا۔ یہ طوطا میٹھی میٹھی باتیں کرتا تھا۔ اسے ہر شخص کی پہچان تھی اور ہر ایک کو خوش کرنے کے لیے اس سے باتیں کرتا تھا۔ ایک روز عطر فروش جب دوکان بند کرنے لگا تو اس نے طوطے کو پنجرے میں بند کرنے کی بجائے دوکان میں کھلا چھوڑ دیا اور دوکان کا دروازہ بند کر دیا طوطا پہلے نسبتاً آزاد تھا۔ اس نے جواڑنے کی کوشش کی تو عطر کی شیشیاں گر پڑیں اور ٹوٹ گئیں عطر زمین پر پھیل گیا اور ضائع ہو گیا اگلے دن جب عطار نے دوکان کھولی تو طوطے کی اس کاروائی سے آگاہ ہوا۔ غصے میں آ کر نے طوطے کے سر پر چپت رسید کی۔ طوطے کے سر کی کھال اتر گئی اور طوطا بے ہوش ہو گیا۔ عطار نے سوچا جو نقصان ہونا تھا وہ تو ہو گیا۔ طوطے کو مار کر میں نے برا کیا۔ وہ طوطے کے علاج معالجہ میں مصروف ہو گیا۔ بالآخر طوطا صحت یاب ہو گیا لیکن اب یہ گفتگو نہیں کرتا تھا۔ عطار نے اسے بلانے کی بہت کوشش کی، منتیں کیں، بہانے کئے، لیکن طوطا چپ ہی رہا۔ ایک روز عطار کی دوکان کے سامنے سے ایک ملنگ گذرا جو گنجا تھا۔ جس نے استرے سے سر منڈوا رکھا تھا اور تیل سے اس کا سر چمک رہا تھا۔ طوطے نے اپنی جیسی ہیئت کا ملنگ دیکھا تو فوراً ملنگ سے مخاطب ہو کر کہنے گا۔ میں تو اپنے مالک کی شیشیاں توڑی ہیں۔ اس لیے گنجا ہوا۔ کیا تم نے بھی اپنے مالک کی شیشیاں توڑی ہیں؟

قریباً تین بجے دوپہر حضور غریب نواز مدظلہ نے اجازت عطا فرمائی۔ الحمد لله على ذلك

مجلس نمبر ۳۹

۱۴۰۳ھ ماہ ذوالحجہ کی انتیس تاریخ

سات اکتوبر ۱۹۸۳ء بروز جمعۃ المبارک

قریباً دو بجے دوپہر حضور غریب نواز مدظلہ حجرہ پاک سے مجلس خانے میں تشریف لائے۔ منبر پر رونق افروز ہوئے۔ تلاوت کلام پاک کے بعد آپ نے فرمایا! ایک وقت آیا کہ حضور ﷺ نے مسلمانوں کو ہجرت کا حکم فرمایا۔ ہر ایک مومن حضور ﷺ کے حکم پر چلا۔ گھر بار چھوڑا۔ اولاد کو چھوڑا۔ والدین کو چھوڑا اور مدینہ کو ہجرت کی۔

کیف کی کئی قسمیں ہوتی ہیں۔ یہ کئی رنگ میں ظاہر ہوتا ہے۔ اس کا تقاضا ہوتا ہے کہ یار جس رنگ میں بلائے اسی میں اس کی خدمت میں پیش ہو جائے۔

عرب لوگ پانی کی طرح شراب پیا کرتے تھے۔ حضور ﷺ نور من اللہ تھے۔ آپ ﷺ کو شراب سے پیدائشی نفرت تھی۔

جب حکم الٰہی عزوجل ہوا کہ شراب نوشی نہ ہو تو ان مومنین نے شراب کے مٹکے توڑ دیئے اور شراب گلیوں میں بہا دی۔ یہ بھی کیف تھا،

یار کی مرضی کے سامنے تسلیم بجالائے اور فوراً حکم پر عمل کیا۔ جب رسول پاک ﷺ نے مال و دولت کی قربانی کی دعوت دی تو سب نے لبیک کہا اور مال و زر پیش خدمت کر دیا۔ حضور ﷺ کی خاطر کائنات بنائی گئی تھی۔ آپ ﷺ کے پاس کسی خزانے کی کمی نہ تھی۔ آپ ﷺ نے مال و زر کی قربانی کی دعوت دی تو اس سے مقصود یہ تھا کہ صحابہ کرام علیہ رضوان کے مراتب میں اضافہ کیا جائے۔ ان کا سر فخر سے بلند کیا جائے۔ ان کی شان میں اضافہ کیا جائے۔

فقیر کی حالت بدلتی رہتی ہے۔ یہ روپ بدلتا رہتا ہے۔ ہجرت کا حکم ہوا تو مکہ چھوڑ دیا یار کی خاطر سب کچھ چھوڑ دیا۔ گھر بار چھوڑ دیا۔ اولاد کو چھوڑ دیا۔ والدین کو چھوڑ دیا اور حضور ﷺ کے ہمراہ مدینہ منورہ چلے گئے۔ مشرکین نے، کفار نے مومنین سے یہ سوال پوچھا کہ تم یہ سب کچھ چھوڑ کر کیوں جا رہے ہو؟ مومنین نے جواب دیا کہ ہمیں ہجرت کا حکم ہوا ہے۔ اپنے آقا ﷺ کا حکم بجالا رہے ہیں۔ یہ بھی وجد کی ایک قسم ہے۔

حضور ﷺ (نعوذ باللہ) ان کے محتاج نہ تھے۔ یہ سب کچھ تو ان کے مدارج میں، مراتب میں اضافہ کے لیے تھا۔ خدا عزوجل کی قسم حضور ﷺ کے غلام بھی کسی کے محتاج نہیں۔ کائنات ان کے قدموں تلے ہے۔

انسان کے جسم میں روح ہو تو وہ کام کا ہوتا ہے۔ وہ سب کچھ کرتا ہے۔ جب اس کے جسم کو روح چھوڑ جاتی ہے تو مٹی کا پتلا رہ جاتا ہے۔ جسے لوگ دفنا آتے ہیں۔ روح کے بغیر جسم کچھ بھی نہیں۔ روح نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ اسی طرح مردِ مومن کے دل میں عشق رسول ﷺ ہو تو سب ٹھیک ہے۔ اگر عشق رسول مقبول ﷺ نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ اللہ کرے عشق حبیب ﷺ کم نہ ہو۔ یہ عشق کا تقاضا تھا۔ یہ عشق کے لیے قربانی تھی کہ زر، گھر، اولاد، جو کچھ بھی تھا حاضر کر دیا۔

انسان جب سوچتا ہے، عقل کے کہے پر چلتا ہے۔ مگر جب وہ مستی کی حالت میں دنیاوی نفع و نقصان کو کوئی اہمیت نہیں دیتا۔ اس کی تمنا صرف یہی ہوتی ہے کہ عشقِ رسولِ مقبول ﷺ حاصل ہو تو پھر یقیناً اسے عشقِ رسولِ مقبول ﷺ حاصل ہوتا ہے۔

علامہ اقبال فرماتے ہیں آدمی میں دو طاقتیں ہوتی ہیں۔ عقل اور عشق میں کشمکش جاری رہتی ہے۔ ایک کہتی ہے آگے چل دوسری کہتی ہے پیچھے چل۔ عقل کہتی ہے خود کو بنا، دنیا بنا، عشق کہتا ہے قربان ہو جا۔

کدی نچلا بیٹھ سکھلا دھاگے لاسیں جھلی کدی اٹھاسیں اگ جلاسیں بستر کلی!

جو عاشق ہو وہ تو نفع و نقصان کا سوچتا ہی نہیں۔ وہ تو ہر دم قربان ہوا جاتا ہے۔

اے لے جان میری میرے شاہا لکھ واری قربانی تے ایس جندوی کوئی لوڑ نہ مینوں تو میری زندگانی

لیلیٰ شیرینی تقسیم کر رہی ہے۔ شیرینی سب کو ملی۔ مجنوں بھی قطار میں کھڑا ہے۔ اپنی باری پر لیلیٰ کے سامنے پہنچا۔ لیلیٰ نے اسے دیکھا تو بجائے اسے شیرینی دینے کے اس نے مجنوں کو مارا۔ مجنوں بہت خوش ہوا۔ لوگ کہنے لگے تو کس بات پر خوش ہے؟ لیلیٰ نے تجھے شیرینی دینے کی بجائے مارا ہے اور تو یونہی خوش ہوا جا رہا ہے۔ مجنوں نے کہا لیلیٰ نے مجھے شیرینی نہ دی تو کیا ہوا۔ اس نے مجھے پہچانا تو ہے کہ میں ہی مجنوں ہوں۔ جبھی تو اس نے مجھے مارا ہے۔ میں اسی بات پر خوش ہوں کہ لیلیٰ مجھے جانتی تو ہے، پہچانتی تو ہے۔

جنہیں عشق حاصل ہوا ان کو تو رات کو نیند نہیں آتی۔ ان کی زندگی عجب کشمکش میں گزرتی ہے۔

اسی کشمکش میں گزریں میری زندگی کی راتیں کبھی سوز و ساز رومی کبھی پیچ و تاب رازی

عقل و عشق میں تضاد۔ عقل و عشق کی کشمکش، عقل و عشق کے اثرات پر غور کریں تو ثابت ہوتا ہے کہ سر بلندی عشق کو حاصل ہے۔

عقل گوید بندہ شو آباد شو عشق گوید بندہ شو برباد شو

یار نے کہا شراب نوشی ترک کر دو۔ شراب نوشی ترک کر دی۔ حکم ہوا ہجرت کرو۔ ہجرت کر لی۔ مال و زر کی قربانی کی دعوت دی تو مال و زر کی قربانی دی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مثال لیں۔ سب کچھ آقا کی خدمت میں پیش کر دیا اور کہا۔

پروانے کو چراغ اور بلبل کو پھول بس صدیقؓ کیلئے ہے خدا عزوجل کا رسول ﷺ بس

تاریخ اسلام اٹھا کر دیکھیں۔ کعبۃ اللہ بن رہا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام خود گارا بنا کر لگا رہے ہیں۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام بھی کام میں لگے ہوئے ہیں۔ یادر کھو جو پیر کے آستانے کے گرد نہ گھوم سکے۔ جو مرکز سے منسلک نہ رہے اس کا حج بھی قبول نہیں۔

دنیا کے بتکدے میں پہلا یہ گھر خدا عزوجل کا ہم اس کے پاسباں ہیں یہ پاسباں ہمارا

اس کے بعد نماز جمعہ کی ادائیگی ہوئی۔ اس کے بعد حضور کے غلام مختلف کاموں میں مصروف ہوئے۔ اپنا اپنا حصہ اور مقدر پایا۔ سعادت حاصل کی قریباً پانچ بجے اجازت عام ہوئی۔ الحمد لله علی ذلك

مجلس نمبر ۴۰

۱۴۰۴ھ ماہ محرم الحرام کی ایک تاریخ

آٹھ اکتوبر ۱۹۸۳ء بروز ہفتہ

آج قریباً تین بجکر پنتالیس منٹ پر سہ پہر عجیب واقعہ پیش آیا جو تائید الٰہی کا مظہر اور حضور غریب نواز مدظلہ کی واضح کرامت ہے کہ جس کے ہونے میں کوئی شک یا وسوسہ مطلق نہیں ہو سکتا۔

احقر حضور صاحبزادہ کریم محمد علی جوہر صاحب کی خدمت اقدس میں حاضر تھا۔ بسلسلہ تدریس احقر کو گلبرگ جانا تھا۔ مجلس خانہ میں سائیکل پڑا تھا۔ اٹھا کہ مجلس خانے کی طرف جاؤں کہ اچانک مجلس خانہ کے سامنے محل پاک کی چھت کے قالب کا درمیانی حصہ گر پڑا۔ چند لمحے حیران و ششدر رہا۔ حواس معطل رہے۔ حضور غریب نواز مدظلہ حرم پاک میں کچھ دیر پہلے تشریف لے گئے تھے۔ قالب کے گرنے کی آواز سن کر بدر کالج کے کمرہ نمبر ۳ متصل محل پاک میں فوراً تشریف لائے۔ جناب صاحبزادہ خواجہ محمد علی جوہر صاحب کی خدمت اقدس میں احقر کے علاوہ اور بھی درویش حاضر تھے کچھ دیر تو ہمارے حواس معطل رہے۔ کچھ دیر بعد حواس بحال ہوئے تو ہم جائے وقوعہ کی طرف بھاگے کہ دیکھیں خدانخواستہ کوئی مجروح نہ ہوا ہو۔ کہیں سے آواز آئی کہ فیاض صاحب نیچے گر گئے ہیں۔ جاوید نظامی صاحب اور احقر وہاں پہنچے دیکھا کہ فیاض صاحب پر شہتیریں گری ہیں۔ ان کی صرف گردن نظر آ رہی ہے۔ صاحبزادہ عالی مقام جناب سعادت علی سعدی صاحب فوراً وہیں تشریف لائے۔ فیاض صاحب پر سے شہتیریں اٹھا گئیں۔ فیاض حضور غریب نواز مدظلہ کے کرم سے بالکل صحیح سلامت تھے بلکہ وہ خود ملبہ اٹھانے میں دیگر پیر بھائیوں کی مدد کرنے لگے۔ جس وقت یہ حادثہ پیش آیا اور اس وقت قالب کے متاثرہ حصے پر کوئی نہیں تھا۔ سوائے فیاض صاحب کے حالانکہ اس وقت قالب کی چھت پر قریباً بیس پچیس افراد تھے۔ حادثے سے صرف چند لمحے قبل سب افراد اس متاثرہ حصہ سے دائیں بائیں ہٹ گئے تھے۔ حادثہ کے وقت اس متاثرہ حصہ پر فیاض صاحب تھے ان کے نزدیک ترین جو افراد کھڑے تھے وہ صاحبزادہ عالی مقام جناب عبدالقادر صاحب اور سرفراز صاحب تھے۔ صاحبزادہ موصوف صاحب کا ایک پاؤں متاثرہ حصے پر تھا جب کہ سرفراز صاحب بھی متاثرہ حصے میں اس کے ساتھ متصل حصہ پر کھڑے تھے۔ صاحبزادہ صاحب نے عین وقت پر حاضر دماغی سے کام لیا۔ اپنا توازن برقرار رکھا اور پیچھے ہٹ گئے جب کہ سرفراز صاحب کے بیان کے مطابق انہیں کسی غیبی طاقت نے اٹھایا کر پیچھے پھینک دیا جس پر وہ محفوظ رہے۔ قالب کا نچلا حصہ جو کہ فرش کا ہے اور کافی وسیع و عریض ہے اس پر بھی کوئی نہیں تھا۔ اگر کوئی نیچے ہوتا تو اسے شدید نقصان پہنچنے کا اندیشہ تھا لیکن انتظام حضور کا ایسا تھا کہ نیچے بھی کوئی نہیں تھا حالانکہ اس وقت حرم پاک میں ختم شریف کا دلیہ تقسیم ہو رہا تھا۔ اور بچے دربار شریف کے اس متاثرہ حصے سے گزر کر حرم پاک آتے جاتے تھے۔ غرضیکہ حضور غریب نواز مدظلہ کا انتظام ایسا تھا کہ جس کسی نے یہ واقعہ دیکھا یا سنا ششدر رہ گیا۔

نوٹ: گو یہ ایک واقعہ ہے لیکن روحانیت سے اس کا گہرا تعلق ہے۔ اس لیے ملفوظات کے ساتھ اسے بھی شامل کرلیا ہے۔ الحمد لله علی ذلك

مجلس نمبر ۱۴۱

۱۴۰۴ھ ماہ محرم الحرام کی آٹھ تاریخ

چودہ اکتوبر ۱۹۸۳ء بروز جمعۃ المبارک

قریباً دس بجے رات احقر حضور غریب نواز مدظلہ کی خدمت اقدس میں مجلس خانے میں حاضر ہوا۔ اس وقت حضور غریب نواز مدظلہ کی خدمت اقدس میں ارشاد صاحب لطیف صاحب باوا چک والے اور ایک سائل حاضر تھے۔ گفتار صاحب اور سرفراز صاحب بھی حاضر تھے۔ ارشاد صاحب کے ہمراہ جو سائل حضور غریب نواز مدظلہ کی خدمت میں حاضر تھا۔ اس نے عرض کیا!

میرا نام شہباز ہے میرے پیرومرشد سائیں مہر علی شاہ صاحب نے مجھے ٹالی شاہ کا لقب دیا۔ میرے مرشد اب پردہ فرما چکے ہیں۔ لیکن اب تو انہوں مجھ سے ملاقات نہیں فرمائی۔ میں ہر سال عرس پر گاؤں میں بھی حاضر ہوتا رہا ہوں۔ لیکن کام نہیں بنا۔ ان کے پاس بیٹھ کر بہت رویا ہوں۔ اس شدت سے رویا ہوں کہ دیکھنے والے رو پڑے۔ کئی سال یہ سلسلہ جاری رہا۔ میں ہر سال پیرومرشد کی خدمت میں حاضر ہوکر گریہ زاری کرتا رہا لیکن کچھ نہ بنا۔ حضور غریب نواز مدظلہ نے دریافت فرمایا۔ کیا آپ کو اپنے شیخ کریم کا تصور یاد ہے؟ سائل نے عرض کیا نہیں۔ حضور غریب نواز مدظلہ نے فرمایا ان کا حلیہ کریاد ہو؟ اس نے عرض کیا مجھے صرف اتنا یاد ہے کہ ان کا رنگ گورا اور داڑھی شرعی تھی۔ حضور غریب نواز مدظلہ نے کچھ دیر توقف فرمایا۔ کچھ دیر بعد دریافت فرمایا کہ انہوں ''حق اللہ الصمد'' کا وظیفہ بھی بتایا تھا۔ اس نے عرض کیا! ایک دن میں باباجی کی خدمت میں تھا اور ان کو دو بار ہا تھا کہ باباجی نے مجھے کہا پانی لاؤ۔ میں برتن میں پانی لایا۔ انہوں نے برتن سے چلو بھر پانی کے میرے منہ پر چھینٹے مارے اور باقی پانی مجھے پینے کو کہا۔ میں نے پانی پی لیا۔ باباجی کہا پڑھو ''حق اللہ الصمد'' میں زور زور سے پڑھنا شروع ہوگیا۔ یہ دیکھ کر باباجی بہت خوش ہوگئے۔ حاضرین مجلس سے کہنے لگے دیکھو یہ حکم ماننے میں کچھ تردد نہیں کرتا۔ جیسے کہتا ہوں کرتا ہے۔ ایک نہ ایک دن یہ ضرور نامور ہوگا۔ دو سال ہوئے کہ کوئی شے سانپ کی شکل میں آ کر مجھے ڈراتی تھی۔ میں فوراً ''حق اللہ الصمد'' پڑھنا شروع ہو جاتا تھا۔ اس زور سے میرے منہ سے آواز نکلتی تھی جیسا کہ شیر کے منہ سے۔ محلے والے پریشان ہوگئے تھے اور میرے متعلقین سے کہتے کہ اس کا کوئی علاج کراؤ۔

حضور غریب نواز مدظلہ نے فرمایا! تمہاری ذہنی حالت بھی متاثر ہوئی ہوگی۔ وہ سائل عرض کرنے لگا۔ دہ ماہ قبل تک تو بالکل خراب تھی۔ کچھ یاد نہیں رہتا تھا۔ کسی کی پہچان نہیں تھی۔ اب حالت کچھ صحیح ہے۔ میں اپنے اس مسئلہ کے سلسلہ میں کئی جگہ پہنچا۔ فریاد کی۔ لیکن کوئی میری مدد نہ کرسکا۔ ہمارے میں ایک ڈاکٹر صاحب تھے۔ وہ کسی سے بیعت تھے۔ ایک دن انہوں نے کہا میرے پیرومرشد کے پاس چلو بات بن جائے گی۔ میں ان کے ہمراہ ان کے پیرومرشد کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مسئلہ عرض کیا کہنے لگے ہمارے قریب ہو جاؤ بات بن جائے گی۔ میں ان کے قریب جا کر بیٹھ گیا۔ انہوں نے کہا ہاتھ آگے کرو۔ میں ہاتھ بڑھایا۔ انہوں نے مجھے پڑھنے کو کہا میں پڑھتا گیا۔ یوں انہوں نے مجھے بیعت کرلیا اور مجھ سے کہنے لگے! نماز پڑھو گے؟ میں نے کہا نہیں۔ انہوں نے کہا روزہ رکھو گے؟ میں نے کہا نہیں۔ انہوں نے کہا زکوٰۃ دو گے؟ میں نے کہا کہ توفیق ہوئی تو زکوٰۃ دوں گا۔ میں نے کہا جب تک میرا من صاف نہیں ہوگا میں نماز نہیں پڑھوں گا۔ روزہ نہیں رکھوں گا۔ اس پر انہوں نے مجھے پڑھنے کے لیے بتایا جو میں کافی عرصہ پڑھتا رہا۔ اسی دوران ایک واقعہ ہوا کہ میرا دوست مجھے ملا جو کسی کا مرید تھا وہ مجھے کہنے لگا! شہباز! تمہیں اس راستے پر چلے دس سال ہوگئے ہیں۔ جب کہ مجھے صرف دو ماہ کا عرصہ ہوا ہے۔ لیکن جہاں میں پہنچ گیا ہوں تم اب تک نہیں پہنچ سکے۔ یہ سن کر میں بہت افسردہ ہوا۔ اسی وقت اپنے شیخ کریم کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ قصہ رو رو کر عرض کیا۔ میری حالت دیکھ کر اور میری باتیں سن کر میرے مرشد بھی رو پڑے۔ ہم پیر مرید کافی دیر گریہ زاری کرتے رہے۔ اس واقعہ کے بعد مجھے تسکین کی امید ہوئی کیونکہ مجھے یقین تھا کہ میرے شیخ میرے لیے روئے ہیں بات بن گئی ہے۔ ساری رات میں تجسس میں

رہا کہ ابھی کوئی خواب یا مشاہدہ ہوگا جس میں مجھے کامیابی کی بشارت دی جائے گی۔لیکن ایسی کوئی بات نہ ہوئی میں بالکل مایوس ہوگیا۔اس کے بعد میں اپنے شیخ کریم کی خدمت میں حاضر نہ ہوا کہ ان کی گریہ زاری سے کوئی بات نہیں بنی ہے تو پھر کیسے بات بنے گی۔اگر میں کبھی ان کی خدمت میں حاضر ہوا بھی تو سرسری سا۔کوئی عقیدت نہ رہی۔کوئی لگن نہ رہی۔

حضورغریب نواز مدظلہ نے کچھ دیر بعد فرمایا! آپ کے پہلے شیخ کریم جنہوں نے ''ٹالی شاہ'' کا لقب آپ کو دیا تھا۔وہ اپنے وقت کے قطب تھے اور قلندر تھے۔آپ کی طرف سے کوئی ایسی کمی لگی جس سے وہ ناراض ہوگئے جس کے نتیجہ میں آپ حجابات کا شکار ہوگئے۔ آپ کو جو چیز عطا ہوئی تھی ختم نہیں ہوئی ہے بلکہ چھپ گئی ہے۔ مجھے وہ چیز آپ کی آنکھوں میں نظر آرہی ہے۔بعض فقرا اتنے فراخدل ہوتے ہیں کہ وہ پردہ کرنے کے بعد اپنے مریدین کو خود ہی دوسروں کی سرپرستی میں دے دیتے ہیں۔اور بعض ایسے غیرتمند ہوتے ہیں کہ وہ اس بات کو برداشت نہیں کرتے کہ وہ ان کے مریدین کی طرف دیکھے یا ان کے مریدین کسی کے پاس جائیں۔وہ ہروقت اپنوں کے ساتھ رہتے ہیں۔کبھی بھی انہیں تنہا نہیں چھوڑتے۔آپ کی منزل اس وقت تک نہیں نکل سکتی۔جب تک آپ کے یہ محسن نہ چاہیں۔خواہ کوئی شخص اڑتا ہوا آجائے وہ بھی آپ کی منزل نہیں نکال سکتا۔ باقی رہا بیعت کا مسئلہ تو آپ کی بیعت تو آپ کی بیعت جو کہ آپ نے کسی ڈاکٹر صاحب کے کہنے پر کسی پیر صاحب سے کی تھی وہ صحیح نہیں ہے۔بیعت تو آپ کی اسی شخص سے ہوگی۔ جو آپ کی منزل نکالے۔باقی رہا گریہ زاری کا مسئلہ تو اس سلسلہ میں، میں آپ کو ایک مثال دیتا ہوں۔بچپن میں، میں ایک ہندو لڑکے کے ساتھ ایک مزار پاک کے نزدیک کھیل رہا تھا۔کھیل کے دوران گیند مزار پاک میں چلا گیا۔ ہندو لڑکا مزار پاک میں گیند لینے گیا۔واپس نہ آیا۔کچھ دیر بعد میں بھی مزار پاک میں گیا کہ دیکھوں وہ لڑکا کیوں نہیں آیا۔دیکھا کہ وہ لڑکا مزار پاک کے پاس بیٹھا ہے اور رو رہا ہے۔میں نے اس سے پوچھا کہ تم کیوں رو رہے ہو؟ کہنے لگا کہ آج سے دو ماہ قبل جب کہ شاہ صاحب نے پردہ نہیں فرمایا تھا ایک روز میں یونہی کھیل رہا تھا کہ میرا گیند شاہ صاحب (صاحب مزار) کے پاس چلا گیا۔میں گیند لینے کے لیے شاہ صاحب کے پاس پہنچا۔شاہ صاحب نے نظر اٹھا کر میری طرف دیکھا یوں محسوس ہوا کہ کوئی چیز مجھ میں سرایت کرگئی ہے۔اس کے بعد میں کبھی کبھار شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا۔آج جب میں گیند لینے کیلئے مزار پاک میں پہنچا تو مجھے وہی واقعہ یاد آگیا اور میں رو پڑا۔اس کے بعد حضورغریب نواز مدظلہ نے اس شخص (شہباز) سے فرمایا! میں نے جو واقعہ بیان کیا ہے اس سے تم بخوبی سب بات سمجھ گئے ہوگئے کہ تمہاری دربار شریف پر حاضری اور گریہ زاری کی وجہ کیا ہے۔

ایک وقت آئے گا جب تمہارا ظہور ہوگا۔دس دن بہت دور کی بات ہے۔تمہارے مسئلہ کا حل ہے۔لیکن اصل بات تمہارے محسن، تمہارے مہربان سائیں مہرعلی صاحب کی رضامندی کی ہے۔میں ان سے بات کرلوں۔سب ٹھیک ہوجائے گا۔تم روزانہ ایک تسبیح ''سائیں مہرعلی صاحب شیئاً للہ'' کی پڑھا کرو۔یہ ورد صرف ان کی رضا کے حصول کیلئے اور تمہاری تسکین کے لیے بتایا ہے۔یہ اس مسئلہ کا حل نہیں۔ایک دفعہ میں سائیں مہرعلی صاحب سے بات کرلوں وہ مسئلہ بھی حل ہوجائے گا۔آپ کسی اور دن آئیں اس مسئلہ پر مزید بات ہوگی۔

اس کے بعد حضورغریب نواز مدظلہ نے ارشاد صاحب ،لطیف صاحب اور شہباز صاحب کو اجازت عطا فرمائی۔کچھ دیر بعد ارشاد صاحب دوبارہ حضورغریب نواز مدظلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔عرض کیا! حضور کیا آپ نے مجھے یاد فرمایا ہے؟ حضورغریب نواز مدظلہ نے فرمایا! آواز تو نہیں دی۔دل میں ضرور پکارا تھا۔ارشاد صاحب نے عرض کیا۔''مجھے تو آپ کی آواز مبارک سنائی دی ہے۔'' اس پر حضور غریب نواز مدظلہ نے خاموشی اختیار فرمائی۔کچھ دیر بعد آپ نے فرمایا! یہ آدمی منزل کو پاچکا ہے۔پٹڑی سے اترا ہوا تھا۔ پٹڑی پر چڑھ گیا ہے۔اب چلنا ہی رہ گیا ہے۔اس کے بعد حضورغریب نواز مدظلہ نے ارشاد صاحب کو اجازت عطاء فرمائی۔کچھ دیر بعد آپ نے فرمایا! مجھے کوئی نہ سمجھ سکا۔ہر ایک اپنی اپنی بساط کے مطابق مجھے دیکھ رہا ہے۔

اس کے بعد حضورغریب نواز مدظلہ نے اجازت عام عطا فرمائی اور حجرہ پاک میں تشریف لے گئے۔ الحمد لله علی ذلك

مجلس نمبر ۴۲

۱۴۰۴ھ ماہ محرم الحرام کی نو تاریخ

سولہ اکتوبر ۱۹۸۳ء بروز اتوار

آج دربار شریف کی تعمیر کے سلسلہ میں محل پاک کی چھت کا لینٹر پڑنا تھا۔ ملک پور، باوا چک اور مقامی علاقہ کے پیر بھائی حضور غریب نواز مدظلہ کی خدمت اقدس میں حاضر تھے۔ جن کی تعداد قریباً پچاس تھی۔ قریباً صبح دس بجے اس سلسلہ میں کاروائی شروع ہوئی کام کی تقسیم ہوئی۔ سب مصروف کار ہوئے۔ چھت پر صاحبزادگان عالی مقام جناب سعادت علی سعدی صاحب اور عبدالقادر صاحب نگرانی فرما رہے تھے۔ جب کہ نیچے کنکریٹ کی تیاری اور دیگر امور کی نگرانی صاحبزادہ عالی مقام جناب محمد علی جوہر صاحب فرما رہے تھے۔ یہ سب کام حضور غریب نواز مدظلہ کی ہدایت اور آپ کی نظر کرم کے سامنے سرانجام دیئے جا رہے تھے۔ تیزی سے کام ہو رہا تھا۔ ہر خادم در بار اک نئے جوش، امنگ اور لگن سے کام کر رہا تھا۔ قریباً تین بجے کھانے کے لیے وقفہ کیا گیا۔ زردہ کی دیگ اتاری گئی تھی۔ سب لوگ دربار شریف کے سامنے گراؤنڈ میں حضور غریب نواز مدظلہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ لنگر پاک تقسیم ہوا۔ قریباً چار بجے دوبارہ کام شروع ہوا جو رات بارہ بجے تک جاری رہا۔ اس تمام عرصہ میں کوئی لمحہ ایسا نہیں آیا جب کام میں خادموں کے جوش میں، رفتار میں کوئی سستی آئی ہو۔ بچے، لڑکے، جوان، بوڑھے سب مصروف کار تھے۔ بچے جوانوں سے سبقت لیے جا رہے تھے۔ لڑکے اس تیزی سے حرکت کر رہے تھے، کام کر رہے تھے کہ انہیں دیکھ کر جوش وولولہ پیدا ہوتا تھا۔ جوان تصوف کی تاریخ میں سنہری لفظوں سے ''کاروائی عشق کی جوانی'' کی تاریخ رقم کر رہے تھے۔ جبکہ بوڑھے مثال قائم کر رہے تھے۔ بچوں اور جوانوں کے لیے کہ عشق ہر عمر میں جوان رہتا ہے۔ عشق جوان ہے تو بڑھاپا بھی نہیں رہتا۔ غرضیکہ حضور غریب نواز مدظلہ کا تصرف کامل تھا کہ سب کام تیزی سے ہوا مکمل ہوا۔ قریباً بارہ بجے رات کام تکمیل کو پہنچا۔ سب غلام حضور غریب نواز مدظلہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے رات کے لیے پلاؤ کی دیگ اتاری گئی تھی۔ لنگر پاک تقسیم ہوا اس کے بعد حضور غریب نواز مدظلہ نے اجازت عام عطا فرمائی۔

جب مجلس برخاست ہوئی تو سب ہشاش بشاش تھے۔ جس کسی سے بھی گفتگو ہوئی اس نے یہی کہا آج بالکل تھکن محسوس نہیں ہوئی۔ ہم حیران ہیں کہ ہم میں یہ تیزی اور پھرتی کہاں سے آ گئی، ہم نے اتنا کام کیسے کر لیا۔ یہ سب حضور غریب نواز مدظلہ کے کرم اور تصرف سے تھا۔

نوٹ: آج کا دن ہمارے لیے روحانیت کے عظیم درس پر مشتمل ہے۔ اسلئے یہ سب کاروائی محفوظ کر لی ہے۔ الحمد لله على ذلك

مجلس نمبر ۴۳

۱۴۰۴ھ ماہ محرم الحرام کی اکیس تاریخ

اٹھائیس اکتوبر ۱۹۸۳ء بروز جمعۃ المبارک

قریباً ایک بج کر پنتالیس منٹ پر دوپہر حضور غریب نواز مدظلہ حجرہ مبارک سے مجلس خانے میں تشریف لائے۔ سجادہ مقدسہ پر رونق افروز ہوئے۔ آپ نے ارشاد فرمایا میدان کربلا میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی قربانی ناقابل بیان ہے۔

سفینہ چاہیے بحر بیکراں کے لیے

والی ہند غریب نواز حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

شاہ است حسینؓ بادشاہ است حسینؓ

حسین رضی اللہ عنہ شاہ ہیں کائنات کے۔ حسین رضی اللہ عنہ شاہوں کے بھی شاہ ہیں۔ پہلے فرمایا کہ شاہ ہیں۔ پھر فرمایا کہ شاہوں کے بھی شاہ ہیں۔ اولیاء اللہ عزوجل دنیاوی شاہ مراد نہیں لیتے بلکہ وہ انہیں شاہ مانتے ہیں جن کے دائیں کندھے کے ساتھ حضور ﷺ ہوں۔ شانِ امام حسین رضی اللہ عنہ کیا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ کی شان ناقابل بیان ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی سواری ختم المرسلین والی دوجہاں حضرت محمد ﷺ کے کندھے مبارک ہیں۔ حضور ﷺ کی سواری مبارک براق ہے لیکن آپ رضی اللہ عنہ کی سواری اس ذات بابرکات کے کندھے مبارک ہیں جو کہ

حسنِ یوسفؑ دمِ عیسیٰؑ یدِ بیضا داری آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہاداری

ان کے بعد حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

دین است حسینؓ دین پناہ است حسینؓ

ارشاد باری تعالیٰ ہے ”اے میرے پیارے محبوب ﷺ میں نے تم پر دین مکمل کر دیا ہے۔ دین مکمل ہوا تو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی وجہ سے۔ دین میں سے حسین رضی اللہ عنہ کو نکال دیں تو کچھ نہیں رہتا۔ شریعت، طریقت، روحانیت، عزم، شرف نبوت، ولایت غرضیکہ کائنات کی حقیقت حسین رضی اللہ عنہ سے ہے۔ دین کی انتہا میدان کربلا میں نیزے کی نوک پر حسین رضی اللہ عنہ کے سر مبارک سے ہوئی۔

دین کا سہارا بھی حسین رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ دین کو سہارا نہ دیں تو یہ گر جائے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

قتل حسینؓ اصل میں مرگِ یزید ہے اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ہم اپنے محبوب بندوں کی آزمائش لیتے ہی، انہیں آلام ومصائب میں مبتلا کر کے لیکن

نبی ﷺ کے نام لیوا غم سے گھبرایا نہیں کرتے زباں پہ شکوہ رنج و الم لایا نہیں کرتے

اس کے بعد حضور غریب نواز فرماتے ہیں۔

سردار نہ داد دست در دست یزید

سر دے دیا لیکن اپنا ہاتھ یزید کے ہاتھ میں نہ دیا۔

حضور غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے کروڑ سے اوپر مسلمان کئے۔ جن کی برکت سے پاکستان ہے۔ جن کے صدقے سے مساجد کی رونق ہے، قسم کھا کر کہتے ہیں۔ کہتے ہیں مجھے اللہ پاک کی قسم ہے کہ

حقا کہ بنائے لا الہ است حسینؓ

میرا مقصد تعریف بیان کرنا نہیں ہے۔ میرا مقصد تو نواسہ رسول ﷺ کے در سے بھیک مانگنا ہے۔ آؤ بھیک مانگیں ایمان کی، عشق کی۔ ایمان کی مضبوطی چاہتے ہو تو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے گھر سے سبق حاصل کرو۔

میدان کربلا میں ۷۲ لاشیں پڑی ہیں۔ شریعت کے اصولوں کی تصویر، حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ جو کہ بیمار ہیں، ان کے ہاتھوں اور پاؤں میں بیڑیاں پڑی ہیں وہ مدینہ کی طرف رخ کر کے کہتے ہیں

”اے بادِ صبا آج تو مدینہ میں والی دوجہاں ﷺ کے پاس جا۔ والی دوجہاں ﷺ کی خدمت میں دست بستہ سلام عرض کر اور بتا کہ زین العابدین رضی اللہ عنہ پر کیسا وقت آیا ہے۔ عرض کر کہ گناہ گاروں کے شفیع آجاؤ۔“

یہ سلام کون کہتے ہیں؟ یہ سلام فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہ کے لال۔ دختر رسول ﷺ سے تربیت پانے والے امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کہہ رہے ہیں۔ اب بھی سلام جاتا ہے۔ حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

خواجہ نظام الدین اولیاء بدایونی ثم الدہلوی رحمۃ اللہ علیہ

التوفی ۷۲۵ھ ۱۳۲۵ء

صبا بسوئے مدینہ روکن، ازیں دعاگو سلام برخواں بگرد شاہ مدینہ گردو بصد تضرع پیام برخواں

بنہ بچندیں ادب طرازی ، سرارادت بخاک آں کو　صلوٰۃ وافر بروح پاک جناب خیرالانام ﷺ برخواں

بہ باب رحمت گہے گزر کن، بہ باب جبریل علیہ السلام گہہ جبیں سا　سلام ربی علی نبی ﷺ گہے بہ باب السلام برخواں

بہ لحن داؤد ہمنوا شو بہ نالہ درد آشنا شو　بہ بزم پیغمبر ایں غزل را ، زعبد عاجز نظام برخواں

اس کے بعد حضور غریب نواز مدظلہ نے یہ شعر ارشاد فرمایا

پابند ہمیں ہیں وہ تو پابند نہیں ہے　جبہ بدلا ہے فقط محبوب کی صورت نہیں بدلی

اس کے بعد نماز جمعہ حضور غریب نواز مدظلہ کی اقتداء میں ادا کی گئی۔ بعد از نماز جمعہ اجازت عام ہوئی۔ الحمد لله علی ذلك

مجلس نمبر ۴۴

۱۴۰۴ھ ماہ محرم الحرام کی اٹھائیس تاریخ

چار نومبر ۱۹۸۳ء بروز جمعۃ المبارک

قریباً دو بجے دوپہر حضور غریب نواز مدظلہ حجرہ مبارک سے محل پاک میں تشریف لائے۔ یہ پہلا جمعۃ المبارک تھا جو محل پاک کی چھت کے نیچے ادا کیا گیا۔ حضور غریب نواز مدظلہ منبر پر رونق افروز ہوئے۔ تلاوت کلام پاک کے بعد آپ نے فرمایا! عجز و نیاز مومن کا کمال، فقر کی حقیقت ہے، نبوت کی فضیلت ہے۔ کائنات میں سب سے بڑی چیز عجز و نیاز ہے۔ جب انبیاء پر نبوت نازل ہوئی تو اس وقت انہیں انتہائی عاجزی حاصل تھی۔ یہی عجز و نیاز انسان کو آسانی سے حاصل نہیں ہوتا۔ اگر انسان میں عاجزی آجائے تو پھر وہ کوئی برائی نہیں کرتا۔ کوئی خرابی نہیں کرتا۔ عجز و نیاز خانقاہوں سے حاصل ہوتا ہے۔ سب کام عبادات سے ممکن ہیں لیکن عشق رسول ﷺ فقرا سے حاصل ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فقراء کی خدمت میں بادشاہ بھی حاضر ہوئے۔

جب حضور ﷺ معراج کی شب خداوند جلیل سے ہمکلام ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا! اے میرے محبوب! آپ میرے لیے کیا تحفہ لائے ہیں۔''

یاد رکھیں دنیا کائنات کی ہر خوب صورت شے حضور ﷺ کی خاطر بنائی گئی ہے۔

سلام لاکھوں اس نور پہ جس کے صدقے میں نور پیدا ہوا

سورج کی روشنی، چاند کی چاندنی، ستاروں کی چمک، حضرت یوسف علیہ السلام کا حسن حضور ﷺ کے باعث ہے۔ کائنات کا کوئی حسن ایسا نہیں جس کی وجہ آپ ﷺ نہ ہوں۔

حسن یوسف علیہ السلام دم عیسیٰ علیہ السلام ید بیضا داری　آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

یاد رکھیں فکر انسان کے بس میں نہیں یہ رحمٰن اور شیطان کے بس میں ہے۔ فکر انسان کو ہر طرف موڑتی ہے۔ یہ انسان کو برائی کی طرف بھی موڑتی ہے اور اچھائی کی طرف بھی۔ سب کچھ بس میں ہے لیکن فکر انسان کے بس میں نہیں۔ فکر بفضل الٰہی درست ہوتا ہے۔ فقیر کے باعث فکر درست ہوتا ہے۔ آپ دیکھ لیں سوچ سب کام کرتی ہے۔ سوچ کہتی ہے سینما میں چلو۔ سوچ کہتی ہے مسجد میں چلو۔ سوچ میں آتا ہے کہ سلام پڑھو۔ ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو جاتا ہے اور بحضور سرور کائنات ﷺ پر سلام پیش کرتا ہے۔ فکر کی پرواز اللہ تعالیٰ کے کرم سے حاصل ہوتی ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے پیارے محبوب ﷺ! آپ میرے لیے کیا تحفہ لائے ہیں۔ تو آپ ﷺ دوزانو بیٹھ گئے اور فرمایا کہ کوئی چیز ایسی کائنات میں نہیں ہے جو تیرے خزانے میں نہ ہو۔ تو ہی ہر شے کا مالک ہے۔

سروری زیبا فقط اس ذات بے ہمتا کو ہے　حکمراں ہے اک وہی باقی بتان آذری

غرور، حکمرانی خداعزوجل کے لیے ہے۔ جب کہ عجز حضور ﷺ کے لیے ہے۔ عجز مردِ مومن کو دربار رسالت سے عطاء ہوتا ہے تو۔

کوئی اندازہ کرسکتا ہے اس کے زور بازو کا!! نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

عاجز مردِ مومن مخلوق خداعزوجل کا عطاء کردہ عجز اور درد دل تقسیم کرتا ہے۔

تمنا درد دل کی ہے تو کر خدمت فقیروں کی !! نہیں ملتا ہے یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں کی

پڑھا لکھا آدمی بغیر عشق کے جاہل ہوتا ہے۔ لیکن جس کے دل میں عشق سما جائے وہ جاہل نہیں رہتا۔ وہ ایسی باتیں بیان کرتا ہے، ایسے نکتے بیان کرتا ہے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ حضور سرور کائنات ﷺ دوزانوں بیٹھ کر پڑھنے لگے۔

التحیات للّٰہ و الصلوات و الطیبات

ترجمہ: میری تمام بدنی، زبانی اور مالی عبادتیں صرف تجھ اللہ عزوجل ہی کے واسطے ہیں۔

محمدی عجز سے رتبہ حاصل کرتے ہیں۔ اول بھی عجز و نیاز ہوتا ہے اور انتہا بھی عجز و نیاز ہوتا ہے۔ جوں جوں مراتب میں اضافہ ہوتا ہے ان کی عاجزی میں بھی اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ بالکل اسی طرح جس طرح ٹہنی کو پھل لگے تو یہ جھکتی ہے۔ اللہ عزوجل کے بندے عاجز ہوتے ہیں۔ ان کے پاس بیٹھنے والے عاجز ہوتے ہیں۔ یہ درد یہ عجز انسان کو شیخ کریم سے عطا ہوتا ہے۔ جب حضور ﷺ یہ نذرانہ پیش کر چکے تو فرمایا کہ میری طرف سے یہ تحفہ قبول ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

السلام علیک ایھاالنبی ورحمۃاللہ وبرکاتہ

ترجمہ: ہر قسم کی سلامتی، اللہ عزوجل کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں آپ پراے نبی ﷺ۔

اس موقع پر حضور ﷺ نے پھر اپنی گناہکار امت کو یاد فرمایا اور اس کو اپنے ساتھ ملا کر اس طرح عرض کیا

السلام علینا وعلی عباداللہ الصالحین

ترجمہ: اللہ عزوجل کی سلامتی ہم پر (ہماری ساتھ ہماری گناہگار امت پر بھی) اور اللہ عزوجل کے نیک بندوں پر۔

یہ سن کر سب فرشتے بیک زبان بول اٹھے

اشھدان لاالہ الا اللّٰہ و اشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ

ترجمہ: ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد ﷺ اور اللہ تعالیٰ کے سچے بندے اور رسول ہیں۔

یہ سلام سب بھیجتے ہیں۔ یہ سلام اب بھی بھیجا جاتا ہے اور یہ سلام پہنچتا بھی ہے۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لال کہتے ہیں۔

امام زین العابدین رضی اللہ عنہ، علی السجاد بن الحسین رضی اللہ عنہ

المتوفی ۹۴ھ ۷۱۲ء

ان نلت یا ریح الصبا یوما الی ارض الحرم
اے باد صبا اگر تیرا گزر سرزمین حرم تک ہو
بلغ سلامی روضۃ فیھا النبی المحترم
تو میرا سلام اس روضہ کو پہنچا جس میں نبی محترم تشریف فرما ہیں
من وجھہ شمس الضحی من خدہ بدر الدجی
وہ جن کا چہرہ انور مہر نیمروز ہے اور جن کے رخسار تاباں ماہ کامل
من ذاتہ نور الھدی من کفہ بحر الھمم
جن کی ذات نور ہدایت ہے، جن کی ہتھیلی سخاوت میں دریا
قرانہ برھاننا نسخا لا دیان مضت

اُن کا (لایا ہوا) قرآن ہمارے لیے واضح دلیل ہے، جس نے ماضی کے تمام دینوں کو منسوخ کردیا

اذجآء نا احکامہ کل الصحف صار العدم
جب اس کے احکام ہمارے پاس آئے تو (پچھلے) سارے صحیفے معدوم ہوگئے

اکبادنا مجروحة من سیف ہجر المصطفے
ہمارے جگر زخمی ہیں فراقِ مصطفےٰ ﷺ کی تلوار سے

طوبیٰ لاھل بلدة فیھا النبی المحتشم
خوش نصیبی اس شہر کے لوگوں کی ہے جس میں نبی ﷺ محتشم ہیں

یالیتنی کنت کمن یتبع نبیا عالما
کاش میں اس طرح ہوتا جو نبی کی پیروی علم کے ساتھ کرتا ہے

یوما ولیلا دائما وارزق کذالی بالکرم
دن او ر رات ہمیشہ (اے خداعزوجل) یہی صورت اپنے کرم سے عطا فرما

یارحمة اللعالمین انت شفیع المذنبین
اے رحمت عالم آپ گنہگاروں کے شفیع ہیں

اکرم لنا یوم الحزین فضلا و جودا والکرم
ہمیں قیامت کے دن فضل و سخاوت اور کرم سے عزت بخشئے

یا رحمة للعالمین ادرک لزین العابدین
اے رحمت عالم زین العابدین کو سنبھالئے

محبوس ایدی الظالمین فی الموکب والمزدحم
وہ ظالموں کے ہاتھوں میں گرفتار حیرانی و پریشانی میں ہے

سخی تو مشکل وقت میں بھی اپنوں کو نہیں بھولتے۔ وہ جب اپنے لیے مانگتے ہیں تو ساتھ ان کے لیے مانگتے ہیں۔

خدا جانے وہ کہاں سے لے کہاں تک ہے وہیں تک دیکھ سکتا ہے نظر جس کی جہاں تک ہے

حضور ﷺ ہر جگہ موجود ہیں۔ تمہاری آنکھ ہی دیکھنے والی نہیں ہے ورنہ وہ تو ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں۔ اگر تمہارے سامنے ٹی وی پر عیسائی، یہودی، کافر آ جائے تو تسلی ہو جاتی ہے۔ یقین رکھو کہ حضور ﷺ ہر جگہ موجود ہیں۔

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ پکارتے ہیں۔

بوہڑ عربی سیدا ہن کرتی دیاں کاریاں ہجر وچ عاجز نمانی کر دی رہندی زاریاں

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

زین العابدین رضی اللہ عنہ کے حال پر رحم کروائے رحمت اللعالمین ﷺ

سانوں تے تاج سکندری اے خواجہ دھوڑ تہاڈے جوڑیاں دی

حضور خواجہ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کافر کو کفر دے دو۔ دیندار کو دین دے دو۔ عطار کے دل کو اپنی محبت کا اک ذرہ عطا فرمادو۔

کفر کافر را و دین دیندار را ذرہ دردت دل عطار را

نہ طالب ہوں زر کا نہ زر دار کا میں عاشق ہوں دلبر کے رخسار کا

جیں دل عشق سمانا نا ہیں کتے اوس تھیں چنگے مالک دے در راکھی کردے صابر بھکھے ننگے

اللہ تعالیٰ ہمیں فقیروں کے کتوں کا غلام بننے کی توفیق عطا فرمائے اور عجز و محبت عطا فرمائے (آمین)۔ الحمد لله علی ذلك

مجلس نمبر ۴۵

۱۴۰۴ھ ماہ صفر کی تیس تاریخ

چھ دسمبر ۱۹۸۳ء بروز منگل وار

حضور غریب نواز مدظلہ حجرہ مبارک میں تشریف فرما تھے۔ احقر کو حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔ درویش غلام احمد، درویش سرفراز احمد، درویش فیاض احمد اور ایک مزدور حاضر خدمت تھے۔ حضور غریب نواز مدظلہ ذکر میں مشغول تھے۔ حضور غریب نواز مدظلہ سورۃ کوثر، سورۃ اخلاص، الحمد شریف تلاوت فرما رہے تھے۔ چائے آئی حضور غریب نواز مدظلہ نے اپنے دست اطہر سے ایک کپ میں چائے ڈالی اور اس مزدور کو دے دی۔ اس کے ساتھ ہی آپ نے درویش سرفراز احمد کو انگوٹھا دکھایا۔ آپ کا چہرہ مبارک پر تبسم تھا۔ کچھ دیر بعد آپ نے احقر سے فرمایا! کوئی خواب دیکھا؟ میں نے عرض کیا حضور آج صبح دیکھا ہے کہ میں ایک چھت پر کھڑا ہوں۔ میری والدہ صاحبہ ایک لڑکے کو لاتی ہیں اور کہتی ہیں اسے دیکھو کہ اسے کیا مرض ہے؟ میں چھت سے نیچے اتر آیا۔ اس لڑکے کی نبض دیکھنے کے لیے اس کا ہاتھ پکڑا۔ فوراً مجھے محسوس ہوا کہ یہ لڑکا یا تو خود شیطان ہے یا اس میں شیطان ہے۔ اس لڑکے کو دورہ پڑ گیا اور وہ مجھ سے چمٹ گیا میں لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھنا شروع ہو گیا لیکن وہی حالت رہی۔ اس کے بعد میں نے آپ کا تصور کیا تو فوراً حالت صحیح ہو گئی اور میری آنکھ کھل گئی۔

حضور غریب نواز مدظلہ نے فرمایا! لاحول شیطان کو بھگانے کے لیے پڑھا جاتا ہے۔ لیکن لاحول پڑھنے سے بھی شیطان دفع نہ ہوا بلکہ تصور کرنے سے بھاگ گیا۔ تصور بہت عظیم شے ہے۔ تصور میں بہت طاقت ہے۔

کچھ دیر آپ ذکر میں مصروف رہے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا: درویش کا فعل پر از حکمت ہوتا ہے۔ ایک دن حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ آپ کی خدمت میں بہت سے لوگ حاضر تھے۔ ایک آدمی آیا جس کی بغلوں میں دو کتے تھے۔ حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا بہت ادب فرمایا۔ ان کی خدمت کی۔ لوگوں نے اس آدمی کے جانے کے بعد نکتہ چینی کی۔ کہنے لگے یہ صاحب مسجد میں کُتے لے کر چلے آئے۔ کتے تو ناپاک ہوتے ہیں۔ انہیں مسجد میں نہیں لانا چاہئے۔ حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا وہ آدمی حضرت الیاس علیہ السلام تھے۔ اور دونوں کُتے خنّاس، مناس تھے جنہوں انہوں نے کتوں کی شکل میں لا کر قابو کر رکھا تھا۔ یہ سن کر سب چپ ہو گئے۔

اسی طرح حضرت مادھولال حسین شراب نوشی کرتے تھے۔ کسی نے اعتراض کیا تو انہوں نے اپنی شراب کی صراحی الٹ دی لوگوں نے دیکھا کہ صراحی میں شراب نہیں تھی بلکہ رنگ دار لسی تھی۔

درویش کے ہر فعل اور ہر بات میں قدرت حکمت پوشیدہ رکھتی ہے۔ بظاہر یہ فعل اور بات معمولی محسوس ہوتی ہے لیکن اس میں کوئی راز پوشیدہ ہوتا ہے اور یہ پُر از حکمت ہوتی ہے۔

کچھ دیر حضور غریب نواز مدظلہ ذکر میں مصروف رہے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا! دو چیزیں کبھی اکٹھی نہیں رہ سکتیں۔ آگ اور پانی۔ اسی طرح شیطانیت اور رحمانیت اکٹھی نہیں رہ سکتیں۔ جب شیطانیت ہو تو رحمانیت نہیں ہوتی۔ لیکن جب رحمانیت آجائے تو شیطانیت چلی جاتی ہے۔ جو ہستی انسان کی ذات پر چھائی ہو وہ شیطانیت کو قابو میں کر کے اسے ساتھ ساتھ رکھتی ہے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا انگوٹھا دکھایا جائے تو اس سے عموماً یہ مراد لیا جاتا ہے کہ میں تمہیں کچھ بھی نہیں دوں گا۔ لیکن یہ مطلب صحیح نہیں ہے۔ انگوٹھا نور من اللہ ہے یہ کہا جاتا ہے کہ جب بچہ انگوٹھا چوس رہا ہو تو اس وقت انگوٹھے سے دودھ جاری ہوتا ہے جسے وہ بچہ پیتا ہے۔

قریباً آٹھ بج کر تیس منٹ پر حضور غریب نواز مدظلہ نے اجازت عام فرمائی۔ الحمد لله علی ذلك

مجلس نمبر ۴۶

۱۴۰۴ھ ماہ ربیع الاوّل کی تین تاریخ

نو دسمبر ۱۹۸۳ء بروز جمعۃ المبارک

حضور غریب نواز مدظلہ حجرہ مبارک سے محل پاک میں تشریف لائے۔ منبر پر رونق افروز ہوئے۔ پارہ نمبر ۳۰ میں سے سورۃ الانشراح کی تلاوت کے بعد آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں فرمایا ہے کہ ”اے میرے محبوب ﷺ ہم نے تمہارا سینہ کھول دیا ہے۔“ حضور ﷺ کا سینہ مبارک (نعوذ باللہ) تمام انسانوں سا نہیں تھا۔ بلکہ آپ کا سینہ مبارک ایسا کھلا ہوا سینہ تھا کہ کائنات کی، ارض وسما کی کوئی سے بھی آپ ﷺ کی نظروں سے پوشیدہ نہیں تھی۔ ہر شے آپ ﷺ کی نظروں کے سامنے تھی اور آپ ﷺ ہر بات سے آگاہ باخبر تھے۔ انسان اشرف المخلوقات ہے۔ انسانوں میں سے اشرف انبیاء ہیں نیک بندے ہیں۔ حضور ﷺ سب نبیوں کے سردار ہیں، محبوب رب دو جہاں ہیں۔ آپ ﷺ کی وسعت نظری اور آپ ﷺ کا علم بے اندازہ ہے، لامحدود ہے۔

حضرت سلمان علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے پرندوں پر حکومت بخشی ہے۔ آپ علیہ السلام کی خدمت میں مختلف پرندے حاضر تھے۔ آپ علیہ السلام نے ان سے ان کے ہنر پوچھے۔ ہُد ہُد نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے دیدہ بینا عطا کیا ہے دوران پرواز بلندیوں سے بھی میں سمندر کی گہرائی میں خشخاش کا دانہ دیکھ لیتا ہوں۔ کوّا بھی وہیں موجود تھا۔ اس نے یہ بات سنی تو حسد میں گرفتار ہوا۔ کہنے لگا یہ ہدہد غلط کہتا ہے۔ اس کی نظر اتنی تیز نہیں۔ اگر اس کی نظر اتنی تیز ہو تو پھر کسی شکاری کے جال میں کیوں پھنسے۔ ہدہد کہنے لگا مجھے صرف قضا کے وقت نظر نہیں آتا۔ اگر میرا وقت مرگ آ گیا ہو تو پھر مجھے نظر نہیں آتا۔ اللہ تعالیٰ نے ایک پرندے کو نظر کی اتنی تیزی بخشی ہے۔ نگاہ مرد مومن کی وسعت کا تو اندازہ بھی نہیں لگایا جا سکتا۔

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

بلاد اللہ ملکی تحت حکمی
ووقتی قبل قلبی قد صفالی

اللہ تعالیٰ کے جتنے ملک ہیں سب میرے محکوم ہیں اور میرا وقت میرے دل کی پیدائش سے پہلے ہی صاف تھا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جمعۃ المبارک کا خطبہ دے رہے ہیں۔ اچانک پکارتے ہیں ”ساریہ پہاڑی کے پیچھے دیکھو“ آپ رضی اللہ عنہ کی یہ آواز شام کے ان پہاڑوں میں سنائی دی گئی۔ جہاں کہ آپ رضی اللہ عنہ کی بھیجی ہوئی فوج مصروف جہاد تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ کی آواز سن کر مجاہدین محتاط اور باخبر ہوئے اور انہوں نے پہاڑی کے پیچھے سے آنے والے دشمنوں سے اپنا بچاؤ کیا۔ یاد رکھیں اللہ تعالیٰ کے حبیب سب کچھ جانتے ہیں۔ ان کی قوت نظر ان کے علم کا کوئی بھی اندازہ نہیں کر سکتا۔

پشاور کے ایک پٹھان کو جو کہ صاحب کشف تھا، بذریعہ کشف پتہ چلا کہ وقت کے غوث الاعظم پنجاب کے علاقہ سیال کے ایک بزرگ ہیں۔ وہ شخص وقت کے غوث الاعظم خواجہ شمس العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کرنے کے لیے چل پڑا۔ وہ ایک جنگل سے گزر رہا تھا کہ ایک شیر اس پر حملہ آور ہوا۔ فوراً پکار اٹھا! اے سیالوں کے غوث مدد۔

اس وقت خواجہ شمس العارفین رحمۃ اللہ علیہ وضو فرما رہے تھے۔ ایک غلام انہیں وضو کرا رہا تھا۔ خواجہ شمس العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے وہ لوٹا غلام سے تیزی سے چھینا اور کسی ان دیکھی چیز کو مارا۔ لوٹا ٹوٹ گیا۔ اس کے ٹکڑے غلام نے اکٹھے کر کے سنبھال لیے۔ کچھ ٹکڑے غائب ہو گئے تھے جن کے بارے میں پتہ نہ چل سکا کہ یہ کیسے غائب ہو گئے۔

ادھر جب اس شخص نے مدد کے لیے پکارا تو اس نے دیکھا کہ کسی طرف سے ایک لوٹا آ کر شیر کے ماتھے پر لگا جس سے شیر مر گیا۔ اس شخص نے لوٹے کے ٹکڑے اکٹھے کئے اور چل پڑا۔ حضور غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تلاش میں وہ سیالکوٹ پہنچا۔ وہیں سے سیال شریف کا پتہ چلا۔ وہ سیال شریف پہنچا۔ حضور شمس العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ اور تمام واقعہ کہہ ڈالا وہ غلام بھی وہیں حاضر تھا۔ اسے وضو والا واقعہ یاد آ گیا۔ وہ لوٹے کے جمع کئے ہوئے ٹکڑے لے آیا اور ان ٹکڑوں سے ملایا جو اس آدمی نے دکھائے تھے۔ ان ٹکڑوں سے لوٹا مکمل ہو گیا۔

غلامان محمد ﷺ کے سینے، سینہ بہ سینہ محمد ﷺ سے ملے ہوتے ہیں۔ نہیں جانتے کہ غلام محمد ﷺ کے سینے میں مدینہ بھی ہوتا ہے۔

دل کے آئینے میں ہے تصویر یار جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

آپ کو ایک مثال دیتا ہوں۔ ایک جگہ بلب اور تار موجود ہے۔ کوئی اپنا آدمی وہاں کام کر رہا ہے پیچھے سے کرنٹ بند کر دیا جاتا ہے۔ مبادا اس آدمی کو کرنٹ نہ لگ جائے۔ حالانکہ بلب اور تار بھی موجود ہے۔ تار کا کنکشن بھی قائم ہے۔ لیکن وہ بلب اور تار نقصان نہیں پہنچا سکتے کیونکہ ان میں پیچھے سے کرنٹ نہیں چھوڑا گیا۔

اس پٹھان نے پیر سیال کی طرف منہ کر کے، پیر پٹھان کی طرف کر کے، حضور ﷺ کی طرف منہ کر کے نماز نیتی تھی۔ اسے کیسے نقصان پہنچ سکتا تھا۔ حالانکہ نقصان کے اسباب موجود تھے لیکن پیچھے سے کرنٹ بند کر دیا گیا تھا۔

غلامان محمد ﷺ کی نظروں میں کائنات خشخاش کے دانے کے برابر ہوتی ہے۔

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

حضور غریب نواز حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے جس کی طرف دیکھا اس کے لوں لوں سے ذکر جاری ہو گیا۔ رائے پتھورا نے اپنے گرد ہندو جوگی کو حضور غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے مقابلہ کے لیے بھیجا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے نگاہ اٹھا کر دیکھا تو وہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا نام محمد عبداللہ رکھا۔ محمد عبداللہ کو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پانی لینے کے لیے دریا پر بھیجا۔ پتھورا کے سپاہی اسے پکڑ کر پتھورا کے سامنے لے گئے۔ پتھورا نے اسے شہید کر دیا۔ غلاموں نے آ کر حضور غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا کہ پتھورا نے محمد عبداللہ کو شہید کر دیا۔ اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ مصلے پر تشریف فرما تھے۔ یہ سنتے ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ پر وقت وارد ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فوراً کھڑے ہو گئے اور فرما

"ما پتھورا را زندہ بمسلماناں سپردیم"

ہم نے بھی پتھورا کو زندہ پکڑ کر مسلمانوں کے حوالے کر دیا۔ چار مہینے بعد شہاب الدین غوری کے پاس پتھورا گرفتار کر کے لایا گیا اور شہاب الدین غوری نے اس کا سر قلم کر دیا۔

علامہ اقبال فرماتے ہیں کہ ایک دیمک کی ملاقات پروانے سے ہو گئی۔ دیمک نے کئی کتابیں چاٹ لی تھیں لیکن اس پہ کچھ بھید نہ کھلا۔ جب کہ پروانے کے سینے میں آگ تھی، عشق کی گرمی تھی۔

فراق یار نے بے چین رات بھر رکھا کبھی تکیہ ادھر رکھا کبھی تکیہ ادھر رکھا

ہر وقت یار کا خیال رہتا ہے۔ یار کا خیال پیچھا نہیں چھوڑتا۔

جی آیو جی آیو عشقا

ہر حالت میں خیال یار رہتا ہے

آگ تکبیر کی سینوں میں دبی رکھتے ہیں زندگی مثل بلال حبشی رضی اللہ عنہ رکھتے ہیں

دیمک پروانے سے سوال کرتا ہے زندگی کا خیال اچھا ہے کہ یار کا جمال اچھا؟

حضرت علامہ اقبال فرماتے ہیں

فیصلہ تیرا تیرے ہاتھوں میں ہے دل یا شکم　　دل کی آزادی شہنشاہی شکم سامان موت

جن کے سینے میں عشق ہو۔ جو یار کے دروازے پر پڑے ہوں۔

تخت سکندری پر وہ تھوکتے نہیں　　بستر لگا ہوا ہے جن کا تیری گلی میں

دیمک نے پروانے سے کہا میں بہت کتابیں کھا گیا ہوں۔ مجھے کچھ پتہ نہیں چلا تم ہی کچھ بتاؤ۔ پروانے نے دیمک سے کہا کسی پہ مرمٹ کہ تجھ پہ رازِ ہستی آشکار ہو۔

کسی ایسے شرر سے پھونک اپنے خرمن دل کو　　کہ خورشید قیامت بھی ہو تیرے خوشہ چینوں میں

مشائخ کہتے ہیں کہ ''من لیس شیخه فشیخه ابلیس ''جس کا کوئی شیخ نہیں اس کا شیخ ابلیس ہے۔ شیخ کریم کے بغیر مرشد کے بغیر منزل نہیں ملتی۔ جب دیمک سے پروانے نے ایسی باتیں سنیں کہ دیمک بہت کتابیں کھا گیا لیکن اسے سمجھ کچھ نہیں آیا تو پروانہ ہنس پڑا کہنے لگا یہ حکمت کتاب سے نہیں ملے گی۔ عشق زندگی کا راز ہے۔ عشق آ گیا تو سب کچھ آ جائے گا۔ عشق کے بغیر

تیری نماز بے سرور تیرا امام بے حضور　　ایسی نماز سے گزر ایسے امام سے گزر

ہم پروانے تو جل مرنے والے ہیں

شمع جلی پروانے آئے تے لاٹ اتے مرمٹے

حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو گرم ریت پر لٹایا جاتا ہے۔ جب بھی انہیں کوڑا پڑتا ہے کلمہ پڑھتے ہیں۔ یاد رکھیں اپنا آپ بھی بچانا اور یار کو بھی مہمان کرنا یہ دونوں باتیں بیک وقت ممکن نہیں۔

پروانے نے دیمک سے کہا کہ اگر تو سراغ زندگی پانا چاہتا ہے تو پھر کہیں سے کچھ تپش لے آ، مولا کریم سے عشق مانگ۔ وما علینا الا البلاغ المبین۔ اس کے بعد نماز جمعہ ادا کی گئی۔ الحمد لله علی ذلك

مجلس نمبر ۴۷

۱۴۰۴ھ ماہ ربیع الاوّل کی دس تاریخ

سولہ دسمبر ۱۹۸۳ء بروز جمعۃ المبارک

تلاوت کلام پاک کے بعد حضور غریب نواز مدظلہ نے فرمایا الله نور السموات والارض (النور)

مومن کے دل میں نور کا دیا (چراغ) ہے۔ یہ اس طرح چمکتا ہے جس طرح آسمان پہ ستارے۔ جس طرح دیے کو تیل ملتا رہتا ہے۔ اسی طرح اس لیمپ کو بھی تیل ملتا رہتا ہے۔ اس لیمپ پہ شیشہ چڑھا ہوا ہوتا ہے۔ یہ لیمپ تیرے سینے میں یوں لٹکا ہے جس طرح زیتون کے درخت کے ساتھ دیا لٹکا ہوا ہوتا ہے اور اسے مسلسل تیل ملتا رہتا ہے۔ اتنی بڑی نعمت سینے میں ہے پھر احساس محرومی کیوں؟ اے غافل انسان باز آ جا۔ غفلت کو چھوڑ دے اور بدی سے باز آ جا۔

باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ　　گر کافر و گبرو بت پرستی باز آ

باز آ جا رحمت کا دروازہ کھلا ہے۔ یہ درگاہ الٰہی ہے۔ یہ ناامیدی کی درگاہ نہیں ہے۔

ایں درگہ ما درگہ نو میدی نیست　　گر صد بار توبہ شکستی باز آ

جہاں میں اہل ایماں صورت خورشید جیتے ہیں　　ادھر ڈوبے ادھر نکلے ادھر ڈوبے ادھر نکلے

یاد رکھیں کوئی بھی صاحب مقام آدمی ہو خواہ کوئی غوث ہو، قطب ہو ابدال ہو اس کی حالت کبھی بھی ایک جیسی نہیں رہتی۔

کدی نچلا بیٹھ سکھلا دھاگے لاسیں جُلی   کدی اٹھاسیں اگ جلاسیں جُلی بستر کُلی
عقل گوید شاد شو آباد شو   عشق گوید بندہ شو برباد شو
میرے ناشاد رہنے پر اگر تجھ کو مسرت ہے   تو میں ناشاد ہی اچھا مجھے ناشاد رہنے دے

جب تک فہم وادارک سے انسان کام لیتا ہے مسئلہ حل نہیں ہوتا۔ کچھ سمجھ نہیں آتا۔ جب عشق کا سفر شروع ہوتا ہے تو فہم وادارک پیچھے رہ جاتے ہیں۔ فہم وادارک کے مالک انسان کو جب کچھ سمجھ نہیں آتا تو وہ پکار اٹھتا ہے۔

خرد کی گتھیاں سلجھا چکا ہوں یا رب عزوجل   میرے مولا عزوجل مجھے صاحب جنوں کر دے

اصل بات تو عشق کی ہے۔ عشق مصطفےٰ ﷺ کے بغیر زندگی فضول ہے۔ لیکن جب عشق مصطفےٰ ﷺ حاصل ہوتا ہے تو بفضل تعالیٰ ہمیشہ قائم رہتا ہے۔

یہ شمع دین محمدی ﷺ ہے   نہ بجھ سکی ہے نہ بجھ سکے گی

جو سینے میں عشق رسول ﷺ پیدا کرتے ہیں۔ جو آپ ﷺ کا عشق عطا کرتے ہیں وہ اس چراغ محبت وعقیدت کو ہمیشہ روشن رکھتے ہیں۔

جیہڑے دیوے جلا ندے نیں کدے وی بجھنے نئیں دیندے

حضرت خواجہ نظام الدین زری زربفت اولیاء محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دنیادار آدمی کسی کو دور پے دے تو وہ واپس نہیں لیتا۔ خواہ وہ ناراض بھی ہو وہ کبھی بھی دی ہوئی چیز واپس نہیں مانگتا۔ کیا فقیر دیا ہوا واپس لے لے گا؟ نہیں بالکل نہیں فقیر کا بال ہوں۔ خدا عزوجل کی قسم یہ فقیر لوگ جسے ایک بار مدد دیں اسے تمام عمر مدد دیتے رہتے ہیں۔

سینے میں جو نور کا چراغ ہے۔ اس کو عشق محمدی ﷺ سے (aid) اس طرح ملتی ہے کہ یہ ہمیشہ روشن ہوتا ہے۔

یہ شمع دین محمد ﷺ ہے نہ بجھ سکی ہے نہ بجھ سکے گی

اس نورانی چراغ میں ایسا نور ہے جو مشرق سے مل سکتا ہے نہ مغرب سے۔ یہ ایسا نور ہے جو قبر کو بھی روشن رکھے گا اور حشر کو بھی، دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ ہمیں غلام غلامان محمد ﷺ بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اس کے بعد نماز جمعہ ادا کی گئی۔ الحمد لله على ذلك

مجلس نمبر ۴۸

سنہ ۱۴۰ھ ماہ ربیع الاول کی بارہ تاریخ

اٹھارہ دسمبر سنہ ۱۹۸۳ء بروز اتوار

قریباً صبح نو بجے حضور غریب نواز مدظلہ کی خدمت اقدس میں حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔ محفل میلاد مصطفےٰ ﷺ ہو رہی تھی۔ قریباً دس بجے دعائے کی گئی۔ اس کے بعد حضور غریب نواز مدظلہ نے اپنے فرمودات مبارکہ سے مستفید فرمایا۔ آپ کی خدمت اقدس میں ایک پیر بھائی حاضر ہوئے جن کے ہمراہ ایک اور سائل تھا جس کا نام محمد بشیر تھا۔ سلام عرض کرنے کے بعد سائل محمد بشیر نے عرض کیا کہ سپئیر پارٹس کا کام کرتا ہوں۔ کام نہیں چلتا، دعا فرمائیں۔ کرم فرمائیں کہ کاروبار چل پڑے۔ آپ نے فرمایا میرے ابا جی حضور عموماً ایک واقعہ بیان فرمایا کرتے تھے کہ ایک درویش صفت آدمی تھا۔ رزق کی تنگی ہوئی۔ اس نے سوچا کہ در بہ در پھرنے کی بجائے کیوں نہ میں اس کے در پہ گدا کروں جو سب کا داتا ہے۔ اس آدمی نے جنگل میں ایک درخت کے نیچے ڈیرا لگایا اور ذکر الٰہی عزوجل میں مصروف ہوا۔ جب وہ رات کو گھر لوٹا تو اس کی بیوی نے پوچھا کوئی کام ملا ہے، گھر میں بہت تنگی ہے۔ اس آدمی نے کہا کام تو ملا ہے۔ مزدوری کر آیا ہوں۔ اجرت

میرا مالک پہنچا دے گا۔ وہ بہت سخی ہے۔ سب لوگ کہتے ہیں کہ اس نے کبھی بھی کسی کا نہیں رکھا۔ وہ اجرت بھی بہت زیادہ دیتا ہے۔ دوسرے دن وہ پھر اپنے ٹھکانے پہنچا اور عبادت میں مصروف ہوا۔ گھر واپس آیا تو بیوی نے پوچھا کوئی اجرت ملی؟ اس نے کہا اجرت بھی مل جائے گی۔ سب لوگ میرے مالک کی تعریفیں بیان کرتے ہیں۔ تیسرے دن وہ پھر اپنے ٹھکانے پر پہنچا اور مصروف عبادت ہوا۔ گھر واپس آیا بیوی نے پوچھا کیوں آج کوئی اجرت ملی؟ آدمی نے جواب دیا میرا مالک بہت رحیم و کریم ہے۔ اجرت بھی مل جائے گی۔ چوتھے دن وہ پھر اپنے ٹھکانے پر پہنچا اور ذکر الٰہی عزوجل میں مصروف ہوا دریائے رحمت جوش میں آیا، بحکم الٰہی عزوجل فرشتگان بندوں کی شکل میں ظاہر ہوئے اور مال و اسباب سمیت اس آدمی کے گھر پہنچے۔ دروازے پر دستک دی اور کہا کہ ہم وہاں سے آئے ہیں جہاں تمہارا خاوند مزدوری کرتا ہے۔ اس نے یہ مال و اسباب دے کر بھیجا ہے جس کے ہاں تمہارا شوہر ملازم ہے۔ مال و اسباب پکڑا کر وہ فرشتے واپس ہوئے۔ شام کو جب وہ آدمی گھر لوٹا تو اس نے کثیر مال و اسباب موجود پایا۔ بیوی سے پوچھا کہ یہ مال و اسباب کہاں سے آیا؟ وہ کہنے لگی خود ہی سب کچھ بھجوایا ہے اور خود ہی انجان بن رہے ہیں۔

یہ واقعہ بیان فرمانے کے بعد حضور غریب نواز مدظلہ نے فرمایا تین طبقے ہیں۔ ا۔ عام ۲۔ خاص ۳۔ خاص الخاص یہ کلمہ عوام کے لیے نہیں بلکہ خاص الخاص حضرات کے لیے ہے۔

اس کے بعد حضور غریب نواز مدظلہ نے تن بیتی کے سلسلہ میں بیان فرمایا کہ ایک دفعہ ہمارے گھر میں کوئی مال و اسباب نہ رہا سوائے دو آنے کے۔ اس وقت میری عمر سات سال تھی۔ ابا جی حضور بیدار ہوئے تو آپ نے فرمایا گھر میں کچھ ہے۔ پتہ چلا کہ صرف دو آنے ہیں۔ آپ نے وہ دو آنے لے کر میری جیب میں ڈال دیئے اور مجھے ساتھ لے کر چاچڑ شریف حاضر ہوئے۔ ہم وہاں تین دن حاضر رہے۔ واپس آئے تو دیکھا کہ گھر میں سامان خورد و نوش موجود ہے۔ ابا جی حضور نے دریافت فرمایا کہ یہ سب کچھ کیسے مہیا ہوا؟ امی جی حضور نے فرمایا یہ سب کچھ آپ نے ہی تو بھیجا تھا۔ ایک آدمی آیا تھا۔ اس نے گدھے پر لکڑیاں لاد رکھیں تھیں۔ وہ بیس سیر لکڑیاں، گھی، آٹا اور دس روپے آپ کا کہہ کر دے گیا ہے۔

حضور غریب نواز مدظلہ نے فرمایا ہمیں آج تک پتہ نہ چل سکا کہ وہ آدمی کون تھا اس کے بعد حضور غریب نواز مدظلہ نے فرمایا خود میرے ساتھ ایسے واقعات پیش آئے ہیں۔

ایک دفعہ پیرخانے حاضری کے لیے جانا تھا۔ رقم کا کوئی انتظام نہیں تھا۔ ایک آدمی آیا جس نے اچکن پہن رکھی تھی۔ کہنے لگا کہ میں نے سرگودھا میں آپ کے کالج کا اشتہار پڑھا تھا۔ میں منشی فاضل کرنا چاہتا ہوں۔ رہائش اور کھانے کا بھی یہیں انتظام چاہتا ہوں۔ میں نے سوچا کہ سرگودھا میں ہم نے تو کوئی اشتہار نہیں لگوائے۔ ہوسکتا ہے کہ کوئی آدمی وہاں اشتہار لے گیا ہو اور لگا دیا ہو۔ بہرحال میں نے اس آدمی کو اخراجات بتائے جو کہ دوسو روپے بنتے تھے۔ اس آدمی نے مجھے دوسو روپے پکڑائے اور ایک دو دن بعد آنے کا کہہ کر چلا گیا۔ وہ آدمی آج تک واپس نہیں آیا ہے اور نہ ہی اس کا کچھ پتہ چل سکا ہے۔

اسی طرح ایک اور موقع پر دربار شریف حاضری دینا تھی۔ رقم کا کوئی انتظام نہ تھا۔ سوچا کہ صاحب نے بلوانا ہوگا تو خود ہی رقم بھیج دے گا۔ کالج کا وقت گزر گیا۔ دوپہر ایک بجے کا وقت ہوگیا لیکن کوئی تسخیر نہ آئی۔ تھوڑی دیر بعد دیکھا کہ گیٹ کے سامنے ایک کار آ کر رکی اور اس میں سے تین آدمی نکلے۔ وہ دفتر میں بیٹھ گئے۔ میں بھی دفتر پہنچا۔ انہوں نے ایک لڑکے کی طرف اشارہ کر کے کہا اسے آٹھویں میں داخلہ دلوانا ہے۔ اس وقت آٹھویں کی فیس بیس روپے ہوتی تھی۔ چونکہ مجھے تین سو روپے کی ضرورت تھی۔ اس لیے میں نے کہہ دیا کہ تین سو روپے فیس ہوگی۔ انہوں نے رقم کار کی ڈکی میں رکھی ہوئی تھی۔ وہاں سے انہوں نے تین سو روپے نکالے اور مجھے دے دیے۔ اس کے بعد وہ چلے گئے لیکن پھر واپس نہ آئے۔ ہم سب اسی وقت تیار ہو کر دربار شریف حاضری کے لیے روانہ ہو گئے۔

حضور غریب نواز مدظلہ نے فرمایا جس روز حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے گھر فاقہ آتا تھا۔ حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ بہت خوش ہوتے تھے اور کہتے تھے کہ آج ہم محمد رسول اللہ ﷺ کے مہمان ہیں۔

اس کے بعد حضور غریب نواز مدظلہ نے اس سائل سے دریافت فرمایا کہ بیعت کہاں ہے؟ اس شخص نے عرض کیا میری بیعت سلطان صاحب سے ہے۔ جھال خانوانہ میں ایک بزرگ خان صاحب ہیں ان کی خدمت میں اکثر حاضری رہی ہے۔ ویسے سب بزرگوں کی خدمت میں سلام عرض کر دیتا ہوں۔ آپ کرم فرمائیں، کاروبار نہیں چلتا۔

حضور غریب نواز مدظلہ نے فرمایا آپ سحری کے وقت پڑھا کریں:

لاموجود الا الله . لا مقصود الا الله . لا معبود الا الله . لااله الا الله

یہ حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کا بہت بڑا وظیفہ ہے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا ''اللہ ھوٗ'' اور ''اللہ ھُو'' میں بہت فرق ہے۔ اللہ ھو پڑھیں تو جمال آتا ہے۔ مال واسباب آتا ہے۔ اللہ ھو پڑھیں تو پردے ہٹتے جاتے ہیں۔ معرفت حاصل ہوتی ہے۔

آپ نے اس شخص سے فرمایا کہ اگر تم یہ وظیفہ پڑھتے رہے تو دین و دنیا میں کامیابی وکامرانی حاصل ہوگی۔ سامنے شیر آیا تو شیر بھی جھک جائے گا۔

آپ نے فرمایا ایک مثال دیتا ہوں۔ فرض کریں آپ کا کیس سیشن جج کے پاس ہے۔ آپ میرے پاس آتے ہیں، مجھ سے اس سلسلے میں کہتے ہیں۔ میں آپ کو وہ کام نہیں کرسکتا۔ صرف تعلق کی وجہ سے میں سفارش ہی کرسکتا ہوں۔ کام تو وہ سیشن جج ہی کرے گا۔ جس کے سپرد آپ کا کیس ہے۔ اس لیے انسان کہیں بھی حاضری دے وہاں سفارش کے لیے عرض کرے۔ وہ آدمی آپ کے شیخ کریم کے پاس آپ کی سفارش کرے گا۔ کام تو آپ کے شیخ کریم کے ہاتھ میں ہے۔ یاد رکھیں فیض ہوگا تو شیخ کریم سے ہی ہوگا۔ ڈائریکٹ فیض حضرت محمد ﷺ سے بھی نہیں ہوگا۔ یہ مسلم اصول ہے۔ آپ یوں سمجھیں کہ آپ کو ڈپٹی کمشنر سے کام ہے۔ آپ وزیر اعظم کے پاس جاتے ہیں اور اپنا مسئلہ پیش کرتے ہیں۔ وہ وزیر اعظم ڈپٹی کمشنر کو حکم دے گا کہ وہ آپ کا کام کردے۔ پھر بھی آپ کا کام ڈپٹی کمشنر کے ذریعے سے ہی ہوگا۔ میں لاہور جا رہا تھا۔ بس پر سوار تھا۔ بعض اوقات انسان پر واردات نازل ہوتی ہیں۔ میں نے دیکھا کہ دریا کے کنارے پر خشکی کا ایک ٹکڑا ہے۔ جسے دریا سے نکلنے والا نالا سیراب کر رہا تھا۔ میں نے اس خشکی کے ٹکڑے سے مخاطب ہو کر کہا کہ حالانکہ تم دریا کے ہمسائے ہو لیکن تمہیں دریا سیراب نہیں کرے گا۔ تمہیں دریا سے نکلنے والا نالا ہی سیراب کرے گا جو تیرے ساتھ لب جوڑے کھڑا ہے۔ فرض کرو اگر دریا تم پہ کرم کرنے پر آمادہ ہو ہی جائے، کنارے پھاڑ کر تجھے سیراب کرنے کی کوشش بھی کرے تو تم اتنے کثیر پانی سے تباہ ہو جاؤ گے۔ یہاں بلاواسطہ (Direct) کا مسئلہ واضح ہوتا ہے۔ حضور غریب نواز مدظلہ نے فرمایا! میرا مقصد یہ تھا کہ آپ کا عقیدہ صحیح ہو جائے۔ فقیر بھی اسی وقت موج میں آتا ہے جب اس کے سامنے صحیح طالب آئے۔ آپ کا کاروبار بفضل الٰہی عزوجل چل پڑے گا۔ اس کا نہ چلنا بھی حکمت ہے۔

تو ہی ناداں چند کلیوں پر قناعت کر گیا ورنہ گلشن میں علاجِ تنگیِ داماں بھی تھا

اس کے بعد آپ نے ایک واقعہ بیان فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ ابا جی حضور یہ واقعہ بیان فرمایا کرتے تھے کہ حضور قلندر غریب نواز مدظلہ کے ایک دوست میاں صاحب تھے جو کہ ولی کامل تھے۔ ابا جی حضور میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میری بیعت قلندر غریب نواز سے ہے آپ ان سے میری سفارش کردیں۔ یہ سنتے ہی میاں صاحب کھڑے ہوگئے۔ اس وقت ان کے بیس پچیس مرید بھی حاضر تھے۔ میاں صاحب کھڑے ہوئے دیوار کی طرف منہ کیا اور پیشاب کرنا شروع کردیا۔ ابا جی حضور فرماتے ہیں جب میاں صاحب نے ایسا کیا تو میرے دل میں فوراً خیال پیدا ہوا کہ آپ میرے حضور کریم کے دوست ہیں۔ ان باتوں سے مجھے کچھ غرض نہیں نہ ہی ان کا مجھ پر کچھ اثر ہے۔ پیشاب کرنے کے بعد میاں صاحب نے میری طرف دیکھا اور کہا! میں نے تمہاری سفارش کردی ہے۔ تمہارا کام ہو گیا ہے۔

حضور غریب نواز مدظلہ نے فرمایا ابا جی حضور کے دل میں جو خیال پیدا ہوا تھا اس کا تعلق میاں صاحب کے سفارش کرنے سے تھا میاں صاحب نے اس خیال کے مطابق سفارش کی۔ کچھ دیر توقف کے بعد آپ نے فرمایا چمک سورج کی ہوتی ہے جس سے تمام چیزیں چمکتی ہیں اگر کوئی یہ سمجھے کہ یہ اس کی اپنی چمک ہے تو یہ بات صحیح نہیں۔ ایسا سوچنا اس کی نادانی ہے۔

بانسری میں سات سوراخ ہوتے ہیں لیکن یہ اسوقت تک نہیں بجتی جب تک کوئی اس کے ساتھ لب لگا کر اسے بجائے۔
علامہ اقبال فرماتے ہیں۔

مرا بنگر کہ در ہندوستان دیگر نمی بینم برہمن زادہ اے رمز آشنائے روم و تبریز است

میں مٹی تھا مجھے میرے شیخ کریم نے سونا بنا دیا۔ پورے ہندوستان میں میرے جیسا کوئی نہیں ہے کہ میں برہمن زادہ ہوں لیکن میرے سینے سے حضرت محمد ﷺ کے اسم مبارک کی آواز آتی ہے۔ یہ سب کرم میرے مرشد حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔

پیرِ رومی خاک را کسیر کرد از غبارم جلوہ ہا تعمیر کرد

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حمام میں گیا۔ وہاں مجھے مٹی سے خوشبو آئی۔ میں نے مٹی سے پوچھا تو عنبر ہے کہ کستوری۔ مٹی نے جواب دیا نہ میں عنبر ہوں نہ کستوری۔ ہاں البتہ میں نے چند روز اس جگہ بسر کئے ہیں۔ جہاں پھول تھے۔ میں چند روز پھولوں کی صحبت میں رہی ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ مجھ میں سے خوشبو آ رہی ہے۔

یاد رکھیں ظاہری نظام باطنی نظام کی نقل ہے۔ اس فرق کو حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ اس واقعہ کے بیان سے واضح کیا ہے کہ ایک دفعہ بادشاہ کی خدمت می رومی اور چینی کاریگر حاضر ہوئے۔ چینی کاریگروں نے کہا کہ ہم بہت اچھے نقاش اور مصور ہیں۔ رومیوں نے کہا ہم اپنے فن میں ماہر ہیں۔ ہمارے خیال میں یہ چینی ہمارے فن کی نقل کرتے ہیں۔ بادشاہ نے ان سے کہا کہ تم اپنے اپنے فن کا مظاہرہ کرو۔ انہیں ایک کمرہ دیا گیا۔ جس کے درمیان میں پردہ لٹکا کر اس کے دو حصے بنا دیئے گئے۔ چینیوں اور رومیوں نے اپنا اپنا کام شروع کر دیا۔ رومیوں نے ریگمال سے رگڑائی شروع کر دی۔ چینیوں نے نقاشی اور مصوری کا فن پارہ تیار کر لیا۔ رومی بھی اپنے کام سے فارغ ہو گئے۔ درمیان سے پردہ ہٹایا گیا تو بادشاہ اور اس کے ہمراہی یہ دیکھ کر حیران رہ گئے جیسی نقاشی چینیوں نے کی تھی بالکل ویسی ہی نقاشی رومیوں نے بھی کی ہے۔ بادشاہ نے پوچھا یہ کیا ماجرا ہے؟ رومی فن کاروں نے کہا آپ کو چینی فن کاروں کے فن نے مسرور کیا تھا لیکن ہم نے آپ کو مسحور کر دیا۔ ہم نے چینیوں کے نقش پارے کا عکس پیش کیا ہے۔ چینیوں کا فن ظاہر ہے ہمارا فن باطنی ہے۔ ان کے فن کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ لیکن ہمارا فن اک معمہ ہے۔ ہم نے پتھر میں اتنی چمک پیدا کی ہے کہ یہ آئینہ کی مانند عکس پیش کر رہا ہے۔

مولوی اور فقیر میں فرق یہ ہے کہ مولوی کو یہ درس دیا جاتا ہے کہ آنکھیں کھولو اور کتاب پڑھو۔ تقریر کرتے وقت تم یہ سمجھو کہ سب نادان اور کم علم ہیں۔ جب کہ فقیر یہ درس دیتا ہے کہ آنکھیں بند کر، سر کو جھکا، تو یہ سمجھ کہ سب تجھ سے افضل و بہتر ہیں۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا اسی محفل میں سوز و ساز ہوتا ہے جس میں وہ خود تشریف لے آتے ہیں۔ وہ اپنوں کے گھر ہی آتے ہیں۔ درویش کا گھر اس کا اپنا گھر نہیں ہوتا بلکہ ان کا عطا کردہ ہوتا ہے۔ یہ صرف درویش کے لیے پناہ گاہ ہوتا ہے۔

آپ نے فرمایا! بچہ خواہ کسی بھی ملک کا ہو وہ دو سال خاموش رہتا ہے۔ بولتا نہیں صرف سنتا ہے۔ دو سال بعد وہ ابا جی کہتا ہے، اماں بھی کہتا ہے اور اللہ عزوجل بھی کہتا ہے۔ اس قدر خوبصورت بولتا ہے کہ بڑے بڑے زباندان، عالم حیران رہ جاتے ہیں۔ وہ بچے کی زبان کو سمجھ نہیں سکتے اور ان کی نقل نہیں کر سکتے۔ اس لیے کچھ عرصہ خاموشی سے سنو زبان بند رکھو۔ سننے کا وقت ہے، سیکھنے کا وقت ہے، سنو اور سیکھو۔ جب حکم ہو تو بولو۔

مرغی اکیس دن انڈوں کو پروں کے نیچے رکھتی ہے اور حرارت پہنچاتی ہے۔ آخر مقررہ وقت پر چوزے نکلتے ہیں۔ اس عرصہ میں مرغی انڈوں کو حرارت پہنچاتی ہے۔ ان کی حفاظت کرتی ہے۔ انہیں ہوا لگنے نہیں دیتی۔ مقررہ وقت پر چوزے نکلتے ہیں۔ اگر ان انڈوں سے مقررہ وقت سے پانچ منٹ پہلے بھی بچے نکالنے کی کوشش کی جائے تو یہ بچے مر جائیں گے۔ (یہاں حضور مدظلہ کا اشارہ کسی پیر بھائی کی طرف تھا) آخر میں حضور غریب نواز مدظلہ نے فرمایا معاملات زندگی میں اجتہاد (کوشش) لازمی ہے۔ معاملات کا دارومدار اجتہاد پر نہیں بلکہ رحمت پر اور کرم پر ہے لیکن اجتہاد بھی لازمی ہے۔

قریباً ۱۱-۳۰ بجے حضور غریب نواز مدظلہ نے اجازت عام فرمائی۔ الحمد لله علی ذلك

مجلس نمبر ۴۹

۱۴۰۴ھ ماہ ربیع الاوّل کی تیرہ تاریخ

انیس دسمبر ۱۹۸۳ء بروز سوموار

حضور غریب نواز مدظلہ کی خدمت اقدس میں حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔ حضور غریب نواز مدظلہ محل پاک کی چھت پر تشریف فرما تھے۔ آپ کے اردگرد شمع محمدی ﷺ کے پروانے ہاتھ باندھے بیٹھے تھے۔ کچھ طالب علم بھی حاضر خدمت تھے اور فیضیاب ہو رہے تھے۔ حضور غریب نواز مدظلہ نے طالب علموں سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ تصور بہت عظیم شے ہے۔ بات توجہ کی ہے۔ اگر مکمل توجہ مرکوز ہو جائے تو سب کچھ حاصل ہو جاتا ہے۔ مثلاً فلم دیکھنے جاتے ہیں۔ نور جہاں کا گانا سنتے ہیں۔ فلم دیکھنے کے بعد واپس چلے آتے ہیں لیکن آنکھوں کے سامنے وہی نقشہ گھومتا رہتا ہے۔ گانے کے بول خود بخود لبوں پر آ جاتے ہیں۔ نور جہاں کی آواز ہو بہو نقل اتاری جاتی ہے۔ حتیٰ کہ درمیان میں کوئی فرق نہیں رہتا۔ اس آواز میں اور نور جہاں کی آواز میں کوئی فرق محسوس نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن جب پڑھنے کے لیے کالج آتے ہیں تو سبق یاد نہیں ہوتا۔ یہ کہا جاتا ہے کہ یادداشت کمزور ہے۔ اگر یادداشت کمزور ہے تو پھر نور جہاں کی آواز کی ہو بہو نقل کیسے کی جاتی ہے۔ یہ فرق توجہ کی وجہ سے ہوتا ہے، دلچسپی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ سبق توجہ سے نہیں پڑھا جاتا۔ بلکہ توجہ تقسیم ہو جاتی ہے۔ کبھی ایک دوسرے کو چھیڑنے کی طرف دھیان ہے۔ کبھی خیال کدھر منتقل ہوا۔ کبھی کدھر۔ نتیجتاً توجہ کی کمی کی وجہ سے سبق یاد نہیں ہوتا۔ لیکن جب فلم میں گانا سنا جاتا ہے تو مکمل توجہ گانا سننے میں لگی ہوتی ہے۔ اس مکمل توجہ کی وجہ سے فلمی گانے کی ہو بہو نقل ذہن پر منتقل ہو جاتی ہے اور یہ گانا اس طرح چمٹتا ہے کہ ہر وقت یہی گایا جاتا ہے۔

اہل یورپ نے سیاہی سے ایک علم نکالا ہے جسے ہپناٹزم کہتے ہیں۔ اس علم کا بنیادی نکتہ بھی ارتکاز توجہ ہے۔ ایک سیاہ نکتے پر توجہ مرکوز کی جاتی ہے اور باطنی صلاحیتیں اجاگر کی جاتی ہیں۔

جب انسان کو پیدا کیا جاتا ہے تو اس کے ساتھ ایک بالکل اس جیسا اور انسان پیدا کیا جاتا ہے جو ہمہ وقت اس انسان کے ساتھ رہتا ہے لیکن نظر نہیں آتا۔ یہ ہو بہو اس انسان کی نقل ہوتا ہے۔ اس کی طرح بولتا ہے۔ اس کی طرح باتیں کرتا ہے۔ اس کی طرح چلتا ہے۔ بعض عامل قسم کے لوگ اسے بذریعہ عمل قابو کر لیتے ہیں۔ اس ہمزاد میں اتنی طاقت ہوتی ہے کہ یہ پہاڑ کو ہاتھ پر اٹھا سکتا ہے۔ یہ بجلی سے بھی زیادہ تیزی سے کام کرتا ہے۔ لیکن ہمزاد کو قابو کرنا اور اس سے کام لینا عاملوں کا کام ہے، کاملوں کا نہیں۔

جب کوئی انسان حضوری ہوتا ہے اور اسے حضور ﷺ کی کچہری سے ولایت ملتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس صاحب ولایت کی شکل کا فرشتہ پیدا فرماتا ہے۔ جسے ''تصور'' کہتے ہیں۔ تصوف میں طالب کو سب سے اہم دیا جانے والا درس ''تصور'' کا ہے۔ ابتداء میں جب تصور کی مشق کی جاتی ہے یہ کبھی نظر آتا ہے کبھی نہیں لیکن ایک وقت ایسا آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کرم سے اور اپنے پیر کی نظر سے حقیقی تصور بھی آ جاتا ہے۔ یہ تصور آنکھیں کھولنے کے بعد بھی نظر آتا رہتا ہے اور ہر وقت ذہن پہ چھایا رہتا ہے۔ یہی تصور چلتا رہتا ہے۔ ایسے انتظامات کرتا رہتا ہے۔ جس سے لوگ فقیر کے پاس آتے رہتے ہیں۔ یہ ایسے کام کرتا ہے جس کی خود (فقیر) کو بھی خبر نہیں ہوتی۔ مثلاً فریدی کا ایک خط آیا ہے۔ فریدی بڑا معتقد بچہ ہے۔ فوج میں ملازم تھا۔ بغیر اطلاع کئے فوج سے چلا آیا ایک سال کہیں چھپا رہا۔ اس کے بعد میرے پاس چلا آیا۔ اس نے میری بدنی خدمت بہت کی ہے۔ تین سال تک مسلسل خدمت کرتا رہا ہے۔ اس جتنی خدمت آج تک کوئی نہیں کر سکا۔ ایک دن میں نے اس سے کہا! جاؤ جا کر پیش ہو جاؤ۔

اس نے پوچھا! پیش ہو جاؤں؟

میں نے کہا! ہاں پیش ہو جاؤ۔

فریدی چلا گیا۔ پیش ہونے سے پہلے اپنے گھر گیا اور اپنی والدہ سے کہنے لگا کہ مجھے میرے صاحب کا حکم ہوا ہے کہ تم جا کر فوجی عدالت میں پیش ہو جاؤ۔ اس لیے میں پیش ہو رہا ہوں۔ وہاں فریدی کے گھر ان کا کوئی رشتہ دار بیٹھا تھا۔ اس نے کہا جس کرنل کے پاس تمہیں پیش ہونا ہے اس کے پیر صاحب کالج میں پرنسپل ہیں۔ تم ان کے پاس جاؤ۔ اگرچہ انہوں نے کبھی کسی کی سفارش نہیں کی لیکن اگر وہ تمہاری سفارش کر دیں تو پھر تمہارا مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔ فریدی اس کرنل کے پیر صاحب کے پاس چلا گیا اور تمام واقعہ کہہ ڈالا۔ اور سفارش کے لیے کہا۔ یہ سنتے ہی پیر صاحب غصے کی شدت سے کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے تمہیں کس نے بھیجا ہے؟

فریدی نے جواب دیا! مجھے میرے پیر صاحب نے بھیجا ہے۔

یہ سنتے ہی وہ پیر صاحب ششدر رہ گئے اور فوراً بیٹھ گئے۔ انہوں نے کرنل کے نام سفارشی رقعہ لکھا۔ اس رقعے کی نقل فریدی نے مجھے دکھلائی ہے۔ اس رقعے میں پیر صاحب نے یہ لکھا!

''میں نے آج تک تم سے کسی کی سفارش نہیں کی۔ پتہ نہیں اس جوان میں کیا بات ہے کہ میں سخت متاثر ہوا ہوں۔ میں اس کی سفارش کرتا ہوں۔ تم اس کے ساتھ ویسا ہی سلوک کرو جیسا کہ تم اپنے بیٹے سے کر سکتے ہو۔''

فریدی یہ رقعہ لے کر اس کرنل کے پاس گیا اور کرنل کو یہ رقعہ دکھایا۔ کرنل نے رقعہ پڑھا اور فریدی کو پندرہ دن بعد پیش ہونے کو کہا۔ پندرہ دن بعد فریدی پیش ہوا تو اس کرنل نے جرم کی سزا معاف کر دی اور اس کا عہدہ بڑھا کر اسے لانس نائیک کے عہدہ پر فائز کر دیا۔

فریدی کا ایک خط بھی آیا ہے جس میں وہ لکھتا ہے کہ میرا عہدہ بڑھا کر مجھے نائیک بنا دیا گیا ہے اس کے علاوہ وہ خط میں لکھتا ہے کہ آج صبح چار بجے میں نے خواب دیکھا ہے کہ دربار عالیہ رحمٰن شریف سے نور کی ایک سیڑھی عرش معلیٰ تک جا رہی ہے۔ آپ اس سیڑھی کے ذریعے عرش معلیٰ پر تشریف لے گئے ہیں۔ پھر آپ وہاں سے واپس تشریف لے آتے ہیں۔ آپ ان سیڑھیوں کے درمیان پہنچتے ہیں تو درمیان میں سیاہ پردہ حائل ہو جاتا ہے۔ آپ پاؤں مبارک اس پردے پر دے مارتے ہیں تو یہ پردہ چھٹ جاتا ہے اور آپ مجھے حکم فرماتے ہیں کہ ''فریدی لوگوں میں لنگر پاک تقسیم کرو۔''

میں لوگوں میں لنگر پاک تقسیم کر رہا ہوں کہ میری آنکھ کھل جاتی ہے۔

اس کے بعد حضور غریب نواز مدظلہ نے فرمایا! بات یقین کی ہے، عقیدے کی ہے۔ جو پیر کو آزمائش میں رکھے۔ جو پیر کا امتحان لیتا رہے اس کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کو حکم ہوا تو آپ نے ایک جگہ ڈیرہ لگایا۔ وہاں لوگوں کا ہجوم ہو گیا۔ آپ نے وہاں سے کوچ کیا اور ایک اور جگہ جا ڈیرہ لگایا۔ وہاں بھی لوگ اکٹھے ہو گئے۔ آپ ہجوم خلائق سے بچنا چاہتے تھے۔ اس لیے آپ وہاں سے بھی چل پڑے اور غیاث پور میں داخل ہوئے۔ وہاں آپ نے ایک مسجد میں رہائش اختیار کی۔ یہ مسجد انتہائی ویران تھی۔ یہاں ایک گیدڑی اپنے بچوں سمیت رہتی تھی۔ یہاں بھی بے پناہ ہجوم خلائق ہوا۔ لاتعداد لوگ آپ کے ہاتھوں بیعت ہوئے۔ فوجی بھی بیعت ہوئے اور فوجیوں نے یہاں اپنی چھاؤنی قائم کر لی۔ ایک رات آپ نے وہاں سے بھی کوچ کرنے کا ارادہ کیا۔ آپ نے اپنا بستر باندھا۔ آپ چلنے کو تھے کہ ایک مست قلندر وہاں ظاہر ہوا اور کہنے لگا۔

''آں روز کہ ماہ شدی نمی دانستی کہ انگشت نمائے عالمے خواہی شد''

''جس دن تمہیں چاند بنایا گیا تھا تو تجھے معلوم نہیں تھا کہ پوری دنیا تم پہ انگلیاں اٹھائے گی۔'' اکبر الہ آبادی نے اس مضمون کے اپنے اس شعر میں خوب بیان کیا ہے۔

کہیں چھپتا ہے اکبر پھول پتوں میں نہاں ہو کر　نگاہیں کاملوں پر پڑ ہی جاتی ہیں زمانے کی!

درویش کے ساتھ کوئی ایسی شے ہوتی ہے جو کہ لوگوں کو کشش کرتی رہتی ہے۔ یہ کشش ربانی ہے۔ اسی کشش ربانی کے باعث ہجوم خلائق رہتا ہے۔ اس کے علاوہ وہ فرشتہ جس کی تخلیق اسی وقت ہوتی ہے جب ولایت عطاء کی جاتی ہے، وہ بھی چلتا رہتا ہے۔ یہ فرشتہ

''تصور'' کا مرکزی کردار ہے اور یہ مختلف افعال سرانجام دیتا ہے۔

قریباً پونے پانچ بجے حضور غریب نواز مدظلہ محل پاک کی چھت سے نیچے تشریف لے آئے اور حجرہ مبارک میں تشریف فرما ہوئے آپ نے فرمایا! درویش دنیاوی کام آٹے میں نمک کے برابر سرانجام دیتا ہے لیکن تم دنیاوی کام آٹے کے برابر کرو اور اس کے ساتھ ذکر الٰہی عزوجل بھی کرو، نمک کے برابر ہی کیوں نہ ہو۔ تصور کی مشق کیا کرو۔ تصور کو ''سلطان الاذکار'' کہتے ہیں۔ اسے ''اسم ذات'' بھی کہتے ہیں۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ وظائف اور ذکر وفکر شیطان پر حملہ کرنے کے مترادف ہیں۔ شیطان پر حملہ کیا جائے تو صاف ظاہر ہے کہ شیطان بھی مقابلہ کرے گا۔ آپ طاقتور ہیں تو جیت جائیں گے۔ لیکن ''سلطان الاذکار'' ایسا وظیفہ ہے کہ گویا کوئی آدمی آنکھیں بند کئے دوسری طرف منہ کر کے بیٹھا ہے اور آپ کلہاڑی سے اس کے سر پر وار کر دیتے ہیں۔ اس وظیفہ سے شیطان پر حملہ بالکل اسی مثال کے مطابق ہوتا ہے اور اسی طرح مؤثر ہوتا ہے۔

اس کے بعد حضور غریب نواز مدظلہ نے فرمایا جب کوئی شخص بیعت کرتا ہے تو اسے عطا ہوتی ہے۔ عطا ایسی نعمت ہوتی ہے جو کہ بغیر محنت، خدمت اور جستجو کے عطا ہوتی ہے۔ عموماً سو میں سے اسّی لوگوں کو عطا پہلے وقت ہی ہو جاتی ہے۔ باقی لوگ جو رہ جاتے ہیں انہیں عطا بعد میں ہوتی ہے۔ یہ امر ربی ہوتا ہے۔ شیخ کریم کی کوشش ہوتی ہے کہ انہیں بھی جلد جلد عطا ہو۔ عطا کے بعد وہ فرد محبت کی وادی میں داخل ہوتا ہے۔ اس وقت وہ تنقید کی نگاہ سے نہیں دیکھتا۔ اسے خوبیاں ہی خوبیاں نظر آتی ہیں۔ لیکن جب وہ اپنے شیخ کریم کی ذات کو ناقدانہ نگاہ سے دیکھنے لگے تو وہ سمجھ لے کہ اس کے عشق میں کمی آ گئی ہے اور وہ تنزلی کا شکار ہے۔ جب طالب محبت کی وادی سے فنا کی وادی میں داخل ہوتا ہے تو اس کے خدوخال تبدیل ہو جاتے ہیں۔ جس طرح پلاسٹک سرجری کے فن سے خدوخال تبدیل ہوتے ہیں اسی طرح فقیر بھی خدوخال تبدیل کر دیتا ہے۔ اب اس کی شکل اپنے والدین کے مشابہ نہیں رہتی بلکہ اپنے شیخ کریم جیسی ہو جاتی ہے۔ مثلاً ارشاد صاحب (باوا چک والے) کی طرف دیکھیں ان کے خدوخال واضح طور پر تبدیل ہو گئے ہیں۔

فقیر کے پاس جب بھی کوئی آتا ہے غرض کی زنجیر سے بندھا ہوا آتا ہے۔ تو فقیر کے پاس بے غرض آ کے تو دیکھ۔ بغیر کسی مطلب کے، بلاغرض حاضری دے کے دیکھ پھر دیکھ فقیر کا مقام کیا ہے؟

قریباً سوا پانچ بجے شام نماز مغرب ادا کی گئی۔ نماز مغرب کی ادائیگی کے بعد اجازت عام ہوئی۔ الحمد لله على ذلك

مجلس نمبر ۵۰

۱۴۰۴ھ ماہ ربیع الاوّل کی چودہ تاریخ

بیس دسمبر ۱۹۸۳ء بروز منگل وار

حضور غریب نواز مدظلہ کی خدمت اقدس میں حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔ حضور غریب نواز مدظلہ نے بہت کرم فرمایا۔ آپ نے فرمایا رات مولوی صاحب کاٹن مل والے جو کہ نیم مستوار ہیں بیٹھے رہے۔ رات ڈیڑھ بجے تک قوالی ہوتی رہی۔ بہت لطف آیا۔ خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام مبارک نے مجھے بہت متاثر کیا۔

نمی دانم کہ آخر چوں دم دیدار می رقصم
مگر نازم بایں ذوقے کہ پیش یار می رقصم

تو ہر جا می سرائی نغمہ دہر بار می رقصم
بہر طرزے کہ می رقصا نیم اے یار می رقصم

بیا جاناں تماشہ کن کہ ور انبوہ جاں بازاں
بصد سامان رسوائی سر بازار می رقصم

تواں قاتل کہ از بہر تماشا خون من ریزی
من آں بسمل کہ زیر خنجر خوں خار می رقصم

خوشا رندی کہ پامالش کند صد پارسائی را
زہے تقویٰ کہ من باجبہ و دستار می رقصم

اگرچہ قطرہ شبنم نہ پوئد سر خارے منم آں قطرہ شبنم بنوک خار رقصم
منم عثمان ہارونی کہ یار شیخ منصورم
ملامت می کند خلقے کہ من برادارمی رقصم

(خواجہ عثمان ہارونی چشتی رحمۃ اللہ علیہ)

پھر آپ نے فرمایا یہ کلام بھی مجھے بہت پسند ہے۔

نمی دائم چہ منزل بود شب جائے کہ من بودم بہرسو رقص لبمل بود شب جائے کہ من بودم
پری پیکر نگارے سرو قدے لالہ رخسارے سراپا آفت دل بود شب جائے کہ من بودم
رقیباں گوش برآواز او در ناز اومن ترساں سخن گفتن چہ مشکل بود شب جائے کہ من بودم
خدا خود میر مجلس بود اندر لامکان خسرو محمد ﷺ شمع محفل بود شب جائے کے من بودم

(حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ)

اس کے بعد آپ نے فرمایا! ابا جی حضور بہت متوکل تھے۔ایک دفعہ ماہ رمضان میں تنگی ہوئی۔گھی کی اشد ضرورت تھی اور کوئی انتظام نہیں تھا۔ابا جی حضور کا ایک دوست تھا جو بہت اچھا آدمی تھا۔وہ نہایت معتقد آدمی تھا۔تحصیل پھالیہ ضلع گجرات میں رہتا تھا۔ان دنوں ہماری رہائش بھلوال تھی۔وہ آدمی ''پھالیہ'' سے پیدل پاکپتن شریف حاضری دیتا تھا۔اور وہاں ابا جی حضور کی خدمت اقدس میں رقم نذر کرتا تھا۔وہاں سے پیدل دہلی جاتا تھا۔ہر سال اس کا یہی معمول تھا۔ابا جی حضور نے سوچا اس کے پاس چلتے ہیں۔اس سے ادھار کر کے گھی اس سے لے آؤں گا۔یہ سوچ کر ابا جی حضور چل پڑے۔آپ ٹرین پر سوار ہوئے۔سفر شروع ہوا۔دوران سفر ذہنی کشمکش شروع ہوگئی۔دل سے آواز آئی جارہا ہے ناں کسی اور کے پاس تیرا توکل تو ختم ہوا۔سوچا کہ ادھار لینے جارہا ہوں۔اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔رقم اسے ادا کردوں گا۔آواز آئی کہ رقم تو خواہ ادا کردے لیکن تیرا روزہ ٹوٹ جائے گا۔مانگنا تو غیر سے ہی ہوگا۔یہ سوچ کر آپ نے سفر کا ارادہ ترک کیا۔ملکوال اسٹیشن پر اترے اور واپس بھلوال چلے آئے۔بھلوال اسٹیشن سے چار پانچ میل دور ہمارا ڈیرہ تھا۔اسٹیشن سے کچھ دور ایک زمیندار رہتا تھا۔جو کہ آپ کا بہت معتقد تھا۔آپ نے سوچا چلو رات اسی کے پاس بسر کرتے ہیں اس سے اس کی یہ خواہش پوری ہوجائیگی۔آپ اس زمیندار کے ڈیرے پر تشریف لے گئے۔زمیندار آپ کو دیکھ کر بہت خوش ہوا۔اس نے آپ کی خوب خدمت کی۔جب صبح آپ چلنے لگے تو اس نے ایک بھینس جس کا بچہ چار پانچ دن کا تھا آپ کی خدمت میں پیش کی۔گلے میں کپڑا ڈال کر اور ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوگیا۔عرض کیا حضور میری طرف سے یہ نذرانہ قبول فرمائیں۔ابا جی حضور نے فرمایا! بھئی میں تمہارے گھر اس غرض سے تو نہیں آیا۔اس زمیندار نے عرض کیا حضور میں نے منت مان رکھی تھی کہ جب آپ یہاں تشریف لائیں گے تو بھینس آپ کو نذر کروں گا۔یہ کہہ کر اس نے بھینس اور اس کا بچہ ساتھ لیا اور چل پڑا۔نوکر سے اس نے کہا کہ چارہ، درانتی، رسی، کلّا اور بھینس کیلئے دیگر لوازمات لے کر چھکڑے پر پیچھے چلے آؤ۔

آپ نے گھی کے سلسلہ میں توکل اختیار کیا تو صاحب نے گھی کی ماں آپ کے در پر باندھ دی۔درویش کی شان کا کوئی اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔درویش کا مقام بعید از فہم ہے۔میں درویش تو نہیں۔ہاں البتہ صحیح درویشوں کی صحبت میسر رہی ہے۔جس کی وجہ سے یہ سب کچھ ہے۔صاحب کے کرم پر تو مجھے مکمل یقین ہے۔مجھے ڈر ہے تو اپنی کمزوریوں کا۔میں اپنی کمزوریوں سے ڈرتا ہوں ڈر ہے کہ کہیں میری کمزوریاں میری راہ کی رکاوٹ نہ بن جائیں۔

اس دوران آپ کی خدمت اقدس میں دو مولوی صاحب حاضر ہوئے۔ان میں سے ایک مولوی صاحب نے عرض کیا کہ مولوی اور فقیر میں کیا فرق ہے؟ آپ نے فرمایا! علماء حضرات قابل احترام ہیں۔پہلے زمانے میں علماء ہی اولیاء ہوتے تھے۔وہ ظاہری علوم کے ساتھ ساتھ باطنی علوم بھی حاصل کرتے تھے اور ان کا عمل بہت زیادہ تھا۔اس لیے یہ عالم اولیاء نہایت افضل تھے لیکن آج کل علماء حضرات عمل کی طرف توجہ نہیں دیتے۔علماء کے پاس تھیوری زیادہ ہوتی ہے اور پریکٹیکل کم جبکہ فقیر کے پاس تھیوری کم ہوتی ہے اور پریکٹیکل زیادہ۔

علماء بہت قابل احترام ہیں۔لیکن وہ علماء جن کا اپنے علم پر عمل بھی ہے افضل ہیں۔ایک دن ابا جی حضور فرما رہے تھے کہ ہر شہر میں، ہر قریہ میں ایک صاحب ولایت ہوتا ہے۔اس وقت میرا بچپن کا دور تھا فوراً پوچھ بیٹھا کہ فیصل آباد (لائلپور) کا صاحب ولایت آدمی کون ہے؟ ابا جی حضور نے فرمایا مولانا سردار احمد۔ابا جی حضور عموماً ایسی باتیں بیان نہیں فرماتے تھے۔لیکن بعض اوقات خاص حالات میں کوئی بات بتا بھی دیا کرتے تھے۔مجھے جب لائلپور (فیصل آباد) کے صاحب ولایت کا پتہ چل گیا تو دل میں شوق پیدا ہوا کہ ان کی زیارت کروں۔ایک جمعہ کو میں مولانا سردار احمد مسجد واقع جھنگ بازار پہنچا۔میرے ہمراہ دو تین سنگی بھی تھے۔اس وقت یہ مسجد زیر تعمیر تھی۔صرف تالاب والا حصہ بنا تھا۔جمعہ کا خطبہ قریباً پڑھا جا چکا تھا۔لوگوں کا ہجوم وہاں جمعہ پڑھنے کے لیے حاضر تھا۔ہمیں آخری صف میں جگہ ملی اس لیے ہم وہیں بیٹھ گئے۔وہیں بیٹھ کر میں نے باطنی طور پر حضرت مولانا سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ یہ تو مجھے پتہ چل چکا ہے کہ آپ شہر کے صاحب ولایت آدمی ہیں لیکن میں کوئی علامت چاہتا ہوں۔میرا یہ کہنا تھا کہ اس وقت میرے اور مولانا سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان بیٹھے ہوئے لوگ آگے سے ہٹ گئے اور آپ کا چہرہ اس طرح نمایاں ہوا کہ جیسے بدلی سے چاند۔

الیکشن کے دنوں میں ایک پیر صاحب نے مجھے اغوا کروالیا۔ان کے بھیجے ہوئے آدمی آئے اور کسی کام کے بہانے مجھے کار میں بٹھا کر لے گئے۔جب خالصہ کالج سے آگے نکلے تو انہوں نے مجھے گھورنا شروع کر دیا۔انہوں نے مجھ پر اعتراضات کئے۔مجھ سے کچھ سوالات کئے۔میں ان سوالات کے جوابات دیتا رہا جس کے جواب میں مجھے تلخ باتیں سنائی گئیں میں نے حضور پیر سیال رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں مدد کے لیے عرض کیا۔فوراً حضور پیر سیال رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے آئے۔آپ کو دیکھا تو میں مطمئن ہو گیا کہ صاحب ساتھ ہیں۔فکر کی کوئی بات نہیں۔وہ لوگ مجھے اس پیر کے پاس لے گئے۔جنہوں نے مجھے اغواء کروایا تھا۔اس پیر صاحب نے مجھ سے پوچھا تمہیں ناظم اعلیٰ کس نے بنایا ہے؟

میں نے جواب دیا! حضور شیخ السلام۔۔۔۔

وہ کہنے لگے! وہ کون ہوتے ہیں ناظم اعلیٰ مقرر کرنے والے۔فیصل آباد میں میرے ۵۰ سے ۶۰ ہزار مرید ہیں۔یہاں میرا حکم چلتا ہے۔میں یہ ہوں، میں وہ ہوں یہ کہہ کر اس پیر صاحب نے مخالف گروپ کو فون کر دیا۔مخالف گروپ کے لوگ بھی وہاں پہنچے۔

ابھی وہ پہنچے ہی تھے کہ پیر صاحب کو کوئی فون آیا۔فون سنتے ہی وہ پیر صاحب سخت پریشان ہوئے فوراً کار نکالنے کا کہا اور چل پڑے۔جب وہ چلنے لگے تو میں نے آگے ہو کر کہا! ہمارا فیصلہ تو کرتے جائیں۔

انہوں نے جواب دیا! میں کئی سال کانگریس میں رہا ہوں۔میں خوب جانتا ہوں کہ فیصلہ کیسے کیا جاتا ہے۔

اس واقعہ کے بعد حضور غریب نواز مدظلہ نے ایسا انتظام فرمایا کہ تمام الیکشنوں میں وہ پیر صاحب میری رائے کے مطابق چلتے رہے اور یہ کہتے رہے کہ سب کام تمہارے کہنے کے مطابق ہوں گے بعد میں حضور پیر سیال شیخ السلام کریم رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے واقعہ دریافت فرمایا۔میں نے تفصیلاً سب باتیں آپ کی خدمت میں عرض کیں۔آپ یہ باتیں سن کر بہت محظوظ ہوئے جب تک میں یہ باتیں سناتا رہا آپ تبسم فرماتے رہے۔

جب میں نے حضور شیخ السلام کریم کی خدمت میں تمام واقعہ عرض کیا اور بتایا کہ وہ پیر صاحب کہتے تھے کہ میرے اتنے مرید ہیں۔میں یہ ہوں۔میں وہ ہوں تو آپ نے فرمایا! ''سبحان اللہ عزوجل''

قریباً نو بجے بندہ کو اجازت عطا ہوئی۔ الحمد لله علی ذلك

جلد اول یہاں مکمل ہوئی۔انشاء اللہ عزوجل جلد ہی ''جلد دوم'' پیش کی جائے گی۔جس میں حضور غریب نواز دامت برکاتہم العالیہ کے مزید ملفوظات پیش کئے جائیں گے۔دعا گو ہوں کہ

مری زبان قلم سے کسی کا دل نہ دکھے کسی سے شکوہ نہ ہو زیر آسماں مجھ کو

تمت باالخیر